علمِ اول سے مراد احادیث ہین اور علمِ ثانی سے یا تو اخبارِ فتن[1] یا علم اسرار مراد ہی جو محفوظ عن الاغیار اور علمار باللہ اہلِ عرفان و مشاہدات کیلئے خاص ہی جو نتیجہ شریعت ہی۔ وہی لوگ اوسکو پاتے ہین۔ جو مجاہدات کی دریامین غوطہ لگاتے ہین۔ اور انہین کو یہ علم ہوتا ہی جو انوارِ مشاہدات سے برگزیدہ کئے جاتے ہین۔ گو بطریقِ قوم اگر اس استدلال مین کلام ہو تو کیا مضایقہ اسلئے کہ شریعت مین اونکے لئے دلائلِ قطعی بہت سے موجود ہین۔ جس نے تامل و غور اور باطنی نور سے اخبار و آثار کی تلاش کی تو میرے کلام کی سچائی اوسپر ظاہر ہو جائیگی۔ مختصراً۔ امام[2] غزالی فرماتے ہین کہ جس شخص کے دل مین تھوڑیسی چیزین بطریقِ الہام[3] منکشف ہوجائین تو وہ بجہتِ صحتِ طریق کے عارف کہلائیگا اشیاء ہلو یہہ بات کبھی نہ معلوم ہو تو اوسکو اسپر ایمان چاہئے۔ کیونکہ درجۂ معرفت آدمی مگر علمِ جبلّی ہی اور اسکے لئے دلائلِ شرعی اور تجربہ اور حکایات موجود ہین دلائل یہہ ہین

[1] بعضون نے کہا کہ ظالمون کے نام تبلانے سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خوف فرماتے تھے لیکن یہ کوئی بات نہین کیونکہ صحابہ کی شان لا یخافون لومۃ لائم اور کلمۂ حق عند سلطان جائر ہی یعنے کسی بدگو کی بدگوئی کا نہ خیال کرنا اور بادشاہِ ظالم سے حق بات کہدینا چنانچہ ظالم حاکمون سے جو صحابہ نے گفتگو کی ہی تاریخات اوس سے ملو ہین ۱۲

[2] جلد سوم [3] الہام کی تعریف اور اوسکا بیان اگر خدا چاہے تو سورۂ مریم مین ہوگا لیکن اسقدر جان لینا چاہئے کہ الہام کا باعتبار مورد کے جداگانہ معنی ہوتا ہے یعنے اگر ولی کو ہو تو الہام نبی کو ہو تو وحی جیسے خرق عادت مین بھی یہی تمیز ہے ولی سے ہو تو کرامت ہے نبی سے ہو تو معجزہ۔ بعضے نافہم ان دونون مین فرق نکرکے کرامت و الہام دونون کے منکر ہوگئے ہداہم اللہ الی سواء الطریق۔ واذاقہم حلاوۃ التحقیق ۱۲

اللہ تعالی فرماتا ہی وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا جس نے ہمارے واسطے
محنت کی ہم اوسکو اپنے رستے دکھاوینگے۔ یعنے حکمت کا ظہور قلب سے بسبب دوام عبادت
کے بے تعلم بطریق کشف والہام کے ہوتا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ؎۱ مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَهُ اللّٰهُ عِلْمَ مَا لَمْ يَعْلَمْ یعنے جو شخص اپنے علم کے بموجب عمل کرتا ہے
تو اللہ تعالی اون اشیاء کا علم اوسکو عنایت کرتا ہی جو اوسکو نہ معلوم ہون۔ اور اللہ تعالے
فرماتا ہی وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ اور جو کوئی اللہ سے
ڈرتا رہے تو وہ اوسکے لیے کوئی راہ نکالدے اور جہان سے اوسکو خیال نہو وہان سے
اوسکو روزی دے۔ (روزی عام ہی یعنے اشکالات اور شبہات سے مخرج نصیب ہوتا
ہی اور علم وفطانت بدون تعلم وتجربہ کے عنایت ہوتا ہی۔ اور فرمایا یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا اسمین فرقان سے مراد نور ہی کہ جس سے حق
مین فرق کرے اور شبہات بھی نکل جاوے۔ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر مین
اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ شرح صدر کے معنی پوچھے
گئے تو ؎۲ فرمایا کہ اس سے غرض فراخی ہی یعنے جب نور دل مین عنایت کیا جاتا ہی تو اوسکے
لیے سینہ کھل جاتا ہی۔ اور آپنے ؎۳ حضرت ابن عباس کیلیے دعا مانگی اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ

؎۱ ابو نعیم حلیہ مین ؎۲ حاکم مستدرک مین ؎۳ بخاری ومسلم ۱۲-

وَعَلِّمْهُ التَّاْوِيْلَ الٰہی اوسکو دین کی سمجھ عنایت فرما اور معانی کی تعبیر سکھلا۔ اور حدیث ؎۱
مین ہی اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ مؤمن کی فراست سے ڈرتے رہو کہ وہ
اللہ کے نور سے دیکھتا ہی اور اسکیطرف اشارہ ہی اس آیت مین اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ؎۲ اور اسمین کہ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ؎۳ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ فَعِلْمٌ بَاطِنٌ فِي الْقَلْبِ فَذٰلِكَ هُوَ الْعِلْمُ النَّافِعُ یعنے علم کے
دو قسم ہین اور علم باطن قلب مین ہی اور وہی علم نافع ہی۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
نے وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ کے بعد وَلَا مُحَدَّثٍ بھی پڑھا ہی غرض کہ محدث
اوسکو کہتے ہین جس پر الہام ہو۔ اور الہام والا وہ شخص ہی کہ جس پر باطن قلب سے انکشاف
اشیاء ہو محسوسات خارجی کی حاجت نہ ہو (اگرچہ لفظ محدث قرائت متواتر نہین
مگر علما کے نزدیک قرائت غیر متواتر خبر مشہور کا حکم رکہتی ہی) اگر سب آیات واحادیث
جو اس باب مین وارد ہین لکھے جائین تو بیشمار ہوجائین اور صحابہ اور تابعین اور بعد
کے لوگون کو بھی الہام ہوا ہی پھر امام غزالی نے صحابہ اور اولیاء کے الہامات کا ذکر
فرمایا ہی فقیر چاہتا ہی کہ اس علم باطن یعنے تصوف کی شرح بسط سے لکھے گو بعض
ناظرین تفسیر کو اس سے لطف نہ حاصل ہو تو نہو کیونکہ مین اس گروہ پاک کی خادمی سے

؎۱ ترمذی ؎۲ بیشک اسمین نشانیان ہین خیال کرنیوالونکے لیے ؎۳ ہمنے واسطے اون لوگونکے نشانیان بیان کین جنکو یقین ہے

مشہور ہون اور اس تفسیر کا نامِ معروف بھی کشف القلوب ہی ہی۔

تعریف تصوف

تصوف[1] وہ علم ہی کہ جو ظاہر ہوتا ہی ذوقِ عبادت سے جس سے جانا جاتا ہی احوالِ
تزکیۂ نفس یعنے اوسکی تطہیر اور تصفیۂ اخلاق یعنے اخلاق کو کدورتِ خواہشات
وعادات سے پاک کرنا اور تعمیرِ ظاہر و باطن یعنے اعضا سے عبادات اور قلب سے
دوامِ مراقبات تا سعادتِ ابدیہ حاصل ہوونے یہی اوس علم کا ثمرہ اور غایت ہی
اور موضوع اوسکا وہی تزکیہ و تصفیۂ سابق ہی۔ اور اوسکے مسائل کتبِ تصوف
مین موجود ہین۔ کشف الظنون مین علمِ تصوف کی تعریف ابن صدر الدین سے
اس طرح لکھی ہی۔ هُوَ عِلْمٌ يُعْرَفُ بِهِ كَيْفِيَّةُ تَرَقِّي اَهْلِ الْكَمَالِ مِنَ النَّوْعِ الْاِنْسَانِي
فِي مَدَارِجِ سَعَادَاتِهِمْ وَالْاُمُورُ الْعَارِضَةُ لَهُمْ فِي دَرَجَاتِهِمْ بِقَدْرِ الطَّاقَةِ الْبَشَرِيَّةِ اور
اون درجات و مقامات کی کیفیت جیسی کہ چاہئے بیان کرنا غیر ممکن ہی کیونکہ عبارات
اونہین معانی کیلئے وضع کئے گئے ہین جو لغت والونکی سمجھ مین آسکتے ہین اور جو ایسے معانی
ہون کہ اونکو وہی شخص پاتا ہی جو اپنے قوای بدن بلکہ اپنی ذات سے بھی غائب ہوتا ہے

[1] شیخ زکریا انصاری شرحِ قشیریہ مین ۱۲۔

تو پھر ایسے معانی کیلئے الفاظ کا وضع کرنا ہی غیر ممکن ہی تو وہ الفاظ سے کس طرح ادا ہونگے
جیسے معقولات کو اوہام سے اور موہومات کو خیالات سے اور تخیلات کو حواس سے نہین
پا سکتے اسی طرح جو عین الیقین سے معاینہ ہو سکتے ہین اونکو علم الیقین سے پانا غیر ممکن ہے
تو جو شخص اوسکا ارادہ رکھتا ہی تو مشاہدہ او عیان ہونیکے لئے کوشش کرے نہ یہ کہ اوسکو
بیان سے ڈھونڈہے یہ طور طورِ عقل سے پرے ہے ؎

عِلْمُ التَّصَوُّفِ عِلْمٌ لَيْسَ يَعْرِفُهُ ... اِلَّا اَخُو فِطْنَةٍ بِالْحَقِّ مَعْرُوفٌ
وَلَيْسَ يَعْرِفُهُ مَنْ لَيْسَ يَشْهَدُهُ ... وَكَيْفَ يَشْهَدُ ضَوْءَ الشَّمْسِ مَكْفُوفٌ

انتہی امام قشیری[1] فرماتے ہین کہ جن بزرگون سے تصوف کے معنی بطور اشارات
منقول ہین اونمین سے بطور اختصار کے ہم بیان کرتے ہین ابو محمد جریری نے فرمایا
اَلتَّصَوُّفُ (هُوَ) اَلدُّخُولُ فِي كُلِّ خُلُقٍ سَنِيٍّ وَالْخُرُوجُ مِنْ كُلِّ خُلُقٍ دَنِيٍّ
یعنے تصوف ہر ایک اعلیٰ خلق سے متصف ہونا اور ہر بری خصلت سے دور ہونا ہے
حضرت جنید بغدادی نے فرمایا اَلتَّصَوُّفُ هُوَ اَنْ يُمِيتَكَ الْحَقُّ عَنْكَ وَيُحْيِيَكَ بِهِ
یعنے تصوف یہ ہی کہ حق تعالیٰ تجھے تجھ سے مارے اور اپنے سے تجھے زندہ رکھے اسمین
اشارہ ہی کہ نفس کا لگاؤ اگر کچھ بھی باقی ہی تو وہ کامل صوفی نہین حسین بن منصور (حلاج)

[1] امام نے باب التصوف مین انمین سے اکثر بزرگون تک اپنی سند پہونچائی ہی ہمنے بلحاظ اختصار حذف کر دی ۱۲

فرماتے ہین اَلصُّوفِیُّ وَحْدَانِیُّ الذَّاتِ لَایَقْبَلُہٗ اَحَدٌ وَّلَا یَقْبَلُ اَحَدًا صوفی اپنی ذات سے اکیلا ہی نہ اوسکو کوئی پسند کرتا ہی نہ وہ کسی کو چاہتا ہی یعنی وہ اس طرح مشغول بحق ہی کہ غیر حق سے ملنے اور بات کرنے کی گنجایش نہین ہے ؎

فَلَیْتَ الَّذِیْ بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ عَامِرٌ ۔۔ وَبَیْنِیْ وَبَیْنَ الْعَالَمِیْنَ خَرَابٌ

میرے پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ؎

غم نہین مجھ سے اگر لاکھ زمانہ بدلے ۔۔ تم نہ بدلو مری تقدیر بدل جاتی ہے

ابو حمزہ بغدادی فرماتے ہین کہ سچے صوفی کی علامت یہ ہی کہ تونگر تھا پھر فقیر ہوگیا عزت والا تھا پھر ذلیل ہوگیا مشہور تھا پھر مخفی ہوگیا۔ اور جھوٹے صوفی کی یہ علامت ہی کہ پہلے فقیر تھا اب دنیا پیدا کرلیا پہلے ذلیل تھا اب عزت والا ہوگیا پہلے گمنام تھا اب مشہور ہوگیا۔ عمرو بن عثمان مکی نے فرمایا تصوف یہ ہی کہ جس وقت جو بہتر کام ہو اوسی مین مشغول ہونا سمنون نے فرمایا اَلتَّصَوُّفُ اَنْ لَّا تَمْلِکَ شَیْئًا وَّاَنْ لَّا یَمْلِکَکَ شَیْءٌ تصوف یہ ہی کہ تو کسی چیز کے مالک ہونیکا دعوی نہ کرے اور نہ کوئی شے تیری مالک ہوجائے رویم نے فرمایا کہ تصوف یہ ہی کہ تو اپنی ذات کو خدا کے ارادہ پر چھوڑ دے یہ بھی آپنے فرمایا کہ تصوف تین خصلتون پر مبنی ہی (۱) فقر و احتیاج اللہ کی جانب (۲) بذل و ایثار (۳) کسی طرحکا اعتراض نہ کوئی اختیار

حضرت معروف کرخی نے فرمایا اَلتَّصَوُّفُ اَلْاَخْذُ بِالْحَقَائِقِ وَالْیَاْسُ مِمَّا فِیْ اَیْدِی الْخَلَائِقِ تصوف یہ ہی کہ حقیقت پر عمل کرنا اور مخلوق کے ہاتھ مین جو کچھ ہی اوس سے مایوس ہوجانا حضرت جنید بغدادی نے فرمایا اَلتَّصَوُّفُ ذِکْرٌ مَّعَ اجْتِمَاعٍ وَّوَجْدٌ مَّعَ اسْتِمَاعٍ وَّعَمَلٌ مَّعَ اتِّبَاعٍ یعنی تصوف ذکر ہی باجماعت اور وجد باسماعت اور عمل باتباع (سنت) اور یہ بھی فرمایا کہ اَلصُّوْفِیُّ کَالْاَرْضِ یُطْرَحُ عَلَیْھَا کُلُّ قَبِیْحٍ وَّلَا یَخْرُجُ مِنْھَا اِلَّا کُلُّ مَلِیْحٍ یعنی صوفی زمین کی طرح ہی کہ ہر ایک بری چیز اوسپر ڈالدی جاتی ہی اور اوس زمین سے جو چیز نکلتی ہی وہ اچھی ہی ہوتی ہی۔ اور یہ بھی فرمایا کہ صوفی زمین کے مانند ہی جسکو نیک و بد سب روندتے ہین اور ابر کے جیسا ہی کہ ہر ایک پر سایہ افگن ہوتا ہی۔ اور بارش کی طرح ہی کہ ہر ایک کو سیراب کرتا ہی اور یہ بھی آپنے فرمایا اِذَا رَاَیْتَ الصُّوْفِیَّ یَعْتَنِیْ بِظَاهِرِهٖ فَاعْلَمْ اَنَّ بَاطِنَهٗ خَرَابٌ یعنی جب تو صوفی کو دیکھے کہ وہ اپنے ظاہر کے اہتمام مین ہی تو سمجھ لے کہ اوسکا باطن خراب ہی (کیونکہ ظاہر غیر خلق کیلئے ہی اور باطن اوسکا حق کیلئے تو جسکا اکثر خیال اسی ظاہر کی طرف ہو کہ تا لوگ اوسکو اچھا سمجھین تو پھر باطن مین کیا خاک اللہ سے لو لگیگی ہان جو شرع کے موافق عید و جمعہ مین ظاہر کی آراستگی کرتا ہی تا دین کی عظمت ہو تو حقیقت مین یہ آراستگی اپنے مولا کیلئے ہی نہ خواہش و ہوئی کیلئے) سہل بن عبد اللہ

فرماتے ہین کہ صوفی وہ ہی کہ جو اپنے خون و ملک کو مباح سمجھتا ہی۔ نوری فرماتے ہین
کہ صوفی کی یہ صفت ہی کہ نہ ہو تو سکون و اطمینان ہو اور جو ہو تو دیدالے۔ ابو علی روز
باری فرماتے ہین کہ تصوف در حبیب پر بیٹھ جانا ہی گو وہ ہزار ہانکے ؎

ہم در پہ ترے بیٹھے ہین کچھ کرکے اٹھین گے	یا وصل کی ٹھہر یگی یا مرکے اٹھین گے

اور یہ بھی آپنے فرمایا کہ اَقْبَحُ مِنْ کُلِّ قَبِیْحٍ صُوْفِیٌّ شَحِیْحٌ یعنے سب سے بری بات یہی ہی
کہ صوفی ہو اور بخیل بھی ہو۔ ابو منصور نے فرمایا کہ صوفی اللہ سے مشورہ لیتا ہی
اور مخلوق اللہ سے مدد چاہتی ہی۔ حضرت شبلی نے فرمایا کہ صوفی خلق سے دور
حق کے وصال سے مسرور ہی جیسے خدا نے حضرت موسیٰ کو فرمایا وَاصْطَنَعْتُکَ لِنَفْسِیْ
یعنے اپنے خصائص قرب سے اونکو خاص فرمایا اور غیرون سے علیحدہ کر لیا اور پھر فرمایا
لَنْ تَرَانِیْ کہ تم مجھے ہرگز نہین دیکھ سکو گے (یہ منع حرمان نہین بلکہ زیادت ترقی کیلئے ہی)
اور یہ بھی فرمایا کہ اَلصُّوْفِیَّۃُ اَطْفَالٌ فِیْ حِجْرِ الْحَقِّ۔ یعنے صوفیہ فقیر و عاجز ہین خدا کے
ہی فضل و کرم سے پرورش پاتے ہین۔ یہ بھی فرمایا کہ تصوف مخلوق کو دیکھنے سے
بچنا ہی۔ ابو تراب نخشبی نے فرمایا اَلصُّوْفِیُّ لَا یُکَدِّرُہٗ شَیْءٌ وَیَصْفُوْ بِہٖ کُلُّ شَیْءٍ
صوفی کو کوئی شئے مکدر نہین کر سکتی بلکہ ہر شئے بسبب اوسکے پاک و صاف ہو جاتی ہی اور

ف عوارف مین اسکو ذوالنون مصری کا قول بتلایا گیا ہے ۱۲

یہ بھی کسی کا قول ہی کہ اَلصُّوْفِیُّ لَا یُتْعِبُہٗ طَلَبٌ وَلَا یُزْعِجُہٗ سَبَبٌ یعنے صوفی وہ شخص
ہی کہ نہ طلب اوسکو تھکائے اور نہ کوئی سبب اوسکو جگہ سے ہلائے۔ حضرت ذوالنون
مصری نے اہل تصوف کی نسبت فرمایا ھُمْ قَوْمٌ اٰثَرُوا اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ
فَاٰثَرَھُمْ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ۔ یعنے صوفیہ وہ قوم ہی جنہون نے سب کو چھوڑ کر خدا کو لیا ہی
خدا نے بھی اونکو سب سے زیادہ پسند فرمایا ہی (کیونکہ جزا جنس عمل سے ہوتی ہے)
خضری نے فرمایا اَلصُّوْفِیُّ لَا تُقِلُّہُ الْاَرْضُ وَلَا تُظِلُّہُ السَّمَآءُ یعنے صوفی کو نہ زمین
اٹھا سکتی ہی نہ آسمان سایہ کر سکتا ہی۔ امام قشیری فرماتے ہین کہ یہ محو کے حال کی طرف
اشارہ ہی (یعنے جو خود سے فنا ہوتا ہی تو پھر اوسکو آسمان و زمین کا کب خیال رہتا ہی کہ
اس زمین نے مجھکو اٹھایا ہی یا آسمان نے مجھپر سایہ کیا ہی) اور بعضون نے کہا ہی کہ
صوفی وہ ہی کہ جب اوسکے سامنے دو حال یا دو خلق اچھے پیش آئین تو وہ اون دونون
مین سے بہتر کو اختیار کرے۔ کسی نے کہا اَلتَّصَوُّفُ اِسْقَاطُ الْجَاہِ وَسَوَادُ الْوَجْہِ
فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ تصوف یہ ہی کہ جاہ کی چاہ نہ رکھنا اور دنیا و آخرت سے بے تعلق رہنا
(یعنے صوفی کو گو ثواب اعمال ملیگا لیکن اوس نے صرف ذات حق کیلئے عبادت کی اور
وہی اوسکا مقصود ہی) ابو یعقوب مزابلی نے فرمایا اَلتَّصَوُّفُ حَالٌ تَضْمَحِلُّ فِیْہَا

سلہ جو کسی کام کیلئے جائے اور اوسکی حاجت پوری نہ ہو تو کہتا ہے دِاِسْوَدَّ وَجْھِیْ ۱۲

مَعَالِمُ الْاِنْسَانِيَّةِ تصوف ایک حال ہی کہ جسمین علامات انسانیت جاتی رہتی ہین (یعنے صوفی کو خدا کے ساتھ ایسا استغراق ہوتا ہی کہ غیر تو کیا بلکہ وہ اپنی ذات کو بھی بھول جاتا ہی) ابو الحسن سیروانی نے فرمایا اَلصُّوْفِيُّ مَنْ يَّكُوْنُ مَعَ الْوَارِدَاتِ لَا مَعَ الْاَوْرَادِ صوفی وہ شخص ہی جو واردات کے ہمرنگ ہوتا ہی نہ اوراد و وظائف مین مشغول رہتا ہے (کیونکہ اوراد بندی کیلئے ہین تا اوسکو خیر کی عادت ہو اور مناجات کی لذت ملی پھر جب وہ اون احوال تک پہونچتا ہی تو اوسکے دل مین حق تعالی واردات پیدا کرتا ہے جیسے قبض و بسط وغیرہ جسکے سبب سے صوفی بھی متلون ہوتا ہی صرف ایک ہی حالت عمدہ پر مداومت نہین کرتا) ابو سہل صعلوکی نے فرمایا اَلتَّصَوُّفُ الْاِعْرَاضُ عَنِ الْاِعْتِرَاضِ تصوف یہ ہی کہ (قضا و قدر پر) اعتراض نہ کرنا (کیونکہ صوفی سمجھتا ہی کہ خدا مجھ سے زیادہ رحم اور میری مصلحتونکا مجھ سے زیادہ عالم ہی) حضرمی نے فرمایا اَلصُّوْفِيُّ لَا يُوْجَدُ بَعْدَ عَدَمِهٖ وَلَا يُعْدَمُ بَعْدَ وُجُوْدِهٖ امام قشیری فرماتے ہین کہ اس کلام مین اشکال ہے لیکن ظاہر معنی لَا يُوْجَدُ بَعْدَ عَدَمِهٖ کی یہ ہین کہ جب فنا رکامل حاصل ہوتی ہے یعنے خواہشات و عادات مٹ جاتے ہین (اور اللہ تعالی کے قرب مین پہونچتا ہی اور اوسکے مناجات کی لذت حاصل ہوتی ہی) تو پہر وہ خواہش کی آفتین نہین پلٹتی ہین (فضل حق

[12] اس فقیر نے مصطلحات تصوف مین ایک چھوٹا سا رسالہ لکہا ہے جو مطبوع بھی ہو چکا جسمین ان الفاظ کی شرح ہی [partly illegible]

شامل حال رہتا ہی اسی لئے کہتے ہین مَا رَجَعَ مَنْ رَجَعَ اِلَّا مِنَ الطَّرِيْقِ یعنے جو پلٹتا ہی تو راہ مین سے ہی پلٹتا ہی پہونچے بعد نہین پلٹتا) اور لَا يُعْدَمُ بَعْدَ وُجُوْدِهٖ کے یہ معنی کہ جب وہ متوجہ بحق ہو چکا (اور اعلی مقامات پر پہونچ گیا) تو اب سقوط خلق ہو تو وہ اپنے مقام سے نہ گریگا۔ اب یہ دونو حادث اوس پر اپنا اثر نہین ڈال سکتے (کیونکہ وہ مشغول بحق ہی وَالْمَشْغُوْلُ لَا يُشْغَلُ) اور اس طرح بھی کہا جاتا ہی اَلصُّوْفِيُّ الْمُصْطَلِمُ عَنْهُ بِمَا لَاحَ لَهٗ مِنَ الْحَقِّ صوفی وہ ہی کہ جس کو بسبب ظہور لوائح حق کے وہ استغراق ہوتا ہی کہ اپنا شعور بھی نہین رہتا ہی۔ اور یون بھی کہا جاتا ہی اَلصُّوْفِيُّ مَقْهُوْرٌ بِتَصْرِيْفِ الرُّبُوْبِيَّةِ مَسْتُوْرٌ بِتَصَرُّفِ الْعُبُوْدِيَّةِ۔ صوفی تصریف ربوبیت سے مجبور ہی اور تصرف عبودیت نے مستور ہی اور یہ بھی ایک قول ہی اَلصُّوْفِيُّ لَا يَتَغَيَّرُ فَاِنْ تَغَيَّرَ لَا يَتَكَدَّرُ۔ صوفی متغیر نہین ہوتا۔ اور جو (کسی امر کے غلبہ سے) تغیر پیدا ہوجائے تو متکدر نہین ہوتا۔ (یعنے جہان تغیر پیدا ہوا۔ اپنے مولا کی طرف رجوع کیا لِاَنَّ التَّغَيُّرَ الْيَسِيْرَ يَزُوْلُ بِالْمَاءِ الْكَثِيْرِ) انتہی مختصراً حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی عوارف المعارف مین فرماتے ہین کہ مشائخون نے تصوف کی تعریف احوال کی بنا کی ہی جو مختلف اوقات مین مختلف حالات ہوتے ہین اور مین ایک ضابطہ بیان کرتا ہون جسمین اون سب کے معانی آجائین۔ صوفی وہ ہی جو ہمیشہ اپنی اوقات کو

کدورت سے پاک کرتا ہی اس طرح پر کہ نفس کے لوث سے دل کو صاف کرتا ہو اور
اس تصفیہ کے مدد کیلئے وہ مدام اپنے مولی کا محتاج رہتا ہی اور یہ اوسکا دوامی افتقار
اوسکو کدورتون سے صاف رکھتا ہی اور جب کبھی اوسکا نفس جنبش کرے اور کسی صفت پر
اپنی صفات سے ظاہر ہو تو وہ اپنی بصیرت سے سمجھکر اپنے پروردگار کی طرف رجوع
کرتا ہی تو ساتھ ہی مدد پہونچتی ہے۔ غرض اوسکی جمعیت وصفائی دوامِ تصفیہ سے ہی اور
اوسکا تفرقہ وکدورت نفس کی جنبش سے ہی تو وہ اپنے رب کے ساتھ ہو کر اپنے قلب پر
حاکم اور اپنے قلب کے ساتھ ہو کر اپنے نفس پر حکومت کرتا ہی اللہ تعالی فرماتا ہی کُوْنُوْا
قَوَّامِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ یعنے اللہ کیلئے قایم اور سیدہی گواہ عدل کے ساتھ ہو۔
تو جواب اللہ کیلئے نفس پر قوامیت ہی یہی تصوف ہی یہ وہ جامع بات ہی جو اس سے
واقف ہوگا وہ صوفیون کے متفرق اشارات کو اسمین پائیگا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ تصوف
درحقیقت زہد وفقر دونون سے بڑہکر ہی کیونکہ زاہد اور فقیر دنیا کو اسلئے ترک کرتا ہی کہ
تا اغنیا سے پانسو برس آگے جنت مین داخل ہو۔ اسی لئے فقر کے معدوم ہونے سے
ڈرتا ہی تا اوسکی فضیلت ومعاوضہ کہین نہ جاتا رہے اور یہ صوفیہ کے پاس عین اعتلال
اور سبب کا پابند ہونا ہی کیونکہ صوفی اجرِ موعود کے انتظار مین نہین ہی بلکہ اپنے احوال
درست کرنیکے لئے تمام چیزون کو ترک کیا ہی اسیواسطے اوسکو ابن وقت کہتے ہین اور

یہ بھی فرق ہی کہ فقیر نے ترک کو اختیار کیا ہی اور نعمتِ فقر حاصل کرنیکا ارادہ ہی تو صوفی
کے پاس یہ اختیار وارادہ علت ہی۔ کیونکہ صوفی ارادۂ الہی سے قایم فی الاشیاء ہی
نہ اپنے ارادہ سے تو اب اوسکو نہ فقر مین فضیلت معلوم ہوتی ہی نہ توانگری مین بلکہ
فضیلت اوسی مین ہی جسکو اختیار کرنیکا اللہ سے حکم ملا ہو۔ اور کبھی حکم سے آسودگی اختیار
کرتا ہی۔ اور اوسی مین فضیلت سمجھتا ہی جو فقر کے خلاف ہی۔ لیکن یہ ہر ایک کا حصہ نہین ہی
صادقین کو یہ مرتبہ ملتا ہی جنکو حکمِ الہی کا علم قوی اور محکم ہوتا ہی ورنہ یہان پاؤن
پھسلتے ہین بہت سے لوگ لغزش مین آگئے۔ جھوٹے لوگون کو دعوی کرنیکا اچھا موقع
مل جاتا ہی۔ لیکن اتنا سمجھنا بھی ضرور ہی کہ فقر تصوف کی اساس وبنیاد ہی یعنے تصوف
کے مرتبہ کو پہونچنا ہو تو پہلے فقر کو اختیار کرنا ضرور ہی اور یہ بات نہین کہ وجودِ تصوف
کو وجودِ فقر لازم ہی۔ یعنی جو صوفی ہو وہ فقیر بھی ہو بلکہ فقیری طریقِ تصوف ہی انتہی مختصراً

وجہ تسمیۂ تصوف وصوفی

حضرت شہاب الدین سہروردی عوارف مین فرماتے ہین کہ ظاہر لباس
کی نسبت سے اونکا نام صوفیہ رکھا گیا ہی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
صوف[1] کا لباس زیب بدن مبارک فرماتے حدیث نبوی ہی کَانَ یَرْکَبُ الْحِمَارَ وَیَلْبَسُ الصُّوْفَ

تہیدست سلطان پشمینہ پوش
غلامی خرد پادشاہی فروش

[1] صوف پشم یعنے اون کو کہتے ہین ۱۲

اور اکثر انبیا علیہم السلام کا لباس پشمینہ ہی تھا چنانچہ حدیث مین ہی کہ ستر انبیا پا برہنہ صاحب عبا بیت الحرام کے قصد سے جارہے تھے اور یہ بھی حدیث ہی کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے باتین کین تو اوس دن آپکا جبہ اور تہبند اور چادر سب پشمینہ لباس تھا حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ ستر اہل بدر کو مین نے دیکھا کہ اونکی پوشاک صوف کی تھی اور انکے اکثر سلف اور بہت سے متقدمین بھی صوف پہنا کرتے تھے۔ اور یہ اشتقاق لفظ

لہ شبلی نعمانی نے الغزالی صفحہ ۱۸۴۔ تصوف کی وجہ تسمیہ کی نسبت اقوال لکھکر آخر مین لکھا کہ یہ تمام اقوال غلط ہین ہم کہتے ہین کہ اگر قشیری صاحب کے قول کی نقل کرنا مقصود تھا تو پورا نقل کرنا تھا چنانچہ باب تصوف مین آپنے یہ بھی لکھا و لا ظہر فیہ اند کاللقب یعنی صوفی گویا اونکا لقب ہوگیا ہی پہر الغزالی مین لکھا کہ تصوف کی حقیقت اور ماہیت مین بھی نہایت ہی اختلاف ہی پہر صفحہ ۱۹۳ مین لکھا۔ اس بحث کے خاتمہ مین یہ راز بھی ظاہر کردینا ضرور ہی کہ تصوف کا لفظ اصل مین سین سے تھا اور اوسکا مادہ سوف تھا جسکے معنی یونانی زبان مین حکمت کے ہین الخ افسوس کہ جب صوف سے اسکا اشتقاق صحیح ہی تو پہر خواہ مخواہ سین کو صاد بنانا اور یونانی زبان سے کہینچ لاکر عربی مین داخل کرنا اور پہر حکیمونکا انداز صوفیہ مین بتلاکر عام لوگون کو اس پاک گروہ سے بدظن کرنا مقصود ہی۔ جو حقیقت مین ایک راز ہی کہ جس کو ہر کوئی نہین سمجہہ سکتا ہی لیکن جسکو کامل عقل ملی ہی وہ آپ کے ہر ایک راز و معما کو پہچان جاتا ہی ۵ پہر پڑنگے کہ خواہی جامہ می پوش لیکن انداز قدت را می شناسم۔ چنانچہ نعمانی صاحب نے کشف ظنون کی عبارت تصوف کے عنوان سے جو صفحہ ۱۹۴ واعلم ان الاشراقیین من الحکماء الالٰہیین کالصوفیین فی المشرب والاصطلاح الخ نقل کی ہے اوسمین اس عبارت کو وسط سے نکالڈالا خصوصًا المتاخرین منهم الامایخالف مذہبهم مذہب اہل الاسلام اسکے بعد ولا یبعد ان یوخذ الخ ہی جس سے لوگون کو اس وہم مین ڈالنا مقصود ہے کہ دونون کا طریقہ ایک ہی ہی حالانکہ کفر و اسلام کا فرق صاف کہہ رہا ہی کہ ما بینهما ما بین المشرق والمغرب اور اسی کشف ظنون کی عبارت سے یہ بھی صاف واضح ہی کہ صوفیہ مشبہ ہین اور اشراقیین مشبہ تو مشبہ بہ مشبہ سے اعلیٰ ہوگا اسیواسطے کہا کہ خصوصًا متاخرین اشراقیہ نے پورا ڈہنگ صوفیہ کا اختیار کیا لیکن جہان اہل اسلام سے مخالفت ہوئی تھا دہونا نہ

ع ۱۵ اسکی سند متن مین ہے ۱۲

[illegible]

[illegible]

کی حیثیت سے بھی مناسب اور موزون ہی۔ اسلئے کہ جب کوئی صوف و پشمینہ پہنتا ہی تو عرب اوسکو تَصَوَّفَ کہتے ہین یعنے صوف پہنا جس طرح کوئی قمیص پہنے تو کہتے ہین تَقَمَّصَ یعنی قمیص پہنا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵۶ کی { اپنا مذہب نہین چہوڑا چنانچہ علم حکمت کے بیان مین کشف ظنون مین لکھا ہی کہ جب مسلمانون نے بلاد فارس فتح کیا اور وہان کے کتب کا ذخیرہ انکے ہاتھ لگا تو حضرت سعد ابن وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر ابن الخطاب کی طرف نامہ اس مضمون کا لکھا کہ اون کتابون کی نقل کرنیکے لئے مسلمانون کو اجازت دیجائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اوسکا جواب اس طرح تحریر فرمایا اطرحوها فی الماء فان یکن فیها هدی فقد هدانا اللہ تعالیٰ باهدی منه وان یکن ضلالا فقد کفانا اللہ تعالیٰ یعنے اون کتابون کو پانی مین ڈالدو اگر اوسمین ہدایت ہو تو اللہ تعالیٰ نے ہمکو اوس سے زیادہ ہدایت دی ہی اور اگر اوسمین ضلالت ہو تو اللہ نے ہمکو اوس سے بچالیا تو پہر اون سب کتابون کو پانی یا آگ مین ڈالدیا غرض طریقہ تحصیل علم کے لحاظ سے مشائین علمائے ظاہر سے مشابہ ہین اور اشراقیین صوفیہ سے اس مناسبت سے یہ دونون اون دونون سے متحد نہین ہوگئے بلکہ کفر و اسلام کا ایسا فرق ہی کہ ان دونون کو کبھی ایک نہین ہونے دیتا۔ اہل اسلام کا خواہ علم ظاہر ہو یا علم باطن تعلیم ربانی ہے جو بواسطہ انبیاء کرام علیہم السلام ہوئی ہی۔ فلسفہ سے خصوص متاخرین نے ہماری فضلہ خواری کی اور ہم اہل اسلام اونکے علوم کے محتاج نہین ہین جس طرح امیر المومنین حضرت عمر نے فرمایا جو سابق مین گذرا صاحب کشف ظنون نے بیان علم الٰہی مین لکھا کہ اس علم مین بحث دو طریق سے ہوتی ہی یا بطور نظر یا بطور ذوق جو نظری ہے اوسکے بھی دو طریق ہین یا بطور قانون فلاسفہ مشائیین جسکے لئے کتب حکمت کافی ہین یا بطور قانون متکلمین جسپر کتب کلام حاوی ہین اور جو ذوقی ہے وہ بھی دو قسم پر ہی یا بطرز قانون فلاسفہ اشراقیین کے جن کے لئے حکمت اشراق وغیرہ موجود ہی یا بطرز قانون صوفیہ اور اونکی اصطلاح پر جسکے لئے کتب تصوف موضوع ہین اور علم حکمت مین لکھا کہ معرفت الٰہی کے دو طریق ہین ایک طریقہ اہل نظر و استدلال کا دوسرا طریقہ اہل ریاضت و مجاہدات کا ہی اگر طریقہ اولیٰ کے سالک انبیا علیہم السلام کے ملتون سے کسی ملت کو اختیار کرین تو وہ متکلمین ہین اور نہین تو وہ حکماء مشائین اور دوسرے طریقے کے سالک اگر اونکی ریاضت احکام شرع کے موافق ہو تو وہ صوفیہ ہین اور نہین تو وہ حکماء اشراقیین ہین اب ہر طریقے مین دو گروہ ہونے چنانچہ وہ عبارت یہ ہی والطریق الی هذه المعرفة من

اور چونکہ سیر وطیر میں اونکے احوال بدلتے رہتے اور ایک بلند حال سے دوسرے زیادہ تر بلند حال پر عروج کرتے رہتے تھے اونکے باطن حقایق کے معدن اور علوم کے مخزن تھے تو

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵۷ ﴿ وجہین احدہما طریقۃ اہل النظر والاستدلال وثانیہما طریقۃ اہل الریاضۃ والمجاہدات والسالکون لطریقۃ الاولیٰ ان التزموا ملۃ من ملل الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام فہم المتکلمون والا فہم الحکماء المشائون والسالکون الی الطریقۃ الثانیۃ ان وافقوا فی ریاضتہم احکام الشرع فہم الصوفیہ والا فہم الحکماء الاشراقیون فلکل طریقۃ طائفتان اور اسی طرح امام غزالی کو بھی معقول مین جابجا حکیمون کا فضلہ خوار قرار دیا ہے اور منقول مین تو آخر کتاب الغزالی مین صاف کہدیا کہ امام نے احیاء العلوم مین احادیث کے نقل کرنے مین نہایت بے احتیاطی کی ہے۔ سیکڑون ہزارون حدیثین موضوع اور ضعیف نقل کر دی ہین جنکا کتب احادیث مین کہین پتہ نہین۔ احادیث پر موقوف نہین بزرگان سلف کے متعلق جو واقعات لکھے ہین اکثر دور از کار اور بعید از عقل ہے۔ اور بجز عوام کے کوئی شخص اون پر یقین نہین کر سکتا۔ اسی کے ساتھ زہد اور مجاہدہ کے بیان مین ایسی باتین لکھدین جو اعتدال سے متجاوز ہین الخ کشف الظنون مین لکھا ہے کہ احادیث احیاء العلوم کی تخریج حافظ زین الدین عراقی نے دو کتابون مین کی ہے ایک کبیر ہے جو ۷۵۱ھ کی تصنیف ہے پھر ایک صغیر ہے جو ۷۶۰ھ کی تصنیف ہے جسمین پہلے کے اعتبار کرتے بہت سے حدیثون کو پرکھا ہے اور صحت و ضعف بتلایا ہے پھر اونکے شاگرد حافظ ابن حجر عسقلانی نے اوس پر اور کچھ زیادہ کیا ہے اور شیخ زین الدین حنفی نے بھی ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام تحفۃ الاحیاء فیما فات من تخاریج احادیث الاحیاء رکھا ہے۔ چنانچہ شارح احیاء ایسے مقامات پر تصریح کر دیتے ہین اور بعضے بعضے جگہ محدث عراقی لم اجد لہ اصلاً کہتے ہین یہ ادب ہے شارح احیاء استدراک کے کتاب مین احادیث ضعیفۂ احیاء پر جو لوگ جرح کرتے ہین اوسکا خوب بسیط طور پر جواب دیا ہے من شاء فلیرجع الیہ نعمانی صاحب خود ہی تعریف الاحیاء سے جو نقل کر آئے تھے وہ آخر کتاب مین آکر بھول گئے ہم آپ کو یاد بھی دلا دیتے ہین اور جہان آپنے غلطی کی ہے اوسکی اصلاح بھی کر دیتے ہین۔ الغزالی صفحہ ۵۰ محدث زین الدین عراقی کا قول ہے کہ امام غزالی کی احیاء العلوم اسلام کی اعلیٰ ترین تصنیفات سے ہے۔ اب یہ وہی محدث ہے جو احادیث احیاء کا مخرج ہے۔ عبد الغافر فارسی جو امام صاحب کے

اسی سبب سے کسی وصف سے موصوف اور کسی حال سے مقید نہ ہو سکے تو لباس ظاہر کی طرف اونکو منسوب کر دیا (اور صوفی یعنے پشمینہ پوش کہنے لگے) اور چونکہ پشمینہ لباس

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵۸ ﴿ ہمعصر اور امام الحرمین کے شاگرد تھے اونکا بیان ہے کہ احیاء العلوم کی مثل کوئی کتاب اس سے پہلے نہین لکھی گئی۔ امام نووی شارح صحیح مسلم لکھتے ہین کہ احیاء العلوم قرآن مجید کے لگ بھگ ہے۔ شیخ ابو محمد گازرونی کا دعویٰ تھا کہ اگر دنیا کے تمام علوم مٹا دئے جائین تو احیاء العلوم سے مین سب کو دوبارہ زندہ کر دونگا۔ شیخ عبد اللہ عیدروس کو جو بہت بڑے مشہور صوفی گذرے ہین احیاء العلوم قریب قریب پوری حفظ تھی۔ شیخ علی نے ۲۵ دفعہ اول سے آخر تک احیاء العلوم کو پڑھا اور ہر دفعہ ختم کے بعد فقراء اور طلبا کی عام دعوت کرتے تھے۔ قطب شاذلی مشہور صوفی گذرے ہین ایک دن وہ احیاء العلوم ہات مین لئے ہوئے نکلے اور لوگون سے کہا جانتے ہو یہ کیا کتاب ہے یہ کہکر اپنے اعضاء پر کوڑون کے نشان دکھائے اور کہا کہ پہلے مین اس کتاب کا منکر تھا آج شب کو امام غزالی نے مجکو خواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار مین پیش کیا اور اس جرم کی سزا مین مجکو کوڑے لگائے گئے الخ یہان نعمانی صاحب سے بڑی غلطی ہوئی کہ ایسے بڑے قطب صاحب طریقہ شاذلیہ پر یہ تہمت لگائی۔ حالانکہ آپ راوی ہین اور جنکو کوڑے لگائے گئے وہ شیخ ابن حرازم ہے۔ شرح احیاء صفحہ ۲۸ جو آپکا منقول عنہ ہے ذرا غور سے دیکھ لیجئے صفحہ ۲۷ سے یہ حکایت شروع ہوکر ۲۸ پر ختم ہوئی ہے۔ فضائل احیاء مین بھی یہ نقل امام عبد اللہ یافعی سے منقول ہے اور امام سبکی نے اپنے طبقات مین اس طرح تحریر فرمایا اور اوس سے مناوی نے اپنے طبقات مین نقل کیا۔ اور اسی حدیثون کا انکار کرنے سے کوڑے لگائے گئے تھے۔ چنانچہ کشف الظنون جلد اول صفحہ ۹۰ نقل الحکایۃ ابن السبکی فی طبقاتہ عن الشیخ یاقوت العرشی عن ابی العباس المرسی عن ابی الحسن الشاذلی وہو ان الشیخ ابن حرازم خرج علی اصحابہ ومعہ کتاب فقال اتعرفون ہذا الاحیاء وکان الشیخ المذکور یطعن فی الغزالی وینہاہم عن قراءۃ الاحیاء فکشف لہم الشیخ المذکور عن جسمہ فاذا ہو مضروب بالسیاط وقال اتانی الغزالی فی النوم ودعانی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما وقفنا بین یدیہ قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا یزعم انی اقول علیک ما لم تقل فامر بضربی

مقربون کا تھا اور یہ بھی مقرب لوگ تھے اس لئے یہ نام بھی انکے لئے موزون ہوا
اور دعوی قرب الہی کا ایک امر دشوار ہی تو لباس کی طرف نسبت ہونے سے اونکا
حال بھی چھپا رہا۔ کیونکہ حال یا مقام کی طرف حکم لگانا امر باطن ہی اور صوف پہننے کے
سبب اونکو صوفیہ کہنا یہ امر ظاہر ہی جو تواضع اور فروتنی پر دال ہی۔ یا یون کہو کہ
اس نسبت مین اشارہ ہی کہ دنیا اور شہوات نفسانی کی طرف اونکو کم رغبت ہی۔ کیونکہ
جو اس طریقہ کا مبتدی اور نیا مرید بھی ہوتا ہی تو وہ اچھے اچھے نفیس لباس سے احتراز
کرتا ہی اور تھوڑے پر قناعت کرتا ہے اور کہانے پینے کو بھی اوڑھنے کی طرح سمجھتا ہی۔
لیکن اپنا حال تبلانا اور اوسکے ساتھ خود کو موصوف کرنا اہل ہدایت سے نہایت ہی
بعید ہی اور جب یہ کہا جائے کہ صوفیہ صوف کے پہننے کے سبب سے نام رکھا گیا ہی تو
دعوی سے دور ہوگا اور جو چیز دعوی سے دور ہو وہی اونکے مناسب و لایق حال ہی الخ
مقدمہ ابن خلدون مین اسی وجہ کو ظاہر تر کہا چنانچہ اوسکی عبارت یہ ہی قلت والاظہر
ان قیل بالاشتقاق انہ من الصوف وهم فی الغالب مختصون بلبسه لما کانوا علیہ من
مخالفتہ الناس فی لبس فاخر الثیاب الی لبس الصوف الخ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵۹ ﴿ حضرت هكذا نقله المناوى فى طبقاته اور کشف الظنون مین
یہ بھی لکھا ہی کہ اونکو توبہ نصیب ہوئی۔ ہم بھی ہمارے ہمعصر کو ڈراتے ہین کہ تا جلد توبہ کر لے ورنہ
خوف ہی کہ کہین وہی صورت آپکو بھی پیش نہ آوے کیونکہ آپ بھی ہزارون حدیثین موضوع تبلا رہے ہین ۱۲

طریقہ تصوف اور صوفی کا لقب کب سے شروع ہوا

صوفیہ کا طریق صحابہ اور تابعین پھر اونکے بعد بزرگان دین سے چلا آرہا ہی یہی
ہدایت کی راہ اور سچا طریقہ ہی۔ اصل طریقہ یہ ہی کہ عبادت کو لازم کر لینا۔ مخلوق سے
علیحدہ ہوکر خالق کے جانب پوری طور سے متوجہ رہنا۔ لذات دنیا اور اوسکی
زینتون سے روگردانی۔ لذت جاہ و مال مین جو اکثر خلق مبتلا ہی اوس سے علیحدگی
عبادت کیلئے خلوت پسند کرنا۔ جہانتک ہو سکے اپنے نفس کو علیحدہ رہنے کا پابند
کرنا۔ یہ روش صحابہ اور سلف مین عام تھی۔ لیکن جب قرن ثانی مین دنیا داری پھیلی
تو اللہ والے صوفیہ اور متصوفہ کے نام سے مختص ہو گئے۔ چنانچہ علماء ظاہر کو بھی اسکا
اقرار ہی۔ ابن خلدون علم تصوف کے بیان مین لکھتے ہین وَاَصْلُہٗ اَنَّ طَرِیْقَۃَ
ھٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَمْ تَزَلْ عِنْدَ سَلَفِ الْاُمَّۃِ وَکِبَارِھَا مِنَ الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ وَ
مَنْ بَعْدَھُمْ طَرِیْقَۃُ الْحَقِّ وَالْھِدَایَۃِ وَاَصْلُھَا الْعُکُوْفُ عَلَی الْعِبَادَۃِ وَالْاِنْقِطَاعُ اِلَی اللّٰہِ
تَعَالٰی وَالْاِعْرَاضُ عَنْ زُخْرُفِ الدُّنْیَا وَزِیْنَتِھَا وَالزُّھْدُ فِیْمَا یُقْبِلُ عَلَیْہِ الْجُمْھُوْرُ
مِنْ لَذَّۃٍ وَمَالٍ وَجَاہٍ وَالْاِنْفِرَادُ عَنِ الْخَلْقِ فِی الْخَلْوَۃِ لِلْعِبَادَۃِ وَکَانَ ذٰلِکَ عَامًّا
فِی الصَّحَابَۃِ وَالسَّلَفِ فَلَمَّا فَشَا الْاِقْبَالُ عَلَی الدُّنْیَا فِی الْقَرْنِ الثَّانِیْ وَمَا بَعْدَہٗ

مقربین کا تھا اور یہ بھی مقرب لوگ تھے اس لئے یہ نام بھی انکے لئے موزون ہوا اور دعویِ قربِ الٰہی کا ایک امرِ دشوار ہی تو لباس کی طرف نسبت ہونے سے اونکا حال بھی چھپا رہا۔ کیونکہ حال یا مقام کی طرف حکم لگانا امرِ باطن ہی اور صوف پہننے کے سبب اونکو صوفیہ کہنا یہ امرِ ظاہر ہی جو تواضع اور فروتنی پر دال ہی۔ یا یون کہو کہ اس نسبت مین اشارہ ہی کہ دنیا اور شہواتِ نفسانی کی طرف اونکو کم رغبت ہی۔ کیونکہ جو اس طریقہ کا بتدی اور نیا مرید بھی ہوتا ہی تو وہ اچھے اچھے نفیس لباس سے احتراز کرتا ہی اور تھوڑے پر قناعت کرتا ہے اور کہانے پینے کو بھی اوڑھنے کی طرح سمجھتا ہی۔ لیکن اپنا حال بتلانا اور اوسکے ساتھ خود کو موصوف کرنا اہلِ ہدایت سے نہایت ہی بعید ہی اور جب یہ کہا جائے کہ صوفیہ صوف کے پہننے کے سبب سے نام رکھا ایا ہی تو دعوی سے دور ہوگا اور جو چیز دعوی سے دور ہو وہی اونکے مناسب و لایق حال ہی الخ مقدمہ ابن خلدون مین اسی وجہ کو ظاہر تر کہا چنانچہ اوسکی عبارت یہ ہی قلت والاظہر ان قیل بالاشتقاق انہ من الصوف وھم فی الغالب مختصون بلبسہ لما کانوا علیہ من مخالفتہ الناس فی لبس فاخر الثیاب الی لبس الصوف الخ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵۹ کے فضربت ھکذا نقل المناوی فی طبقاتہ اور کشف الفنون مین یہ بھی لکھا ہی کہ اونکو توبہ نصیب ہوئی۔ ہم بھی ہمارے ہمعصر کو ڈراتے ہین کہ تا جلد توبہ کرلے ورنہ خوف ہی کہ کہین وہی صورت آپکو بھی پیش نہ آوے کیونکہ آپ بھی ہزارون حدیثین موضوع بتلا رہے ہین ۱۲

طریقۂ تصوف اور صوفی کا لقب کب سے شروع ہوا

صوفیہ کا طریق صحابہ اور تابعین پھر اونکے بعد بزرگانِ دین سے چلا آرہا ہی یہی ہدایت کی راہ اور سچا طریقہ ہی۔ اصل طریقہ یہ ہی کہ عبادت کو لازم کرلینا۔ مخلوق سے علٰحدہ ہوکر خالق کے جانب پورے طور سے متوجہ رہنا۔ لذاتِ دنیا اور اوسکی زینتون سے روگردانی۔ لذتِ جاہ و مال مین جو اکثر خلق مبتلا ہی اوس سے علٰحدگی عبادت کیلئے خلوت پسند کرنا۔ جہانتک ہوسکے اپنے نفس کو علٰحدہ رہنے کا پابند کرنا۔ یہ روش صحابہ اور سلف مین عام تھی۔ لیکن جب قرن ثانی مین دنیا داری پھیلی تو اللہ والے صوفیہ اور متصوفہ کے نام سے مختص ہوگئے۔ چنانچہ علماءِ ظاہر کو بھی اسکا اقرار ہی۔ ابن خلدون علمِ تصوف کے بیان مین لکھتے ہین وَاَصْلُہٗ اَنَّ طَرِیْقَۃَ ھٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَمْ تَزَلْ عِنْدَ سَلَفِ الْاُمَّۃِ وَکِبَارِھَا مِنَ الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ وَمَنْ بَعْدَھُمْ طَرِیْقَۃُ الْحَقِّ وَالْھِدَایَۃِ وَاَصْلُھَا الْعُکُوْفُ عَلَی الْعِبَادَۃِ وَالْاِنْقِطَاعُ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْاِعْرَاضُ عَنْ زُخْرُفِ الدُّنْیَا وَزِیْنَتِھَا وَالزُّھْدُ فِیْمَا یُقْبِلُ عَلَیْہِ الْجُمْھُوْرُ مِنْ لَذَّۃٍ وَّمَالٍ وَّجَاہٍ وَالْاِنْفِرَادُ عَنِ الْخَلْقِ فِی الْخَلْوَۃِ لِلْعِبَادَۃِ وَکَانَ ذٰلِکَ عَامًّا فِی الصَّحَابَۃِ وَالسَّلَفِ فَلَمَّا فَشَا الْاِقْبَالُ عَلَی الدُّنْیَا فِی الْقَرْنِ الثَّانِیْ وَمَا بَعْدَہٗ

وَجَنَحَ النَّاسُ اِلٰی مُخَالَطَۃِ الدُّنْیَا اِخْتَصَّ الْمُقْبِلُوْنَ عَلَی الْعِبَادَۃِ بِاسْمِ الصُّوْفِیَۃِ وَالْمُتَصَوِّفَۃِ الخ اور مدت اسلام مین کوئی ایسا زمانہ نہین گذرا کہ جسمین کوئی مرشد مشائخین صوفیہ سے نہ ہوگا بلکہ ہر زمانے مین ایک صوفی علوم توحید سے ممتاز ہوکر قوم کی امامت کرتا۔ اور اوسوقت کے بڑے بڑے علما اسکے مطیع و فرمان بردار رہتے۔ اور اوس سے برکت حاصل کرتے۔ چنانچہ امام قشیری باب وصیت مریدین مین فرماتے ہین۔ وَلَمْ یَکُنْ عَصْرٌ مِّنَ الْاَعْصَارِ فِیْ مُدَّۃِ الْاِسْلَامِ اِلَّا وَفِیْہِ شَیْخٌ مِّنْ شُیُوْخِ ہٰذِہِ الطَّائِفَۃِ مِمَّنْ لَہٗ عُلُوْمُ التَّوْحِیْدِ وَاِمَامَۃٌ لِّلْقَوْمِ اِلَّا وَاَئِمَّۃُ ذٰلِکَ الْوَقْتِ مِنَ الْعُلَمَاءِ اسْتَسْلَمُوْا لِذٰلِکَ الشَّیْخِ وَتَوَاضَعُوْا لَہٗ وَتَبَرَّکُوْا بِہٖ الخ عوارف المعارف[1] مین ہے کہ صوفیہ کا حال اصحاب صفہ[2] سے بہت مشابہ ہے کیونکہ یہ باہم جمع اور ملے جلے ایک دوسرے سے اللہ کے واسطے صحبت و محبت رکھتے اور خدا کی اطاعت مین سرگرم رہتے ہین اور اکثر خانقاہون اور خلوتون مین رہا کرتے ہین۔ جیسے اصحاب صفہ کہ چارسو آدمی کے قریب تھے نہ اُنکے مدینہ مین گھر اور نہ قرابتدار مسجد مین ہی رہتے نہ زراعت کرتے نہ تجارت نہ دودھ دینے والے جانور پالتے۔ دن کو لکڑیان جمع کرتے اور گٹھلیان پھوڑتے اور رات کو عبادت و تلاوت مین مشغول رہتے اور جناب

[1] اسکا پورا بیان فضیلت علم صوفیہ مین آتا ہے۔ [2] مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین ایک سایہ دار جا تھی جسمین فقرا و مہاجرین

رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اونکی غمخواری فرماتے۔ اور لوگون کو بھی اونکی غمخواری کیلئے برانگیختہ فرماتے اور آپ اونکے پاس بیٹھتے اور اونکے ہمراہ کھانا کھاتے

امروز شاہِ شاہان مہمان شدہ است مارا		جبرئیل با ملائک دربان شدہ است مارا

اونہی کی شان مین یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّہُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْہَہٗ یعنے اے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور مت نکالو اون لوگون کو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے اور اوسکی ذات کے طالب ہین اور یہ آیت وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّہُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یعنے اور اے نبی کریم اپنے نفس کو اون لوگون کے ساتھ روکھ رکھو جو اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے ہین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے ستر آدمی اہل صفہ سے اس طرح دیکھے کہ وہ ایک کپڑے سے نماز پڑہتے تھے بعضے اونمین ایسے تھے کہ کپڑا اونکے زانو تک نہین ہوتا تھا اور جب رکوع مین جاتے تو کپڑے کو ہاتھ سے پکڑ لیتے کہ تا ستر نہ کھل جاوے

روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل صفہ کے پاس برآمد ہوے اور اونکی محتاجی ملاحظہ کرکے فرمایا کہ اے اصحاب صفہ تمہین بشارت ہو کہ جو تم مین سے اسی صفت پر قایم رہا اور جو کچھ اوسکے پاس ہے اوس سے راضی رہا تو البتہ وہ قیامت کے دن میرا رفیق اور ساتھی ہے غرض اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن شریف مین جہان

اہل خیر وصلاح کا ذکر فرمایا ہی تو ایک قوم کو ابرار دوسرون کو مقربین فرمایا ہی اور صوفی
مقرب کا نام ہی گو وہ اوس نام سے مشہور نہ ہوا ہو۔ اور نہ یہ نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ مین نہ تھا تابعین کے زمانہ مین تھا۔ حضرت حسن بصری سے منقول ہی کہ آپنے
فرمایا مین نے طواف مین ایک صوفی کو دیکھا اور مین نے اونکو کچھ دینا چاہا تو انہون
نے نہین لیا اور فرمایا کہ میرے پاس چار دانگ ہین جو مجھے کافی ہین عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِي
اَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ صُوفِيًّا فِي الْمَطَافِ فَاَعْطَيْتُهُ شَيْئًا فَقَالَ مَعِيَ اَرْبَعَةُ دَوَانِقَ تَكْفِينِي
اس روایت کو وہ روایت اور قوت دیتی ہی جو سفیانِ ثوری سے منقول ہی کہ آپنے
فرمایا اگر ابو ہاشمِ صوفی نہ ہوتے تو مین ریا کے دقیقے نہ جانتا اور یہ دلیل ہی اس بات
پر کہ یہ نام قدیم سے معروف ہی۔ اسم اونکی نشانی اور علمِ الٰہی اونکی صفت اور تقوے
اونکا پیرہن ہی اور حقائق اونکے اسرار ہین۔ قرا ابدار دن سے علیحدہ فضیلتون کے
مالکن غیرت کے قبون مین رہنے والے اور حیرت کے ملکون مین بسنے والے فضلِ
الٰہی سے ہر گھڑی اونکی ترقی اور آتش شوق شعلہ زن ہی وہ بھی هَلْ مِنْ مَزِيدٍ کہہ
رہے ہین اب میرے خدا اونکی گروہ مین ہمکو اٹھا۔ اور اون کے حالات ہمین عطا فرما
انتہی مختصراً ابن خلدون جو علماء ظاہر سے ہین اپنے مقدمۂ تاریخ مین علمِ تصوف کے
بیان مین لکھتے ہین کہ جب صوفیہ مذہب زہد وانفراد عن الخلق واقبال علی العبادة

سے مختص ہوے تو اون ماخذون سے بھی مختص ہوے جو اونکے لئے مدرک ہوتے ہین
اور جس کو وہ پاتے ہین بات یہ ہی کہ انسان جس حیثیت سے کہ وہ انسان ہی صرف
بسبب ادراک کے تمام حیوانات سے متمیز ہی اور اوسکا ادراک دو قسم پر ہی ایک
ادراکِ علوم ومعارف یقین وظن وشک ووہم دوسرا ادراکِ احوالِ ثابتہ جیسے
فرح وحزن اور قبض وبسط اور رضا وغضب اور صبر وشکر وغیرہ اور یہی ادراکات
وارادات واحوال باہم بعضے بعض سے ظاہر ہوتے ہین جیسے دلائل سے علم پیدا
ہوتا ہی اور لذت وہ شے کے ادراک سے فرح اور تکلیف وہ شے کے ادراک سے
حزن پیدا ہوتا ہی۔ حمام سے نشاط۔ تھک جانیسے کسل وسستی پیدا ہوتی ہی۔ اسیطرح
جب مرید مجاہدہ اور عبادت کرتا ہی تو ضرور ہی کہ ہر مجاہدہ کے بعد اوسکا نتیجہ اور حال
ظاہر ہووے اب وہ حال یا عبادت کے قسم سے ہوگا تو اوسکو رسوخ ہو کر مرید کے لئے
مقام ہو جائیگا یا عبادت کے قسم سے نہ ہوگا بلکہ ایک صفت ہوگی حزن یا سرور یا
نشاط یا کسل وغیرہ مقامات سے جو نفس کو حاصل ہوئی ہی تو پھر مرید ایک مقام سے
دوسرے مقام تک ہمیشہ ترقی کرتا رہیگا حتی کہ توحید ومعرفت تک پہونچے جو سعادت
کی غایت اور مقصودِ اصلی ہی اور جب نتیجہ پوری ظہور سے ظاہر نہ ہوا اور اوسمین
کوئی خلل واقع ہو تو ہم سمجھ جائین گے کہ جو پہلے طاعت واخلاص (ذکر وشغل) ہوا تھا

اوسمین کچھ نہ کچھ ضرور قصور ہوا اور اسی طرح خواطرِ نفسانیہ اور وارداتِ قلبیہ کا حال ہی لہذا مرید کو اپنے تمام اعمال کے محاسبہ کی ضرورت پڑتی ہی اور اونکے حقائق کو پرکھنا پڑتا ہی کیونکہ اعمال کے نتایج ضروری ہین اور جو اونمین نقصان و قصور ہو تو نتیجون مین بھی ہونا ضرور ہی۔ اور ان سب باتون کو مرید اپنے ذوق سے پہچانتا ہے، اور اوسکے اسباب پر اپنے نفس سے محاسبہ کرتا ہی اور اس رنگ کے لوگ بہت ہی تھوڑے ہین کیونکہ لوگ غفلت مین ایسے مبتلا ہین کہ ان باتونکی اونکو خبر ہی نہین ہے۔ اور جب اہلِ عبادت اس مقام تک نہین پہونچتے تو اونکی غایت یہ ہوتی ہی کہ ایسی عبادتین کیجیے کہ فقہ کے لحاظ سے درست اور پوری طور سے ادا ہو جائین اور ایسے لوگ عبادات کے نتایج و ثمرات سے بحث نہین کرتے اور نہ ذوق و وجدان سے اوسکو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہین تو پھر کس طرح معلوم ہو کہ یہ اونکے اعمال نقصان و قصور سے خالص اور پاک تھے۔ تو اب صوفیہ کا اصل طریق محاسبۂ نفس اون اعمال پر ہے جو ادا کرنے اور چھوڑنے کے کام ہین اور اون ذوقون اور وجدون مین کلام کرنا جو مجاہدات کے بعد حاصل ہو کر پھر مرید کیلئے مقام ہو جاتے ہین اور اوس مقام سے پھر دوسرے مقام کی طرف ترقی کرتا رہتا ہی باوجود اس کے اون صوفیہ کے مخصوص آداب ہین۔ اور الفاظِ مصطلحات ہین جو درمیان اونکے مستعمل ہین کیونکہ لغت کے الفاظ

معانیِ مشہورہ کیلئے ہین اور جب کوئی ایسے معانی پیش آتے ہین جو معروف نہین ہوتے تو ہم کو اوسکے بیان کرنیکے لئے کسی لفظ کی اصطلاح کرنی پڑتی ہی تا اوس لفظ سے وہ معنی سمجھ مین آئے۔ اسیواسطے صوفیہ اس طرح کے علم سے مخصوص ہو گئے کہ کسی اہلِ شریعت کو اسمین کلام کرنیکی گنجائش نہین۔ اور سچ تو یہ ہی کہ علمِ شریعت ہی دو قسم پر ہو گیا ہی ایک قسم تو فقہا اور اہلِ فتاوی سے مخصوص ہی اور وہ عام لوگون کے احکام عبادات و عادات و معاملات ہین دوسری قسم قوم کے لئے خاص ہی جو مجاہدہ و محاسبۂ نفس اور جس قدر وجد اور ذوق سلوک مین حاصل ہوتے ہین اوسمین کلام اور ایک ذوق سے دوسرے ذوق کی طرف جو ترقی ہوتی ہی اوسکی کیفیت جاننا اور جو اصطلاحات اونمین مشہور ہین اوسکی شرح سمجھنا اب یہان سے ہم ابن خلدون کی عربی عبارت لکھ کے ترجمہ کرتے ہین تا بعض[1] مترجمون کی ملمع کاری سب کھل جائے) فَلَمَّا كُتِبَتِ الْعُلُوْمُ وَدُوِّنَتْ وَاَلَّفَ الْفُقَهَاءُ فِي الْفِقْهِ وَاُصُوْلِهٖ

[1] الغزالی صفحہ ۱۸۱۔ امام غزالی پہلے شخص ہین جنہون نے علمی طور پر اس فن کو مرتب کیا۔ پھر علامہ ابن خلدون کی عبارت حجۃ الغزالی سے فقط تک لکھکر ماقبل و مابعد کی عبارت اپنے ثبوتِ مطلب کے لئے حذف کر گئی۔ پھر الغزالی صفحہ ۱۹۱ لکھا کہ علامہ ابن خلدون نے لکھا ہی کہ امام صاحب نے تصوف کو فن بنا دیا۔ ناظرین انصاف فرمائین کہ یہ جو ترجمہ کیا کہ امام صاحب نے تصوف کو فن بنا دیا یہ ابن خلدون کے کونسے الفاظ کا ترجمہ ہے۔ ابن خلدون کی عبارت کا تو یہ خلاصہ ہی کہ تمام علوم تفسیر حدیث و فقہ وغیرہ جس طرح ابتدا مین سینہ بسینہ چلے آتے تھے اسی طرح تصوف کا بھی حال تھا جس طرح وہ علوم

وَالْكَلَامِ وَالتَّفْسِيْرِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ كَتَبَ رِجَالٌ مِّنْ اَهْلِ هٰذِهِ الطَّرِيْقَةِ فِيْ
طَرِيْقِهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ كَتَبَ فِي الْوَرَعِ وَمُحَاسَبَةِ النَّفْسِ عَلَى الْاِقْتِدَاءِ فِي الْاَخْذِ
وَالتَّرْكِ كَمَا فَعَلَ الْقُشَيْرِيُّ فِيْ كِتَابِ الرِّسَالَةِ وَالسُّهْرَوَرْدِيُّ فِيْ كِتَابِ
عَوَارِفِ الْمَعَارِفِ وَاَمْثَالِهِمْ وَجَمَعَ الْغَزَالِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ بَيْنَ الْاَمْرَيْنِ فِيْ كِتَابِ
الْاِحْيَاءِ فَدَوَّنَ فِيْهِ اَحْكَامَ الْوَرَعِ وَالْاِقْتِدَاءِ ثُمَّ بَيَّنَ اٰدَابَ الْقَوْمِ وَسُنَنَهُمْ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۷) مدون ہوئے اوسی طرح اہل طریقت نے اپنے علوم کو بھی مدون کیا تو علم تصوف ایک علم مدون ہو گیا۔ اور امام غزالی نے اون دو طریقون کو ایک جا جمع کیا۔ افسوس کیا جمع کرنا اور فن بنانا ایک ہی شے ہے جیسے شیعہ قرآن مجید کو بیاض عثمانی کہتے ہین غرض مترجم کی یہ تھی کہ کسی طرح ماقبل و مابعد کی عبارت حذف کر کے مورخ ابن خلدون سے یہ ثابت کیجئے کہ یہ علم جدید ہے اور امام صاحب نے ہی تصوف کو فن بنایا ہے۔ اور ابن خلدون جو ابتدائے علم تصوف مین عبارت لکھی ہے اوس سے بھی چشم پوشی کی۔ گو ہم نے متن مین اوس عبارت کو لکھا ہے لیکن یہان ناظرین کیلئے پھر اوس کا اعادہ کرتے ہین مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۲۰۸ واصل ان طریقۃ ہؤلاء القوم لم تزل عند سلف الامۃ وکبارہا من الصحابۃ والتابعین ومن بعدہم طریقۃ الحق والہدایۃ الخ وہ تو کہتے ہین کہ اس قوم کا طریقہ بزرگان دین صحابہ اور تابعین سے چلا آ رہا ہے اور ہمارا معاصر اونہین سے یہ ثابت کیا چاہتا ہے کہ امام غزالی نے اسکو فن کیا ہے۔ ہم نے الغزالی تصوف کے چار ورق غور سے دیکھیے تو اسقدر کم و بیشی نکلی۔ رسالہ اصل مذہب نعمانی مین لکھا کہ سیرۃ النعمان کے صفحہ ۱۳۱ مین لکھا ہے کہ بے شبہ امام ابو حنیفہ نے ایسا ہی کیا ہو گا لیکن اس حیثیت سے وہ رومیون کی نسبت فارسیون کے قانون سے زیادہ مستفید ہوئے ہونگے الخ اس نیچری نے امام پر بڑی تہمت لگائی۔ کہتا ہے کہ ملک روم کے نصاریٰ اور ایران کے آگ پوجنے والون سے آپ نے اخذ کیا ہے اور شیخ المہدین سید احمد خان کو اپنا مقتدا و مرشد مانا ہے جس کو تا دیرہ قوم کا فدائی ہو وہ خضر طریق رہنمائی۔ اور علیگڈہ کے مدرسہ کی تعریف مین لکھا ہے کہ قائم ہوا باتفاق باہم یک مدرسۃ العلوم اعظم ہو وہ کعبۂ آرزو ہمارا کہ ہر غم مین ہو چارہ جو ہمارا الخ یہ رسالہ مطبع ابو العلائی مین طبع ہو چکا ہے شبلی صاحب کے پوست کندہ حالات جسمین مندرج ہین ۱۲۔

وَشَرَحَ اصْطِلَاحَاتِهِمْ فِيْ عِبَارَاتِهِمْ وَصَارَ عِلْمُ التَّصَوُّفِ فِي الْمِلَّةِ عِلْمًا مُدَوَّنًا بَعْدَ
اَنْ كَانَتِ الطَّرِيْقَةُ عِبَادَةً فَقَطْ وَكَانَتْ اَحْكَامُهَا اِنَّمَا تُتَلَقّٰى مِنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ
كَمَا وَقَعَ فِيْ سَائِرِ الْعُلُوْمِ الَّتِيْ دُوِّنَتْ بِالْكِتَابِ مِنَ التَّفْسِيْرِ وَالْحَدِيْثِ وَالْفِقْهِ
وَالْاُصُوْلِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ الخ

یعنے جب علوم لکھے گئے اور مدون ہوئے تو فقہا نے فقہ و اصول فقہ و کلام و تفسیر وغیرہ مین کتابین تالیف کین۔ اس طریقہ کے بزرگون نے بھی اپنے طریقہ مین کتب لکھ ڈالے کسی نے ورع و محاسبۂ نفس اخذ و ترک کی اقتدا مین جمع جیسے قشیری نے کتاب رسالہ مین۔ اور سہروردی کتاب عوارف المعارف مین اور اونکے جیسے لوگون نے بھی لکھا اور غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے دونون طریقون کو احیاء مین جمع فرمایا چنانچہ ورع و اقتدا کے احکام لکھنے کے ساتھ ارباب حال کے آداب اور طریقے بتلائے اور اون کے مصطلحات کی شرح لکھی اور علم تصوف ملت مین ایک علم مدون ہو گیا جو پہلے صرف طریقۂ عبادت تھا اور جس کے احکام سینہ بسینہ چلے آتے تھے (اسی پر موقوف نہین) بلکہ تمامی علوم کا یہی حال ہے جو تفسیر و حدیث و فقہ واصول مین کتابین مدون ہوئی ہین۔

فضیلت علم صوفیہ

امام قشیری آخر رسالہ باب الوصیۃ للمریدین مین فرماتے ہین۔ کہ صوفیہ کے دلائل سب کے

ولائل سے اعلیٰ ہین انکے مذہب کے قواعد سب مذہبون کے قاعدون سے اقوی ہین
کیونکہ لوگ دو قسم ہین۔ یا اصحاب نقل واثر یا ارباب نقل وفکر۔ اس گروہ کے مشائخین
اس سے اوپر ترقی کر گئے جو لوگون کے پاس غائب ہی وہ اون کے نزدیک ظاہر ہے
جو دوسرے لوگونکا مطلوب ہو مقصود ہی وہ اونکے لئے فضل الہی سے موجود ہی۔ وہ اہل
وصال ہو دوسرے لوگ اہل استدلال ہین۔ گویا اونہی کی شان ہین شاعر نے کہا ہی

لَیْلِیْ بِوَجْہِكَ مُشْرِقٌ	وَظَلَامُهٗ فِی النَّاسِ سَارٍ
وَالنَّاسُ فِی سُدَفِ[۱] الظَّلَامِ	وَنَحْنُ فِی ضَوْءِ النَّهَارِ

زمانۂ اسلام مین سے ہر ایک زمانہ مین اون مشائخین صوفیہ مین سے ایک شیخ
ضرور ایسا ہوتا جو علوم توحید سے ممتاز اور امامت قوم سے سرفراز ہوتا اور اوس وقت
کے علما اور ائمہ شریعت اوس شیخ کی اطاعت بجان ودل کرتے۔ اور اوس سے
برکات حاصل کرتے۔ اگر صوفیہ کو یہ خصوصیت وبرکات نہوتے تو کام بالعکس ہوتا
یعنے صوفی مولوی سے برکات حاصل کرتا۔ پہر حضرت شیبان راعی کا قصہ جو امام شافعی
وامام احمد رحمہم اللہ سے ہوا ہی بیان کرکے فرماتے ہین فَاِذَا كَانَ حَالُ الْاُمِّیِّ مِنْهُمْ هٰكَذَا
فَمَا الظَّنُّ بِاَئِمَّتِهِمْ یعنے جب ان پڑھ صوفی کا یہ حال ہو تو اب انکے امامون کو تو کیا
خیال کرنا ہی۔ پہر علماء ظاہر کے حکایات جو علماء باطن کی فضیلت کے مقر ہو گئے ہے

[۱] جمع سدفة وهي الظلمة ۱۲

بیان کرکے فرماتے ہین کہ جب اس گروہ صوفیہ کے اصول اصح اصول ہین اور انکے
مشائخ ومرشدین سب سے بڑے ہوے اور انکے علما سب سے زیادہ عالم ہین تو جو مرید
انکا معتقد ہی اور سالک بھی ہی تو اونکے مکاشفات غیب مین سے کچھ نہ کچھ اوسکو بھی
حصہ ملیگا پہر وہ اس گروہ کے سوا دوسری جماعت کا طفیلی کسطرح بنیگا اور جس مرید کو کچھ بھی
حال مستقل نہ ہو صرف اتباع وتقلید کر رہا ہی اور چاہتا ہی کہ مقام تحقیق کو پہونچے تو وہ
اپنے سلف کی پیروی کرے اور اسی طریقہ پر چلے۔ انہین کی اقتدا بہ نسبت دوسرون کے
بہتر اور اعلیٰ ہی۔ حضرت جنید بغدادی نے فرمایا۔ لَوْ عَلِمْتُ اَنَّ لِلّٰهِ عِلْمًا تَحْتَ
اَدِیْمِ السَّمَاءِ اَشْرَفَ مِنْ هٰذَا الْعِلْمِ الَّذِیْ نَتَكَلَّمُ فِیْهِ مَعَ اَصْحَابِنَا وَاِخْوَانِنَا
لَسَعَیْتُ اِلَیْهِ وَلَقَصَدْتُهٗ یعنے اگر مین جانتا کہ دنیا مین کوئی علم اس علم سے جو ہم اپنے
دوستون اور برادرون سے بیان کرتے ہین بہتر ہی تو مین ضرور اوسکی طلب کرتا
(تو معلوم ہوا کہ علم صوفیہ سے اشرف کوئی علم نہین) پہر فرماتے ہین کہ مرید کو چاہئے کہ
فقہا کے مسائل مین سے جسمین زیادہ احتیاط ہو اوسی کو اختیار کرے تا خلاف سے نکل جاوے
اور شریعت کی رخصتین ضعیفون اور کام والون کیلئے ہین۔ اور صوفیہ کو تو سوائے خدمت
حق کے اور کیا کام ہی۔ پہر مرید کو چاہئے کہ کوئی مرشد پیدا کرے (تا سیر الی اللہ کے
آداب سیکھے) جسکا کوئی استاد نہین وہ کبھی نجات نہ پائیگا۔ حضرت بایزید رحمہ اللہ فرماتے ہین

مَنْ لَّمْ یَکُنْ لَّہٗ اُسْتَاذٌ فَاِمَامُہُ الشَّیْطَانُ جس کو اوستاد نہین اوسکا امام شیطان ہی
مین نے اوستاد ابو علی دقاق سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے کہ جو جھاڑ بغیر بونیوالے کے آپ سے
آپ اُگتا ہی تو ہرا بھرا ہوتا ہی لیکن پھل نہین لاتا۔ اسی طرح مرید کو جب مرشد نہ ملے کہ
جس سے وہ تربیت پاکر درجہ بدرجہ ترقی کر سکتا تھا تو وہ اپنی خواہشات کا مطیع
رہتا ہی جس سے خلاصی ممکن نہین ہوتی۔ پہر آپ سلوک کے مراتب بیان فرماتے ہین
ہم اس کتاب سے اتنے پر ہی کفایت کرتے ہین ورنہ اسمین بہت کچھ ہی[1] امام غزالی
فرماتے ہین کہ علمِ طریقِ آخرت کے دو قسمین ہین ایک علمِ مکاشفہ دوم علمِ معاملہ
قسم اول کا نام علمِ باطن ہی اور وہ سب علوم کی انتہا اور علتِ غائی ہی۔ چنانچہ
بعض عارفون نے کہا کہ جس شخص کو اس علم سے بہرہ نہ ہو مجکو اوسکے خاتمہ کے بُرے

[1] الغزالی صفحہ ۱۸۶ مین لکھا کہ اس رسالہ مین (یعنے رسالۂ قشیریہ مین) کسی چیز کی حد اور حقیقت نہین بیان کی۔ اور مکاشفات اور روحانی ادراکات کا تو سرے سے ذکر نہین الخ غالباً اس قائل نے یا تو پورا رسالہ نہین دیکھا یا یہ کہ جناب عالی کے مکاشفات اور ادراکات روحانی کچھ اور ہی ہین جو علیگڈھ کے مدرسہ مین حاصل ہوے ہین کشف الظنون مین ہی الرسالۃ القشیریۃ فی التصوف للامام ابی القاسم عبد الکریم بن ہوازن القشیری الاستاذ الشافعی المتوفی سنۃ خمس وستین واربعمائۃ ۴۶۵ وہی عمدۃ فی ہذا الفن الخ شارح رسالہ شیخ زکریا انصاری فرماتے ہین ہذہ الرسالۃ فی علم التصوف للامام العالم الجامع بین الشریعۃ والحقیقۃ الی ان قال ومولدہ سنۃ ست وسبعین وثلثمائۃ ۳۷۶ الخ

[2] احیاء العلوم جلد اول ۱۲۔

ہونے کا خوف ہی۔ اور ادنی بہرہ اُس علم کا یہ ہی کہ اوسکی تصدیق کرے اور جو لوگ
اوسکے اہل ہین اونکے لئے اس علم کا ہونا ملنے اور بعض کا قول ہی کہ جو شخص دنیا سے
محبت رکھتا ہو یا خواہش نفس پر اڑا ہو اوسکو یہ علم حاصل نہ ہوگا گو وہ اور سب علموں کا
محقق ہوجاوے۔ حالانکہ یہ علمِ مکاشفہ صدیقون اور مقربون کا علم ہی۔ اور وہ ایک نور
ہوتا ہی اور اوسنی دل مین چمکتا ہی جبکہ دل بُرے صفات سے پاک ہوتا ہی۔ اور اس نور
سے آدمی کو بہت سی باتین منکشف ہوتی ہین۔ جنکا پہلے نام سنا کرتا تھا اور اونکے لئے
معنی مجمل غیر واضح وہم کرتا تھا اب اس نور کے باعث اون سب کے معنی واضح ہوجاتے
ہین یہانتک کہ اس وقت مین ذاتِ خدائے پاک اور اوسکے صفات و افعال کی معرفت
حقیقی حاصل ہوتی ہی اور دل کی معرفت اور فرشتے کا القا اور شیطان کے خطرہ کا فرق
اور خدا تعالی کا لقا اور اوسکی ذاتِ کریم کے دیکھنے کے معنی اور اوس سے نزدیک ہونے
اور اوسکے ہمسایہ مین جا اترنے کی غرض اور ملاء اعلی کی رفاقت اور سوا اسکے اور باتین
ہے جنکی تفصیل طویل ہی اوس نور کے سبب معلوم ہوجاتے ہین آدر یہ نور انسان کے جوہر مین
بشرطیکہ آئینہ دل پر دنیا کی خباثتون کے رنگ کی تہین نہ جم گئی ہون۔ اور علمِ طریق
آخرت سے ہماری غرض یہ ہی کہ آئینہ دل کی جلا کی کیفیت کا علم اون خباثتون سے
جو اللہ تعالی سے اور اونکے صفات و افعال کی معرفت سے روکتے ہین اور اون کی

صفائی اور جلا کی تدبیر بجز اسکے نہین کہ شہوتون سے باز رہے اور انبیا علیہم السلام کی اقتدا اونکی سب حالتون مین کرے۔ اس تدبیر سے جس قدر دل صاف ہوتا جاویگا اور اوسکے مقابل امرِ حق کا حصہ واقع ہوگا اوسی قدر اوسمین اوسکی حقیقتونکی جھلک واقع ہوگی۔ اور اس جِلا کی سبیل بجز ریاضت کے جسکی تفصیل اپنے موقع پر مذکور ہوگی اور بدون سیکھنے کے اور کچھہ نہین۔ اور یہ وہ علوم ہین کہ کتابون مین نہین لکھے جاتے۔ اور جس شخص کو خدا تعالی یہ علم کچھہ بھی عنایت کرتا ہی وہ اوسکا ذکر دوسرون سے[1] نہین کرتا صرف جو اوسکے اہل ہین اونہین سے کہتا ہی اور یہ وہی علمِ پوشیدہ ہی۔ جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث[2] مین مراد لیا ہی کہ بعض علم مثل ہیئتِ مکنون کے ہین کہ اونکو سوائے خدا کے عارفون کے اور کوئی نہین جانتا قسم دوم[3] یعنے علم معاملہ وہ دل کے حالات کا معلوم کرنا خواہ اچھے ہون جیسے صبر و شکر اور خوف و رجا وغیرہ یا برے جیسے کینہ و حسد و کبر و بغض و ریا وغیرہ تو اب ہر ایک کی تعریف

[1] فقیر کہتا ہی کہ کتاب العلم مین صحیح بخاری کے مسطور ہے قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا یَعْرِفُوْنَ اَتُحِبُّوْنَ اَنْ یُّکَذَّبَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ یعنے شیر خدا فرماتے ہین کہ لوگون کو ایسی حدیثیں سناؤ جو وہ سمجھتے ہون کیا تم کو اچھا معلوم ہوتا ہی کہ اللہ تعالے اور اوس کے رسول جھٹلائے جائین ۱۲۔ [2] منہاج العابدین مین امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے ؎ یا رب جوہر علم لو ابوح بہ لقیل لی انت ممن یعبد الوثنا۔ [3] ابو عبد الرحمن سلمی بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ باسناد ضعیف ۱۲

و حقیقت و سبب و ثمرہ و علاج کو معلوم کرنا علمِ آخرت ہی حاصل یہ کہ فقہا کی نظر دنیا کی اون چیزون کی نسبت ہی جو فرض عین ہی اور یہ علم جو ہمنے بیان کیا آخرت کی بہتری کی نسبت ہی۔ اگر کسی فقیہ سے ان باتون مین سے ایک بھی بات مثلاً توکل یا اخلاص کو پوچھو یا سوال کرو کہ ریا سے بچنے کی کیا صورت ہی تو اس سوال کے جواب مین توقف کریگا حالانکہ یہ بات خود اوسپر فرضِ عین[1] ہی کہ اوسکے معلوم نہ کرنے سے آخرت اوسکی برباد ہوتی ہی اگر اوس سے لعان اور ظہار اور گھوڑدوڑ کا مسئلہ دریافت کرو تو دفتر کے دفتر بیان کر دیگا جسکی سالہائے سال مین ضرورت نہین پڑتی اور اگر حاجت بھی ہو تو شہر مین اوسکے بتانیوالے بہت موجود ہین اور لوگون کو دھوکا یہ دیتا ہی کہ مین فقہ اسلئے سیکھتا ہون کہ یہ علمِ دین اور فرض کفایہ ہے لیکن عقلمند سمجھتا ہی کہ اگر اوسکی یہی غرض ہوتی تو فرضِ کفایہ پر فرضِ عین کو مقدم کرتا اور حالانکہ علمِ فقہ اوّل درجہ کا علمِ دین نہین کیونکہ فقہ کی منتہائے نظر کو سوچو تو جانلوگے

[1] فقیر کہتا ہی کہ ردّ المحتار جلد اول صفحہ ۲۳ مین بھی اس علم کو فرضِ عین لکھا ہی وفی تبیین المحارم لاشك فی فرضیة علم الفرائض الخمس وعلم الاخلاص لان صحة العمل موقوفة علیها وعلم الحلال والحرام وعلم الریاء لان العابد محروم من ثواب عمله بالریاء وعلم الحسد والعجب اذ هما یأكلان العمل كما تأكل النار الحطب الخ وقال ایضا فعلم القلب ای علم الاخلاق لما علمت انه فرض عین وهو مبین فی ربع المهلكات من الاحیاء مختصر ۱۲

کہ اوسکی نظر دنیا کے حدود سے آخرت کی طرف تجاوز نہین کرتی مثلاً اسلام مین اگر فقیہ
بیان کریگا یہی بیان کریگا کہ اوسکا اسلام درست ہوا اور یہ اسلام نادرست اور شرائط مین
مسلمان ہونیکی یہ ہین مگر اس سارے بیان مین اوسکا التفات بجز زبان کے اور طرف
نہ ہوگا۔ دل کی جانب تو کبھی اوسکا خیال نہ گیا اور وہ بالکل اسکی بحث سے خارج ہی ہا
(فقیر کہتا ہی حالانکہ دل تمام اعضا کا سردار ہی اوسکی درستگی سے سب کی درستگی اوس کے
بگاڑ سے سب کا بگاڑ ہی چنانچہ صحیح بخاری مین ہی اِنَّ فِي جَسَدِ ادَمَ لَمُضْغَةً اِذَا
صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ)
اور آخرت مین زبانی اقوال کار آمد نہین بلکہ دلون کے انوار و اسرار و اخلاق مفید ہین
اور یہ امور فنِ فقہ سے نہین۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا دستور تھا کہ وہ حکم دینے یعنے فتوے
دینے سے بہت بچتے تھے اور ہر ایک ایک دوسرے پر ٹالدیا کرتے مگر جب کوئی علمِ قرآنی
اور طریقِ آخرت کا حال پوچھتا تو احتراز نہ فرماتے بلکہ بتا دیتے۔ اور فرضِ کفایہ تو
اور چیزین بھی ہین جیسے طب (اور پچھنے لگانا کپڑا بننا وغیرہ) حالانکہ اوسکی ضرورت بھی
بعضے شہرون مین ہی لیکن یہ جو علمِ فقہ خصوصاً مسائل خلافی اور لڑائی جھگڑے کے سکھنے مین

¹ قال في تبيين المحارم واما فرض الكفاية من العلم فهو كل علم لا يستغنى
عنه في قوام امور الدنيا كالطب والحساب والنحو واللغة الى ان قال واصول
الصناعات والفلاحة كالحياكة والحجامة (ردّ المحتار جلد اول صفحه ۳۲)

مبالغہ کرتا ہو تاکوئی فیصلہ کرنیکا کام یا حکومت ملے اور اپنے ہمسرون مین نام پیدا
کرے مولوی کہلائے (اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ) افسوس صد افسوس کہ بُرے عالمون کے
دہوکے سے دین مٹ گیا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہین کہ ہمکو اُس مغالطے سے بچائے
جس سے اوسکی خفگی ہو۔ علمائے ظاہر مین سے جو اہلِ ورع تھے وہ علمائے باطن اور
صاحب دلونکی فضیلت کے مُقر تھے مثلاً امام شافعی ؒ حضرت شیبان چرواہے کے سامنے
ایسے بیٹھتے جیسے لڑکا مکتب مین اوستاد کے سامنے بیٹھتا ہی اور اون سے پوچھتے کہ فلان
فلان امر مین ہم کیا کرین۔ لوگ امام شافعی سے کہتے کہ آپ جیسا شخص اس جنگلی آدمی
سے پوچھتا ہی۔ آپ فرماتے کہ جو تم نے سیکھا ہی اس شخص کو اوسکی توفیق ملی ہی۔ اور امام احمد
بن حنبل اور یحییٰ بن معین حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہم کے پاس آیا جایا کرتے حالانکہ
علمِ ظاہر مین یہ اون دونون کے مثل کے نہ تھے اور وہ دونون انسے پوچھا کرتے تھے کہ
ہم کیا کرین۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی جب پوچھا گیا کہ اگر ہم کو ایسا امر
پیش ہو کہ ہم اوس کو قرآن و حدیث مین نہ پائین تو کسطرح کرین آپنے فرمایا کہ نیکبختون سے
سوال کرو اور اوسکو انکے مشورہ پر منحصر کرد۔ اور اسی وجہ سے کہا گیا ہی کہ علمائے ظاہر

¹ فقیر کہتا ہے کہ یہ چارون امام ظاہر و باطن کے جامع ہین لیکن اون حضرات پر علمِ باطن کا غلبہ رہتا تھا
یہ ائمہ علمِ باطن ہین اون سے معتقید ہوتے اور وہ حضرات علمِ ظاہر مین ان سے پوچھ لیتے ۱۲۔
² طبرانی بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما ۱۲

زمین اور مُلک کی زینت ہین اور علمائے باطن آسمان اور ملکوت کی الخ اور امام نے ابتدائے کتاب مین یہ بھی تصریح فرمادی ہی کہ علم معاملہ کی تقسیم دو حصون مین ضروری ہوئی ایک ظاہر جو متعلق اعضا سے ہی وہ منقسم عبادت اور عادت مین ہی۔ اور باطن جو دل کے احوال اور نفس کی عادتون سے متعلق ہی وہ بھی دو قسم ہی اچھی اور بُری تو سب چار قسمین ہوئین۔ اور علم معاملہ سے غرض یہ ہی کہ آدمی اوسپر عمل کر کے علم مکاشفہ تک پھونچے۔ اور یہ علم معاملہ اوس علم مکاشفہ کا ذریعہ ہی الخ حضرت شہاب الدین سہروردی عوارف مین فرماتے ہین کہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا الخ یعنے کسی آدمی کو سزاوار نہین کہ اللہ تعالی اوس سے باتین کرے مگر یہ کہ وحی یا پردہ کے پیچھے سے یا کسی رسول کو بھیجے تو رسول کا بھیجنا اور وحی انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے مخصوص ہی۔ اور پردہ کے پیچھے سے کلام الہام اور ہاتف اور خواب وغیرہ مشائخ و راسخین فی العلم کے واسطے مخصوص ہی اور بھی فرمایا وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ یعنے تم اللہ تعالی سے ڈرو اور اللہ تمکو تعلیم دیتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان علم کے پردہ مین تم پر غالب آجاتا ہی اور کہتا ہی کہ علم طلب کر اور جب تک کہ تو علم نہ پڑھ لے عمل نہ کر اسی واسطے ہمیشہ بندہ علم ہی پڑھتا ہی اور عمل کو ٹالتا ہی یہانتک کہ مرجاتا ہے

اور عمل نہین کرتا اور ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ علم کثرت روایت سے نہین حاصل ہوتا علم خوف ہی ہی[1] قال اللّٰه تعالیٰ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا پھر علوم وراثت سے علوم وراثت نکلے اور علوم وراثت دودہ کی مثال اور علوم وراثت مسکہ جو دودہ سے نکلا ہی اگر دودہ نہ ہو تو مسکہ بھی نہ ہو۔ مگر مسکہ وہ دہنیت اور چکنائی ہی جو دودہ سے مقصود ہے

علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر	:	کے بود بے شیر مسکہ کے بود بے پیر پیر

اور ایمان کے بھی مراتب ہین۔ علم الیقین[2]۔ عین الیقین۔ حق الیقین۔ اور علم صوفیہ کا مقابات مشاہدہ سے ہی اور وہ عین الیقین اور حق الیقین ہی جو مسکہ کے مانند ہی لیکن دودہ سے ہی نکلا ہی۔ اور اسی علم باطن اور قوت الیقین کی طرف اس حدیث مین اشارہ ہی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عالم کی ترجیح عابد پر ایسی ہی کہ جیسی مجھے میری امت پر۔ تو علم بیع وشراء وطلاق وعتاق کیطرف اس حدیث مین اشارہ نہین ہی اور یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر شیطان بنی آدم کے قلوب کے اردگرد نہ پھرتے تو ضرور مقامات ملکوت کو دیکھ لیتے اور جب نفوس پاک اور مزکی ہو گئے تو اونکے آئینہ قلوب صیقل تقوی سے

[1] یعنے بجز اسکے نہین کہ اللہ سے وہی بندے ڈرتے ہین جو عالم ہین۔ تو یہ اِنَّمَا حصر و قصر کیلئے ہی تو جسکو خوف خدا نہین وہ عالم ہی نہین۔ اسی لئے زہد و تقوی ضرور ہی ۱۲ [2] علم الیقین کی مثال جیسے کسی کو علم ہوا کہ آگ جلاتی ہی اور عین الیقین یہ کہ خود کسی شے کو آگ مین ڈالکر دیکھ لیا کہ جل گئی۔ حق الیقین یہ کہ آگ خود اپنے ہی جسم پر [illegible]

علوم صوفیہ

مجلّٰی ہوگئے پہر اونمین اشیاء کی صورتین اپنی ہیئت اور ماہیت پر ظاہر ہوگئین تو دنیا اپنی بری صورت سے ظاہر ہوئی اوسے ترک کیا اور آخرت اپنے حسن سے جلوہ گر ہوئی اُسے طلب کیا پہر جب کہ دنیا مین انہون نے کم رغبتی کی تو اونکے باطنون مین انواع واقسام[۱] کے علوم جوش زن ہوئے اور علمِ دراست کے ساتھ علمِ وراثت بھی ملگیا

---

[۱] جو علوم صوفیہ ہین اور جسکو وہ فرض سمجھتے ہین وہ یہ ہین علمِ حال - علمِ قیام - علمِ خواطر - علمِ یقین - علمِ اخلاص - علمِ نفس اور اوسکے اخلاق کی معرفت (اور معرفتِ نفس سب سے عزیز اور بزرگ علم ہے -) علمِ معرفتِ اقسامِ دنیا اور وجوہِ دقایق ہوئے اور مخفی شہواتِ نفس اور اوسکی حرص - علمِ ضرورتِ قولی وفعلی ولباس وخواب وخور - علمِ حقایقِ توبہ - علمِ سیّئاتِ مخفی - علمِ اوس سیات کا جو ابرار کے حسنات ہین - علمِ خطراتِ فضولی کے روکنیکا پہر علمِ مراقبہ اور علم اون اشیاء کا جو مراقبہ مین خلل ڈالے - علمِ محاسبہ - علمِ حقایق التوکل اور متوکلین کے گناہ اوس سکے توکل مین اور فرق اوس توکل مین کہ بحکمِ ایمان واجب ہی اور اوس توکلِ خاص مین جو اہلِ عرفان کے ساتھ مختص ہے - علمِ زہد اور معرفت زہد فی الزہد اور زہد فی الزہد کے بعد معرفتِ زہدِ ثالث کی علمِ رضا اور مقامِ رضا کے گناہ - علمِ انابت والتجا معرفتِ اوقاتِ دعا وسکوت عن الدعاء - علمِ محبت وتفاوتِ محبت عامّہ (جسکی تفسیر امتثالِ امر ہے) ومحبتِ خاصہ - بعضے علماءِ دنیا محبتِ خاصّہ کا انکار کرتے ہین جس طرح رضا سے انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ بجز صبر کے نہین - پہر محبتِ خاص کا تقسیم ہونا محبتِ ذات وصفات مین اور تفاوتِ محبتِ قلب ومحبتِ روح وعقل ونفس مین اور فرق محب ومحبوب ومرید ومراد کے مقام مین - پہر علوم مشاہدات جس طرح ہیبت وانس - قبض وبسط وہم اور بسط ونشاط مین فرق - علمِ فنا وبقا اور تفاوتِ احوالِ فنا اور استتار وتجلّی - جمع وفرق - لوامع وطوالع وبوادی - صحو وسکر وغیرہا انکے سوا اور علوم ہین جسکو علماءِ آخرت بعد عمل کے پاتے ہین اور علماءِ دنیا محروم رہتے ہین اور وہ علوم ذوقیہ ہین جو ذوق وجدان سے حاصل ہوتے ہین - جس طرح علم کیفیتِ حلاوتِ شکر کا بیان کرنے سے حاصل نہین ہوتا بلکہ جس نے چکھا اوسی نے جانا (عوارف المعارف)

آدابِ مطالعہ

اور یہ بھی آپنے فرمایا کہ مرید مطالعہ کیلئے علوم واحادیث وحکایاتِ صالحین اور انواع واقسام کے حکمِ وامثال کا محتاج ہوتا ہی جن کے سبب عذابِ آخرت سے نجات پاتا ہی - اور قلب ہر ایک اچھی شے کا انتخاب کرتا ہی لیکن آدابِ مطالعہ سے یہ ہی کہ جب حدیث وعلم کے مطالعہ کا ارادہ ہو تو یہ سمجھنا چاہئے کہ کبھی مطالعہ ہوائے نفسانی سے بھی ہوتا ہی - کیونکہ نفس جب ذکر وتلاوت وعمل سے گھبرا جاتا ہے تو وہ مطالعہ سے ایسی ہی راحت پاتا ہی جیسے لوگونکی صحبت اور اونکی بات چیت سے تو عقلمند کو چاہئے کہ اپنے نفس سے خبردار رہے اور کسی کتاب اور علمی بات کا مطالعہ کرنے مین عجلت نہ کرے بلکہ بعد ثبوت وقرار کے رجوع الی اللہ کرے اور اوسکی رحمت سے تائید چاہے کیونکہ کبھی مطالعہ سے بھی اللہ تعالیٰ وہ مراتب عنایت فرماتا ہی جس سے اوسکی حال کی ترقی ہوتی ہی اور اگر پہلے مطالعہ کے استخارہ کرلے تو اور بھی اچھا ہی تا اللہ تعالیٰ اوسکے لئے سمجھنے اور سمجھانے کے دروازے کھولدے غرض علم کیلئے ایک صورتِ ظاہری اور ایک سرِ باطنی اور وہ فہم ہی جسکی برزگی اس قولِ خداوندی سے ظاہر ہی فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا یعنے ہمنے اوسے سلیمان کو سمجھا دیا - اور ہر ایک کو ہمنے حکم اور علم دیا - اس آیت مین فہم کی طرف خصوصیت کے ساتھ اشارہ فرمایا - اور حکم وعلم کو علیحدہ علیحدہ کردیا -

اسی لئے علماءِ باطنی نے جو ضروری چیزین اصلِ دین ہین اور جسپر بنیاد شرع کی ہی حاصل کر کے اللہ تعالی کی طرف اس طرح رخ کیا کہ غیرِ حق کا خیال تک نہ آیا پہر مقامِ قرب تک اونکی روحین پہونچ گئین اور ارواح نے قلوب کو منور کیا جب قلب آئینہ کی طرح روشن ہو گیا۔ تو لوحِ محفوظ سے اوسکو کسی قدر سامنا اور محاذات ہو گئی اوسوقت اوس نے صفائیِ باطن سے اصولِ علوم کو سمجھ لیا تو اب وہ علمِ کلی اس جزئی علم کی طرف رجوع کرنے نہین دیتا کیونکہ علوم جزئیہ تعلیم اور مشق سے نفوس مین متجزی اور منقسم ہین۔ اسکے وہی اہل ہین جو اس کے ظروف ہین تو علماءِ ظاہر کے نفوس جزئی سے بہر گئے اور اوسی مین وہ ایسے مشغول ہو گئے کہ کلی سے منقطع اور علیحدہ ہو گئے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی صاحبِ علم و روایت کی پروا نہین کرتا بلکہ جو صاحبِ علم و درایت ہو اوسکا خیال فرماتا ہی۔ اور کبھی بندہ عالم باللہ اور صاحبِ یقینِ کامل ہوتا ہی اور فرضِ کفایات کا اوسکو علم نہین ہوتا۔ چنانچہ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم علمِ حقایق و دقایق و معرفت مین علماءِ تابعین سے بڑہکر تھے۔ اور علماءِ تابعین علمِ فتوی اور احکام مین بعضے صحابہ سے زیادہ راسخ تھے روایت ہی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو فرماتے

کہ سعید بن المسیب سے پوچھو۔ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے کہ جابر بن عبداللہ سے پوچھو اور حضرت انس بن مالکؓ فرماتے کہ حسن بصری سے دریافت کرو اسواسطے کہ انہین یاد ہی اور ہم بہول گئے تو ان صحابہ کا علمِ فتوی اور احکام مین یہ حال تھا لیکن حقایقِ یقین اور دقایق معرفت اون تابعین کو خود سکھلاتے (حاصل کلام علمِ باطن علمِ ظاہر سے جدا نہین چنانچہ جنید رضی اللہ عنہ کا فرمان تھا کہ ہمارا یہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث سے ملا ہوا اور موید ہی بعض صوفیہ نے کہا کہ جس شخص نے اپنے نفس پر قول و فعل مین سنت کو امیر و فرمان روا کر دیا تو اوسنے حکمت کے ساتھ کلام کیا اور جس کسی نے ہوے کو اپنے نفس پر حاکم کیا تو اوس نے بدعت کی گفتگو کی نقل ہی کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز اپنے دوست سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو اوس شخص کو دیکھین جس نے اپنے تئین ولی مشہور کر رکھا ہی اور یہ شخص اپنے گرد و نواح مین زہد او عبادت کے ساتھ مشہور و معروف تھا تو ہم اوسکی طرف چلے تو وہ جب اپنے گہر سے مسجد کی طرف نکلا قبلہ کی طرف تہوکا حضرت نے فرمایا واپس چلو اور اونسے سلام علیک نہ کی اور جب واپس آئے تو فرمایا یہ شخص سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کا امین معتمد نہین ہے پہر وہ مقاماتِ اولیا او صدیقین کے دعوونکا کس طرح امین ہو سکتا ہی اور حضرت شبلی علیہ الرحمۃ کے خادم سے پوچھا گیا کہ تمنے ہونکے انتقال کیوقت انکا کیا حال دیکہا تو کہا جب اونکی زبان بند ہو گئی اور پیشانی پر پسینہ آیا مجہے اشارہ کیا کہ نماز کیلئے وضو کرا دو تو او نہین وضو کرا دیا اوسوقت مین اونکی

داڑہی کا خلال بھول گیا تو میرا ہاتھ پکڑ کے اپنی داڑہی مین میری انگلیان ڈالکر خلال کرتے تھے اور اسمٰعیل
بن عبد اللہ نے کہا جو وجد کہ کتاب و سنت سے اوسکی شہادت نہ ملے وہ ناحق ہی یہ صوفیہ کا حال
اور اونکا طریقہ ہی اور اس صورت کے علاوہ جو شخص دعوی کسی حال کا کرے تو وہ جھوٹا مدعی اور گمراہ ہی انتہی
ملتقطاً مختصراً کشف الظنون مین ہی کہ علم و تعلیم و تعلم سے مقصود حق سبحانہ کی معرفت ہی جو انواع
سعادت کی اصل اور غایتون کی غایت ہی جسکو علم الیقین کہتے ہین اور جو صوفیہ کیلئے خاص ہی[1] اب
اے طالب علم تو اسقدر دل کو اس علمِ ظاہری مین مت لگا کہ تو نزع مین بھی وہی بحث و تکرار جاری
رہے جیسے ابو طاہر کی حکایت ہی بلکہ اوسکو راہ نجات سمجہ اسیواسطے حضرت احمد بن ابی الحواری جب علم
ظاہر سے فارغ ہوے تو الہامِ حق سے سب کتابون کو دھو ڈالا اور رو رو کر یون فرمایا نعم الدلیل کنت لی علی
ربی لکن لما ظفرت بالمدلول کان الاشتغال بالدلیل محالا یعنے تم کتب ہی میری رب کی راہ کے دلیل تھے لیکن جب
مجھے مدلول حاصل ہو گیا تو اب دلیل کی طرف مشغول ہونا محال ہی یہ سوال کتابون کو اسطرح معدوم نہ کرنا تھا
ہبہ کرتے یا بیچ ڈالتے تو اچھا تھا جواب اگر ایسا نہ کرتے تو شاید پوری طور سے علاقہ قلبی منقطع ہوتا اور پھر کسی
نہ کسی وقت مطالعہ کو طبیعت چاہتی اور یہی غیر خدا سے لو لگانا ہی غرض سعادت ابدیہ کیلئے علم و عمل دونون
ضرور ہین اور ہر ایک بغیر دوسرے کے نامعتبر ہی اور وہ دونون باہم ایک دوسرے کیلئے ثمر ہین مثلاً جب ایک شخص نے
علم مین مہارت پیدا کی تو اوسکے موافق اوسکو عمل بھی ضرور ہے اور جب عمل مین کوتاہی کی تو وہ اپنے علم مین کامل نہوگا جب ایک
شخص نے عمل کیا اور مجاہدہ و ریاضت حسب شرائط صوفیہ بجالایا تو سارے علومِ نظریہ اوسکے دل پر روشن ہو جاتے ہین تو یہ دو طریقے ہوے

[1] تعدید کشف الظنون صفحہ ۳۴ ہم ان المقصود من العلم والتعلیم معرفۃ اللہ سبحانہ وتعالی وھی غایۃ الغایات وراس انواع السعادات ویعبر عنها بعلم الیقین الذی یخصہ الصوفیہ اولو الکرامات الخ ۱۲ ابو نعیم فی الحلیہ ۱۲

اور طریقۂ حق کے سالک[1] دو قسم پر ہوے ایک تو وہ کہ طریقہ علم سے عرفان کو پہونچتا ہے
یہ طریقہ ابراہیم خلیل اللہ سے مشابہ ہی کیونکہ آپنے بھی استدلال سے ابتدا فرمائی تھی۔
دوسرا طریقہ غیب سے ابتدا کرے پھر عالم شہادت (عالم اجسام) اوسپر منکشف ہووے
یہ طریقہ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی کیونکہ ابتدا ہی مین آپکا شرح صدر ہوا اور
تجلیاتِ الہی ہونے لگین غرض جو ساٹھ سال کے بوڑھے ہین تو اونکو چاہئے کہ طریقہ

[1] (مناظرہ) یہ دونون طریقہ کے سالکون مین ہر ایک اپنے طریقہ کو فضیلت دیتا ہی۔ ارباب نظر
کہتے ہین کہ طریقہ نظر افضل ہی اسلئے کہ طریقہ تصفیہ دشوار ہے اور اوس کے واصل بھی تھوڑے ہین
علاوہ یہ کہ اثنائے مجاہدہ مین مزاج بگڑ جاتا اور عقل مختل ہو جاتی ہے۔ اہل تصفیہ فرماتے ہین کہ جو علوم نظر
سے حاصل ہوتے ہین وہ اکثر شائبۂ وہم اور مغالطہ خیال سے صاف و پاک نہین رہتے اسی لئے اکثر غائب
کو حاضر پر قیاس کرکے گمراہ ہوتے ہین اوس کے علاوہ مناظرہ مین اتباع ہوی سے نہین بچ سکتے۔ بخلاف
تصوف کے کہ اوس سے تصفیۂ روح اور تطہیرِ قلب وہم خیال سے ہوتی ہے صرف فیض علوم الہیہ کا انتظار
باقی رہتا ہی اور جو دشواری اور دوری راہ ہے اوس سے صحت علم مین کیا خلل ہے اور جسکے لئے اللہ سبحانہ
آسان کرے تو آسانی بھی ہو جاتی ہے۔ اب رہا اختلال مزاج تو اوسکا علاج ہو سکتا ہے۔ انکی مثال اون
دو گروہ سے دیتے ہین جو باہم صنعت نقش و تصویر مین فخر کرتے تھے آخر مین انکی آزمایش کے لئے دو
دیوارین آمنے سامنے کی مقرر کر دی گئین اور بیچ مین پردہ ڈالدیا گیا ایک نے نقاشی مین کمال کر
دکھایا اور دوسرے گروہ نے صرف دیوار کو صیقل کرکے آئینہ بنادیا۔ جب درمیانی پردہ اٹھادیا گیا
تمام اوس دیوار کے نقوش اس مقابل کی دیوار پر اتر آئے۔ کہتے ہین کہ یہ علوم نظریہ اور کشفیہ کی
مثال ہے۔ پہلا علم بطریق حواس بڑی محنت و مشقت سے حاصل ہوتا ہے اور دوسرا لوحِ محفوظ اور
ملاءِ اعلی سے (کشف الظنون)

تصفیہ اختیار کرکے اللہ تعالیٰ کی عنایات کے منتظر رہین کہ عرفان کامل سے سرفراز فرماوے۔ کیونکہ اونکے لئے اب وقت نہین رہا کہ جسمین طریقۂ علم ونظر کو مقدم کرسکین۔ اور بعضے جوان غبی اور کند ذہن ہوتے ہین تو یہ بھی اونہین بوڑہون کے حکم مین داخل ہین۔ اور بعضے جوان ذکی سمجھدار ہوتے ہین لیکن اوستاد شفیق وکامل میسر نہین آتا تو اونکا بھی بوڑہونکا سا حال ہی۔ اور اگر تقدیر موافق ہوئی اور اوستاد عالم باعمل ملگیا تو ایسے وقت مین طریقۂ نظری کو مقدم کرکے پہر در عالم ملکوت کہٹکہٹانے کے لئے مستعد ہوتا نعمتِ باقی جو کبھی نہ فنا ہونیوالی ہے۔ حاصل ہووے۔ انتہی مختصراً

حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی کیمیاے سعادت مین فرماتے ہین اور خواب کی حقیقت کی تفصیل اس کتاب مین بیان کرنا ممکن نہین لیکن مجمل اسقدر جان لینا چاہئے کہ دل آئینہ کے مانند ہے اور لوح محفوظ اوس آئینہ کے مانند ہی جسمین سب موجودات کی تصویرین موجود ہون اور صاف آئینہ کو جب تصویر والے آئینہ کے سامنے کرتے ہین تو اوسمین بھی سب تصویرین دکھائی دیتی ہین اسی طرح دل جب آئینہ کی طرح صاف ہو اور محسوسات سے قطع تعلق کرے تو لوحِ محفوظ سے مناسبت اور مقابلہ پیدا کرتا ہی تو لوحِ محفوظ مین سب موجودات کی جو تصویرین موجود ہین وہ دل مین صاف نظر آتی ہین اور دل جبتک محسوسات سے مشغول رہتا ہی عالم روحانی کے ساتھ مناسبت

نہین ہوتا اور چونکہ خواب مین محسوسات سے بالکل فارغ ہوتا ہی تو خواہ مخواہ عالم روحانی کو دیکھتا ہی لیکن خواب مین حواس تو علیحدہ ہوجاتے ہین مگر خیال باقی رہتا ہی اسی وجہ سے مثال مین خیال نظر آتا ہی اور صاف حال نہین کہلتا اور جب آدمی مرجاتا ہی نہ خیال باقی رہتا ہی نہ حواس اوسوقت کچھ آڑ نہین ہوتا کام صاف ہوتا ہے اوسوقت اوس سے کہتے ہین فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ اور وہ جواب دیتا ہی رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ اور عالم ملکوت کی طرف دل کی کہڑکی ہونیکی دوسری دلیل یہ ہی کہ کوئی شخص ایسا نہین جس کے دل مین فراستین اور نیک خطرے الہام کے طور سے نہ آتے ہون اور وہ حواس کی راہ سے نہین آتے بلکہ دل ہی مین پیدا ہوتے ہین اور وہ نہین جانتا ہی کہ یہ خطرے کہان سے آئے اتنی بات سے یہ معلوم ہوا کہ سب علم محسوسات کے سبب سے نہین اور دل اس عالم سے نہین بلکہ عالم روحانی سے ہی اور حواس جنکو اس عالم کے واسطے پیدا کیا ہی خواہ مخواہ اوس عالم کو دیکھنے مین آڑ ہونگے اور جب تک اس عالم سے فارغ نہوگا اوس عالم کی طرف راہ نپائیگا

فصل اے عزیز گمان نہ کرنا کہ عالم روحانی کی طرف دل کی کہڑکی بے سوتے

لہ اب کہولدی ہمنے تجہپر سے تیری اندہیری اب نگاہ آج تیز ہے لہ اے رب ہمنے دیکھ لیا اور سن لیا اب ہم کو پہر بھیج ہم کرین بہلائی ہم کو یقین آیا ۱۲

نہین کھلتی ایسا نہین ہو بلکہ اگر کوئی شخص جاگتے ہین ریاضت اور محنت کرے
اور دل کو خواہش اور غصہ کے ہاتھ سے چھوڑائے اور بُرے اخلاق سے پاک کرے
اور خالی جگہ مین بیٹھے اور آنکھ بند اور حواس کو بیکار کرے اور دل کو عالمِ روحانی سے
یہانتک مناسبت دے کہ ہمیشہ اللہ اللہ دل سے کہے زبان سے نہین حتی کہ آپ سے
اور تمام عالم سے بیخبر ہو جائے اور خدا کے سوا کسی کی خبر نہ رکھے جب ایسا ہو جائے
تو اگرچہ جاگتا ہو تو بھی دل کی کھڑکی کھلی رہے گی اور لوگ جو کچھ خواب مین دیکھین گے
وہ جاگتے ہین دیکھیگا فرشتون کی ارواح اچھی صورتون مین اوسپر ظاہر ہون گی
پیغمبرون کو دیکھنے لگیگا اور اون سے بہت فائدہ اور مدد پائیگا زمین آسمان کے
ملکوت اسے نظر آئین گے اور جس کسی پر یہ راہ کھلی وہ عجب عجب تماشے اور بڑے
بڑے کام جنکی تعریف امکان سے باہر ہو دیکھیگا وہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہو زُوِیَتْ لِیَ الْاَرْضُ[۱] فَرَأَیْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا اور حق تعالی نے
جو ارشاد فرمایا ہو وَکَذٰلِکَ[۲] نُرِیْ اِبْرٰهِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
سب اسی حال مین ہو بلکہ انبیا کے علم سب اسی طرح سے تھے حواس اور سیکھنے سے

[۱] دکھائی گئی مجکو زمین پھر دیکھا مین نے اوس کے مشرقون اور مغربون کو ۱۲ رواہ مسلم [۲] اور اسی طرح دکھانے لگے ہم ابراہیم کو سلطنت آسمان اور زمین کی ۱۲۔

نہ تھے اور سب کا آغاز ریاضت اور مجاہدہ تھا جیسا حق تعالی نے فرمایا ہو وَتَبَتَّلْ
اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا یعنے سب سے رشتۂ تعلق توڑ اور اپنے تئین بالکل خدا کے قبضۂ اختیار مین
چھوڑ دو دنیا کی تدبیر مین مشغول نہو کہ خدا سب کام خود درست کرتا ہو رَبُّ[۱] الْمَشْرِقِ
وَالْمَغْرِبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَکِیْلًا جب تو نے اپنا وکیل خدا کو بنایا تو نے پروا
اور خلائق سے جدا رہ وَاصْبِرْ[۲] عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا یہ سب ریاضت
اور شفقت کی تعلیم ہو کہ خلق کی دشمنی اور دنیا کی خواہش اور محسوسات کے ساتھ
شغل سے دل صاف ہو اور اس امر کو پڑھکر حاصل کرنا عالمون کا طریقہ ہو یہ بھی بڑا کام ہی
لیکن نبوت کی راہ اور انبیا اولیا کے علم کی یہ نسبت جو آدمیون کے بے سکھائے
رب العزت کی درگاہ سے حاصل ہوتا ہو چھوٹا ہو بہت لوگون کو اس راہ کا راست
اور درست ہونا تجربہ اور عقلی دلیل سے معلوم ہوا ہی۔ اے عزیز اگرچہ تجھکو ذوق سے
یہ حال حاصل نہ ہو اور سیکھنے سے بھی نہ معلوم ہو اور عقلی دلیل سے بھی نہ حاصل ہو لیکن
اتنا تو ہو کہ اس کا ایمان لا اور تصدیق کرتا کہ تینون درجون سے محروم نہ رہ اور کافر
نہ ہو جا اور یہ امور دل کے عالمون کے عجائبات سے ہین اور اسی سے آدمی کے دل
کی بزرگی معلوم ہوتی ہو فصل اے عزیز یہ سب جو بیان ہوا اس سے اصل آدمی کی

[۱] مالک مشرق اور مغرب کا اوس بن کسی کی بندگی نہین پھر پکڑ اوسکو کام سونپنا ۱۲ [۲] اور سہارہ جو کہتے رہین اور چھوڑ اونکو بھلی طرح چھوڑنا ۱۲

بزرگی تجھے معلوم ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صوفیون کی کیا راہ ہی یہ جو تو نے
سنا ہوگا کہ صوفی کہتے ہین کہ علم اس راہ مین آڑ ہی اور تو نے اس سے انکار کیا ہوگا
تو انکار نہ کر صوفیونکا یہ کہنا حق ہی اسواسطے کہ محسوسات اور محسوسات کے علم کے ساتھ
اگر تو مشغول رہیگا تو یہ شغل اوس حال سے پردہ اور حجاب ہوگا اور دل حوض کے
مثل ہے اور حواس گویا پانچ نہرین ہین کہ اونکی راہ سے حوض مین پانی جاتا ہی اگر تجھکو
منظور ہو کہ حوض کی تہ سے صاف پانی نکلے تو اوسکی یہ تدبیر ہی کہ باہر سے آیا ہوا
پانی جو حوض مین ہی اور اوس پانی کے سبب سے جو کیچڑ ہوگئی ہی اوسے بالکل حوض سے
نکال اور سب نہر دنکا راستہ بند کر کہ حوض مین باہر کا پانی نہ آنے پاوے اور حوض کی
تہ کو کھود کہ صاف پانی اوس کے اندر سے نکلے اور حوض جبتک باہر کے پانی سے
بھرا رہیگا ممکن نہین کہ اوسکی تہ سے پانی نکل سکے اسی طرح باہر والے علم سے جبتک
دل خالی نہو لے تب تک وہ علم جو دل کے اندر سے پیدا ہوتا ہی نہ پیدا ہوگا ہان عالم
اپنے تئین اگر سیکھے ہوے علم سے خالی کر ڈالے اور اوسکے ساتھ مشغول نہ رہے تو
وہ علم جس سے اپنے تئین خالی کیا ہی حجاب نہ ہوگا اور ممکن ہی کہ اوس عالم کو کشف حاصل ہو
اسی طرح اگر کوئی شخص محسوسات کے خیال سے اپنا دل خالی کرے تو وہ خیالات جنسے
دل خالی کیا ہی اوسے حجاب نہونگے اور حجاب کا سبب یہ ہی کہ مثلاً جب کسی شخص نے

اہل سنت کے اعتقاد سیکھے اور گفتگو اور مباحثہ کیلیے جیسا چاہیے اوسکی دلیلین سیکھین
اور اپنے تئین بالکل اوسی کا کردیا اور یہ اعتقاد کرلیا کہ اس علم کے سوا اور کوئی علم
ہی نہین تو جب اوسکے دل مین کچھ آئیگا یہی کہیگا کہ جو مین نے سیکھا ہی یہ اوس کے
خلاف ہی اور جو اوسکے خلاف ہی وہ باطل ہی ایسے آدمی کو کامون کی حقیقت معلوم
ہونا ممکن نہین اسواسطے کہ جو اعتقاد عوام لوگون کو سکھاتے ہین وہ حقیقت کا ڈھانچا ہے
اصل حقیقت اور پوری معرفت وہ ہی کہ حقیقتین ڈھانچے سے ایسی کھل جائین جیسے
ہڈی سے گودا اے عزیز جان تو کہ جو کوئی اعتقاد کی تائید کے واسطے جھگڑنے کا طریقہ
سیکھتا ہی اوسے کچھ حقیقت نہین کھلتی جب یہ سمجھا کہ سب علم مین ہی جانتا ہون تو سمجھ
اوسکا حجاب ہوتی ہی اور اسوجہ سے کہ یہ سمجھ اوسپر غالب ہوتی ہی جس نے کچھ تھوڑا سا
سیکھا ہی تو غالباً ایسے لوگ اس درجہ سے محروم اور محجوب رہین گے اور جو کوئی اس
سمجھ کو دور کرے اوسکا علم آڑ نہ ہوگا بلکہ یہ کشف اوسے حاصل ہوگا اور اوسکا درجہ
کامل ہوگا اور اوسکی راہ اوس شخص کی راہ سے بہت بیخوف اور سیدھی ہوگی جسکا
قدم علم مین پہلے سے مضبوط نہوا اور مدت تک خیال باطل مین پھنسا رہا ہو اور
تھوڑا شبہ بھی اوسکے لئے آڑ ہوتا ہو اور عالم ایسے خطرہ سے بیدہشت ہی اے عزیز
اگر کسی صاحب کشف سے تو سنے کہ علم آڑ ہی تو چاہیے کہ تو اس بات کے معنی سمجھے اور

انکار نہ کرے لیکن غیر مباح کو مباح ٹھہرانے والے نفس پرور بے بہرہ لوگ جو اس زمانے
مین نکلے ہین ہرگز خود انکو یہ حال ہی نہین ہی صوفیونکی بنی ہوئی واہیات باتین کچھ
سیکھی ہین اور ان لوگونکا یہ شغل ہی کہ تمام دن اپنے تئین دہوتے ہین لنگ گودڑی
جانماز سے اپنے تئین آراستہ کر کے علم اور علما کی مذمت کرتے ہین یہ لوگ مار ڈالنے کے
قابل ہین اسواسطے کہ آدمیون کے شیطان اور خدا رسُول کے دشمن ہین کیونکہ خدا او
رسُول نے علم اور عالمون کی تعریف کی ہی اور تمام عالم کو علم کی طرف بلایا ہی یہ بدبخت
جب صاحبِ حالت نہ ہو اور علم بھی حاصل نہ کیا ہو تو ایسی بات یعنے علم اور علما
کو برا کہنا اسکو کب درست ہی اور اوس بدبخت کی مثل اوس شخص کی ایسی ہے جس نے
سنا ہو کہ کیمیا سونے سے بہتر ہی اس لئے کہ اوس سے بے انتہا سونا ہاتھ آتا ہی اور جب
سونے کا خزانہ اوسکے سامنے رکھین تو اوسپر ہاتھ نہ ڈالے اور کہے کہ سونا کس کام
آتا ہی اور کیا حقیقت رکھتا ہی کیمیا چاہیئے جو سونے کی اصل ہی اور سونا نہ لے اور کیمیا
نہ اوس نے دیکھی ہو نہ وہ کیمیا کو جانتا ہو ایسا شخص بدبخت اور مفلس اور بھوکا رہتا ہے
اور اتنی بات کی خوشی مین کہ مین نے آپ یہ کہا کہ کیمیا سونے سے بہتر ہی خوش ہوتا ہے
اور بڑھ بڑھ کے باتین بناتا ہی تو انبیا اولیا کا کشف تو کیمیا کے مانند ہی اور عالمونکا علم
سونے کے مثل ہی اور کیمیا کے مالک کو سونے کے مالک پر سب طرح سے فوقیت ہے

لیکن یہان پر ایک اور نکتہ ہی کہ اگر کسی کے پاس اتنی ہی کیمیا ہو کہ اوس سے سونے کے
سو دینار سے زیادہ نہین حاصل ہو سکتے تو ایسے شخص کو اوس شخص پر کچھ فضیلت نہین ہی
جس کے پاس سونے کے ہزار دینار موجود ہون اور جیسا کہ کیمیا کی کتابین اور باتین
اور تلاشی بہت ہین اور اس زمانہ مین اوسکی حقیقت نایاب ہی اور بہت سے ڈھونڈھنے
والے دغا کھاتے ہین صوفیونکا کام بھی ایسا ہی ہی اصل صوفی پن ان لوگون مین
نہین جو ہی تو تھوڑا اور یہ بات نادر ہی کہ وہ کمال کو پہونچے تو جاننا چاہیئے کہ جن کسیکو
صوفیونکا تھوڑا سا حال نمودار ہوا وہ سے ہر عالم پر فضیلت نہین ہی کیونکہ انمین سے
بہتون کو ایسا ہوتا ہی کہ اس کام کے شروع مین کچھ حال اونپر ظاہر ہوتا ہی اوس وقت
اوس درجہ سے گر پڑتے ہین اور کامل نہین ہوتے اور بعضے ہوتے ہین کہ سودا اور
خیالِ خام اون پر غالب ہوتا ہی اور اوسکی کچھ اصل نہین ہوتی اور وہ اوسے حق اور
مستحکم کام سمجھتے ہین اور وہ ایسا نہین ہوتا اور جیسا خواب مین اصل اور خیالات
واہیات دونون ہوتے ہین اوسی طرح اس حال مین بھی ہوتے ہین بلکہ عالمون پر[1]
اوس شخص کو فضیلت ہی جو اوس حال مین ایسا کامل ہوا ہو کہ جو علمِ دین سے علاقہ
رکھتا ہی اور اونکو سیکھنے سے حاصل ہوتا ہی وہ شخص بے سیکھے آپ اوس علم کو جان لے

[1] ہر صوفی کو ہر عالم پر فضیلت نہین ہان صوفیِ کامل کو عالمِ ظاہر پر فضیلت ہے ۱۲

اور یہ امر نہایت نادر ہی تو چاہیے کہ ایسے عزیز تصوف کی اصل راہ اور صوفیوں کی بزرگی
پر ایمان لاؤ اور اس زمانہ کے صوفیوں کے سبب سے اون اصلی صوفیون سے بداعتقاد
نہ ہو اور ان مین سے جو علم اور عالمون پر طعن کرتا ہی تو سمجھ کہ نادانی سے کرتا ہے۔ ابن خلدون
صفحہ ۹۰ مدارک غیبیہ کے بیان مین لکھتے ہین کہ جو متصوفہ ہین اونکی ریاضت دینی ہے
اور وہ بُرے مقاصد سے پاک ہی۔ اونکی مقصد و مراد خاطر جمعی اور ہمہ تن خدا کی طرف
متوجہ ہونا ہی تا اونکو مذاقِ عرفان توحید حاصل ہووے۔ اور وہ اپنی ریاضت مین
جمعِ ہمت اور گرسنگی کے علاوہ ذکر کو اپنی غذا مقرر کرتے ہین جس سے اونکی ریاضت
کامل ہو جاتی ہی کیونکہ جب نفس ذکر سے پرورش پاتا ہی تو معرفتِ الٰہی سے بہت ہی
قریب ہو جاتا ہی۔ اور جو نفس کہ ذکر سے عاری ہو وہ شیطانی ہی۔ اور معرفتِ غیب اور
تصرف و کرامات جو ان متصوفہ کو حاصل ہوتے ہین وہ تبعاً اور عارضی ہین۔ ابتداءِ
امر مین اونکی یہ غرض نہ تھی۔ اگر یہی اونکا مقصود ہوتا تو غیر اللہ کے طالب قرار پاتے
اور یہ کیا بُری طلب ہی بلکہ حقیقت مین شرک ہی۔ اونکی خواہش و توجہ صرف معبودِ برحق
کی جانب ہی۔ اوسکے ماسوا سے اونکو کوئی غرض نہین۔ اور جو ضمن خداطلبی مین
تصرف و اطلاعِ غیب ہو جاتی ہی وہ اونکا مقصود نہ تھا بلکہ بہت سے لوگون کو جب
یہ تصرفات حاصل ہوتے ہین تو اوس سے بھاگتے ہین اور اوسکو مشہور نہین کرتے

اور یہ جو غیب اور دل کی باتین بیان کرتے ہین اوسکو فراست و کشف کہتے ہین
اور جو تصرفات ہوتے ہین اوسکا نام کرامت ہی۔ اور ایسے امور کا اون سے ظاہر
ہونا کوئی نایاب و غیر معروف بات نہین۔ بعضے لوگ معجزہ سے کرامت کا التباس
سمجھکر کرامت سے انکار کرتے ہین۔ اور متکلمین کے پاس معتمد یہ ہی کہ دونون مین تفرقہ
تحدی کا ہی یعنے مقابلہ کو طلب کرکے (صاحبِ شریعت) معجزہ دکہاتا ہی اور ولی
نبی کا طفیلی ہی۔ صحیح حدیث مین آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ تم مین محدث (ملہم) لوگ ہین اور عمر رضی اللہ عنہ اونہین مین سے ہی۔ اور صحابہ سے بھی ایسے
کرامات مشہور ہین چنانچہ اسکی شہادت کیلئے وہ قصہ معروف و مشہور ہی جو حضرت عمر
نے منبر پر خطبہ پڑہتے پڑہتے فرمایا یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ۔ اور یہ ساریہ بن ذنیم عراق کو
مسلمانونکا لشکر لیکر گئے تھے اور اونکے سردار تھے۔ جب مسلمانون پر کافرونکا غلبہ ہوا
تو آپنے سردارِ لشکر کا نام لیکر پکارا کہ پہاڑ سے مل جاؤ وَسَمِعَہٗ سَارِیَۃُ وَھُوَ بِمَکَانِہٖ
وَرَأیٰ شَخْصَہٗ ھُنَالِکَ یعنے ساریہ نے اپنے مقام پر آپکی آواز سنی اور وہین
آپکو دیکھ بھی لیا اور یہ قصہ[1] مشہور و معروف ہی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کی وہ کرامت جو آپنے اپنی بیٹی ام المومنین بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنے

[1] ابن مردویہ اور ابو نعیم وغیرہما بھی روایت کرتے ہین (صواعق محرقہ)

وارثون کیلیئے وصیت فرماتے وقت، سیاقِ کلام مین اس طرح فرمایا اِنَّمَا هُمَا اَخُوَاكِ
وَاُخْتَاكِ یعنے تمہارے دو بہن اور دو بھائی ہین ام المومنین نے عرض کی کہ ایک
بہن اسماء ہین دوسری کون آپنے فرمایا کہ یہ جو بنتِ خارجہ کے شکم مین ہی مین سمجھتا
ہون کہ وہ لڑکی ہی پہر وہ لڑکی ہی ہوئی۔ یہ کرامت موطا باب ما لا یجوز من النحل
مین مذکور ہی۔ اور ایسے واقعات صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور اونکے بعد صلحا سے بہت ہوئے ہین
لیکن اہلِ تصوف فرماتے ہین کہ زمانہ نبوت مین یہ کم ہوئے ہین کیونکہ حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین
مرید کی حالت باقی نہین رہتی بلکہ کہتے ہین کہ اب بھی مدینہ شریف مین مرید کی وہ
حالت نہین رہتی ہی یہانتک کہ وہان سے فراق ہو (آفتاب کے سامنے تاریکی
روشنی کہان باقی رہتی ہی) پہر علمِ تصوف مین لکھتے ہین کہ حق بات یہ ہی کہ صوفیہ کے
باب مین گفتگو اور کلام چار طرح پر ہی پہلا مجاہدہ اور ذوق و وجد اور اعمال پر نفس
سے محاسبہ کرنا تا وہ ذوق مقام ہو پہر اوس سے دوسرے مقام کی طرف ترقی کرین
اس بات کو کوئی شخص رد نہین کر سکتا اور اونکے جو مذاق ہین وہ صحیح ہین اور اوس سے
متحقق ہونا عینِ سعادت ہی دوسرا کشف اور عالمِ غیب سے جو حقیقت کہ مدرک
ہوتی ہی مثل صفاتِ ربانی: عرش۔ کرسی۔ ملائکہ۔ وحی۔ نبوت۔ روح اور ہر وجود
کی حقیقت خواہ وہ غائب ہو یا حاضر اور صدور مخلوقات کی ترکیب موجد سے اور

اونکا اس جہان مین آثار (جسکو وحدت الوجود کہتے ہین) اسمین اکثر اونکا کلام متشابہات
کی قسم سے ہی کیونکہ اونکے پاس یہ وجدانی ہی اور جسکو وجدان نہین اون کے مذاق
سے کوسون دور ہی اور لغت اونکا مقصد و مراد بیان نہین کر سکتی اسلئے کہ وہ معروف
شے کیلئے وضع کیگئی ہی جسمین سے اکثر محسوسات ہین تو ہمکو چاہیئے کہ اونکے کلام سے
تعرض نہ کرین اور جس طرح ہم نے متشابہ کو چھوڑ دیا ہی اسکو بھی چھوڑ دین اور جسکو
اللہ تعالیٰ نے ان کلمات کے سمجھنے کی توفیق دی اور موافق ظاہرِ شریعت سمجھا تو
اوس نے بڑی سعادت حاصل کی تیسرا تصرف عالم و مخلوقات مین قسم قسم کے
کرامات سے۔ اور غیب کی خبرین دینا ہی یہ بھی صحیح ہی کوئی انکار نہین کر سکتا اگرچہ
بعضون نے انکار کیا لیکن وہ باطل ہی اور اس کثرت سے کرامات کا ظہور ہوا ہی کہ
اسکا انکار کرنا ایک قسم کا مکابرہ ہی چوتھا الفاظِ موہمہ جس کے ظاہری
معنی مشکل ہوتے ہین اور یہ اکثر صوفیون سے ظاہر ہوئے ہین اونکی اصطلاح مین
اسکو شطحیات کہتے ہین تو انصاف اس قوم کی شان کے لحاظ سے یہی ہی کہ وہ حس سے
غائب ہوتے ہین اور جب واردات اونکے مالک ہوتے ہین تو ایسے الفاظ کہہ دیتے ہین
کہ جس کے کہنے کا قصد نہ تھا اور صاحبِ غیبت غیر مخاطب اور مجبور معذور ہے
اور وجدانی کیفیت بیان کرنیکے لئے الفاظ نہین ملتے اسلئے جنکا علم و فضل مشہور ہو

اور وہ مقتدا ہین جیسے ابو یزید تو اونکے الفاظ کو کسی اچھے معنون پر محمول کرنا چاہیئے
اور جس کا فضل نامعلوم اور وہ غیر مشہور ہی اور ہمارے لئے اپنے کلام کی کوئی
تاویل بھی نہ بتلائے جس پر ہم اوسکو محمول کر سکین تو جو کچھ اوس سے صادر ہوگا اوس پر
مواخذہ ہوگا۔ الخ۔ **امام شعرانی** مقدمۂ طبقاتِ کبریٰ مین فرماتے ہین کہ تصوف
خلاصۂ اعمالِ عبد ہی اور اعمال بھی ایسے جو موافقِ شریعت اور علتون اور حظوظِ
نفسانی سے پاک ہون جیسے علمِ معانی و بیان خلاصۂ علمِ نحو ہی۔ اب جو تصوف کو علمِ
مستقل قرار دیتا ہی وہ بھی سچا ہی۔ اور جو اوسکو عین احکامِ شریعت سمجھتا ہی وہ بھی صادق
ہی جیسے بعضے علمِ معانی و بیان کو علمِ مستقل سمجھتے ہین اور بعضے نحو مین داخل کر دیتے ہین
پہر جب بندہ طریقۂ قوم مین داخل ہو کر تبحر پیدا کرتا ہی تو اللہ تعالی ایک قوتِ استنباط
اوسکو عنایت فرماتا ہی۔ اوسکی مثال پوری پوری احکام ظاہر کی طرح ہی۔ تو وہ طریقہ
مین واجبات۔ مندوبات۔ آداب۔ محرمات۔ مکروہات۔ خلافِ اولیٰ استنباط کرتا ہے
جس طرح مجتہدون نے کیا ہی۔ اور مجتہد نے جس کو واجب کیا اور شریعت مین اوسکی
تصریح نہ تھی تو ولی نے جس کو واجب کیا ہی اوس سے بڑہکر نہین ہو سکتا۔ جس طرح
امام یافعی وغیرہ نے اسکی تصریح کی ہی۔ **خلاصہ** یہ کہ صوفیہ کا وہی انکار کرتا ہی جو اونکے
حال سے واقف نہین۔ یا اونسے سوءِ ظن رکھتا اور اونکو ریاکار سمجھتا ہی اور حالانکہ یہ شرع

مین جائز نہین ہی۔ مین نے وہ رسالہ دیکھا جسکو شیخ محی الدین بن عربی نے شیخ فخر الدین
رازی صاحبِ تفسیر کو بھجوایا۔ اور اوسمین اس بات سے اونکو آگاہ فرمایا کہ ابھی علم
مین تمہارا درجہ کم ہی۔ اور حالانکہ علما مین انکا اعلیٰ مقام ہی۔ تھوڑا سا اوس رسالہ کا
یہ ہی۔ **اے میرے بھائی** اللہ تعالی ہمکو اور تمکو توفیق سرفراز کرے **جان کہ**
ہمارے پاس آدمی علم مین کامل نہین ہوتا یہانتک کہ اوسکا علم بے واسطۂ نقل
و اُستاد کے خود خدا سے ہووے۔ اگر اوسکو علم بواسطۂ نقل و اوستاد کے حاصل ہوتا ہی
تو وہ محدثات سے لے رہا ہی اور یہ اہل اللہ کے پاس معلول ہی اور جسکی عمر معرفتِ محدثات
اور اوسکی تفصیل مین بہور ہوگئی تو اپنے پروردگار کی نعمتون اور لذتون سے محروم رہا
کیونکہ جو علوم محدثات سے متعلق ہین آدمی کی عمر اوسی مین فنا ہو جاتی اور اوسکی حقیقت
کو نہین پہونچ سکتا ہی۔ اے میرے **بھائی** اگر تو کسی مرشد اللہ والے کے پاس سلوک
طے کرے تو دربارِ شہود حق تک پہونچا دیگا اب تو اوس سے تمام امور کا علم بطریق الہام
صحیح بے تعب و مشقت لیگا جیسا کہ خضر علیہ السلام لیتے ہین۔ تو علم وہی ہی جو کشف و شہود
سے ہو نہ نظر و فکر و ظن و تخمین سے حضرت ابو یزید بسطامی اپنے زمانہ کے علماؤن کو
فرماتے تھے اَخَذْتُمْ عِلْمَکُمْ مِنْ عُلَمَاءِ الرُّسُوْمِ مَیِّتًا عَنْ مَیِّتٍ وَ اَخَذْنَا عِلْمَنَا عَنِ الْحَیِّ
الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ یعنے تم نے اپنا علم علماءِ رسمی سے لیا جو یکے بعد دیگرے اس عالم سے چل بسے

اور ہمنے اوس زندہ سے علم لیا ہی جو کبھی نہین مرتا۔ **اے میرے بھائی** اب تو
وہی علم طلب کر جو تیری ذات کو کامل کرے۔ اور جہان تو نقل کرے وہ تیرے ساتھ
ہی رہے۔ اور ایسا علم وہی ہی جو بطورِ وہبی اور مشاہدہ سے ہو۔ مثلاً علم طب کی احتیاج
عالمِ اسقام وامراض مین ہی اور جب تو ایسے عالم کی طرف منتقل ہو جائے جہان بیماری
نہ ہو تو پہر تو کس کا علاج کریگا۔ کسکو دوا دیگا۔ اب عالمِ آخرت مین ساتھ رہنے والے
علم دو ہی ہین ایک علم باللہ عزوجل دوسرا علم آخرت کے مقامات کا تا تجلیات
جو وہان ہونگے اوسکا انکار نہ کرے اور جب حق تعالی تجلی فرمائے تو کہین نَعُوْذُ بِاللّٰهِ
مِنْكَ نہ کہے جس طرح حدیث مین آیا ہی۔ اب تو اسی جہان مین اون دونون علم کا
کشف حاصل کرے تا اسکا ثمرہ اوس جہان مین ملے۔ اور یہان کے علوم اوسیقدر سیکھ
جسکی سیر الی اللہ مین ضرورت پڑے بطریق مصطلحات اہل اللہ کے۔ اور ان دونون
علم کے کشف ہونے کا یہی طریقہ ہی کہ خلوت و ریاضت و مشاہدہ و جذبِ الہی ہو الخ
حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اللہ تعالی کی عادت
اولیا اور برگزیدہ لوگون مین اس طرح جاری ہوئی ہی کہ جہان اونکے قلوب غیرِ حق
کی طرف مایل ہوے کہ اون پر خلق کو مسلط فرما دیا لیکن جب اونکو پوری توجہ اللہ تعالی
کی جانب ہوئی تو آخر مین مخلوق پر انہین کو غلبہ اور نصرت حاصل ہوئی انتہی مین کہتا ہون

یہ اسلئے ہی کہ مرید سالک کچھ ایک خلق کی جانب مایل رہتا ہی اور اپنے حق مین بسبب
اونکے اعتقاد کے ایک قسم کا اون پر اعتماد کرتا ہی تو ایسے وقت مین سیر الی اللہ خالص
طور سے مشکل ہوتی ہی پہر جب اوسکو لوگ ایذا دیتے اور اوسکی مذمت کرتے اور نقصان
و عیب لگاتے اور اوسپر تہمت باندہتے ہین تو اوسکا نفس اون سب سے متنفر ہو جاتا
اور کسی حال مین اونپر اعتماد نہین کرتا ہی۔ اب ایسے وقت مین اپنے رب سے کامل
صفائی ہوتی ہی۔ اور اوسکی طرف کامل توجہ ہوتی ہی کہ دوسری جانب التفات تک
نہین کرتا۔ پہر بعد سیر منتہی ہونیکے جب خلق کی ہدایت کی طرف رجوع کرتا ہی تو خلعت
حلم و عفو و ستر پہنکر مخلوق سے ایذائین جہیلتا ہی۔ اور اللہ سے اون سب باتون مین
راضی رہتا ہی جو اوسکے بندون سے اوسکی شان مین گستاخی و بے ادبی ہوتی ہی
اس سبب سے اللہ تعالی اوسکا مرتبہ اپنے بندون مین بلند فرماتا ہی اور اوسکے
انوار کامل ہوتے ہین اور جیسے رسولون نے مخلوق سے ایذا اٹھائی ہی یقینی طور سے
یہ بھی اوس میراث کا وارث ہو جاتا ہی کیونکہ یہان کاملون کے دو مقام ہوتے ہین
یا تو قلب سے حق سبحانہ کا مشاہدہ رہتا ہی ایسا شخص مع الحق ہی بندونکی طرف اوسکو
کچھ التفات نہین یا یہ کہ مخلوق کا مشاہدہ رہتا ہی تو اونکو اللہ تعالی کے بندے
سمجھتا ہی اور اون کے میان کے خیال سے اونکی بھی تعظیم کرتا ہی انبیاء کرام کا بھی

یہی حال تھا کہ لوگ قسم قسم کے طوفان اور تہمتین لگاتے اور یہ حضرات صبر
فرماتے اور رحمت ولطف سے پیش آتے۔ اولیاء وعلما کو بھی اونکی میراث ملی ہی
اسلئے انکو بھی ایذا دینا اور تہمت کا عیب لگانا ضروری ہی۔ (لیکن جب کسی ولی کو شرح صدر
اور وسعت دلی رہتی ہی تو اوسکے موذیونکو تکلیف کم پہونچتی ہی اور جب اوسکو قبض
یا جلالی رنگ کا غلبہ رہتا ہی تو تکلیف دینے والا بہت جلد خراب ہوتا ہی) اور اکثر
لوگ جو اولیا کی صحبت مین بیٹھتے ہین تو ظاہر بشریت کو دیکھتے ہین اسلئے اون کے
برکات سے بہت ہی کم فائدہ اوٹھاتے ہین لیکن جب اللہ تعالی کو منظور ہوتا ہے
کہ اپنے کسی بندے کو ولی سے نفع حاصل ہو تو اوسکی ظاہری بشریت دور فرماکے
ولی کی کوئی وجہ خصوصیت ظاہر فرماتا ہی تو یقینی طور پر اوس سے اعتقاد ہوجاتا ہے،
اور نہایت چاہتا محبت کرتا ہی اور یہ بھی ایک اللہ کا سر خفی ہی کہ اولیاء کے شان
مین لوگون کو دو طرح پر منقسم فرمایا۔ کوئی معتقد۔ کوئی مکذب۔ جب جھٹلائے جاتے ہین
صبر کرتے ہین اور جب انکو لوگ بجا سمجھتے ہین تو شکر کرتے ہین کیونکہ ایمان کے دو ہی
حصے ہین نصف صبر اور نصف شکر۔ خداوند عالم نے دونون مقام عنایت فرمائے ہیں
انکو اسی رنگ مین رکھا۔ اور جب کسی ولی کی طبیعت لوگون کے کفر وزندیق و
جادوگر کہنے سے گھبرائی جاتی ہی تو ہاتف حق سے ندا آتی ہی کہ ہماری جناب مین لوگون

نے کیا کچھ نہ کہا۔ (مریم علیہا السلام کو جو عیسی علیہ السلام کو بیٹا بنایا) ہمارے حبیب
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیسے برے القاب سے پکارا۔ کیون تو ہماری
اقتدا نہین کرتا ہماری طرح صبر وتحمل نہین کرتا (ہم سب کچھ سنکر اونکو دکھلاتے بتلاتے
ورنہ ہم چاہتے تو ایک آن مین سب فنا ہو جاتے) الخ فقیر اس بیان کو مقامات صوفیہ پر ختم کرتا ہے

مقامات عشرہ حضرات صوفیہ

(۱) توبہ (۲) ورع (۳) زہد (۴) صبر (۵) فقر (۶) شکر (۷) خوف (۸) رجا (۹) توکل (۱۰) رضا

نظم

ٹھہرائی مشایخون نے یہ بات — ترتیب سے جانین و منازل مقامات
پہلے کرلے گناہ سے توبہ — کر عزم کہ پھر نہ نام لونگا
پھر ورع کے تو مقام مین آ — ہر شبہ کی چیز چھوڑتا جا
پھر زہد کا ہے مقام عالی — سب چھوڑ جو ہون حظوظ نفسی
پھر صبر کا ہے مقام اعلی — کیجے نہ کبھی کسی سے شکوہ
پھر فقر کا ہے مقام بھاری — دل پاک ہو رغبتون سے عاری

پھر شکر کا ہے مقام حضرت ہر نعمت سے ادا ہو طاعت
پھر خوف ہی پھر رجا و امید پھر ہووے توکل اوسپہ جاوید
پھر ہووے رضا قضاءِ حق پہ ہم سب کو خلیق کو میسر

جب حضرت موسٰی علیہ السلام کا قصہ جو طلبِ علم کے لئے زمین میں سیاح تھے بیان ہو چکا بعد اسکے اونکا قصہ بیان فرماتا ہی جو اسلام کی اشاعت کیلئے زمین مین سیاح تھے یعنے ذوالقرنین ناظرین تفسیر ہمنے ابتداءِ سورہ کہف صفحہ ۲۸۲ مین اس حدیث کو لکھا ہی کہ یہودیون کے سکھلانیسے کافرون نے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے تین باتون کا سوال کیا تھا (۱) اصحابِ کہف (۲) روح (۳) وہ شخص کون ہی جو مشرق و مغرب کا مالک ہو گیا تھا یعنے ذوالقرنین۔ دو باتونکا جواب تو ادا ہو چکا

اب ذوالقرنین کے قصہ کو اس طرح بیان فرماتا ہی وَيَسْأَلُونَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ

قُلْ سَأَتْلُو عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا ۝ إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ

قصہ حضرت ذوالقرنین

۱ؔ صاحب تفسیر کبیر نے ذوالقرنین کے متعلق چار قول نقل کرکے ترجیح اسکو دی کہ وہ اسکندر بن فیلقوس یونانی ہی۔ لیکن آخر مین لکھا کہ اسمین ایک اشکال ہی کہ وہ تو ارسطاطالیس حکیم کا شاگرد تھا اور اوسی کے مذہب پر تھا اور اوسکا مذہب فلسفی ہی۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے اوسکو تکریم کے ساتھ ذکر کیا لازم آئیگا یہ کہ کہا جائے کہ ارسطاطالیس کا مذہب حق ہی اور یہ کس طرح ہو سکتا ہی تفسیر نیشاپوری مین اسکا اسطرح جواب دیا گیا کہ یہ کچھ ضرور نہین کہ وہ ہر بات مین فلاسفہ کا پیرو ہو اور فلاسفہ کی سب باتین باطل نہین شاید اوس نے صافی کو لیا اور مکدر کو ترک کردیا ہو شہاب خفاجی فرماتے ہین کہ خواہمخواہ یونانی مقرر کرکے پھر اس اعتراضونکو رفع کرتے رہنے کی کیا ضرورت

شَيْءٍ سَبَبًا ۝ فَأَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْ
فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ
إِمَّا أَنْ تُعَذِّبَ وَإِمَّا أَنْ تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ۝ قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَ
نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نُكْرًا ۝ وَأَمَّا مَنْ آ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰۴ { ہی الخ قرطبی نے سہیلی سے نقل کی کہ علم تواریخ سے ظاہر ہوتا ہی کہ اسکندر دو ہین ایک زمانہ خلیل علیہ السلام مین دوسرا کچھ قبل زمانہ عیسٰی علیہ السلام کے تفسیر ابوالسعود مین علامہ ابن کثیر سے منقول ہی کہ اسکندر دو ہین اور بہت لوگ یہ سمجھتے کہ دونون ایک ہی ہین اور قرآن مین جو مذکور ہی سکندر یونانی متاخر ہی حالانکہ اس سے بڑی غلطی اور بڑا فتنہ پیدا ہو جاتا ہی اور کیونکر نہ پیدا ہو کہ ذوالقرنین اسکندر جو اول تھا وہ تو بندۂ صالح مومن بادشاہِ عادل تھا اور ان کے وزیر خضر علیہ السلام تھے۔ اور ابراہیم خلیل علیہ السلام کے ہمراہ خانہ کعبہ کا طواف کیا اور وہ خلیل علیہ السلام پر ایمان لائے اور رہا دوسرا اسکندر تو وہ کافر تھا اور اوس کا وزیر ارسطاطالیس فیلسوف تھا اور دونون اسکندر کے درمیان دو ہزار برس سے زیادہ فرق ہی تو کہان وہ اور کہان یہ انتہی یہ عبارت ابن کثیر کی تفسیر مین تو نہین ہی لیکن تفسیر مین انہون نے کہا میری کتاب بدایہ ہدایہ مین اسکا بیان ہی شاید ابوالسعود نے اوسی سے نقل کی ہو اور یہ بھی انھون نے لکھا کہ یہ اسکندر یونانی مقدونی جس کے نام سے تاریخ روم ہی اور یہ مسیح علیہ السلام سے قریب تین سو سال پہلے تھا۔ اور مقدونی نسبت ہی اوس شہر کی طرف جو روم کے شہرون مین قسطنطنیہ کے غربی رخ کو واقع ہی اب وہ ویران ہی کوئی وہان نہین رہتا الخ ابن تیمیہ نے کتاب الرد علی المنطقین لکھا کہ مشہور و متواتر ہی کہ ارسطو اس اسکندر کا وزیر تھا جو مسیح علیہ السلام سے تین سو برس پہلے تھا اور بہت سے جاہل یہ سمجھتے ہین ذوالقرنین ہی جس کا ذکر قرآن مجید مین ہی اور اس جہت سے ارسطو کی تعظیم کرتے ہین کہ ارسطو اوسکا وزیر تھا جیسا کہ ابن سینا وغیرہ نے ایسا ہی کہا ہے اور لکھا ہی اور وہ تو صرف ارض القدس تک پہونچا سد سکندری تک نہین پہونچا چنانچہ اوسکے اخبار والے صاف بیان کرتے ہین اور وہ مشرک بت پرست تھا اور یہی حال ارسطو اور اوسکی قوم کا تھا کہ بت

پھر شکر کا ہے مقام حضرت	ہر نعمت سے ادا ہو طاعت
پھر خوف ہی پھر رجاؤ امید	پھر ہو وے توکل او سپہ جاوید
پھر ہو وے رضا قضائے حق پہ	ہم سب کو خلیق کو میسر

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ جو طلب علم کے لئے زمین میں سیاح تھے بیان ہو چکا بعد اسکے اونکا قصہ بیان فرماتا ہی جو اسلام کی اشاعت کیلئے زمین میں سیاح تھی یعنے ذوالقرنین ناظرین تفسیر ہمنے ابتداء سورہ کہف صفحہ ۲۸۲ میں اس حدیث کو لکھا ہی کہ یہودیوں کے سکھلانیسے کافروں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تین باتوں کا سوال کیا تھا (۱) اصحاب کہف (۲) روح (۳) وہ شخص کون ہی جو مشرق و مغرب کا مالک ہو گیا تھا یعنے ذوالقرنین۔ دو باتونکا جواب تو ادا ہو چکا

اب ذوالقرنین کے قصہ کو اس طرح بیان فرماتا ہی وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ

قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۝ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ

اؔ صاحب تفسیر کبیر نے ذوالقرنین کے متعلق چار قول نقل کر کے ترجیح اسکو دی کہ وہ اسکندر بن فیلقوس یونانی ہی۔ لیکن آخر میں لکھا کہ اسمیں ایک اشکال ہی کہ وہ تو ارسطاطالیس حکیم کا شاگرد تھا اور اوسی کے مذہب پر تھا اور اوسکا مذہب فلسفی ہی۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے اوسکو تکریم کے ساتھ ذکر کیا لازم آئیگا یہ کہ کہا جائے کہ ارسطاطالیس کا مذہب حق ہی اور یہ کس طرح ہو سکتا ہی تفسیر نیشاپوری میں اسکا اسطرح جواب دیا گیا کہ یہ کچھ ضرور نہیں کہ وہ ہر بات میں فلاسفہ کا پیرو ہو اور فلاسفہ کی سب باتیں باطل نہیں شاید اوس نے صافی کو لیا اور مکدر کو ترک کر دیا ہو شہاب خفاجی فرماتے ہیں کہ خواہ مخواہ یونانی مقرر کر کے پھر اس اعتراضونکو رفع کرتے رہنے کی کیا ضرورت

شَيْءٍ سَبَبًا ۝ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّ وَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۝ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّا اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّا اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ۝ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ۝ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ

فَاَتْبَعَ — نافع و ابن کثیر و ابو عمرو سا تھ ہمزہ وصل کے باب افتعال سے ۱۲۔

حَامِيَةٍ — ابن عامر و شعبہ و حمزہ کسائی ساتھ زیادتی الف اور ی بجائے ہمزہ کے اور معنی اوسکے گرم ہیں۔ اور دونوں قراءتوں میں منافات نہیں کیونکہ ہو سکتا ہی کہ وہ چشمہ

نُکُرًا — نافع و ابن ذکوان و شعبہ فتح کاف سے ۱۲۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰۴ } ہی الخ قرطبی نے سہیلی سے نقل کی کہ علم تواریخ سے ظاہر ہوتا ہی کہ اسکندر دو ہیں ایک زمانہ خلیل علیہ السلام میں دوسرا کچھ قبل زمانہ عیسیٰ علیہ السلام کے تفسیر ابو السعود میں علامہ ابن کثیر سے منقول ہی کہ اسکندر دو ہیں اور بہت لوگ یہ سمجھتے کہ دونوں ایک ہی ہیں اور یہ کہ قرآن میں جو مذکور ہی سکندر یونانی متاخر ہی حالانکہ اس سے بڑی غلطی اور بڑا فتنہ پیدا ہو جاتا ہی اور کیونکر نہ پیدا ہو کہ ذوالقرنین اسکندر جو اول تھا وہ تو بندۂ صالح مومن بادشاہ عادل تھا اور ان کے وزیر خضر علیہ السلام تھے۔ اور ابراہیم خلیل علیہ السلام کے ہمراہ خانہ کعبہ کا طواف کیا اور وہ خلیل علیہ السلام پر ایمان لائے اور رہا دوسرا اسکندر تو وہ کافر تھا اور اوس کا وزیر ارسطاطالیس فیلسوف تھا اور دونوں اسکندر کے درمیان دو ہزار برس سے زیادہ فرق ہی تو کہاں وہ اور کہاں یہ انتہی یہ عبارت ابن کثیر کی تفسیر میں تو نہیں ہی لیکن تفسیر میں انہوں نے کہا میری کتاب بدایہ ہدایہ میں اسکا بیان ہی شاید ابو السعودی نے اوسی سے نقل کی ہو اور یہ بھی انھوں نے لکھا کہ یہ اسکندر یونانی مقدونی جس کے نام سے تاریخ روم ہی اور یہ مسیح علیہ السلام سے قریب تین سو سال پہلے تھا۔ اور مقدونی نسبت ہی اوس شہر کی طرف جو روم کے شہروں میں قسطنطنیہ کے غربی رخ کو واقع ہی اب وہ ویران ہی کوئی وہاں نہیں رہتا الخ ابن تیمیہ نے کتاب الرد علی المنطقین لکھا کہ مشہور و متواتر ہی کہ ارسطو اس اسکندر کا وزیر تھا جو مسیح علیہ السلام سے تین سو برس پہلے تھا اور بہت سے جاہل یہ سمجھتے ہیں ذوالقرنین ہی جس کا ذکر قرآن مجید میں ہی اور اس جہت سے ارسطو کی تعظیم کرتے ہیں کہ ارسطو اوسکا وزیر تھا جیسا کہ ابن سینا وغیرہ نے ایسا ہی کہا ہے اور لکھا ہی اور وہ تو صرف ارض القدس تک پہونچا سد سکندری تک نہیں پہونچا چنانچہ اوسکی اخبار والے صاف بیان کرتے ہیں اور وہ مشرک بت پرست تھا اوسی حال ارسطو اور اوسکی قوم کا تھا کہ بت

جَزَآءُ الْحُسْنٰی نائع دنکی و تبصری دنیٰی شعبہ صفات بغیر تنوین کے ساتھ پڑھ کے ۱۲

وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ِالْحُسْنٰی ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ؕ اور اے

(پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم سے ذوالقرنین کا حال پوچہتے ہین۔ کہو اب مین

اوسکا حال تم سے بیان کرتا ہون۔ بیشک ہم نے اوسکو روئے زمین پر بڑی حکومت

دی تہی اور ہر طرح کا سامان دیا تہا۔ پہر اوس نے ایک راستہ اختیار کیا یہان تک

کہ جب آفتاب ڈوبنے کی جگہ پہونچا تو اوسکو کیچڑ کے ایک چشمہ مین ڈوبتا ہوا پایا

اور اوس (چشمہ) کے پاس ایک قوم کو دیکہا۔ ہم نے کہا اے ذوالقرنین (تجہکو

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰۵} پوچہتے تہے الخ بعضے دوسرے علما اور مولانا نظامی رحمۃ اللہ علیہ سکندر نامہ مین وہی اسکندر یونانی کو ذوالقرنین فرماتے ہین جس کا ذکر قرآن مجید مین ہی۔ چونکہ ابن تیمیہ لوگون کو بہت جلد مشرک بنانیوالے ہین اونکی تقلید کی ضرورت نہین۔ اور کوئی قول موجب یقین نہین ۱۲۔ لہ ابن عبد الحکم فتوح مصر مین اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن الانباری مصاحف مین اور ابن مردویہ ابو الطفیل کے طریق سے بیان کرتے ہین کہ ابن الکوا نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے پوچہا کہ ذوالقرنین پیغمبر تہے یا بادشاہ تہے۔ آپ نے فرمایا کہ نہ وہ نبی تہے نہ بادشاہ تہے۔ لیکن بندۂ صالح تہے انہون نے اللہ کو محبوب بنایا تو اللہ تعالی اونکو بہی اپنا محبوب بنایا۔ اور انہون نے اللہ کے واسطے نصیحت کی تو اللہ تعالی نے بہی اونکی بہتری چاہی۔ اللہ تعالی اونکو اونکی قوم پر مبعوث کیا۔ انہون نے اونکے سر کے دائین قرن پر مارا وہ مرگئے پہر اللہ تعالی نے اونکو زندہ فرمایا پہر جہاد کے لئے بہیجا انہون نے اون کے بائین قرن پر مارا وہ مرگئے اللہ تعالے اونکو اونسے جہاد کرنیکے لئے پہر زندہ کیا اور اسی واسطے وہ ذوالقرنین کے نام سے موسوم ہوا اور تم مین اون ذوالقرنین کے مثل موجود ہی (درمنثور) سراج مین لکہا کہ اونکی مثل سے آپنے ذات شریف کو مراد لیا۔ وجہ تسمیہ ذوالقرنین (۱) وہی جوادر پند کور ہوئی (۲) روئے زمین کے قرنین یعنے جانبین مشرق و غرب کو پہرے تہے۔ (۳) اون کے وقت مین لوگون کے دو قرن گذرے اور وہ زندہ تہے (۴) سر مین بالون مین یا تاج مین مشابہ دو سینگون کے تہے۔ (۵) نور و ظلمت اونکی مسخر تہی۔ اندہیری رات مین نور آگے آگے ہوتا۔

اختیار ہی اونکو) عذاب دے یا اونکے ساتہ اچہا معاملہ کر۔ کہا جو کوئی ظلم کریگا

ہم اوسکو عذاب دینگے پہر اپنے رب کی طرف پلٹائے جائیگا اور وہ اوسکو سخت

عذاب کریگا۔ اور جو کوئی ایمان لائیگا اور اچہا کام کریگا تو اوسکے لئے اچہا بدلہ ہے

اور ہم بہی اپنے معاملہ مین اوسکو آسان بات کہین گے حضرت ذوالقرنین

بعض کے پاس پیغمبر تہے اور اونکی نیک بختی پر تو سب متفق ہین اون کے زمانہ

مین بہی اختلاف ہی۔ وجہ اختلاف وہ اخبار ہین جو لوگون نے اہل کتاب یہود

ونصارٰی سے نقل کئے۔ اور ہم کو حدیث صحیح مین حکم دیا گیا ہی کہ ہم اہل کتاب کی

باتون کو نہ سچ مانین اور نہ جہوٹ تبلائین ابن کثیر روایت کرتے ہین کہ معاویہ

کہا کرتے تہے کہ ہم کعب احبار کی طرف سے دروغ کو امتحان کرتے اور مراد یہ نہین

کہ کعب عمداً جہوٹ بولتے تہے بلکہ مطلب یہ ہی کہ اپنے صحائف اہل کتاب سے

جو نقل کیا کرتے تہے سو نقل کرنے مین تو وہ سچے ہین کہ اونکی کتابون مین یون ہی ذکر کیا

گیا تہا لیکن ان کتابون کا یہ حال ہی کہ اکثر اونمین تبدیل و تصحیف و تحریف اور بناوٹ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰۶} اندہیرا پیچہے چہا جاتا ہ ۱۲۔ اس سے یہ مراد نہین کہ تمام اشیاء دئے گئے تہے کیونکہ یہ خلاف عقل و عادت ہی بلکہ وہی اسباب جنکی اونکو ضرورت ہوتی۔ اور یہ تخصیص عقلی بضرر تعمیم اصطلاح نہین ۱۲ لہ ابن منذر و ابن ابی حاتم نے مجاہد سے کہ انہون نے کہا کہ لفظ ایک ہوتا ہی اور معنی اوس کے جدا جدا ہوتے ہین اور دوسرے سبب کے معنی راستہ کے ہین جیسے فرعون نے ہامان سے کہا تہا۔ لَعَلِّیْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۝ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ یعنی شاید مین پہونچون راستون مین آسمان کے راستون مین (در)۔

سے پاک نہین ہین۔ اور ہم کو اللہ اور اوس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگاہ
کرنیکے بعد اونکی روایتون سے بالکل کسی شے کی حاجت نہین۔ اور بیشک انہین
روایتون سے لوگون مین بڑا فساد اور بہت شر پھیل گیا ہی الخ آیات سے یہ معلوم ہوا
کہ پہلا سفر انکا بجانب غرب ہوا اور چلتے چلتے جانب مغرب زمین کی انتہا پر
جب پہونچے تو آفتاب[1] کو اسطرح دیکھا کہ گویا چشمہ کے اندر ڈوبا جاتا ہی جو کیچڑ[2] سے
بھرا ہی اور وہان حضرت ذوالقرنین نے ایک قوم کو بھی پایا۔ اللہ تعالی فرماتا ہی
کہ ہمنے کہا[3] اے ذوالقرنین خواہ تو عذاب کرے خواہ اونکے ساتھ بھلائی کرے

[1] ابن کثیر نے فرمایا کہ یہ معنی اسوجہ سے لئے گئے کہ آفتاب کی جائے غروب آسمانی تک تو پہونچنا متعذر ہے اور یہ جو قصاص بیان کرتے ہین کہ ذوالقرنین ایک مدت تک اس طرح چلے کہ آفتاب اونکی پشت پر غروب ہوتا تھا۔ یہ ایسی باتین ہین کہ جنکی کچھ حقیقت نہین اور اکثر یہ باتین اہل کتاب کی خرافات مین سے ہین کہ اونکے زندیق وملحدون نے دروغ بنا کر ملا دیا ہی الخ حدیث صحیح مین زمین سے آسمان کا فاصلہ کئی سو برس کی راہ مذکور ہی اور آیات مین آسمان کے ساتھ آفتاب کی سیر مصرح ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ اور ایک حدیث صحیح مین آفتاب کا عرش کے نیچے سجدہ کرنا بھی مروی ہی تو جب زمین سے آسمان اول کا یہ فاصلہ ہی تو عرش سے کسقدر فاصلہ ہوگا کیونکہ آسمان وزمین وکرسی وغیرہ سب عرش کے نیچے ہین۔ اور غروب ہونیکے یہ معنی ہین کہ وہ آدمیونکی نظر سے پوشیدہ ہو جاتا ہی۔ اور اسکے سوا جو خرافات اقوال فلاسفہ ہین اہل اسلام اوس سے بحث نہین کرتے بیضاوی کہتے ہین کہ اللہ تعالی یون نہین فرمایا کانت تغرب یعنی فی الواقع آفتاب وہان غروب ہوتا تھا بلکہ فرمایا وَجَدَهَا تَغْرُبُ یعنی ذوالقرنین نے اوسکو ایسا اپنی نگاہ مین پایا ۱۲ [2] حمأة بمعنی الطین والوحل الراسب فی الماء والتقدیر فی عین ذات حمئة من حمأت البئر اذا اصارت ذا حمأة ۱۲ [3] اور یہ جو اللہ تعالی نے اونکو پکارا اگر نبی ہین تو یہ ندا بطور وحی ہی اور جو ولی ہون تو بطور الہام ہی (بیضاوی)

نیفے اختیار دیا گیا تھا کہ چاہو تو قتل کرین قید کرین یا احسان سے پیش آئین اسلام
کی دعوت کرین آپنے اسلام کی دعوت کی رحمدلی سے اونسے پیش آئے اور عرض کی
کہ پروردگار میری دعوت کے بعد بھی جو ظلم عظیم یعنی شرک[1] پر اڑا رہا تو وہ دوجہان
مین عذاب کیا جائیگا۔ مین بھی عذاب کرونگا اور تو بھی اوسکو سزا دیگا۔ اور جو
ایمان لایا اور اچھے کام کئے اوسکے لئے نیک بدلا ہی۔ خاص طور سے آخرت مین اور
بطور عموم دنیا مین بھی۔ اور ہم اوسکے حق مین اپنے کام زکوٰۃ وخراج وغیرہ آسان
کردینگے بعد سفر مغربی کے سفر مشرقی کا ذکر فرماتا ہی ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰۤی اِذَا
بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰی قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۝
كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ۝ پہر اوس نے مشرق پہونچنے کیلیے
ایک راہ اختیار کی۔ یہان تک کہ جب سورج نکلنے کی جگہ پہونچا تو اوسکو پایا کہ
ایک قوم پر طلوع ہوتا ہی کہ ہم نے اونکے لئے سوائے آفتاب کے کوئی پردہ نہین
بنایا۔ اسی طرح (قصۂ ذوالقرنین) ہی اور اوسکے پاس جو کچھ تھا (اور اوسکی پوری
پوری کیفیت سے) ہم خوب آگاہ ہین یعنے پہر حضرت ذوالقرنین مشرق سے
ایسی جا پہونچے کہ آباد زمین مین سب سے پہلے آفتاب اونہین لوگون پر طلوع

[1] ابن منذر وابن ابی حاتم نے ضحاک سے کہ ظلم سے مراد شرک ہے ۱۲
خُبْرًا۔ علمًا اخرجہ ابن ابی شیبہ وابن المنذر وابن ابی حاتم عن مجاہد (در)

ثُمَّ اَتْبَعَ
نافع وابن کثیر وابوعمرو ساتھ ہمزۂ وصل کے باب افتعال سے ہے ۱۲

ہوتا تھا۔ اور نہ اونکو لباس تھا نہ مکان دہوپ اونکا لباس آفتاب اونکے
سرپر سایہ افگن۔ رسول[1] اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب سورج نکلتا وہ لوگ
اپنے تہ خانون مین داخل ہوتے یہانتک کہ سورج ڈہلتا تھا۔ حسن بصری
نے فرمایا کہ اونکی زمین عمارت کو نہین اٹھا سکتی تھی اسی طرح قصہ ذوالقرنین
کا ہے یعنے جس طرح ہم نے بیان کیا یا یہ کہ جس طرح مغرب شمس کے پاس کے لوگون
مین حکم کیا اوسی طرح مطلع شمس کی قوم مین حکم کیا اور ہم ہی اونکے لشکر وآلات
واسباب سے خوب واقف ہین دوسرونکو کیا معلوم۔ جب مشرق ومغرب کا
سفر ہوچکا تو تیسرا سفر جو غالبًا جانب شمال ہوا اس طرح بیان فرمایا ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا۝

حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ
قَوْلًا۝ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ
نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا۝ قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ
رَبِّىْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا۝ اٰتُوْنِىْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ؕ
حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ

لہ ابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ (در) طیالسی بزار ابن منذر ابن ابی حاتم۔ ابو الشیخ (د...
رَدْمًا اصل معناہ سد الثلمۃ بالحجارۃ ونحوھا وھو اکبر من السد من قولھم ثوب مردم
اذا کان رقاعًا فوق رقاع ۱۲ زبر الحدید قطعہ والزبرۃ القطعۃ الکبیرۃ ۱۲
الصدفین۔ جانبی الجبلین لانھما یتصادفان ای یتقابلان (کبیر)

ثُمَّ اَتْبَعَ۔ ساتھ ہمزہ وصل کے باب افتعال سے نافع وابن کثیر وابو عمرو ۱۲
السُّدَّيْنِ۔ نافع وابن عامر وشعبہ وحمزہ وکسائی ساتھ ضم سین کے معنی ایک ہے ۱۲
يُفْقِهُوْنَ۔ حمزہ وکسائی ساتھ ضم یا اور کسر قاف کے باب افعال سے یعنے سامع کو اپنا کلام نہین سمجھا سکتے تھے ۱۲
يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ۔ سوائے عاصم کے سب قاری بجائے ہمزہ کے الف سے ۱۲
خَرَاجًا۔ حمزہ وکسائی ساتھ زیادتی الف اور فتح را کے معنی ایک ہے ۱۲
سُدًّا۔ نافع وابن عامر وشعبہ ساتھ ضم سین کے ۱۲
مَا مَكَّنَنِىْ۔ ابن کثیر دو نون کے پہلا مفتوح دوسرا مکسور مخفف بے ادغام کے معنی ایک ہے ۱۲
رَدْمًا ائْتُوْنِىْ۔ شعبہ ساتھ ہمزہ وصل کے جب وصل کرے تو تنوین کو کسرہ بعد اوسکے ہمزہ ساکن اور جب شروع کرے ہمزہ وصل سے تو اوس کے بعد کا ہمزہ یا سے بدلی جاوے گا یعنے جئنی زبر الحدید دو مفعول منصوب بنزع خافض ہے یعنے لادو مجھکو بڑے بڑے ٹکڑے لوہے کے ۱۲
الصُّدُفَيْنِ۔ ابن کثیر وابو عمرو وابن عامر

قَالَ اٰتُوْنِىْۤ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا۝ فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا
اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا۝ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّىْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّىْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ
وَكَانَ وَعْدُ رَبِّىْ حَقًّا۝ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِىْ بَعْضٍ
وَّنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا۝ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا
ۨ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِىْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِىْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
سَمْعًا۝ پہر ایک راستہ اختیار کیا یہانتک کہ جب دو پہاڑون کے درمیان
پہونچا تو اونکے اسطرف ایسی قوم کو پایا جو بات نہین سمجھ سکتی تھی انہون نے کہا اے
ذوالقرنین یاجوج[1] اور ماجوج ملک مین فساد کرتے ہین۔ پہر کیا تمہارے لئے خرچ

دَكَّآءَ۔ کلھا انبسط بعد الارتفاع۔ فقد اندک۔ ای ارضا مستویۃ والموصوف مقدر ۱۲
قِطْرًا۔ وھو النحاس المذاب لانہ یقطر وقطرا منصوب بقولہ افرغ ۱۲
لہ بخاری ومسلم نے حضرت زینب تک سند پہونچائی جو جحش کی بیٹی تھین اونہون نے فرمایا کہ جناب
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سوتے سے جاگے اور انکا چہرہ سرخ تھا اور آپ فرماتے تھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خرابی ہے
عرب کے واسطے اوس بڑی چیز سے جو نزدیک آپہونچی۔ کہل گیا۔ آجکے دن یاجوج اور ماجوج کی دیوار مین سے
اوس کے برابر آپنے اپنے ہاتھ سے حلقہ باندھا مین نے کہا اے پیغمبر اللہ کے کیا ہم ہلاک ہوجاوینگے اور ہم مین
اچھے لوگ موجود ہونگے آپنے فرمایا ہان جب پلیدی بہت ہوگی امام احمد وترمذی ابن ماجہ اور ابن ابی حاتم
اور ابن حبان نے اور حاکم نے صحیح سند کہکر اور ابن مردویہ نے اور بیہقی نے بعث مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
تک سند پہونچائی کہ جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یاجوج اور ماجوج اوس دیوار کو ہر روز کہودتے ہین
یہانتک کہ جب قریب ہوتا ہے کہ سورج کی شعاع دیکھین دو جو اونکے اوپر ہے یعنی سردار ہے وہ کہتا ہے پلٹ چلو اب

ہوتا تھا۔ اور نہ اونکو لباس بخانہ مکان دہوپ اونکا لباس آفتاب اون کے
سر پر سایہ افگن۔ رسول اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جب سورج نکلتا وہ لوگ
اپنے تہ خانون مین داخل ہوتے۔ یہان تک کہ سورج ڈہلتا تھا۔ حسن[ف] بصری
نے فرمایا کہ اونکی زمین عمارت کو نہین اٹھا سکتی تھی اسی طرح قصہ ذو القرنین
کا ہی یعنے جس طرح ہم نے بیان کیا یا یہ کہ جس طرح مغرب شمس کے پاس کے لوگون
مین حکم کیا اوسی طرح مطلع شمس کی قوم مین حکم کیا۔ اور ہم ہی اونکے لشکر و آلات
و اسباب سے خوب واقف ہین دونو سفرونکو کیا معلوم۔ جب مشرق و مغرب کا
سفر ہو چکا تو تیسرا سفر جو غالباً جانب شمال ہوا اس طرح بیان فرمایا ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝
حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ بَیْنَ السَّدَّیْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ
قَوْلًا ۝ قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَهَلْ
نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓی اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ سَدًّا ۝ قَالَ مَا مَكَّنِّیْ فِیْهِ
رَبِّیْ خَیْرٌ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ رَدْمًا ۝ ۙ اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ
حَتّٰٓی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا حَتّٰٓی اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا

[۱] ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابو الشیخ (دربر) طیالسی بزار ابن منذر ابن ابی حاتم۔ ابو الشیخ (د...
رَدْمًا اصل معناہ سد الثلمۃ بالحجارۃ ونحوها وھو اکبر من السد من قولھم ثوب مردم
اذا کان رقاعا فوق رقاع ۱۲ زبر الحدید قطعہ والزبرۃ القطعۃ الکبیرۃ ۱۲
الصدفین جانبی الجبلین لانھما یتصادفان ای یتقابلان (کبیر)

وَ اُتْبِعَ ثُمَّ اَتْبَعَ — ساتھ ہمزہ وصل کے باب افتعال ہے نافع و ابن کثیر و ابو عمرو ۱۲
[۲] السُّدَّیْنِ — نافع و ابن عامر و شعبہ و حمزہ و کسائی ساتھ ضم سین کے معنی ایک ہے ۱۲
[۳] یُفْقِهُوْنَ — حمزہ و کسائی ساتھ ضم یا و کسر قاف کے باب افعال سے یعنے سامع کو اپنا کلام نہین سمجھا سکتے تھے ۱۲
[۴] یَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ — سوائے عاصم کے سب قاری بجائے ہمزہ کے الف سے ۱۲
خَرَاجًا — حمزہ و کسائی ساتھ زیادتی الف اور فتح را کے معنی ایک ہے ۱۲
سُدًّا — نافع و ابن عامر و شعبہ ساتھ ضم سین کے ۱۲
مَا مَكَّنَنِیْ — ابن کثیر دو نون کے پہلا مفتوح دوسرا مکسور مخفف ہے ادغام کے معنی ایک ہے ۱۲
رَدْمًا ائْتُوْنِیْ — شعبہ ساتھ ہمزہ وصل کے جب وصل کرے تو تنوین کو کسرہ بعد اوسکے ہمزہ ساکن اور جب ابتدا کرے ہمزہ وصل سے تو اوسکے بعد کا ہمزہ یا سے بدل جائے گا یعنی جیئنی زبر الحدید دونو منصوب بنزع خافض ہے یعنے لاؤ مجھکو ٹکڑے لوہے کے ۱۲
الصُّدُفَیْنِ — ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر

قَالَ اٰتُوْنِیْٓ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا ۝ فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا
لَهٗ نَقْبًا ۝ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ
وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا ۝ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ یَوْمَئِذٍ یَّمُوْجُ فِیْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ
فِی الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۝ ۙ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ یَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِیْنَ عَرْضَا ۝
الَّذِیْنَ كَانَتْ اَعْیُنُهُمْ فِیْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِیْ وَكَانُوْا لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ
سَمْعًا ۝ پہر ایک راستہ اختیار کیا یہان تک کہ جب دو پہاڑون کے درمیان
پہونچا تو اونکے اسطرف ایسی قوم کو پایا جو بات نہین سمجھ سکتی تھی انہون نے کہا اے
ذو القرنین یاجوج[۱] اور ماجوج ملک مین فساد کرتے ہین۔ پہر کیا تمہارے لئے خرچ

دَكَّآءَ۔ کلما انبسط بعد الارتفاع فقد اندک۔ ای ارضا مستویۃ والموصوف مقدر ۱۲
قِطْرًا۔ وھو النحاس المذاب لانہ یقطر و قطرا منصوب بقولہ افرغ ۱۲
[۱] بخاری و مسلم نے حضرت زینب تک سند پہونچائی جو جحش کی بیٹی تھین اونہون نے فرمایا کہ جناب
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سوتے سے جاگے اور انکا چہرہ سرخ تھا اور آپ فرماتے تھے لا الٰہ الا اللہ خرابی ہے
عرب کے واسطے اوس بڑی چیز سے جو نزدیک آ پہونچی۔ کہل گیا۔ آجکے دن یاجوج اور ماجوج کی دیوار مین سے
اوس کے برابر آپنے اپنے ہاتھ سے حلقہ باندھا مین نے کہا اے پیغامبر اللہ کے کیا ہم ہلاک ہو جاوینگے اور ہم مین
اچھے لوگ موجود ہونگے آپنے فرمایا ہان جب پلیدی بہت ہو گی امام احمد و ترمذی ابن ماجہ اور ابن ابی حاتم
اور ابن حبان نے اور حاکم نے صحیح سند کہکر اور ابن مردویہ نے اور بیہقی نے بعث مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
تک سند پہونچائی کہ جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یاجوج اور ماجوج اوس دیوار کو ہر روز کہودتے ہین
یہانتک کہ جب قریب ہوتا ہے کہ سورج کی شعاع دیکہین وہ جو اون کے اوپر ہے یعنی سردار ہے وہ کہتا ہے پلٹ چلو

قَالَ ائْتُوْنِیْ فَمَا اسْطَاعُوْا — حمزہ ساتھ حمزہ ساتھ ... ہمزہ وصل کے ... اور شعبہ کیلئے ادغام ہے اور ... من تا ...
دَكًّا — نافع و ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر شعبہ حمزہ ساتھ تنوین کے مصدر ہے معنی مین مفعول کے ای جعلہ کو مستویا من الارض ۱۲

مقرر کرین اس بات پر کہ تم ہمارے اور اونکے بیچ مین ایک دیوار بنادو ذوالقرنین

نے کہا کہ جو کچہہ میرے رب نے مجھے مقدور دے رکہا ہی۔ وہ بہتر ہی پہر تم (جسمانی)

قوت سے میری مدد کرو کہ مین تمہارے اونکے درمیان ایک آڑ (یعنے مضبوط دیوار)

بنادون۔ مجہکو لوہے کے تختے لادو یہانتک کہ (ذوالقرنین نے) دونون پہاڑون کے

بیچ کی کشادگی کو برابر کردیا تو کہا (آگ) پہونکو جب اوسکو آگ کردیا تو کہا کہ میرے پاس

پگہلا ہوا تانبا لاؤ کہ اوسپر ڈالدون (جب اسطرح دیوار تیار ہوچکی تو) پہر وہ اوسپر

نہ چڑہ سکتے تہے اور نہ اوسمین نقب لگا سکتے تہے۔ کہا یہ میرے رب کی مہربانی ہی پہر جب

میرے رب کا وعدہ آئیگا تو اوسکو ڈہا کر برابر کردیگا۔ اور میرے رب کا وعدہ سچا ہی اور

ہم اوسدن اونکو ایسا کر چہوڑینگے کہ (بسبب اژدہام کے) باہم ملجائینگے۔ اور صور پہونکا

جائیگا پہر ہم ان سب کو اکٹہا کرینگے اور اوسدن کافرون کے سامنے جہنم کو لائینگے۔

ایسے وہ کہ جنکی آنکہون پر میری یاد سے پردہ پڑا ہوا تہا اور وہ کچہہ نہین سن سکتے تہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۱۱ کہ اب کل تم اوسکو کہول لوگے پہر وہ پلٹ کر اوس طرف آتے ہین تو اوسکو بہت مضبوط پاتے ہین یہانتک کہ جب اونکی مدت پہونچے گی اور اللہ چاہیگا کہ اونکو لوگون پر بہیجے وہ کہودینگے یہانتک کہ جب قریب ہوگا کہ وہ سورج کی شعاع دیکہین جو شخص اونکے اوپر ہی وہ کہیگا پلٹ چلو پہر اب کل آکر اگر اللہ چاہا ہی تو تم اوسکو کہول لوگے پہر وہ پلٹ کر اوسطرف آوینگے اور وہ اوسیطرح پر ہوگا جس طرح کہ اونہون نے اوسکو چہوڑا تہا پہر وہ کہودینگے اور لوگون کے اوپر نکلینگے پہر پانیون کو پی جاوینگے اور لوگ اون سے اپنے قلعون مین پناہ پکڑینگے پہر وہ اپنے تیر آسمان کے طرف پہینکینگے پہر وہ خون مین رنگین ہوکر آپہینگے اوسوقت وہ کہینگے کہ ہم زمین اور آسمان کے لوگون پر غالب آگئے پہر اللہ اونکی گردنون مین کیڑے بہیجیگا پہر وہ ہلاک ہوجاوینگے جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اوسکی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہی زمین کے جانور اون کے گوشت سے موٹے اور تازے ہونگے۔ ابن جریر اور

ابن مردویہ نے ابو بکر ثقفی تک سند پہونچائی کہ ایک بدو نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین نے یاجوج اور ماجوج کی دیوار دیکہی ہی آپنے فرمایا تو اوسکا پتہ مجھسے بیان کر اوس نے کہا جیسے چادر چارخانہ کی ایک لکیر سیاہ اور ایک لکیر سرخ آپنے فرمایا

ابن کثیر نے لکہا ہی کہ ذوالقرنین کا جس گروہ پر گذر ہوتا اونسے مقابلہ کرکے

غالب آتے۔ پہر اونکو اللہ کی طرف بلاتے۔ جس نے اونکا کہا مانا وہ تو

اچہا رہا۔ اور نہین تو پہر طرح کی ذلت اون کے حصہ مین ہوتی۔ مال و سامان

کو اون کے مباح فرماتے۔ اور بعضون کو خادم بنا کر اپنے لشکر کے ہمراہ

لیجاتے۔ جب سدّون یعنے دو بلند پہاڑون تک انکا سفر ہوا اور اون

دونون کے درمیان ایک وسیع جگہ تہی اوسی راستہ سے یاجوج و ماجوج نکلکر

ترک کے ملکون مین فساد کرتے اور آدمی و جانور اور کہیتی وغیرہ برباد کرتے

امام احمد نے اپنی مسند مین روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے

فرمایا نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تہے سام عرب کے باپ۔ اور حام سودان

کے باپ۔ اور یافث ترک کے باپ بعضے علمانے کہا کہ یاجوج ماجوج یافث

کی اولاد ہین جو ترک کے باپ ہین اور انکو ترک اسلئے کہتے ہین کہ یہ سد کے

پیچہے چہوڑ دئے گئے ہین۔ ورنہ بغاوت و فساد و دلیری مین یہ لوگ بہی یاجوج

ماجوج کے اقربا ہین۔ ابن جریر نے انکے اشکال و صفات مین وہب بن

منبہ سے ایک طویل حدیث بیان کی جسمین طول و غرابت ہی۔ ابن ابی حاتم

نے بہی انکے مقدمہ مین احادیث غریبہ ہین جنکے اسانید صحیح نہین الخ فقیر کہتا ہی

کہ قرآن سے حضرت ذوالقرنین کا وجود خواہ وہ سکندر رومی ہون یا کوئی
اور ہون اور یاجوج ماجوج[1] کا ہونا اور اونکے لئے سد کا تیار ہونا ثابت
ہم مسلمانون کے اعتقاد مین داخل ہے اب کسی نئی روشنی والیکے شک
ڈالنے سے کسی طرح کا شک نہین پڑتا۔ غرض جب آپ وہان تک پہونچے
تو اون دو پہاڑون کے ادہر ایک قوم کو پایا کہ بات جیسے اور لوگ سمجھتے ہین
اوس طرح خوب نہین سمجھتے بلکہ بعد مشقت کچھہ نہ کچھہ سمجھہ لیتے یا اونکی زبان ہی

[1] بنی عباس کا خلیفہ جس کا نام واثق تھا اونے کسی امیر کو سامان سفر اور ایک لشکر اوسکے ہمراہ کرکے سد کے دیکھنے کو روانہ کیا اور کہا کہ دیکھ کر آکر ساری کیفیت مجھہ سے بیان کرنا یہ لوگ شہر بشہر اور ملک و ملک پھرتے وہان پہونچے اور اوسکو دیکھا کہ لوہے اور تانبے سے بنی ہوئی ہے اور بہت ہی بلند ہے اوس کے اطراف کے پہاڑ بھی بہت ہی اونچے ہین اور نایاب نایاب باتین دیکھنے مین آئین اور یہ مدت آنے جانے کی دو سال سے زیادہ تھی (ابن کثیر) مسلمان مورخونکے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیوار ترکستان مین ہے اور چونکہ اون ملکون مین مسلمان ہی رہتے ہین اور پہاڑون کے گھاٹیان اس طرح ہے کہ امن نہین اور یوروپین کا وہان جانا دشوار ہے۔ اسی سبب سے جو اہل اسلام کے جغرافیون مین وہان کے بلاد کا حال ہے انگریزی جغرافیون مین بہت ہی تھوڑا ہے۔ قرآن و حدیث سے جو بات ثابت ہوجائے اوسکو یقین کرنے اور ہمارا اونکو نہ پانا کیا یہ دلیل ہو سکتی ہے کہ فی الواقع وہ موجود نہین۔ چند سال مین کوئی نہ کوئی ایک ایسا جزیرہ ظاہر ہوتا ہے جس کے پہلے کسی کو نہ معلوم تھا۔ امریکہ کا حال کب کسی پر پوشیدہ ہے۔ جو نئی دنیا کی نام سے موسوم ہوگیا۔ تمام روئے زمین کے علم کا دعوی کرنا چھوٹا منہ بڑی بات۔ لیکن اس کا کیا علاج ہے کہ جن کے قلوب مین نصرانیت آگئی ہے وہ اپنے بھائی بندون کے کلام کو بہ نسبت قرآن و حدیث و مورخان اہل اسلام کے زیادہ مانتے ہین۔ جو اسی طرح سمجھے گا تو وہ اونہین کے ساتھہ رہے گا۔ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْهُمْ ۱۲

دوسری تھی حضرت ذوالقرنین کسی مترجم سے اوس قوم کی گفتار کو پہچان لیا
یا یہ کہ سب زبانین آپکو یاد تہین تو اونکا یہ بیان تھا کہ یاجوج و ماجوج زمین مین
فساد کرتے ہین سو کیا ہم آپکے لئے خرچ مقرر کردین کہ اون کے اور ہمارے درمیان
ایک دیوار بنادین۔ جس سے وہ پہر ہم تک نہ پہونچ سکین اور ہماری جان و مال
محفوظ رہے۔ آپنے اونسے مال لینا نچاہا۔ اور فرمایا کہ جو کچھہ میرے رب نے مجھے
دیا ہے وہ تمہارے اموال سے بہتر ہے مجھے مال کی لالچ مت دو۔ ہان بطور نیکی
تمہاری درخواست منظور ہے۔ سو اب تم قوت سے مجھے مدد دو اور میرے ساتھہ ملکر
کام کرو تو مین تمہارے اور اونکے درمیان مضبوط دیوار بنادون۔ میرے پاس لوہے
کے بڑے بڑے ٹکڑے لاؤ۔ سو آپنے بجائے پتھر کے اونکو چن دیا۔ یہانتک کہ پہاڑ
کے دونون چوٹیون تک جب دیوار کو برابر کردیا تو کاریگرون اور اپنے قوم کے
لوگون سے آگ لگاکر حکم دیا کہ اب پھونکو اور جب اوسکو آگ بنادیا یعنے سرخ مثل آگ
کے ہوگئی تو فرمایا لاؤ میرے پاس پگھلا ہوا تانبا یا سیسا۔ اور آپنے بطور خرق عادت
یا آلات کے ذریعہ سے اوپر سے ڈلوا دیا جس سے تمام لوہا آپسمین سخت جم گیا۔ اور وہ دیوار
پہاڑ سے زیادہ مضبوط ہوگئی۔ اب نہ اوسکے اوپر چڑہکر نیچے اتر سکتے ہین اور نہ نیچے
سے نقب[1] کرسکتے تھے جب دیوار تیار ہوگئی تو ذوالقرنین اوس کے جانب اشارہ

[1] بخاری مین ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ آجکے دن اسقدر سوراخ ہوگیا اور آپنے اپنے دست مبارک سے حلقہ کا نشان بنا کر فرمایا۔ اور آیت مین تو نقب کی نفی ہے تو علمانے کہا کہ توفیق ممکن ہے کیونکہ آیت تو بالفعل کے واسطے ہے اور حدیث [illegible]

کیو کے فرمایا کہ یہ میرے رب عزوجل کی رحمت ہی جس نے ایسے مشکل کام پر مجہے قدرت
دی۔ پہر میرے پروردگار کا وعدہ یعنے قرب قیامت یا اس قوم کے خروج کا وقت
آئیگا تو اللہ تعالی اوسکو ریزہ ریزہ کرکے خاک سے برابر کردیگا۔ اور میرے رب کا
وعدہ حق ہی۔ یعنی خروج یاجوج قریب قیامت حق ہی یعنے خواہ مخواہ ہونیوالا ہے
اور ہم اونکو ایسا کر چھوڑینگے کہ بعض بعض سے مل جائین گے یعنے جس روز یاجوج
ماجوج نکلین گے تو وہ اژدحام ہوگا کہ ایک دوسرے سے مل جائین گے اور صور پھونکا
جائیگا پہر ہم اون سبکو پورے طور سے اکٹھا کرینگے فجمعنٰہم مین شاید فاء فصیحہ ہے یعنے
پہلے صور پھونکا جائیگا تو سب خلائق مرجائیگی پہر دوسرے نفخہ صور مین بعد خاک
ہوجانے اور متفرق ہوجانیکے جمع کئے جائین گے۔ اور خداوند عالم کافرون کے
سامنے جہنم کو پیش کریگا۔ پہر اون کافرون کے افعال بیان فرماتا ہی ایسے لوگ
کہ جنکی آنکھون پر میری یاد سے پردہ پڑا ہوا تھا نہ مصنوعات کو دیکھکر صانع کو پہچانا
نہ قرآن کو غور سے دیکھا نہ سنا کیونکہ وہ کچھ نہین سن سکتے تھے خلاصہ یہ کہ نہ کافرون
کے آنکھون مین وہ نور کہ جس سے مخلوقات الٰہی دیکھکر خالق کو پہچانین نہ کانون مین وہ سماعت
کہ جو کچھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے ہین اوسکو قبول کرین تنبیہ آجکل کے بعض دہریئے بھی خدا
کی قدرت کو محصور کرنا چاہتے ہین اور جو کچھ قرآن و احادیث سے انکی عقل ناقص مین نہ آئے اوسکے لئے تاویلات باطلہ کرتے ہین

الحمد للہ کہ تفسیر قادری کی مقبولیت کی نشانی ہی کہ جس کے نام نامی سے
شروع کیگئی اور پہلی جلد ختم ہوکر دوسری جلد شروع ہوئی تھی کہ اوس شاہ نے
اپنی طرف بلایا اور سفر بغداد مبارک پیش آیا۔ آج تاریخ گیارہوین ربیع الثانی ۱۳۲۱ھ
ہی قریب روضۂ مبارک حضرت سلطان الاولیا غوث الثقلین رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
وَاَرْضَاهُ عَنَّا مسجد حنابلہ مین حاضر ہوکر یہ تحریر کرتا ہون اور جتنے تفسیر کے شرکا
تھے اونکا سلام بھی دربار مقدس مین عرض کردیا۔ امید ہی کہ اونکے طفیل سے کہ جن کیلئے
تمام اولیا نے گردنین جھکا دی تھین ہم سب مقبول ہوجائین۔ جب گذشتہ
آیت مین اللہ تعالی نے بیان فرمایا کہ ہم قیامت مین سب کو ایک میدان مین جمع
کرینگے اور وہ کافر و مومن ہونگے۔ جہنم کافرون کیلئے ظاہر فرمائیگا کہ قبل دخول
اوسکے عذابات دیکھین اور اونکو بسبب معاینۂ عذاب بہت ہی جلد رنج و غم
حاصل ہو۔ اب اون کافرون کا انجام بیان فرماتا ہی اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْ اَوْلِيَاءَ اِنَّا اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا
قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا الَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا۔ کیا کافرون نے یہ سمجھ لیا ہی کہ میرے
سوا میرے بندون کو کارساز بنالین بیشک ہم نے کافرون کی مہمانی کیلئے دوزخ

يَحْسَبُوْنَ
کسر سین سے نافع
وابن کثیر و ابو عمرو
وکسائی ائمہ

تیار کر رکھی ہی (اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم (کافرون سے) کہو کیا ہم تمکو

بتا دین کہ اعمال کے اعتبار سے کون نقصان مین ہی۔ وہ لوگ ہین جنکی کوشش دنیا کی

زندگی مین اکارت ہوئی اور وہ سمجھتے ہین کہ ہم اچھے کام کر رہے ہین۔ بِالْاَخْسَرِیْنَ

اَعْمَالًا کی تفسیر مین شیخ ابن کثیر نے نقل فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ و ضحاک اور

بہت سے لوگون نے فرمایا کہ وہ حروریہ ۱؎ ہین پھر لکھا ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے

قول کے یہ معنی ہین کہ یہ آیت عام ہی اور ہر ایسے شخص کو شامل ہی جو اللہ تعالی کی پرستش

ایسے طریقہ پر کرے جو ناپسندیدہ ہی اور وہ سمجھتا ہی کہ مین سیدہے راستہ پر ہون اور میرا

عمل مقبول ہی اور فی نفسہ وہ گمراہ ہی تو اوسکا عمل بھی مردود ہوگا۔ اور یہ معنی نہین کہ

اس آیت کا نزول حروریہ کے حق مین ہوا ہی کیونکہ حروریہ کا اوسوقت وجود بھی نہین تھا

الخ مصداق اول تو اوسکے یہی کافر ہین اور یہود و نصارٰی و مجوس و ہنود اور نیچر

جو نئے پیدا ہوئے ہین اور جو لوگ کہ اللہ یا اوسکے رسول و قرآن یا آخرت و ضروریات

دین کے منکر ہین سب اسمین داخل ہین اب کافرونکی پوری خرابی اور اوس خرابی کا

سبب بیان فرماتا ہی اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ

۱؎ یعنے خوارج جنھون نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی کر کے حضرت پر خروج کیا اور بوجہ قیام

حرورا کے حروریہ اونکا لقب ہو گیا ہے۔ ۱۲

اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا۝ یہ وہی لوگ ہین جنھون نے اپنے

رب کی نشانیون اور اوسکی ملاقات (یعنے دیدار) کا انکار کیا سو اونکے اعمال برباد

ہو گئے اور ہم قیامت کے دن اونکی کچھ بھی قدر نہ کرینگے بخاری و مسلم مین ہی کہ قیامت

کے روز بڑا فربہ موٹا تازہ آئیگا وہ اللہ تعالی کے نزدیک مچھر کے پر برابر بھی وزن

نہ رکھتا ہوگا۔ اور فرمایا اگر تم چاہتے ہو تو پڑہو فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا

یعنے ان لوگونکا اللہ کے پاس کچھ مرتبہ نہ ہوگا بلکہ ذلیل و خوار ہونگے چونکہ اس سیاق سے

صاف واضح تھا کہ جزاء اوسکی جہنم ہی تو فرمایا ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا

وَاتَّخَذُوْٓا اٰیٰتِیْ وَرُسُلِیْ هُزُوًا۝ یہ سزا اونکی جہنم ہے اسلئے کہ انھون نے کفر کیا

اور میری نشانیون اور رسولون کو ٹھٹھا ٹھہرایا یعنے کفر کرنے پر اکتفا نہ کیا بلکہ اوس کے

ساتھ آیات سے ٹھٹول اور اون رسولون سے بھی ٹھٹھا جو اونکے ناصح و مشفق تھے

۲؎ ابن الاعرابی نے کہا کہ عرب بولتے ہین مَا لِفُلَانٍ عِنْدَنَا وَزْنٌ ہمارے نزدیک فلان شخص کا کچھ وزن نہین

مَا قَامَ لَهٗ وَزْنٌ اسکا کچھ وزن نہین ٹھہرا مَا نُقِیْمُ لَهٗ وَزْنًا ہم اسکا کچھ وزن نہین ٹھہراتے یعنے حقیر و ذلیل و

بے اعتبار ہی ۱۲ ۳؎ لقاء کے اصل لغوی معنی وصول کے ہین جب یہ نہین لئے گئے تو دیکھنا چاہئے کہ محاورہ مین

مجاز مشہور متعارف کیا معنی ہی۔ اور وہ دیدار ہے بولتے ہین قَدْ لَقِیْتُ فُلَانًا مین نے فلانے کو دیکھا اور

اللہ تعالی نے فرمایا فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْ لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ یعنے جو اللہ تعالی کے دیدار کا شائق

تو امیدوار رہے کہ اللہ تعالی کی مقرر کی ہوئی اجل ضرور آنیوالی ہی معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقون نے یہان ثواب کو

محذوف مانا اور یہ بات تحقیق کو پہونچ چکی کہ کلام مین کچھ محذوف ماننے سے مجاز مشہور متعارف لینا ہی سزاوار ہی ۱۲ کبیر

اب وعید کے بعد وعدہ کا ذکر کافرون کی خرابی کے بعد مسلمانونکے ثواب و درجاتکا حال
بیان فرماتا ہی اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ
نُزُلًا ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ۝ بیشک جو لوگ کہ ایمان لائے
اور اچھے کام کئے اونکے لئے فردوس کے باغ مہمانیکی جائے ہی۔ ہمیشہ اوسمین رہا کرینگے
وہان سے بدلنا نہ چاہین گے۔ بخاری و مسلم مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
فرمایا کہ جب تم اللہ تعالی سے مانگو تو اوس سے فردوس مانگو کہ وہ وسطِ جنت اور
اعلی جنت ہی اوسکے اوپر عرشِ رحمٰن ہی۔ اور اوسی سے جنت کی نہرین جاری ہین
چونکہ آدمی ایک مقام پر بہت دن رہنے سے اکتا ئے جاتا ہی اس لئے فرمایا کہ کبھی
اوس سے دوسرے مقام پر جانا پسند نہ کرینگے۔ کیونکہ طرح طرح کی نعمتون سے ہر وقت
ایک نئی لذت پاتے رہین گے۔ اور سب سے اعلی النعمت رویتِ خداوندی ہے
جس کے سامنے ساری نعمتین گرد ہو جائین گے۔ اور تجلیات کی تو کوئی نہایت ہی
نہین ہی ع ہر تجلی برنگِ دیگر ہست۔ تو اب شایقِ دیدارِ الٰہی اپنے محبوب کو
چھوڑ کر اور کہان جانا چاہے گا۔ ۵

فَحَلَّتْ سُوَيْدَى الْقَلْبِ لَا اَنَا بَاغِيًا	سِوَاهَا وَلَا عَنْ حُبِّهَا اَتَحَوَّلُ
ہر چہ کہ بود توان گرفتن بدلے	تو بے بدلی ترا بدل نتوان یافت

حِوَلًا۔ کعوجا مصدر ای تحولا ۱۲

جب اس سورہ مین انواعِ دلائل اور پہلے لوگون کے قصے بیان فرمایا اسلئے
کمالِ قرآن اس طرح بیان فرماتا ہی قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ
الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝ (ای پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کہو اگر میرے رب کی باتین لکھنے کیلئے دریا سیاہی ہون تو میرے رب کی باتین تمام
ہونیکے پہلے ہی دریا خرچ ہو جائین اگرچہ ویسے اور بھی دریا مدد کو لائین۔ دوسری جا
تصریح سے فرمایا وَلَوْ اَنَّمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ
سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ یعنی اگر فرض کرو کہ جو کچھ زمین مین درخت ہین
سب کے قلم بنین اور سمندر اوسکے دوات ہون اور اوسکے بعد سات سمندر دوات
ہو نیمین مدد کرین تو اللہ تعالی کے کلمات کچھ بھی ختم نہ ہونگے۔ کیونکہ کلمات الٰہی
غیر متناہی ہین اور باقی سب متناہی اور محال ہی کہ متناہی غیر متناہی کو کفایت کرسکے
جب کلام الٰہی کا بیان ہوا اور وہ کلام پاک حضرت ہی کے زبانِ پاک سے ہم تک پہنچا ۵

گرچہ قرآن از لبِ پیغمبر است	ہر کہ گوید حق نگفت او کافر است

لہذا کسیکو اور کچھ خیال نہ آجائے اوس خیال کے دور کرنیکے لئے یون حضرت کو حکم

المداد اسم لما تمد به الدواة من الحبر ولما يمد به السراج من السليط (كبير)
یہ اصل معنی ہے پھر عرف لغت مین روشنائی کو مداد کہنے لگے (خفاجی)
مددا۔ زیادۃ ومعونۃ وهو مفعول له ۱۲

یَنْفَدَ ساتھ یا کے حمزہ و کسائی
کے سبب مقدم ہونے فعل کے
جمع پر تذکیر و تانیث
دونون جائز ہے ۱۲

فرماتا ہے قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَاۗءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝ کہو مین بھی تمہارے جیسا آدمی ہون میری طرف وحی کیجاتی ہے کہ تمہارا معبود وہی ایک معبود ہے۔ پہر جو کوئی اپنے رب سے ملنے کی امید رکھے تو وہ اچھی کام کرے اور اپنے رب کی عبادت مین کسی کو شریک نہ کرے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تواضع سکھلایا تا لوگون سے فرمادین کہ مین آدمیت مین تمہارے جیسا ہون لیکن وحی سے میری بزرگی بڑہائی گئی ہے اور وحی مین اسطرح مجھ سے خطاب ہوتا ہے کہ تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے۔ بعضے بدمذہب اس آیت سے نعوذ باللہ حضرت کی مساوات کا دم بھرنے لگے۔ اور کبھی بڑے بھائی کی تمثیل دیکر خوش ہونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیتون مین اس بے ادبی سے منع فرمایا۔ [1]لَا تَجْعَلُوْا دُعَاۗءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاۗءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا اور سورہ حجرات مین اعمال کے حبط ہونیسے ڈرایا [2]وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے اپنی صحابہ سے مخاطب

[1] نہ پکارو رسول کو جس طرح کہ تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ [2] اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بہت زور سے بات کرو جیسے تم ایک دوسرے سے زور زور سے باتین کیا کرتے ہو (ایسا نہ ہو) کہ سب تمہارا کیا کرایا اکارت ہوجاوے اور تم کو خبر بھی نہ ہو ۱۲

ہو کے فرمایا کہ مین تمہارے جیسا نہین ہون صحیح بخاری کتاب الصوم باب الوصال صفحہ ۲۶۵ مین مذکور ہے پہلی حدیث کے لفظ اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ دوسری حدیث اِنِّیْ لَسْتُ كَاَحَدٍ مِّنْكُمْ تیسری حدیث اِنِّیْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنِّیْ اَبِيْتُ لِیْ مُطْعِمٌ يُّطْعِمُنِیْ وَسَاقٍ يَّسْقِيْنِیْ چوتھی حدیث وَاَيُّكُمْ مِثْلِیْ اِنِّیْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَيَسْقِيْنِیْ اسیواسطے صوفیہ[1] کرام فرماتے ہین مُحَمَّدٌ بَشَرٌ لَا كَالْبَشَرِ بَلْ يَاقُوْتَةٌ بَيْنَ الْحَجَرِ اون کا فقیر عرض کرتا ہے۔

ہو جیسے سنگ مین یاقوتِ احمر		بشر مین آپ بھی خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم ہو

حضرت شیخ حسن[2] تستری فرماتے ہین ایک شخص نے مجھ سے قصیدہ بُردہ کے اس شعر مین جھگڑا کیا

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ		وَاَنَّهٗ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ

اور کہنے لگا کہ یہ قول بے دلیل ہے مین نے کہا کہ حضرت کی افضلیت پر اجماع منعقد ہو گیا لیکن وہ اپنے قول سے نہین پلٹا۔ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور آپکے ہمراہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی ہین۔ مجھکو دیکھکر ارشاد فرمانے لگے مَرْحَبًا بِحَبِيْبِنَا یعنے ہمارے دوست کو مرحبا ہے۔ پھر صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تمہین کچھ معلوم ہے کہ آج کیا ہوا۔ عرض کی کہ نہین یا رسول اللہ فرمایا کہ فلان مردود کا یہ اعتقاد ہے کہ فرشتے مجھ سے

[1] امام شعرانی طبقات کبریٰ مین ۱۲ [2] طبقات الکبریٰ جلد ثانی صفحہ ۷۵

افضل ہین سبہون نے متفق ہوکر عرض کی کہ نہین یارسول اللہ کوئی بھی آپ سے افضل نہین ہی۔ پہر فرمایا کہ وہ فلان مطرود زندہ نرہیگا اگر زندہ رہا بھی تو ذلیل وخوار خستہ وخراب دنیا و آخرت مین گمنام رہیگا۔ سمجھتا ہی کہ میری افضلیت پر اجماع نہین ہوا کیا اتنا بھی وہ نہین جانتا کہ معتزلہ نے جو اہل سنت سے مخالفت کی تو اوس سے اجماع مین کچھہ ضرر نہین۔ پہر دوسرے بار مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قول ابو صیری فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ اِنَّهٗ بَشَرٌ کے یہ معنی ہین کہ جسکو آپکی حقیقت کا علم نہین اوسکے منتہی علم مین آپ بشر ہین ورنہ آپ بلحاظ روح قدسی اور قالب نبوی سب سے پرے ہین یہ سنکر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نے سچ کہا اور مین تیرا مطلب سمجھہ گیا ۵

محمد صلی اللہ علیہ وسلم سر وحدت ہین کوئی رمز انکی کیا جانے
شریعت مین تو بندہ ہین حقیقت مین خدا جانے

سید الانبیاء کی شان تو بہت اعلی وارفع ہی آپکے بی بیون کی شان مین اللہ تعالی فرماتا ہی يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ الآیہ یعنی اے پیغمبر کی بیبیو تم عورتون مین سے کسی کے مانند نہین ہو۔ ابن عباس[1] رضی اللہ عنہما فرماتے ہین يُرِيْدُ لَيْسَ قَدْرُكُنَّ عِنْدِيْ مِثْلَ قَدْرِ غَيْرِكُنَّ مِنَ النِّسَآءِ الصَّالِحَاتِ اَنْتُنَّ اَكْرَمُ

[1] امام بغوی معالم التنزیل ابتداء پارہ ومن یقنت مین ۱۲۔

عَلَيَّ وَثَوَابُكُنَّ اَعْظَمُ لَدَيَّ یعنی اللہ تعالی کی یہ مراد ہی کہ تمہارے سوا اور جو نیکبخت عورتین ہین اونکے مرتبہ کے جیسا تمہارا مرتبہ میرے پاس نہین (بلکہ تم میرے پاس (اونسے) بزرگ وبرتر ہو اور تمہارا ثواب بھی بہت ہی بڑا ہی۔ خلاصہ یہ کہ حضرت قاضی عیاض شفاء شریف مین فرماتے ہین کہ کسی شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اگرچہ نقص وعیب لگانا مقصود نہین لیکن بعضی اوصاف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان کرنا جسکی نسبت آپکی طرف کرنا دین مین جائز ہی۔ بطور مثال یا اپنے یا غیر کیلئے بطریقہ دلیل یا بطرز تشبیہ یا کسی مصیبت وآفت کے وقت نہ بطور اقتدا کے بلکہ اپنے نفس کی یا غیر کی تعلی یا بطور ہزل اور زندیر لانے کیلئے ہو جیسا کہ کسی کا کہنا کہ اگر میرے حق مین بدگوئی کیگئی تو کیا مضایقہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مین بھی گستاخی کی گئی ہی وغیرہ وغیرہ یا غیر نبی کو نبی سے تشبیہ دینا جس آفت مین شاعر لوگ بہت مبتلا ہین یہ سب امور گناہ کبیرہ ہین وَتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ اور وہ اوسکو ہلکا سمجھتے ہین حالانکہ وہ اللہ تعالی کے پاس بڑا ہی بلکہ بعضے شعراء حد استحقاق وصریح کفر تک پہونچ گئے۔ اللہ تعالی کے پاس وہ عظمت ومرتبہ اور وہ عزت وتوقیر آنحضرت کی ہی کہ آپ کو نام لیکے پکارنے اور آپکے سامنے آواز بلند کرنے تک کی ممانعت ہی۔ پہر ایسے شخص سے

اگر قتل ساقط ہوا تو کیا ادب دینا اور قید کرنا تو ضرور چاہیئے۔ اور تعزیر مین بھی اوسی قدر شدت ہو جس طرح اوسکے کلام کی شناعت ہو۔ **نوادر** مین ہی کہ ایک شخص نے ایک شخص کو فقیری کا عیب لگایا تو اوس نے جواب دیا تو مجھے فقیری کا کیا عیب لگاتا ہی حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو بکریان چرائے ہین۔ امام مالک نے فرمایا کہ اس نے بیمحل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا یہ موقع نہین تھا۔ میرا خیال ہے کہ اسکو ادب دیا جائے۔ اسیطرح ایک شخص نے ایک شخص سے کہا چپ رہ کیونکہ تو امی یعنے ان پڑھ ہی۔ اوسنے جواب دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تو امی تھے۔ لوگون نے اس کلمہ کو برا سمجھا اور اوسکی تکفیر کی۔ وہ جوان اپنے کہے پر پچتایا اور پشیمان ہوا۔ ابو الحسن فرماتے ہین کہ اوسکو کافر تو نہین کہہ سکتے لیکن وہ صفت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے مقام پر ذکر کرنے مین خطاوار ہی کیونکہ حضرت کا امی ہونا معجزہ ہی اور دوسرے کے حق مین جہالت۔ چونکہ اوسنے توبہ کی تو چھوڑ دینا چاہیئے علاوہ یہ کہ اوسکا قول حد قتل تک نہین پہونچا تھا اور ایک مسئلہ ہمارے شیخ قاضی ابو محمد بن منصور سے پوچھا گیا تھا کہ ایک شخص نے کسی کو کچھ عیب لگایا تو اوسنے جواب دیا کہ تو مجھ کو نقص لگاتا ہی حالانکہ مین بشر ہون اور جتنے بشر ہین اونکو نقصان لاحق ہی حتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپنے فتوی دیا کہ مدت دراز تک اوسکو قید رکھنا چاہیئے

اور درد ناک تادیب بھی ہونی ضرور ہی۔ چونکہ عمداً برا نہین کہا ہی اسلئے قتل نہین کیا گیا لیکن بعضے علماء اندلس نے اوسکے قتل کا فتوی دیا الخ **مختصراً** یہ سارا بیان اوسی شخص کا تھا جو قصداً برا نہین کہا اور جو جان بوجھکر کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین بے ادبی کرے خواہ صراحتہً ہو یا اشارۃً اوسکی تکفیر اور اوسکے قتل پر اجماع ہی اور اوسکا خون مباح ہی امام شافعی و امام احمد کے پاس اوسکی توبہ مقبول نہین اور جو اوس کے کفر و عذاب مین شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ یہانتک کہ آپ کی چادر مبارک کو میلی کہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگانا مقصود ہو تو بھی قتل کیا جاوے بہتر ہوگا کہ اوس عبارت کو جو آخر شفاء شریف مین مذکور ہی حاشیہ[1] مین نقل کر دین کیونکہ ان دنون مین

[1] شفاء شریف مطبوعہ عثمانیہ صفحہ ۲۰۶ اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِیْ بَیَانِ مَا هُوَ فِیْ حَقِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَبًّا اَوْ نَقْصٌ مِنْ تَعْرِیْضٍ اَوْ نَصٍّ اِعْلَمْ وَفَّقَنَا اللّٰهُ وَاِیَّاكَ اَنَّ جَمِیْعَ مَنْ سَبَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْ عَابَهٗ اَوْ اَلْحَقَ بِهٖ نَقْصًا فِیْ نَفْسِهٖ اَوْ نَسَبِهٖ اَوْ دِیْنِهٖ اَوْ خَصْلَةٍ مِنْ خِصَالِهٖ اَوْ عَرَّضَ بِهٖ اَوْ شَبَّهَهٗ بِشَیْءٍ عَلٰی طَرِیْقِ السَّبِّ لَهٗ اَوِ الْاِزْرَاءِ عَلَیْهِ اَوِ التَّصْغِیْرِ لِشَاْنِهٖ اَوِ الْغَضِّ مِنْهُ وَالْعَیْبِ لَهٗ فَهُوَ سَابٌّ لَهٗ وَالْحُكْمُ فِیْهِ حُكْمُ السَّابِّ یُقْتَلُ كَمَا نُبَیِّنُهٗ وَلَا نَسْتَثْنِیْ فَصْلًا مِنْ فُصُوْلِ هٰذَا الْبَابِ عَلٰی هٰذَا الْمَقْصِدِ وَلَا نَمْتَرِیْ فِیْهِ تَصْرِیْحًا كَانَ اَوْ تَلْوِیْحًا وَكَذٰلِكَ مَنْ لَعَنَهٗ اَوْ دَعَا عَلَیْهِ اَوْ تَمَنّٰی مَضَرَّةً لَهٗ اَوْ نَسَبَ اِلَیْهِ مَا لَا یَلِیْقُ بِمَنْصِبِهٖ عَلٰی طَرِیْقِ الذَّمِّ اَوْ عَبَثَ فِیْ جِهَتِهِ الْعَزِیْزَةِ بِسُخْفٍ مِنَ الْكَلَامِ وَهُجْرٍ وَمُنْكَرٍ مِنَ الْقَوْلِ وَزُوْرٍ اَوْ عَیَّرَهٗ بِشَیْءٍ مِمَّا جَرٰی مِنَ الْبَلَاءِ وَالْمِحْنَةِ عَلَیْهِ اَوْ غَمَصَهٗ بِبَعْضِ الْعَوَارِضِ الْبَشَرِیَّةِ الْجَائِزَةِ الْمَعْهُوْدَةِ لَدَیْهِ وَهٰذَا كُلُّهٗ اِجْمَاعٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَاَئِمَّةِ

اگر قتل ساقط ہوا تو کیا ادب دینا اور قید کرنا تو ضرور چاہیئے۔ اور تعزیر مین بھی اوسی قدر شدت ہو جس طرح اوسکے کلام کی شناعت ہو۔ نوادر مین ہی کہ ایک شخص نے ایک شخص کو فقیری کا عیب لگایا تو اوس نے جواب دیا تو مجھے فقیری کا کیا عیب لگاتا ہی حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو بکریان چرائے ہین۔ امام مالک نے فرمایا کہ اس نے بیمحل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا یہ موقع نہین تھا۔ میرا خیال ہے کہ اسکو ادب دیا جائے۔ اسیطرح ایک شخص نے ایک شخص سے کہا چپ رہ کیونکہ تو امی یعنی ان پڑھ ہی۔ اوسنے جواب دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تو امی تھے۔ لوگون نے اس کلمہ کو برا سمجھا اور اوسکی تکفیر کی۔ وہ جوان اپنے کہے پر پچتایا اور پشیمان ہوا۔ ابوالحسن فرماتے ہین کہ اوسکو کافر تو نہین کہہ سکتے لیکن وہ صفت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے مقام پر ذکر کرنے مین خطاوار ہی کیونکہ حضرت کا امی ہونا معجزہ ہی اور دوسرے کے حق مین جہالت۔ چونکہ اوسنے توبہ کی تو چھوڑ دینا چاہیئے علاوہ یہ کہ اوسکا قول حدِ قتل تک نہین پہونچا تھا اور ایک مسئلہ ہمارے شیخ قاضی ابو محمد بن منصور سے پوچھا گیا تھا کہ ایک شخص نے کسی کو کچھہ عیب لگایا تو اوسنے جواب دیا کہ تو مجھہ کو نقص لگاتا ہی حالانکہ مین بشر ہون اور جتنے بشر ہین اونکو نقصان لاحق ہی حتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپنے فتوی دیا کہ مدتِ دراز تک اوسکو قید رکھنا چاہیئے

اور دردناک تادیب بھی ہونی ضرور ہی۔ چونکہ عمداً برا نہین کہا ہی اسلئے قتل نہین کیا گیا لیکن بعضے علماءِ اندلس نے اوسکے قتل کا فتوی دیا الخ مختصراً یہ سارا بیان اوسی شخص کا تھا جو قصداً برا نہین کہا۔ اور جو جان بوجھکر کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین بے ادبی کرے خواہ صراحتہً ہو یا اشارۃً اوسکی تکفیر اور اوسکے قتل پر اجماع ہی اور اوسکا خون مباح ہی امام شافعی و امام احمد کے پاس اوسکی توبہ مقبول نہین اور جو اوس کے کفر و عذاب مین شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ یہانتک کہ آپ کی چادرِ مبارک کو میلی کہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگانا مقصود ہو تو بھی قتل کیا جاوے بہتر ہوگا کہ اوس عبارت کو جو آخرِ شفاء شریف مین مذکور ہی حاشیہ[1] مین نقل کر دین کیونکہ اُن دنون

[1] شفاء شریف مطبوعہ عثمانیہ صفحہ ۲۰۶ اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِيْ بَيَانِ مَا هُوَ فِيْ حَقِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبٌّ اَوْ نَقْصٌ مِنْ تَعْرِيْضٍ اَوْ نَصٍّ اِعْلَمْ وَفَّقَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكَ اَنَّ جَمِيْعَ مَنْ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ عَابَهٗ اَوْ اَلْحَقَ بِهٖ نَقْصًا فِيْ نَفْسِهٖ اَوْ نَسَبِهٖ اَوْ دِيْنِهٖ اَوْ خَصْلَةٍ مِنْ خِصَالِهٖ اَوْ عَرَّضَ بِهٖ اَوْ شَبَّهَهٗ بِشَيْءٍ عَلٰى طَرِيْقِ السَّبِّ لَهٗ اَوِ الْاِزْرَاءِ عَلَيْهِ اَوِ التَّصْغِيْرِ لِشَاْنِهٖ اَوِ الْغَضِّ مِنْهُ وَالْعَيْبِ لَهٗ فَهُوَ سَابٌّ لَهٗ فَالْحُكْمُ فِيْهِ حُكْمُ السَّابِّ يُقْتَلُ كَمَا نُبَيِّنُهٗ وَلَا نَسْتَثْنِيْ فَصْلًا مِنْ فُصُوْلِ هٰذَا الْبَابِ عَلٰى هٰذَا الْمَقْصِدِ وَلَا نَمْتَرِيْ فِيْهِ تَصْرِيْحًا كَانَ اَوْ تَلْوِيْحًا وَكَذٰلِكَ مَنْ لَعَنَهٗ اَوْ دَعَا عَلَيْهِ اَوْ تَمَنّٰى مَضَرَّةً لَهٗ اَوْ نَسَبَ اِلَيْهِ مَا لَا يَلِيْقُ بِمَنْصِبِهٖ عَلٰى طَرِيْقِ الذَّمِّ اَوْ عَبَثَ فِيْ جِهَتِهِ الْعَزِيْزَةِ بِسُخْفٍ مِنَ الْكَلَامِ وَهُجْرٍ وَمُنْكَرٍ مِنَ الْقَوْلِ وَزُوْرٍ اَوْ عَيَّرَهٗ بِشَيْءٍ مِمَّا جَرٰى مِنَ الْبَلَاءِ وَالْمِحْنَةِ عَلَيْهِ اَوْ غَمَصَهٗ بِبَعْضِ الْعَوَارِضِ الْبَشَرِيَّةِ الْجَائِزَةِ الْمَعْهُوْدَةِ لَدَيْهِ وَهٰذَا كُلُّهٗ اِجْمَاعٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَاَئِمَّةِ

نسبت عقید گی بہت پھیل رہی ہی۔ وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا کی یہ تفسیر ہے

بقیۂ حاشیہ صفحہ ۴۲۷ کا الفتوی من لدن الصحابة رضوان الله علیهم الی هلم جرا قال ابوبکر بن المنذر اجمع عوام اهل العلم علی ان من سب النبی صلی الله علیه وسلم یقتل وممن قال ذلك مالك بن انس واللیث واحمد واسحق وهو مذهب الشافعی قال القاضی ابو الفضل وهو مقتضی قول ابی بکر الصدیق رضی الله عنه ولا تقبل توبته عند هؤلاء ومثله قال ابو حنیفة واصحابه والثوری واهل الکوفة والاوزاعی فی المسلمین لکنهم قالوا هی ردة وروی مثله الولید بن مسلم عن مالك وحکی الطبری مثله عن ابی حنیفة واصحابه فیمن تنقصه صلی الله علیه وسلم او بری منه او کذبه وقال سحنون فیمن سبه ذلك ردة کالزندقة وعلی هذا وقع الخلاف فی استتابته وتکفیره وهل قتله حدا او کفر کما سنبینه فی الباب الثانی ان شاء الله تعالی ولا نعلم خلافا فی استباحة دمه بین علماء الامصار وسلف الامة وقد ذکر غیر واحد الاجماع علی قتله وتکفیره واشار بعض الظاهریة وهو ابو محمد علی بن احمد الفارسی الی الخلاف فی تکفیر المستخف به والمعروف ما قدمناه قال محمد بن سحنون اجمع العلماء ان شاتم النبی صلی الله علیه وسلم المتنقص له کافر والوعید جار علیه بعذاب الله له وحکمه عند الامة القتل ومن شك فی کفره وعذابه کفر واحتج ابراهیم بن حسین بن خالد الفقیه فی مثل هذا بقتل خالد بن الولید مالك بن نویرة لقوله عن النبی صلی الله علیه وسلم صاحبکم وقال ابو سلیمن الخطابی لا اعلم احدا من المسلمین اختلف فی وجوب قتله اذا کان مسلما وقال ابن القاسم عن مالك فی کتاب ابن سحنون والمبسوط والعتبیة وحکاه مطرف عن مالك فی کتاب ابن حبیب من سب النبی صلی الله علیه وسلم من المسلمین قتل ولم یستتب قال ابن القاسم فی العتبیة من سبه او شتمه او عابه او تنقصه فانه یقتل وحکمه عند الامة القتل

کہ خدا کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ گو ریاکاری سے شرک صغیر ہی کیوں نہو

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲۸ کالزندیق وقد فرض الله تعالی توقیره وبره وفی المبسوط عن عثمان بن کنانة من شتم النبی صلی الله علیه وسلم من المسلمین قتل او صلب حیا ولم یستتب والامام مخیر فی صلبه حیا او قتله ومن روایة ابی المصعب وابن ابی اویس سمعنا مالکا یقول من سب رسول الله صلی الله علیه وسلم او شتمه او عابه او تنقصه قتل مسلما کان او کافرا ولا یستتاب وفی کتاب محمد اخبرنا اصحاب مالك انه قال من سب النبی صلی الله علیه وسلم او غیره من النبیین من مسلم او کافر قتل ولم یستتب وقال اصبغ یقتل علی کل حال اسر ذلك او اظهره ولا یستتاب لان توبته لا تعرف وقال عبد الله بن عبد الحکم من سب النبی صلی الله علیه وسلم من مسلم او کافر قتل ولم یستتب وحکی الطبری مثله عن اشهب عن مالك وروی ابن وهب عن مالك من قال ان رداء النبی صلی الله علیه وسلم ویروی زر النبی صلی الله علیه وسلم وسخ اراد به عیبه قتل وقال بعض علمائنا اجمع العلماء علی ان من دعا علی نبی من الانبیاء بالویل او بشیء من المکروه انه یقتل بلا استتابة وافتی ابو الحسن القابسی فیمن قال فی النبی صلی الله علیه وسلم الحمال یتیم ابو طالب بالقتل - الخ

لہ ریا مشتق ہی رویت سے اور صراح میں ریا بالقصر والمد اپنے کو ساتھ نیکی کے خلق کو دکھانا اور عین العلم میں کہا کہ ریا لوگوں کے پاس ساتھ عبادت کے منزلت کا طلب کرنا ہی بس ریا عمل ظاہر کے ساتھ جو عبادت سے ہوں مخصوص ہی۔ نہ سوائے اوسکے اور کثرت مال یا کمال فن یا حفظ اشعار وغیرہ وغیرہ کے دکھاوے کو تکبر و افتخار کہتے ہیں نہ ریا۔ اور جس چیز سے طلب جاہ و منزلت مقصود نہ ہو جیسے بعض مشایخین مریدون کے دکھانے اور اون کے قلوب مائل کرنے اور رغبت دلانے کی غرض سے اپنے اتباع پر کرتے ہیں حقیقت میں وہ ریا نہیں اگرچہ اوسکی صورت ہو اسی لئے کہا ریاء الصدیقین خیر من اخلاص المریدین

ابن عباس[1] سے روایت ہی کہ ایک شخص نے کہا یا نبی اللہ مین بعضے مقامو نمین کھڑا ہوتا ہون اور اللہ تعالی کی رضامندی چاہتا ہون اور اسکو بھی پسند کرتا ہون کہ یہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲۹ کہ ریاء کے کئی قسمین ہین فاحش اور قبیح ترین اقسام یہ ہی کہ وہ محض دکہانے مخلوق اور طلب منزلت کے ہو اور اوسمین قطعاً ارادہ ثواب اور قصد عبادت مولانہ ہو۔ مثلاً ایک شخص لوگون مین نماز پڑہتا ہی اور تنہائی مین نہین پڑہتا اور جو نماز کہ لوگون مین پڑہتا ہی وہ بھی بے طہارت۔ پس یہ فعل نہایت غضب اور قہر الہی کا ہی اور کل عمل اوسکا باطل اور قضا اوسکی واجب دوسری قسم یہ کہ جانب ریاء غالب اور قصد ثواب ضعیف ہو جیسے کہ اگر خلوت مین ہوتا تو نہ کرتا پس یہ بھی حکم اول مین ہی تیسری قسم یہ کہ قصد ریاء و ثواب برابر ہو جبکہ دونون جمع ہون تو عمل کی رغبت ہوا اسمین بھی احادیث و آثار وعید و عدم قبول کے جانب راجح ہین۔ چوتھی یہ کہ نیت ثواب کی غالب ہو ظاہرا اسمین نقصان ہی نہ بطلان یا باندازہ نیت کے ثواب و عقاب دونون برابر ہون اور یہ بھی فرق ہے کہ اوسمین قصد ریاء کا ابتداء عمل مین ہو یا درمیان مین عارض ہو یا بعد عمل کے لاحق ہو پہلا تسنیع تر ہے پہر دوسرا اور تیسرا اکثر ہے اور اوس کے ہونے سے جو کیا ہی باطل نہین ہوتا۔ یہ بھی فرق ہی قصد و عزم ریاء کا مصمم ہو یا خطرہ آئے اور کچھ نہو۔ غرض خلاصی ریاء سے نہایت دشوار ہی۔ اور وجود حقیقت اخلاص کا مشکل یہانتک کہ اگر تعریف اپنی کسی سے سنے اور اوس سے شاد ہو علامت وجود ریاء کی ہی اور اگر خلوت مین ایک کام کرتا ہے اور خیال ریاء کا خاطر مین رکہتا ہی وہ بھی ریاء ہی اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْہَا۔ اس جگہ ایک اور حالت ہی کہ فضل خدا سے خوش ہو کہ اوس نے گناہون کو ڈہانپا اور طاعت کو ظاہر کیا تا اور لوگ بھی پیروی کرین اور یہ محمود ہی داخل ریاء نہین۔ فقہ کی کتابون مین اسکا بیان نہین کلام اہل اللہ سے اس مسئلہ کو تحقیق کرنا چاہئے خصوصاً کتاب احیاء العلوم سے اور یہ جو کہ مذکور ہوا اوسی سے منتخب ہی۔ اور سمعہ ساتھ ریاء کے بیش بین اور حزم منیم کے اکثر ساتھ ریاء کے مذکور ہوتا ہی کہتے ہین کہ فلان یہ کام واسطے ریاء و سمعہ کے کرتا ہے تا دیکہین اور سنین حاصل یہ کہ سمعہ متعلق ساتھ حاسۂ سمع کے ہی اور ریاء متعلق ساتھ حاسۂ بصر کے ۱۲ (مرقات) [1] عبد الرزاق و طبرانی و حاکم وغیرہ (در)

میرا مقام دیکھا جائے تو میرے عمل کا کیا حکم ہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اوسکا کچھ جواب نہین دیا یہانتک کہ یہ آیت اتری۔ رسول اللہ[1] صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالے اولین و آخرین کو قیامت مین جمع فرمائیگا تو ایک پکارنیوالا پکاریگا کہ جس نے کوئی عمل مین جو اللہ کے واسطے کیا تھا کسی کو شریک کیا تو چاہئے کہ اوسکا ثواب اوسی غیر خدا سے طلب کرے کیونکہ اللہ تعالی بے نیاز ترین شریکونکا ہی شرک سے یعنے شرکاء عالم کی شرکت کے محتاج ہین۔ تا ہر ایک کو اوسمین سے حصہ مل جائے جسمین کہ وہ شریک ہی بخلاف میرے کہ خلّاق علی الاطلاق ہون۔ عبادت مین شرکت کے ساتھ راضی رہنے سے بے پرواہون۔ اگر عبادت کرتا ہو تو خالص میرے لئے کرنا رسول اللہ[2] صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز پڑہی اس نیت سے کہ دکھلاتا تھا اوس نے شرک کیا اور جس نے روزہ رکھا اس نیت سے کہ دکھلاتا تھا اوس نے بھی شرک کیا اور جس نے صدقہ دیا اس نیت سے کہ دکہلاتا تھا اوس نے شرک کیا پہر یہ آیت پڑہی فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهٖ الآیہ۔ رسول اللہ[3] صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے پروردگار سے روایت کرتے ہین (یعنی حدیث قدسی ہی) اوس نے فرمایا اَنَا خَيْرُ الشُّرَكَاءِ

[1] امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ و بیہقی (در منثور) [2] امام احمد و طبرانی و حاکم و بیہقی وغیرہم (در)

[3] امام احمد و مسلم و بیہقی وغیرہم اسکے ہم معنی حدیث گزر چکی ۱۲

فَمَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِيْهِ غَيْرِيْ فَاَنَا بَرِيْءٌ مِنْهُ وَهُوَ لِلَّذِيْ اَشْرَكَ[1]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو اپنی امت پر شرک کا خوف ہے
آگاہ رہو کہ وہ بت پرستی نہ کرین گے نہ آفتاب کو نہ چاند نہ پتھر کو پوجین گے بلکہ
اپنے اعمال سے ریا کرینگے۔ آپنے[2] فرمایا مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ يُّرَائِيْ يُرَائِي اللّٰهُ بِهٖ
یعنے جو شخص کہ عمل کرے واسطے سنانے کے تا لوگ سنین اور شہرت ہو۔ اللہ تعالی روز
قیامت اوسکے عیب مشہور کریگا اور لوگون کے سامنے اوسکو رسوا کریگا اور جو شخص
واسطے دکہانے کے عمل کرے اللہ تعالی اوسکو ریاکارونکی جزا دیگا یعنے حکم ہوگا اوس سے
ثواب طلب کر جسکے لئے تو نے عمل کیا۔ شداد[3] بن اوس فرماتے ہین کہ ہم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ مین ریا کو شرکِ اصغر سمجھتے تھے صحیح مسلم مین یہ حدیث
مفصل مذکور ہی کہ شہید اور صدقہ دینے والا اور قاری خداوند عالم اونمین سے
ہر ایک کو ارشاد فرمائیگا کہ تو جھوٹا ہے اللہ کے واسطے نہین لڑا بلکہ اس لئے کہ لوگ
کہین کہ تو بڑا بہادر ہی اور تو نے خدا کے واسطے خیرات نہین دی بلکہ سخی کہلانیکے لئے
اور تو نے خدا کیلئے کلام اللہ نہین پڑہا بلکہ قاری مشہور ہونیکے لئے۔ اس حدیث
مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اونکو ثواب نہ ملا اور ریا اون کے

[1] ابن ماجہ وحاکم نحوہ ۲۔ [2] متفق علیہ یعنے بخاری و مسلم ۱۲ [3] ابن ابی الدنیا والحاکم وصححہ والبیہقی (در)

سب اعمال ریا نے بیکار کر دئے۔ روایت[1] ہی ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اوس شخص سے خبر دیجئے کہ عمل خیر کرتا ہی اور لوگ
اوسکے اوس کام پر تعریف بھی کرتے ہین اور ایک روایت مین ہی کہ اوس کام کے
سبب سے لوگ اوسکو دوست رکہتے ہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ یہ بشارتِ عاجلہ مسلمان کیلئے ہی یعنے پہلے اس سے کہ آخرت مین ثواب
اوس کام کا پاوے دنیا مین ثواب اوسکا پایا کہ لوگون نے تعریف کی اور اوسکو
دوست رکہا اور یہ ثوابِ آخرت کی اوسکو بشارت ہی اور یہ ریا نہین ہی۔ اس لئے
کہ قصد اوسکا ثوابِ آخرت تھا حق تعالی نے اپنے فضل سے دنیا مین بھی ثواب دیا۔
روایت[2] ہی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ مین نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین اپنے مصلی پر تھا
یعنے نماز مین تھا کہ ایک شخص وہان آیا تو اوسکا مجھے اس حال مین دیکھنا اچھا معلوم
ہوا (یعنے یہ خوش ہونا ریا ہی یا نہین) آپنے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ اللہ تعالی تم پر رحمت
کرے۔ تمہارے[3] لئے دوہرا ثواب ہی ایک اجر پوشیدگی کا اور ایک اجر ظاہر کا۔

[1] صحیح مسلم ۱۲ [2] رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب ۱۲
[3] ظاہرا حضرت ابو ہریرہ کا خوش ہونا اسلئے تھا کہ تا وہ شخص دیکھنے والا بھی آپکی اتباع کرے
اور ظاہر تر بات یہ ہی کہ خوش ہونا آپ کا بسبب اصلِ طبیعت کے تھا اوس قبیل سے جو حضرت نے
فرمایا کہ جسکو اوسکی نیکی خوش کرے اور برائی اوسکی ناخوش کرے تو وہ مومن ہے اور اللہ تعالی فرماتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ[1]
وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ یعنے نہین دیکھتا ہی اللہ تعالی تمہارے
صورتون اور مالون کو لیکن تمہارے دلون اور عملون کو دیکھتا ہے۔ اے خداوند عالم
بطفیل حبیب ﷺ اکرم اور اونکے فرزند غوث اعظم رضی اللہ عنہ ہمارے قلوب سے تیرے ماسوا
کی محبت مٹادے۔ اور تیرے دریاے محبت مین ہمین ڈبا دے۔ ے

روئے دل من صرف کن از ہر جہتے	در عشقِ خودم یک جہت و یکرو کن

رباعی جامی

ورذاہو ہزار بار وردا وردا	کامروز ندارم خبرے از فردا
فرداکہ شوم فرد ز بیگانہ وخویش	رَبِّ ارْحَمْنِیْ وَلَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳۳ [1] { قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ یعنے کہہ یہ بسبب فضل اللہ اور رحمت اوسکی ہے پس چاہئے کہ ساتھ اوسکے خوش ہون یہ بہتر ہے اوس چیز سے کہ جمع کرتے ہین۔ پس مومن بسبب توفیق اعمال کے خوش ہوتا ہے جیسے کہ غیر مومن بسبب بہت ہونے مال کے خوش ہوتا ہے اور شاید یہ خوش ہونا اس سبب سے ہو کہ ساتھ عبادت اور توفیق کے نامزد ہوئے اور ایک مسلمان اس پر گواہ ہوا۔ (اشعۃ اللمعات) [1] صحیح مسلم ۱۲

اس سورہ کا نام مریم ہی کیونکہ آپکا بیان اس سورہ مین تفصیل سے ہے قرآن مجید مین آپکا نام تیس مقامات پر ہی۔ اور آپکے نام کے سوا اور کسی عورت کا نام قرآن مین مذکور نہین[1]۔ یہ سورت مکہ معظمہ مین اتری۔ اور یہی وہ[2] سورہ ہی جسکو حضرت جعفر نے بوقت ہجرت حبشہ نجاشی بادشاہ اور اوسکے لوگونکو پڑھ سنایا۔ نجاشی خوب رویا کہ اوسکی داڑھی تر ہوگئی۔ اور اوسکے علما بھی اسقدر روئے کہ اونکے سامنے جو کتابین تھین بھیگ گئین اور نجاشی کہہ اوٹھا کہ یہ کلام اور جو عیسیٰ علیہ السلام پر اترا تھا دونون ایک ہی طاق کے نور سے ہین۔ اور محمد بن اسحق کی روایت اس سے طویل ہے اور اوسمین ہی کہ نجاشی ایمان لائے اور جب اونکا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے مدینہ مین صحابہ رضی اللہ عنہم کو آگاہ فرمایا کہ تمہارے بھائی نجاشی نے انتقال کیا پھر آپنے نماز غایب پڑہی اور صحاح مین روایت ہی کہ ایک عرصہ تک اونکی قبر پر نور دیکھا گیا

[1] اسمین لطیفہ یہ ہی کہ جو آدمی مہذب و غیرت دار ہوتا ہی محفل مین اپنی جورو بی بی کا نام لینے شرماتا ہی۔ اور خصوص جو امور مخصوص ولادت وغیرہ ہین اوسکا بیان کرنا تو ہرگز روا نہین رکھتا چونکہ کفار نصاریٰ ایک بڑا بہتان حضرت بی بی مریم پر کرتے تھے اسلئے اونکا نام مع قصہ کے اللہ تعالیٰ نے مصرح بیان فرمایا۔ ورنہ کسی عورت کا نام قرآن مین صریح طور سے مذکور نہین ۱۲

[2] امام احمد و بیہقی و ابن ابی حاتم (درمنثور)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے

کٓهٰیٰعٓصٓ - یہ حروفِ مقطعات ہین جو متشابہات سے ہین۔ اللہ تعالی اسکے
معنی خوب جانتا ہی اور جسکو چاہا آگاہ کیا ابن عباس[1] نے فرمایا کہ کہیعص و حم و یس اور
جو اسکے جیسے ہین سب اللہ بزرگ کے نام ہین ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِیَّا -

زکریاء ساتھ ہمزہ کے نافع و مکی و بصری و شامی و شعبہ ۱۲ -

(یہ) ذکر تیرے رب کی رحمت کا ہی جو اوس کے بندہ زکریا پر ہوئی حضرت زکریا[2]
پیشہ نجاری کرتے تھے اور اوسی سے کہاتے تھے اب زمانہ رحمت کو بیان فرماتا ہے کہ
رحمت کو جوش اوسوقت ہوا - اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِیًّا ۝ جب اُنھون نے اپنے
رب کو پست آواز سے پکارا اس[3] لئے آواز پست کی کہ تاریا نہو - اور وہ دعا یہ تھی
قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ
رَبِّ شَقِیًّا کہا اے رب میرے بیشک میری ہڈیان بودی ہوگئین - اور سر بڑھاپے
سے چمک اٹھا اور اے میرے پروردگار تجھ سے مین مانگ کر کبھی محروم نہین رہا -
بلکہ جب دعا کی تو نے قبول فرمائی - اور اس دعا کا یہ سبب ہی وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ

[1] دارمی و ابن ماجہ و ابن جریر (در) [2] صحیح بخاری (ابن کثیر) [3] ابن منذر و ابن جریر سے (در)
بعضون نے کہا اسواسطے آواز آہستہ کی کہ کہین لوگ یہ نہ خیال کرین کہ بوڑہے ہوگئے ہین اور اب
بیٹا طلب کرتے ہین یا یہ کہ قوم سے اپنے چھپایا یا یہ کہ بسبب بوڑھاپے کے آواز ہی پست تھی ۱۲ -

وَرَآئِیْ ساتھ فتح یا کے مکی ۱۲

یَرِثُنِیْ وَیَرِثُ دونون میں ساتھ جزم ثا کے ابو عمرو و کسائی ۱۲

مِنْ وَّرَآءِیْ وَكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا ۝ یَّرِثُنِیْ
وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا ۝ اور مین اپنے بعد قرابتدارون سے
ڈرتا ہون اور میری بی بی بانجھ ہی - پھر تو اپنے پاس سے مجھے ایک وارث
عطا کر جو میرا اور اولادِ یعقوب (کی نبوت[1] و علم) کا وارث ہووے - اور اے
میرے رب اوسکو برگزیدہ کر یعنے مجھے کھٹکا ہی کہ میرے قرابتدار میرے بعد دین کے
کامون مین سستی کرین اس لئے مجھے ایک ایسا نیک فرزند عطا فرما جو میرا جانشین ہو
اور اوسکی وجہ سے یہ تمام مہمات سرانجام کو پہنچین جب حضرت زکریا نے
اس قسم کی دعا مانگی تو اونکی دعا جناب الہی مین مقبول ہوئی اور یہ ندا آئی :-

نُبَشِّرُكَ باب نصر ینصر سے یعنی ایک ہے حمزہ

یٰزَكَرِیَّآءُ ساتھ زیادہ ہمزہ کے نافع و مکی و بصری

یٰزَكَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِۨاسْمُهٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ۝ اے

[1] عبد الرزاق و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن ابی حاتم (در) اور مالی میراث مراد نہین کیونکہ آل یعقوب
اسوقت کروڑون موجود تھی تو ایک لڑکا اون سب کا وارث کس طرح ہوسکتا اور اوس وراثت مالی کو تو لڑکی
بھی کافی تھی علاوہ یہ کہ اونکو مال نہ تھا اور بفرض ہو بھی تو مال انبیا صدقہ ہوتا ہی نہ میراث علاوہ یہ کہ
میراث مالی کیلئے ایک زاہد اسقدر اہتمام نہین کرتا چہ جائیکہ پیغمبر علیہ السلام کو مال کا خیال ہو - اور ارث کا استعمال
علم و نبوت مین موجود ہی قرآن مین ہی واورثنا بنی اسرائیل الکتاب اور حدیث العلماء ورثة الانبیاء
اور صحیحین مین کئی وجہ سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیا کی میراث نہین ہوتی
جو ہم نے چھوڑا وہ صدقہ ہی ترمذی مین بھی اسی طرح ہی و ورث سلیمان داود مین بھی مراد میراث نبوت سے ہے
کیونکہ اگر میراث مالی ہوتی تو سلیمان علیہ السلام کے بہائیون نہین ہے حضرت سلیمان کی کچھ خصوصیت نہ ہوتی ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے

كٓهٰيٰعٓصٓ - یہ حروف مقطعات ہین جو متشابہات سے ہین - اللہ تعالی اسکے
معنی خوب جانتا ہے اور جسکو چاہا آگاہ کیا ابن عباس[1] نے فرمایا کہ کہیعص وحم ویس اور
جو اسکے جیسے ہین سب اللہ بزرگ کے نام ہین ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا -
(یہ) ذکر تیرے رب کی رحمت کا ہے جو اوس کے بندہ زکریا پر ہوئی - حضرت زکریا[2]
پیشہ نجاری کرتے تھے اور اوسی سے کہاتے تھے اب زمانہ رحمت کو بیان فرماتا ہے کہ
رحمت کو جوش اوسوقت ہوا - اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝ جب انھون نے اپنے
رب کو پست آواز سے پکارا اس[3] لئے آواز پست کی کہ تاریا نہو - اور وہ دعا یہ تھی
قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ
رَبِّ شَقِيًّا ۝ کہا اے رب میرے بیشک میری ہڈیان بودی ہوگئین - اور سر بڑہاپے
سے چمک اٹھا اور اے میرے پروردگار تجھ سے مین مانگ کر کبھی محروم نہین رہا -
بلکہ جب دعا کی تو نے قبول فرمائی ہے - اور اس دعا کا یہ سبب ہے وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ

[1] دارمی وابن ماجہ وابن جریر (در) [2] صحیح بخاری (ابن کثیر) [3] ابن منذر ابن جریر ۱۲ (در)
بعضون نے کہا اسواسطے آواز آہستہ کی کہ کہین لوگ یہ نہ خیال کرین کہ بوڑھے ہوگئے ہین اور اب
بیٹا طلب کرتے ہین یا یہ کہ قوم سے اپنے چھپانا یا یا یہ کہ بسبب بوڑھاپے کے آواز ہی پست تھی ۱۲ -

زَكَرِيَّاءَ ساتھ ہمزہ کے نافع ومکی وبصری وشامی وشعبہ ۱۲ -

مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝ يَّرِثُنِيْ
وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝ اور مین اپنے بعد قرابتدارون[1]
ڈرتا ہون اور میری بی بی بانجھ ہے - پھر تو اپنے پاس سے مجھے ایک وارث
عطا کر جو میرا اور اولاد یعقوب (کی نبوت[1] وعلم) کا وارث ہووے - اور اے
میرے رب اوسکو برگزیدہ کر - یعنے مجھے کھٹکا ہے کہ میرے قرابتدار میرے بعد دین کے
کامون مین سستی کرین اس لئے مجھے ایک ایسا نیک فرزند عطا فرما جو میرا جانشین ہو
اور اوسکی وجہ سے یہ تمام مہمات سرانجام کو پہونچین - جب حضرت زکریا نے
اس قسم کی دعا مانگی تو اونکی دعا جناب الہی مین مقبول ہوئی اور یہ ندا آئی -
يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝ اے

[1] عبد الرزاق وعبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم (در) اور مالی میراث مراد نہین کیونکہ آل یعقوب
اسوقت کروڑون موجود تھے تو آپکا لڑکا ان سب کا وارث کس طرح ہوسکتا اور اوس وراثت مالی کو تو لڑکی
بھی کافی تھی علاوہ یہ کہ اونکو مال نہ تھا اور بفرض ہو بھی تو مال انبیا صدقہ ہوتا ہے نہ میراث علاوہ یہ کہ
میراث مالی کیلئے ایک زاہد اسقدر اہتمام نہین کرتا چہ جائیکہ پیغمبر علیہ السلام کو مال کا خیال ہو - اور ارث کا استعمال
علم ونبوت مین موجود ہے قرآن مین ہے واورثنا بنی اسرائیل الکتب اور حدیث العلماء ورثة الانبیاء
اور صحیحین مین کئی وجہ سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیا کی میراث نہین ہوتی
جو ہم نے چھوڑا وہ صدقہ ہے ترمذی مین بھی اسی طرح ہے و ورث سلیمان داود مین بھی مراد میراث نبوت سے
کیونکہ اگر میراث مالی ہوتی تو سلیمان علیہ السلام کے بہائی نہین تھے حضرت سلیمان کی کچھ خصوصیت نہ ہوتی ۱۲

وَرَآءِيْ ساتھ فتح یا کے مکی ۱۲ | وَرَآئِيْ وَيَرِثْ دونون مین ساتھ جزم ثا کے بصری وکسائی ۱۲

نُبَشِّرُكَ باب نصر ینصر سے یعنی ایک ہے حمزہ | يٰزَكَرِيَّاءُ ساتھ زیادہ ہمزہ کے نافع ومکی وبصری

زکریا بیشک ہم تمکو ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہین جسکا نام یحییٰ ہے اور ہم نے اس سے
پہلے اسکا کوئی ہمنام نہین کیا یعنے[لہ] اس نام کا آجتک کوئی پیدا نہین ہوا حضرت
زکریا نے یہ بشارت سماعت فرماکر صرف اطمینان قلبی اور علم حاصل کرنیکی غرض
سے دوسری دفعہ جناب الٰہی مین اس طرح التجا کی قَالَ رَبِّ اَنّٰی يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ
وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝ عرض کی اے میرے
رب مجھکو کہانسے لڑکا ہوگا اور میری عورت بانجھ ہے اور مین بڑہاپے سے نہایت
ضعف کو پہونچ گیا ہون یعنے ہم دونوں کو از سر نو جوان کریگا یا اپنی قدرت کاملہ
اسی بڑہاپے کی حالت مین فرزند سے سرفراز فرمائیگا آواز آئی قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ
رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ۝ کہا (یہ امر)
یون ہی ہے تمہارے رب نے فرمایا کہ یہ (بات) مجھپر آسان ہے اور مین نے تمکو اس سے
پہلے پیدا کیا اور تم کچھہ نہ تھے۔ پھر آپ وقوعِ وعدہ کے لئے (یعنے جس فرزند کی خوشخبری
دیگئی ہے اوسکے حمل مین قرار پانیکی) علامت دریافت کرتے ہین قَالَ رَبِّ

عِتِيًّا۔ هرها اخرجه عبدالرزاق وابن المنذر وغيرهما عن قتادة۔ اور اونھون نے
ہی مجاہد سے روایت کی کہ نحول العظم مراد ہے یعنے ہڈیان گھلنے کا مرتبہ پہونچا۔ عرب بولتے
ہین جب لکڑی سوکھ جاتی ہے عتا عتوا و عتیا یعنے مصدر دونون طرح بولے جاتا ہے ۱۲
[لہ] فریابی و ابن شیبہ و ابن منذر و حاکم وغیرہم (درمنثور)

عُتِيًّا
ساتھ ضم عین کے
نافع ابن کثیر و ابو عمرو
و شامی و شعبہ ۱۲ -

خَلَقْنٰكَ
حمزہ و کسائی بصیغہ
جمع متکلم یعنے ہم نے
تم کو پیدا کیا ۱۲ -

اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝ عرض کی اے
رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر دے (خدا نے) فرمایا تمہاری نشانی یہ ہے کہ تندرست
رہکر تین رات دن تک لوگون سے بات نکر سکوگے گفتگو کا موقوف ہونا اسلئے
تھا تا ماسوا سے منقطع ہوکر پوری طور سے اللہ کی طرف متوجہ ہو دین پھر قدرت
خدا سے ایک رات اونکی بی بی امید سے ہوئین اور اوس علامتِ سکوت کا
ظہور ہوا فَخَرَجَ عَلٰي قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝
پھر اپنی عبادتگاہ سے اپنے لوگون مین باہر آئے اور انکو اشارہ سے کہا کہ صبح و شام
خدا کی تسبیح کیا کرو ابن عباس[لہ] اور بہت سے لوگون نے بیان کیا کہ زکریا علیہ السلام
کی زبان بات کرنیسے بدون کسی مرض و علت کے رک گئی تھی ابن زید[ٹ] نے کہا کہ
نماز و تسبیح پڑھتے لیکن لوگون سے بات نہین کر سکتے تھے صرف اشارہ سے بتلاتے تھے
جب حمل کے دن پورے ہوے اور حضرت یحییٰ پیدا ہوے چھوٹی ہی عمر مین غیب سے
اس طرح آواز آئی يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝ وَّحَنَانًا
مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ۝ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝
اے یحییٰ کتاب (یعنے توراۃ) کو مضبوط پکڑ لو (یعنی اوسکے حکم کو اچھی طرح بجا لاؤ)

[لہ] ابن جریر ۱۲ [ٹ] ابن ابی حاتم ۱۲۔ محراب غرفہ در بیت کا مسجد اور مسجد مین وہ مقام جہان امام کھڑا ہوتا ہو (منتخب)

اور ہم نے اونکو دانائی (یعنے نبوت) لڑکپن سے عطا فرمائی۔ اور ہمنے اپنی طرف

سے اونکو رحمدلی اور پاکیزگی دی اور وہ پرہیزگار اور اپنے مان باپ کے فرمانبردار

تھے اور سرکش و نافرمان نہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لڑکون

نے یحیی علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے ساتھ کھیلنے چلو۔ حضرت یحیی نے جواب دیا

کہ ہم کھیل کیلئے تو پیدا نہین کئے گئے۔ چلو نماز پڑہین وَاٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا

مین اسی طرف اشارہ ہی۔ اور بھی آپنے فرمایا کہ جس نے قبل بلوغ قران پڑہ لیا تو

وہ اون لوگون مین سے ہی جنکو لڑکپن مین ہی حکم دیدیا گیا ابن مجاہد نے فرمایا

کہ یحیی بن زکریا سبز گہاس تناول فرماتے اور اللہ کے خوف سے اسقدر روتے

کہ آپکے آنسوؤن سے رخسار مبارک پر نشان پڑ گئے تھے اور بھی آپنے فرمایا کہ حضرت

یحیی نے اپنے پروردگار سے اسطرح سوال کیا کہ مجھے لوگون کی زبان سے بچائیو

اور مجھے سب اچھا ہی کہین۔ حکم ہوا اے یحیی یہ تو مینے اپنے لئے ہی نہین کیا تجھ

تمہارے لئے کس طرح کرونگا جب خدا تعالی نے حضرت یحیی کے متعدد صفات

حمیدہ بیان فرمائے۔ اب اونکو اوسکے صلہ مین اسطرح مبارکبادی دیتا ہے

لہ حاکم نے اپنی تاریخ مین ابن عباس سے ۲ بیہقی ابن عباس ۳ در منثور ہے امام احمد

نے زہد مین و ابن ابی شیبہ و ابو نعیم وغیرہم (د ر) بیہقی اپنے سنن مین (د ر)

وحنانا۔ یہ معطوف ہی الحکم پر حنت الناقۃ علی ولدھا یعنی اونٹنی اپنی بچہ پر شفقت و محبت کے ساتھ

وَسَلٰمٌ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا ۝ اور انپر سلام ہی جس

دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن وہ مرینگے اور جس دن وہ زندہ اٹھائے جائینگے

ابن عیینہ نے فرمایا کہ خلق کو زیادہ وحشت تین موقع پر ہوتی ہے۔ ایک ولادت

کے روز کیونکہ جہان تھا وہان سے علیحدہ ہوتا ہی اور ایک انتقال کے روز

کہ ایسے لوگون کو دیکھتا ہے جنکو اوس نے کبھی نہین دیکھا تھا اور ایک حشر کے

دن کہ خود کو مجمع عظیم مین دیکھیگا۔ اسی لئے اللہ تعالی نے یحیی علیہ السلام کو ان تینون

مواضع مین سلام سے مشرف فرمایا۔ جب حضرت زکریا کا قصہ بیان ہوا جو

لہ ابن کثیر مع السند ۱۲ تنبیہ اس قصہ کا ذکر سورہ آل عمران كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَكَرِیَّا الْمِحْرَابَ

مین ہی لیکن چند باتون کا فرق ہی وہان فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ہے اور یہان یٰزَكَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ

ہے غرض مبشر اللہ تعالی ہے خواہ بواسطہ ملک ہو یا بلا واسطہ۔ وہان ثلثة ایام الا رمزا اور یہان

ثلث لیال سویا جس سے معلوم ہوتا ہی کہ رات اور دن دونون مراد ہین۔ اور اسمین لطیفہ

یہ ہی کہ یہ سورہ مکیہ ہے اور آل عمران مدنی۔ اور مکی سابق ہے مدنی پر اور عرب کے حساب مین رات

دن پر سابق ہوتی ہے کیونکہ چاند سے حساب ہی تو سابق کو سابق اور لاحق کو لاحق دیا گیا ۱۲

سے زکریا بن برخیا حضرت سلیمان بن داود علیہما السلام کی ذریت مین ہین۔ ابتدا سے بیت المقدس

کی خدمت مین شب و روز مشغول رہا کرتے تھے جب عمران بن ماثان کی عفت مآب بیٹی مریم

حنہ بنت فاقوذ کے پیٹ سے پیدا ہوئین اور حنہ نے اپنی مانی ہوئی منت کے موافق مریم کو

بیت المقدس کی خدمت کے لئے مجاورین بیت المقدس کے پاس لاکر سپرد کیا تو چونکہ یہ ان کے

سردار عمران کی بیٹی تھین اسلئے انکی تربیت کا فخر و اعزاز حاصل کرنے مین ہر شخص نے حرص کی مگر

مریم علیہا السلام کی کفالت کا افتخار حضرت زکریا علیہ السلام کو حاصل ہوا اسوجہ سے کہ مریم علیہا السلام

قصہ زکریا علیہ السلام

باوجودیکہ آپ بڑھاپے اور بی بی کے بانجہ ہونیکی وجہ سے اولاد سے مایوس ہوچکے
تھے اسپر بھی اپنی قدرتِ کاملہ سے اونکو ایک مقدس لڑکا عنایت فرمایا اب

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴۱ کا کی خالہ یعنی ایشاع انکے نکاح مین تھین اور نیز اسوجہ سے بھی
کہ باہمی جھگڑا ہونے پر قرعہ کے طور پر ہر ایک کے توریت شریف لکھنے کے قلم نہر اردن مین ڈالنے پر
زکریا علیہ السلام ہی کا قلم نیچے بیٹھہ گیا جس سے معلوم ہوا کہ قرعہ زکریا علیہ السلام کے نام پر نکلا ہے
اور اللہ پاک کو یہ عفت مآب ہونہار لڑکی برگزیدہ پیغمبر زکریا علیہ السلام کی کفالت مین رکھنی منظور
ہے۔ غرض زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام کو کچھہ سمجھہ پیدا ہوجانے پر ایک تنہا حجرے مین
رکھا۔ مریم علیہا السلام ہر وقت عبادت مین مشغول رہتی تھین اور انکی کرامت کے باعث خلاف
موسم جاڑے کے پھل گرمی مین اور گرمی کے میوے جاڑے مین آتے رہتے تھے جنکو بارہا حسب عادت
آتے جاتے زکریا علیہ السلام نے بھی دیکھا چونکہ حضرت زکریا علیہ السلام کو اپنے بعد نرینہ اولاد کا چراغ
گل دیکھکر بیت المقدس کی دلخواہ خدمت کرنے کے لئے لڑکے کی خواہش تھی اور بے نیاز قادر مطلق
کی یہ قدرت کا تماشا دیکھکر بڑھاپے مین اس جوش کو اور ترقی ہوگئی اسلئے اپنے لڑکا پیدا ہونیکی
اللہ سے دعا کی اور بانوے یا ترانوے اور بروایتے ایک سو بیس برس کی عمر مین ایک ہونہار
لڑکے یعنی حضرت یحییٰ علیہ السلام کے تولد ہونیکا مژدہ ملا۔ قصہ مختصر اپنے لختِ جگر یعنے حضرت یحییٰ علیہ السلام
کے ظلماً مقتول ہوے پیچھے خود بھی ظلماً شہید ہوئے صورت یہ ہوئی کہ حضرت مریم علیہا السلام کے
بطن سے معجزہ کے طور پر بلا باپ کے حضرت عیسے علیہ السلام کا پیدا ہونا اس امر کا محرک ہوا کہ بعض خبیث
طینت بد باطن لوگون نے حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت مریم علیہا السلام کے ساتھہ ملوث ہونیکی
تہمت لگائی یعنے خالو کے ساتھہ بدنام کیا۔ جب یہ افواہ عوام الناس مین پھیلی تو ہزارون آدمی
حضرت زکریا علیہ السلام کے جانی دشمن اور خون کے پیاسے ہوگئے اور بعض مورخین نے لکھا ہے
کہ جب ہیرودس بادشاہ نے زکریا علیہ السلام کے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کردیا اور یہ خبر
زکریا علیہ السلام کو پہونچی تو زکریا کے دل مین ایک دہشت پیدا ہوئی اور یہ خوف ہوا کہ ہیرودس

اوس سے بھی زیادہ نادر قصہ یعنے بے باپ کے اولاد کا ہونا بیان فرماتا ہے
تا منکرینِ قدرت ان قصون کو سن کر جان لین کہ وہ ہر کام پر پوری قدرت

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴۲ کا مجھکو بھی زندہ نہ چھوڑیگا۔ اس خیال سے زکریا علیہ السلام آبادی
سے نکلکر جنگل کی طرف روانہ ہوے۔ ہر دو روایت مذکورہ کے مطابق زکریا علیہ السلام کے دشمن
جو درحقیقت اللہ کے دشمن تھے اور ہر وقت اسکے سچے برگزیدہ پیغمبر کے قتل کی فکر مین لگے رہتے تھے
پیچھے ہوے۔ حضرت زکریا علیہ السلام پریشان اور دشمنون سے اپنے آپ کو چھپانیکی فکر مین تھے کہ
جنگل کے ایک درخت نے آواز دی "اے نبی اللہ آو مین تمکو پناہ دونگا" اوسیوقت درخت شق ہوا
اور حضرت زکریا اسمین جا بیٹھے۔ شیطان کمبخت نے چادرِ مبارک کا ایک کونہ درخت سے باہر نکلا
رہنے دیا تھا اور اسی بنا پر اس نے گروہِ اعداء سے مخبری کی کہ زکریا علیہ السلام اس درخت مین چھپے
ہین۔ دشمنون نے درخت کو آرہ سے کاٹنا شروع کیا اور آرہ نے جسم مبارک کو دو حصون مین تقسیم
کردیا۔

بیان حضرت یحییٰ علیہ السلام

بیان حضرت یحییٰ علیہ السلام

یحییٰ علیہ السلام بن زکریا حسین صورت باریک آواز مضبوط اور قوی جسم بال کم دونون ابرو ملی ہوئین
انتہا درجہ کے بچپن ہی سے خدا ترس اور عابد زاہد پیغمبر تھے انسے پہلے اس نام کا کوئی بشر نہین ہوا۔
صغر سنی مین خلعتِ نبوت سے سرفراز فرمائے گئے اور گو بڑی چاؤ اور آرزو کے بعد باپ کے بڑھاپے
مین پیدا ہوئے تھے مگر والدین کے انتہا سے زیادہ تابعدار تھے ایسے نہ تھے جیسے عموماً نازپروردہ اور
لاڈلے بچے گستاخ اور بے تہذیب ہوتے ہین۔ خوف خدا مین روتے روتے رخسارون کا گوشت گل کر گر گیا
تھا داڑھین باہر سے نظر آتی تھین گھاس اور پتے کھاتے جنگل مین پھرا کرتے تھے۔ جو کی روٹی کھایا
کرتے تھے انکے زمانہ نبوت مین توریت شریف کا یہ حکم کہ اپنی بھتیجی سے بھی نکاح جائز ہے منسوخ ہوگیا
اتفاقاً حاکم وقت ہیرودس بادشاہ کی بھتیجی جو نہایت حسینہ جمیلہ تھی اور اکثر اپنی ضرورتین پوری کرانے
چچا کے پاس آتی جاتی رہتی تھی اپنے چچا ہیرودس پر عاشق ہوکر نکاح کی خواہشمند ہوئی اور چونکہ
ہیرودس خود اسپر گرویدہ تھا اسلئے دونون کی رضامندی سے نکاح ہونیکا ارادہ ہوا حضرت یحییٰ علیہ السلام

رکہتا ہی - اور جو چاہے کر سکتا ہے چنانچہ وہ قصہ یہ ہے - وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴۳ } بحکم شریعت ناسخہ مروجہ اس ممنوع اور حرام فعل سے مانع آئے
تو اس لڑکی کی ماں یعنی ہیرودس کی بہاوج کو سخت ناگوار گذرا اور بیٹی کو خوب کپڑون اور زیور سے
آراستہ اور پری پیکر بنا کر بادشاہ کو شراب پلانے کیلئے بھیجا اور سمجہا دیا کہ جب شراب سے مست
ہوکر تجہپر مائل ہو تو کہیو کہ چچا جان میری ایک آرزو پوری کر دیجئے اور جب قول و قرار پکا کرلے
پیچہے وہ آرزو دریافت کرے تو کہنا کہ یحیٰی کا سر کٹا ہوا اور طشت مین رکہا ہوا منگا دیجئے غرض اس
لڑکی نے اسی طرح کیا اور ہیرودس نے ہرچند اسکو اس خیال سے روکا مگر وہ اپنے اصرار سے باز نہ آئی
قصہ مختصر ہیرودس نے جلادون کو حکم کیا اور حضرت یحیٰی علیہ السلام کا سر مبارک جس وقت کہ وہ محراب
داود علیہ السلام مین کہڑے نماز پڑہ رہے تھے کٹوا منگایا جس وقت یحیٰی علیہ السلام کا سر جسم سے
علیحدہ طشت مین رکہا ہوا ہیرودس کے سامنے آیا ہی اسوقت سر مین سے خون کا فوارہ جاری تھا
اور زبان سے یہ کلمہ نکل رہا تھا کہ "تجہکو یہ ہرگز جائز نہ تھا" بادشاہ نے گہر کی کوٹہری مین ایک گہرا گڑہا
کہدا کر سر کو دفن کرا دیا مگر خون زمین کی مٹی کو تر کرتا ہوا باہر نکل آیا اور صحن مین بہنے لگا خونکی یہ حالت
دیکہکر اسپر منون مٹی ڈلوائی گئی مگر خون کا یہ عالم تھا کہ جون جون یہ مٹی ڈلوائی جاتی تھی دون دون
خون زیادہ ابلتا اور پہوٹتا تھا یہانتک کہ مٹی فصیل تک پہونچ گئی اور بادشاہ معہ تابعین اور بہاوج
اور بہتیجے کے ہی سرا مین زمین مین دہنسا دیے گئے اسکے چند روز بعد اللہ پاک نے شاہ بابل
جودرس نامی اور اسکے لشکر جرار کو اہل شہر پر غلبہ دیا اور یہ لوگ بیت المقدس پر چڑہ آئے لیکن
ہرچند کوشش کی مگر شہر فتح نہ ہوا - محاصرہ کرتے کرتے لشکری سپاہی اکتا گئے اسوقت ایک عورت
لشکر مین آئی اور کہنے لگی کہ اگر تم لوگ یحیٰی پیغمبر کا واسطہ پکڑ کر اللہ سے دعا کرو تو تم کو اپنے مقصد مین
کامیابی ہو سکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ شہر پر قبضہ کرتے ہی یحیٰی علیہ السلام کا خون جو قتل کے وقت سے
ابتک برابر جاری ہے تمکو قاتلین سے پورا انتقام لیکر بند کرنا چنانچہ اس ترکیب سے عمل
مین لانے سے بیت المقدس فتح ہوا اور جودرس نے اللہ کے برگزیدہ پیغمبر کے ایک قتل
کے عوض ستر ہزار جانین تلف کین اوسوقت وہ خون بند ہوا (تاریخ کامل وغیرہ)

مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝ اور اے نبی کریم
کتاب مین مریم کا ذکر کرو جب وہ اپنے لوگون سے کنارہ کرکے ایک شرقی
مکان مین ہو گئی - بیت المقدس کی شرقی جانب کو چلے جانیکی یہ وجہ تھی[1]
کہ آپ کو حیض آگیا تھا - بعضے کہتے ہین کہ عبادت کیلئے تخلیہ کیا تھا - بہر حال
آپ گوشہ نشین ہوئین جس طرح کہ ارشاد ہوتا ہے فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ
حِجَابًا فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ سو اونسے ورے
اُنسے پردہ کر لیا - پہر ہم نے اپنی روح (یعنے جبرئیل[2]) کو اوسکے پاس بہیجا تو
وہ اوسکے روبرو اچھا خاصہ آدمی بنکر آیا جب بی بی مریم نے ایک اجنبی
آدمی کو تنہا مکان مین اپنے سامنے کہڑا دیکھا تو گہبرا کر یہ کہا - قَالَتْ اِنِّيْ

انتبذت انفردت اخرجه عبد الرزاق وغیرہ عن قتادہ (در) النبذ اصله الطرح
والانتباذ افتعال منه ومنه فنبذوه وراء ظهورهم ومنه النبيذ لانه يطرح
فی الاناء وانتبذت تنحت ونبذة بفتح النون وضمها ناحية (كبير).

[1] سدی عن ابن عباس (در) [2] مجاہد وضحاک وقتادہ وابن جریج ووہب ابن منبہ وسدی
نے کہا کہ رُوْحَنَا سے مراد جبرئیل علیہ السلام ہین اور یہی ظاہر قرآن ہے چنانچہ دوسری آیت مین
ارشاد ہوا نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ یعنے روح جو امانتدار
ہے قرآن کو لیکر تمہارے قلب پر اترا تاکہ تم ڈرانے والون مین سے ہوئین (ابن کثیر)

اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ○ بولی مین تجھہ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی[1]

ہون اگر تو پرہیزگار ہی رحمٰن سے اسلیئے پناہ لیتی ہون کہ تا رحم فرما کر مجھے عفت سے رکھے

اور جو تو متقی ہے تو اوسکے نام پاک سے ڈر کر تو بھی خود مجھے نہ چھیڑے حضرت

جبرئیل نے اسطرح جواب دیا قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ○

کہا مین تو تیرے رب کا ہی بھیجا ہوا ہون تا کہ مین[2] تجھکو پاکیزہ لڑکا دون -

تم نے تو صرف متقی ہونے کا ذکر کیا مین تو رسول بھی ہون اور رسول بھی

کس کا جس نے تم کو تربیت فرمایا جب بی بی مریم نے یہ بات عادت کے

خلاف سنین تعجب سے اس طرح پوچھنے لگین قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ

لِيَهَبَ ورش و ابو عمرو اور قالون دو وجہ سے ساتھ یار کے واحد مذکر غائب معنی تاکہ وہ دیوے یعنے اللہ تعالے ۱۲-

[1] ابو السعود نے کہا یہ صریح شاہد ہے کہ بی بی مریم کے دل مین اونکے جانب سے کچھ میل بھی نہین آیا (تو وہ بعضے مفسرونکا قول مردود ہے جنھون نے کہا کہ شہوت کا جوش ہو کر اونکا نطفہ اونکے رحم مین اتر آیا) اور یہ مقام ظہور قدرتکا ہی جو خرق عادت پر دلیل ہی (قرآن مین اسی لئے ہی اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ) ہان جبرئیل کا اس حسن وجمال پر ظاہر ہونا بی بی مریم کے علوی درجات کا امتحان تھا کیونکہ مریم علیہا السلام سے ایسی عفت وپرہیزگاری ظاہر ہوئی کہ اوسکی انتہا نہین- اور اللہ عزوجل کا نام رحمٰن لینے مین مبالغہ پناہ مانگنے مین ہے اور یہ بھی غرض ہے کہ اس نام پاک سے آثار رحمت ظاہر ہو کر انکو اس امتحان کی بلا سے بچالین - انتھی ۱۲-

[2] جو لوگ بات بات کو شرک کہتے ہین وہ کہین جبرئیل علیہ السلام کو بھی مشرک نہ کہدین - کہ یہ ایسے کون ہین جو بیٹا دیتے ہین - لیکن اتنا قاعدہ یاد رکھنا ضرور ہے کہ کبھی اضافت فعل کی بلحاظ سبب کے ہوتی ہے یہان جبرئیل سبب نفخ ہین - اسیطرح اولیاء اللہ بھی حصول دعا کے لئے سبب ہوتے ہین اسلیئے اونکے طرف بھی فعل منسوب کیا جاتا ہے ۱۲

يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ○ بولی کہان سے مجھے لڑکا ہوگا - حالانکہ کسی آدمی

نے مجھے نہین چھوا اور نہ مین بدکار ہون - نہ میرا نکاح ہوا نہ مین زناکار ہون -

پھر بے مرد کے خلاف عادت کس طرح لڑکا ہوگا - جبرئیل علیہ السلام نے جواب

دیا - قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً

مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ○ کہا یون ہی[1] (ہم کرینگے) تیرے رب نے فرمایا کہ یہ مجھپر

آسان ہے - اور تا کہ ہم اوس (لڑکے) کو لوگون کے لئے نشانی بنائین اور

مہربانی ہماری طرف سے - اور[2] یہ کام ٹھہر چکا ہے نشانی یعنے ہمارے کمال قدرت

کی دلیل ہے اور مہربانی بندون کے لئے یعنے اونکے ارشادات سے ہدایت پاینگے

اللہ تعالی نے بشر کی پیدایش مین چار قسمین کین (۱) عیسی علیہ السلام کو

عورت سے بے مرد کے پیدا کیا (۲) حواء علیہا السلام کو مرد سے بے عورت کے

پیدا کیا (۳) آدم (۴) باقی اولاد کو مرد و عورت سے پیدا کیا - مجاہد[3] سے روایت ہے

[1] یعنی بے باپ کے ہم پیدا کر سکتے ہین اور اسی لئے فرمایا کہ ہم اوس کو آیت بنائین گے - اور آیت کا اطلاق بجز آیات قرآنیہ کے جہان ہوا ہے تو کوئی نہ کوئی قدرتی بات پر ہوا ہے - جو عادت کے خلاف پائی گئی ہے - جیسا اصحاب کہف اور ناقہ صالح علیہ السلام وغیرہما یہ ۱۲-

[2] یعنے علم الہی مین جاری ہو چکا ہے اور وہ ہو کر ہی رہے گا (ابن جریر)

[3] ابن کثیر نے سند سے نقل کی ۱۲-

کہ مریم علیہا السلام نے بیان کیا کہ جب مین تنہا ہوتی تو عیسے مجھہ سے حدیث
وباتین بیان کرتے حالانکہ وہ میرے پیٹ مین تھے۔ اور جب مین لوگون کے
درمیان ہوتی تو میرے پیٹ مین تسبیح اور تکبیر کہتے۔ غرض نفخ[1] کے بعد حمل کا
ذکر بیان فرماتا ہے فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝ پس اوس
(لڑکے کی) حاملہ ہوئی اور بسبب اوس حمل کے دور مکان مین کنارہ ہوگئی۔
ابن کثیر نے لکھا کہ بہت سے علماے سلف فرماتے ہین کہ جبریل علیہ السلام نے
مریم علیہا السلام کے قمیص کے چاکِ گریبان مین نفخ کیا اور نفخہ اتر کر رحم مین
پہونچا اور بی بی مریم حاملہ ہوئین۔ امام مالک[2] نے فرمایا کہ عیسے بن مریم و یحیی
ابن زکریا دونون ابن خالہ یعنے خالہ زاد بھائی ہین۔ اور دونونکا حمل ساتھہ
ہی رہا تھا۔ ایک دن یحیی کی مان نے مریم سے (یعنی اپنی بہن سے) کہا کہ مین
دیکھتی ہون کہ جو میرے پیٹ مین ہے وہ اوسکو جو تمہارے پیٹ مین ہے سجدہ[3] کرتا تھا

قصیًا ای بعیدًا من اہلہا یقال مکان قاص وقصی بمعنی واحد مثل عاص وعصی (کبیر)
[1] یہان مقدر ہے فَنَفَخْنَا فِيهَا فَحَمَلَتْهُ جس پر دال ہے سورہ تحریم کی آیت فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ
رُّوحِنَا (سراج المنیر) [2] یہی روایت زیادہ معتبر ہے چنانچہ معراج کی حدیث مین اس کا ذکر
گذر چکا [3] سجدہ سے مراد تعظیم و تکریم ہے کیونکہ سجدہ اونکی ملت مین بجاے سلام کے مشروع تھا
لیکن اس ملت مین اللہ تعالی نے سجدہ کو خالص تعظیم جلال کبریائی کیلئے مخصوص فرما دیا ہے اور غیر کیلئے
حرام کیا۔ اور عبادت کے طور پر تو ہر ملت مین کفر تھا (ابن کثیر)

جب بی بی مریم کے حاملہ ہونے کا ذکر ہوا اب قربِ ولادت جو کیفیت ہوئی
اسطرح بیان فرماتا ہے فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ
قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝ پھر مریم کو درد زِہ کھجور کی (سوکھی)[1] پیڑ پاس لا
کہنے لگی کاش مین اس سے پہلے مرچکتی اور بھولی بسری ہوجاتی۔ بی بی مریم کو اس
سبب سے اضطراب ہوا کہ جنگل مین ہون نہ آب و دانہ ہے۔ نہ کوئی رفیق و یگانہ
اوسکے علاوہ لوگ مجھپر کیا کیا تہمتین لگائینگے مجھکو بدنامی کا اوسقدر خوف نہین
لیکن وہ تہمت سے گنہگار ہونگے اب اللہ تعالی اونکو تسلی دیتا ہے اور چونکہ سب سے پہلے
آدمی کو پانی کی فکر ہوتی ہے اور بغیر پانی کے آدمی کھانے کو نہین بیٹھتا اسلیئے اوسکی
خوش خبری پہلے سناتا ہے فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ
سَرِيًّا ۝ پھر اسکو اسکے نیچے سے (جبریل یا عیسیٰ علیہما السلام نے) آواز دی کہ غم نہ کھا تیرے رب نے

مِنْ تَحْتِهَا
ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر و شعبہ ساتھ فتح میم و تا کے یعنے وہ شخص ۱۲

نَسْيًا
نافع و ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر و کسائی فتح نا اور ... کے اوس ... سین ... مین ... تھا ... سین ... ہے یا ۱۲

المخاض ہو مصدر مخضت المرأة اذا تحرك الولد فی بطنها للخروج (بیضاوی)
[1] اخرج ابن جریر و ابن ابی حاتم عن ابن عباس قال کان جذعا یابسا (در)
نکتہ کھجور کے جھاڑ مین جبتک نر کا پھول نہ ڈالین بار ور نہین ہوتا اور آپکے ہلاتے ہی اوس ٹھوٹ کو
پھل آجانا اشارہ تھا کہ بغیر باپ کے بھی ہم اولاد دیسکتے ہین۔ اور کھجور کے جھاڑ کی خصوصیت اسلیئے تھی کہ
وہ انسان سے مشابہ ہے اور جیسے اوسکے پھل میٹھے ہوتے ہین اسی طرح یہ لڑکا بھی نافع ہوگا۔ اور جیسے
یہ سوکھا جھاڑ انکی برکت سے ترو تازہ ہوگیا اسی طرح یہ آیندہ مُردون کو زندہ کرینگے۔ اور زچہ اور بچہ کیلئے
یہ میوہ نہایت مفید ہے۔ اور وہ عُسرِ ولادت کو بھی نافع ہے (خفاجی)

کہ مریم علیہا السلام نے بیان کیا کہ جب مین تنہا ہوتی تو عیسے مجھسے حدیث
و باتین بیان کرتے حالانکہ وہ میرے پیٹ مین تھے۔ اور جب مین لوگون کے
درمیان ہوتی تو میرے پیٹ مین تسبیح اور تکبیر کہتے۔ غرض نفخ[1] کے بعد حمل کا

ذکر بیان فرماتا ہے فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝ پس اوس

(لڑکے کی) حاملہ ہوئی اور بسبب اوس حمل کے دور مکان مین کنارہ ہو گئی۔
ابن کثیر نے لکھا کہ بہت سے علماے سلف فرماتے ہین کہ جبریل علیہ السلام نے
مریم علیہا السلام کے قمیص کے چاکِ گریبان مین نفخ کیا اور نفخہ اتر کر رحم مین
پہونچا اور بی بی مریم حاملہ ہوئین۔ امام مالک[2] نے فرمایا کہ عیسے بن مریم و یحییٰ
ابن زکریا دونون ابن خالہ یعنے خالہ زاد بھائی ہین۔ اور دونونکا حمل ساتھ
ہی رہا تھا۔ ایک دن یحییٰ کی مان نے مریم سے (یعنی اپنی بہن سے) کہا کہ مین
دیکھتی ہون کہ جو میرے پیٹ مین ہے وہ اوسکو جو تمہارے پیٹ مین ہے سجدہ[3] کرتا تھا

قصیا ای بعیدا من اہلہا یقال مکان قاص وقصی بمعنی واحد مثل عاص وعصی (کبیر)
[1] یہان مقدر ہے فَنَفَخْنَا فِيهَا فَحَمَلَتْهُ جس پر دال ہے سورہ تحریم کی آیت فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ
رُّوحِنَا (سراج المنیر) [2] یہی روایت زیادہ معتبر ہے چنانچہ معراجکی حدیث مین اس کا ذکر
گذر چکا [3] سجدہ سے مراد تعظیم و تکریم ہے کیونکہ سجدہ اونکی ملت مین بجائے سلام کے مشروع تھا
لیکن اس ملت مین اللہ تعالیٰ نے سجدہ کو خالص تعظیم جلال کبریائی کیلئے مخصوص فرما دیا ہے اور غیر کیلئے
حرام کیا۔ اور عبادت کے طور پر تو ہر ملت مین کفر تھا (ابن کثیر)

جب بی بی مریم کے حاملہ ہونے کا ذکر ہوا اب قربِ ولادت جو کیفیت ہوئی

اسطرح بیان فرماتا ہے فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ

قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝ پھر مریم کو دردِ زہ کھجور کی (سوکھی) پیڑ پاس لایا

کہنے لگی کاش مین اس سے پہلے مر چکتی اور بھولی بسری ہو جاتی۔ بی بی مریم کو اس
سبب سے اضطراب ہوا کہ جنگل مین ہون نہ آب و دانہ ہے۔ نہ کوئی رفیق و یگانہ ہے،
اوسکے علاوہ لوگ مجھپر کیا کیا تہمتین لگائینگے مجھکو بدنامی کا اوسقدر خوف نہین
لیکن وہ تہمت سے گنہگار ہونگے اب اللہ تعالیٰ اونکو تسلی دیتا ہے اور چونکہ سب سے پہلے
آدمی کو پانی کی فکر ہوتی ہے اور بغیر پانی کے آدمی کہانے کو نہین بیٹھتا اسلئے اوسکی

خوش خبری پہلے سناتا ہے فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ

سَرِيًّا ۝ پھر اسکو اسکے نیچے سے (جبریل یا عیسیٰ علیہما السلام نے) آواز دی کہ غم نہ کہا تیرے رب نے

المخاض ہو مصدر مخضت المرأۃ اذا تحرک الولد فی بطنہا للخروج (بیضاوی)
[1] اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن عباس قال کان جذعا یابسا (در)
نکتہ کھجور کے جھاڑ مین جبتک نر کا پھول نہ ڈالین بارور نہین ہوتا اور آپکے ہلاتے ہی اوس ٹھونٹ کو
پھل آجانا اشارہ تھا کہ بغیر باپ کے بھی ہم اولاد دیسکتے ہین۔ اور کھجور کے جھاڑ کی خصوصیت اسلئے تھی کہ
وہ انسان سے مشابہ ہے اور جیسے اوسکے پھل میٹھے ہوتے ہین اسی طرح یہ لڑکا بھی نافع ہوگا۔ اور جیسے
یہ سوکھا جھاڑ انکی برکت سے ترو تازہ ہو گیا اسی طرح یہ آیندہ مُردون کو زندہ کرینگے۔ اور زچہ اور بچہ کیلئے
یہ میوہ نہایت مفید ہے۔ اور وہ عسرِ ولادت کو بھی نافع ہے (خفاجی) [illegible]

مِتُّ
ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر و شعبہ نے میم کے ضمہ سے پڑھا ہے مادہ یموت سے [illegible]

نَسْيًا
نافع و ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر و شعبہ و کسائی کے ساتھ کسرۂ نون کے فرماتے کہ یہ دو لغتین ہین جیسے وتر اور وتر

مَنْ تَحْتِهَا
ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر و شعبہ ساتھ فتح میم و تا کے یعنے وہ شخص ۱۲

تیرے نیچے نہر کردی اور کہانیکا بندوبست اسطرح فرماتا ہو وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ
النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝ اور اپنی طرف کھجور کی پیڑ ہلا تجھ پر پکی تازی
کھجور گرادیگا۔ اب کہانے پینے کا حکم دیکر تسکین واطمینان دلاتا ہی اور دفع تہمت
کی ترکیب بھی سکھلاتا ہی فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ
اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ۚ پھر کہا اور
پی اور آنکھ ٹھنڈی کر پھر اگر تو کسی آدمی کو دیکھے تو کہدیجو کہ مین نے رحمن کیلئے
روزیکی نذر کی ہی تو آج مین کسی آدمی سے بات نہ کرونگی۔ بنی اسرائیل[1] کی شریعت مین
روزہ مین طعام وکلام دونون حرام تھے جب تسکین دہ کلمات آپنے سنین تو آپ کا
حزن ورنج سب دفع ہوگیا۔ خالق سے علاقہ صحیحہ پڑگیا۔ اب مخلوق سے شرمانیکا
کونسا موقع رہا۔ خود ہی بچہ کولیکر قوم کے پاس آئین جس طرح ارشاد ہوتا ہی فَاَتَتْ
بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۭ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَـيْـــًٔـا فَرِيًّا ۝ پھران (عیسی) کو اٹھا کر
اپنی قوم کے پاس لائی کہنے لگے اے مریم تو بڑی چیز لائی۔ قوم نے اسی قدر کہکے
چپ نہ رہا بلکہ آپ کے بھائی اور آپکے ماں باپ کا بھی ذکر کیا۔ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ
مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ۝ اے

[1] سدی وقتادہ (ابن کثیر)

تَسٰقَطْ نافع وابن کثیر وابو عمرو وابن عامر وشعبہ وکسائی ساتھ فتح تا اور راء کے اور تشدید سین میں اصل میں تتساقط تھا۔ تاء ثانی سین میں ضم ہوگیا ۱۲	تَسٰقِطْ حمزہ ساتھ فتح تا اور قاف اور تخفیف سین کے۔ ایک تا حذف کرکے سب کے معنی قریب قریب ہیں ۱۲

ہارون[1] کی بہن نہ تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی جب قوم نے
آپ کو زجر وملامت کی تو آپنے ع جواب جاہلان باشد خموشی پر عمل کیا۔ اور آپ نے
ملائکہ کی بشارت سے وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ الخ یعنے جھولے مین ہی بات
کرینگے۔ جان لیا تھا اسلئے حضرت عیسی[2] علیہ السلام کی جانب اشارہ سے تبلادیا فَاَشَارَتْ
اِلَيْهِ ۭ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۝ پھر لڑکے کی طرف اشارہ کیا
کہنے لگے ہم جھولے[3] کے لڑکے سے کیونکر بات کرین۔ وہ تو لڑکے سی بات کرنیکو آگے پیچھے

[1] امام احمد ومسلم وترمذی ونسائی وبیہقی وغیرہم نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے نصاری نجران کی طرف روانہ فرمایا۔ نصرانیون نے مجھ سے پوچھا کہ تم لوگ یہ کیا پڑھتے ہو کہ یا اخت ھرون یعنے اے بہن ہارون کی (اور ہارون تو موسی کے بھائی ہین) حالانکہ موسی علیہ السلام تو عیسے سے اتنی مدت پہلے گذرے ہین۔ پھر مین نے وہانسے واپس ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکا ذکر کیا تو آپنے فرمایا کہ کیون تمنے یہ نہین کہا کہ وہ لوگ اپنے اگلے انبیاء وصالحین کے نامون پر نام رکھتے تھے (در منثور) اس حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ ان لوگون نے حضرت ہارون پیغمبر علیہ السلام کے نام پر بی بی مریم کے بھائی کا نام رکھا تھا۔ امام رازی نے فرمایا کہ یہی حقیقی بھائی ہین اور دوسرے معنی مجازی تو حقیقت کو چھوڑکر بلا ضرورت مجاز کی طرف جانا روا نہین ۱۲ [2] جب بی بی مریم نے عیسی علیہ السلام کی عظمت کو دیکھین تو صاحب مرتبہ کے سامنے بات نہ کرنا ادب سمجھا۔ اور اونکی طرف اشارہ کیا۔ اسی واسطے اہل معرفت جنکی حقیقت کے دریافت کی ضرورت ہو بزرگونکی جانب اشارہ کرتے ہین۔ اور یہ بھی نکتہ ہے کہ بی بی مریم کی زبان تو زبان ظاہری تھی اور عیسی علیہ السلام کے لئے زبان باطن تھی۔ جب آپنے زبان ظاہر کو بند کیا تو حق عز وجل نے قدرت کاملہ سے زبان باطن کو گویا کیا اور یہی عارفون کی حالت ہوتی ہے جب وہ ظاہر سے سکوت کرتے ہین تو انکی ارواح غیب الہی کی باتین بیان کرتی ہین اور جب بی بی مریم سچے دل سے اللہ کی جانب متوجہ ہوگئین تو اللہ تعالی نے اونکی برات کے لئے عیسی علیہ السلام کو گویا کیا۔ (عرائس)

[3] یعنے اس قدر چھوٹا بچہ ہے جو گہوارہ مین رہنے کے لایق ہے اور یہ مجاز معروف ہے ۱۲

ہو رہی تھے۔حضرت عیسیٰ نے ہی سبقت فرما کے اپنے آٹھ صفات بیان کر دئے
تین صفتین تو اس آیت مین ہین قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ط اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا
(عیسی علیہ السلام نے) کہا مین اللہ کا بندہ ہون مجھکو کتاب دی۔ اور نبی کیا
حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے نبوت کی فراست سے جانا کہ میرے بارہ مین طرح طرح کے
کفریہ کلمات کہے جائینگے اسی سبب سے اول جو بات اپنی زبان سے نکالی وہ
یہی تھی کہ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ کہ مین اللہ کا بندہ ہون تا یہ اوس شخص پر الزام ہو جو اونکی
شان مین الوہیت وغیرہ کا دعوی کرے کیونکہ وہ خود اپنے آپکو اللہ تعالی کا بندہ
ظاہر کرتے ہین۔ اور اگرچہ اسوقت دفع تہمت زنا اپنے والدہ سے بہت ضروری
تھی لیکن آپنے اوس عیب و تہمت کے دفع کرنے مین کوشش کی جو خدا تعالی کی
جانب ہوئی تھی کیونکہ اوسکا حق سب سے زیادہ ہی اسی لئے پہلے اپنی عبودیت
کو ثابت فرمایا۔ اور یہ ایسا عمدہ طریقہ اختیار فرمایا جس سے تہمت زنا بھی
مان کے جانب سے دفع ہوگئی کیونکہ اللہ تعالی ایسا نکو کار اور اس مرتبہ کا لڑکا
بدکار عورت کو کس طرح عنایت فرمایگا۔ دو صفتون کو اس طرح بیان فرماتے ہین
وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا ٥
اور مجھکو برکت والا بنایا جہان کہین مین ہون اور مجھکو نماز اور زکوۃ کا حکم کیا

جبتک مین زندہ ہون۔ اور دو صفتون کو یون ذکر فرماتے ہین۔ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ
وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ٥ اور اپنے مان کے ساتھ نیکی کرنیوالا (بنایا) اور مجھے
سرکش بدبخت نہین کیا۔ آٹھوین صفت یہ ہی وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ
وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ٥ اور مجھپر سلام ہی جس دن مین پیدا ہوا اور
جس دن مرونگا۔ اور جس دن زندہ اوٹھایا جاؤنگا۔ ذکر میلاد و وفات سرور کائنات
دلالت آیت سے ثابت ہے اسلئے کہ جب یحیی و عیسی علیہما السلام کے میلاد و وفات کا
ذکر اللہ تعالی نے فرمایا تو آپ بدرجہ اولی مستحق ہین۔ اور اسی طرح آپکی ولادت کے
ذکر مین سلام پڑھنا بھی اشارات قرانی سے مستفاد ہی اور کلمہ اُذْكُرْ[1] سے موکد ہی
دوسرے صلحا یا اور واقعات انکا ذکر بطور قیاس مشروع ہی۔ جب ابن مریم
کے صفات مذکور ہو چکے تو سامع ایسے صفات حمیدہ سن کر اونکے نام کا مشتاق
ہوتا ہے اسلئے فرماتا ہی ذٰلِكَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ ٥
یہ ہی عیسی مریم کے بیٹے۔ سچی بات جس مین وہ جھگڑ رہے ہین۔ یعنی جو ان صفات سے
موصوف تھے۔ وہ عیسیٰ مریم ہی کے بیٹے تھے۔ اور جو گمراہ کچھ اور سمجھتے ہین۔

قَوْلُ
نافع وابن کثیر وابوعمرو وحمزہ وکسائی نے قول بلام مضموم کے خبر بعد خبر ہے یا مبتدا محذوف کی خبر ہے یعنی ھو قول الحق ۱۲

ثبوت میلاد و سلام

[1] جو ابتداء رکوع وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ مین مذکور ہے ۱۲ ذلک اشارہ ہے اون صفت کی طرف جو آیہ انی عبد اللہ مین مذکور ہے ۱۲ قَوْلَ الْحَقِّ۔ فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے یعنی یہ جو کہا گیا قول حق ہے اور اوسمین اضافت بیانیہ ہے ۱۲

اونکار دیون فرماتا ہی مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَهٗ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا

فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ؕ اللہ کی یہ شان نہین کہ وہ کسی کو بیٹا بنالے ۔جب

کوئی کام کرنا چاہتا ہی تو صرف اوسکو ہو کہتا ہی تو ہو جاتا ہی ۔جس خالق جل جلالہ

کی یہ شان ہی وہ فرزند کا کب محتاج ہی پھر عیسی علیہ السلام کا وہ قول جو انھون

نے گھوارہ مین کہا تھا بیان فرمایا وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا

صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ اور بیشک اللہ میرا اور تمہارا رب ہی اوسکی عبادت کرو

یہ سیدھی راہ ہی باوجودیکہ عیسی اپنی عبودیت کا اقرار کرتے ہین اسپر بھی لوگون

نے اختلاف کیا جس طرح ارشاد ہی ۔فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ

لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ پھر قومین آپس مین مختلف[1] ہو گئین

كُنْ ۔بطور استعارہ عبارت ہے نفاذ قدرت و مشیت سے ممکنات مین ۔یعنے ارادہ کے ساتھ ہی فوراً پیدا ہو جانے کا بیان ہے ۔(کبیر)

[1] اختلاف گروہ جملہ کفار کو شامل ہے خواہ یہود ہون یا نصاریٰ سے مترجم کہتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آجتک عیسی علیہ السلام کا عروج اور پھر آخر زمانہ مین نزول کے سب اہل اسلام متفق تھے جس طرح کہ آدم علیہ السلام کا نزول جنت سے ہوا ۔جو آسمانون پر ہے لیکن آجکل مرزا قادیانی سلف کی راہ سے روگردان ہو کر اپنے چند معتقدون کو بطور فلاسفہ اس طرح بھکا رہے ہین ۔کہ آسمان پر جانا ممکن نہین جسم خاکی کس طرح جا سکتا ہے ۔اور اس اپنے عقیدہ کے جانےکیلئے وہ سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج جسمانی کے بھی منکر ہوگئے ۔عجب نہین کہ چندروز مین حشر اجساد کے بھی منکر ہو جائین کہ جو جسم سڑ اور گل گیا ہو وہ کس طرح زندہ ہو سکتا ہے ۔ہمنے انکو دعوت مباہلہ

اونکافرونکے لئے بڑے دن کے سامنے ہونے سے خرابی ہی آج گو اختلاف

بقیہ حاشیہ صفحہ ۔ بطور رجسٹری بھیجا تھا وصولی رسید بھی آگئی ۔جواب کی مدت گذر گئی لیکن صدائے برنخواست ۔حالانکہ مباہلہ اس زمانہ مین بھی مشروع ہی چنانچہ رد المحتار جلد ثانی صفحہ ۵۸۰ وفی لعان البحر فان قلت هل يشرع لعن الكاذب المعين قلت قال فی غاية البيان من باب العدة وعن ابن مسعود انه قال من شاء باهلته والمباهلة الملاعنة وكانوا يقولون اذا اختلفوا فی شئ بهلة الله على الكاذب منا قالوا هی مشروعة فی زماننا ايضا انتهى ۔افسوس کہ حضرت عیسی کے مقدمہ مین کافر مختلف تھے لیکن اب تو اہل اسلام مین بھی اختلاف ڈالنے کی کوشش کیجا رہی ہے ۔حضرت شیخ اکبر محی الدین عربی حضرت عیسی کے اٹھائے جانے پر بحث لطیف اس طرح کرتے ہین کہ روح کا خاصہ حیات ہی ۔پس جس کے ساتھ روح شامل و مباشر ہوگی اوسکو زندہ کردیگی ۔اب رہی لوازم حیات ۔وہ جسم اور وجود کی قابلیت اور استعداد پر منحصر ہے ۔دیکھو سامری نے جب دیکھا ۔کہ روح القدس کے گھوڑے کا جہان قدم پڑتا ہے گھاس اُگ آتی ہے ۔(جرم زمین مین گھاس کے اگانے کی ہی قابلیت تھی) تو اوس نے چاندی سونے کا بچھڑا بنایا ۔اور اسمین اُس گھوڑے کے نشان قدم کی مٹی ڈالدی ۔تو وہ بچھڑے کی طرح بولنے لگا ۔روح کا خاصہ تو حیات تھا ۔اوس نے حیات دیدی مگر بچھڑے کی طرح ہی بولنا یہ اس صورت جسمی کی استعداد تھی ۔جسکا نام بچھڑا رکھا گیا تھا ۔اگر وہ شیر کی صورت پر ہوتا تو ڈکارتا ۔اور اگر اونٹ کی طرح پر ہوتا تو بلبلاتا ۔تو غرض ثابت ہوا ۔کہ گو روح کا خاصہ حیات ہی مگر جسمانی قابلیت و استعداد کا ہونا بھی ضرور ہے ۔اب حضرت عیسی علیہ السلام کی طرف دیکھو ۔کہ اُن کو تو خود روح القدس ملی تھی ۔اور اونکا لقب بھی روح اللہ تھا ۔جب ایسے کامل التاثیر ۔اور مکمل القوی روح کیلئے جسم بھی وہ ملا جسکی جسمانی ساخت بھی دنیا بھر کے جسمون سے علیحدہ اور عجیب تھی یعنے بغیر واسطہ پیدائش ظاہرہ کے پیدا ہوئے تھے ۔تو ضرور ہی کہ روح القدس جو عالم ملکوت مین سے تھی اپنی حب الوطنی کی تاثیر جسم پر ڈالتی اور جسم اپنی روحانی ساخت کی وجہ سے اس تاثیر کا متاثر ہوتا اور حضرت عیسی علیہ السلام معہ جسم کے آسمان پر اٹھائے جاتے ۔اسی لئے خداوند کریم نے فرمایا ہے يا عيسى انی متوفيك ورافعك الى ۔کہ اے عیسی مین تجھے بھرپور لینے والا اور اپنی طرف اٹھانے والا ہون ۔۱۲

ہی کل وہ سب جھگڑے دفع ہونگے کیونکہ غفلت کے پردے سماعت وبصارت سے
اٹھ جائینگے چنانچہ فرماتا ہی اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ
الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ٥ کیا ہی سنتے اور دیکھتے ہونگے جس دن کہ وہ ہمارے
پاس آئینگے لیکن ظالم آج تو کھلی گمراہی مین ہین - ان گمراہونمین سے کوئی
نہ کوئی تو راہ پر آجائے اسلئے اپنے حبیب پاک کو اونکے ڈرانیکا اسطرح حکم فرماتا ہے
وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ٥
اور اونکو حسرت کے دن سے ڈراؤ جبکہ کام تمام ہو چکے اور وہ غفلت مین ہی
ہون اور ایمان نہ لائین ف

بروزِ حشر شود ہمچو صبح معلومت | کہ باکہ باختۂ عشق در شب دیجور
خلیق
نہ ہو ہم غافلون کو نیک و بد معلوم دنیا مین | یہ شب کے خواب ہین کل دیکھین کیا تعبیر کرتے ہین

پھر خدا تعالی مضمون کلامِ سابق کو اس طرح موکد فرماتا ہی اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ
وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ٥ ہم ہی زمین کے وارث ہونگے اور جو روئے ع
زمین پر ہین (اونکے بھی) اور ہمارے ہی طرف وہ لوٹائے جائینگے -

اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ - صیغتا تعجب بمعنی ما اسمعهم وابصرهم (جلالین)

جب حضرت یحیی اور حضرت عیسی کا قصہ بیان فرمایا اب تیسرا قصہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام کا بیان فرماتا ہی چونکہ غیر خدا کے پوجنے والے دو ہی فریق ہین
ایک زندہ اور عاقل کو معبود بناتے ہین جیسے نصاری اور ایک بیجان جماد
کو معبود سمجھتے ہین جیسے بت پرست - جب فریقِ اول کی ضلالت بیان ہو چکی
تو فریقِ ثانی کی ضلالت بیان فرماتا ہی - اور چونکہ کفارِ عرب حضرت ابراہیم کو
بزرگ اور جدِ اعلی مانتے تھے - اور اپنے باپ دادا کی تقلید پر دوڑے رہتے تھے
تو اونکا قصہ بیان کرنے مین اس طرف اشارہ ہی کہ اگر تمکو تقلید کرنی ہو تو ابراہیم
اور اونکی اولادِ پاک کی تقلید کیون نہین کرتے - اسلئے ارشاد ہوتا ہی - وَاذْكُرْ
فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ط اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ٥ اے پیغمبر کتاب مین ابراہیم کا
ذکر کرو - بیشک وہ سچے نبی تھے - صدیقیت و نبوت کے آپ جامع تھے
اسی سبب سے باپ یا چچا سے چار طرح فہمایش کی پہلی نوع اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰاَبَتِ

يٰاَبَتِ
ابن عامر ساتھ فتح تا کے
چار دن مقام مین
اور باقی ساتھ کسر کے
پڑھتے ہین ۱۲ -

صدّیق وہ ہی جس پر متواتر انوار مشاہدہ و یقین کا نزول ہو - اور نور عصمت و حفظ در عایت الہی
اوسکو گھیرے ہوئے رہے - ابن عطاء نے فرمایا کہ صدیق وہ ہی جو ہر وقت اپنے رب عزوجل کے ساتھ
صدق کی حد مین قایم رہے اور کوئی خطرہ و وہم اوسکے صدق کا معارض نہ ہو (عرایس البیان)
سلہ حضرت شہاب ابن حجر ہیتمی فرماتے ہین کہ یہود و نصاری اور اہل تاریخ متفق ہین کہ آزر ابراہیم
علیہ السلام کے حقیقی والد نہ تھے بلکہ آپکے چچا تھے - اور عرب چچا کو باپ کہتے ہین اور فخر الدین رازی
بھی اسی قول پر زور دیتے ہین بلکہ قرآن مین بھی اس طرح مذکور ہے والٰہ آبائك ابراهیم واسمٰعیل

لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْئًا ۝ جب اپنے باپ سے کہا
کہ اے میرے باپ اوسکو کیون پوجتے ہو جو نہ سُن سکے اور نہ دیکھ سکے اور نہ تمہارے
کچھ کام آئے۔ اگر آپکو معرفتِ کامل حاصل کرنیکا ہی ارادہ ہو تو کسی انسانِ کامل کی
صحبت حاصل کیجئے۔ الحمد للہ مین کامل ہون۔ اسلئے دوسری فہمایش اس طرح فرماتے ہین۔
یٰاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِیْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِیًّا ۝
اے میرے باپ بیشک میرے پاس ایسا علم آیا ہی جو تمہارے پاس نہین آیا تو تم

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۵۷ ﴿ اور اسمعیل علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کے چچا ہین اور رازی سے پہلے ایک جماعت سلف کی اسی طرف گئی ہی اور اسانید سے حضرت ابن عباس و مجاہد و ابن جریج وسدی سے روایت ہے کہ ان سبھون نے کہا کہ آزر حضرت ابراہیم کے باپ نہین کیونکہ آپ کے باپ کا نام تارخ ہے اور تاریخ ابن منذر مین ایک اثرِ صحیح سے بھی یہی ثابت ہے کہ آزر آپکے چچا ہین علامۂ زرقانی نے فرمایا کہ رازی نے جب سلف سے اسی طرح نقل کی کہ آزر چچا تھے اور اپنے عصر کے حافظ سنت اسی طرف جائین اور اسی کی تائید کرین اور ماوردی ائمہ شافعیہ سے اونہین کے موافق ہون پس یہ دونون اقتدا کے لئے کافی ہین (جلد اول سیرت نبویہ صفحہ ۹۰) غرض یہ کہ حضرت سید الانبیا کے نسب مین آپکے والد سے تا آدم کوئی مشرک نہین ہے کیونکہ احادیث صحیحہ مین اپنے آبا و کو آپنے طاہر فرمایا۔ اور مشرک نجس ہی طاہر نہین ہو سکتا اسی طرح اور دلائل ہین جو کسی وقت انشاء اللہ مذکور ہونگے حضرت جلال الدین سیوطی مسالک الحنفا مین اسی باب مین ایک نظم لکھی ہی جسکے بعضے شعر یہ ہین

من آدم لابیه عبد الله ما بخس وکلهم بطهر یوصف	فهو لخو شرك ولا یستنکف فبسورة الشعراء فیه تقلب	فالمشرکون کما بسورة توبة في الساجدین فکلهم متحنف

اور جن لوگون نے آزر کو حقیقی باپ کہا تو اس نسب سے اونکو مستثنے کر لیا۔ غرض یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے لیکن آدمی ادب کو جہان تک ہو سکے ملحوظ رکھے۔ جلال الدین سیوطی نے بھی اسی طرح فرمایا ۱۲

یٰاَبَتِ تا عوض یا ر اضافت ہی۔ اسی لئے عوض و معوض عنہ کو جمع کرکے یا ابتی نہین کہہ سکتے (کبیر)

میری پیروی کرو مین تم کو سیدہی راہ دکھاونگا۔ **فائدہ** اس سے معلوم ہوا
کہ جو اپنے سے علم مین زائد ہو اوسکی اتباع کرنی چاہئے۔ گو وہ اپنا چھوٹا ہی کیون
نہ ہو۔ مَنْ قَلَّدَ عَالِمًا لَقِیَ اللّٰهَ سَالِمًا۔ غرض مین اللہ کا خلیل ہون اور آپ کا
بیٹا ہون میری نہ سنکر عدو اللہ شیطان کی پرستش۔ کیونکہ بتونکی عبادت درحقیقت
شیطان کی عبادت ہی اسلئے فہمایش سوم اس طرح کرتے ہین یٰاَبَتِ لَا تَعْبُدِ
الشَّیْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا ۝ اے میرے باپ شیطان کو
نہ پوجو کیونکہ شیطان رحمن کا نافرمان ہی۔ پھر ابراہیم علیہ السلام نے وہ وجہ
جو انہین اپنے والد کی نصیحت کا سبب ہوئی جو چوتھی فہمایش ہی اس طرح
بیان فرماتے ہین یٰاَبَتِ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ
لِلشَّیْطٰنِ وَلِیًّا ۝ اے میرے باپ مین ڈرتا ہون کہ کہین تمکو رحمن کا عذاب
چھو جائے پھر تم شیطان کے ساتھی ہو جاو۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے
باپ کو نہایت نرمی و لطف سے توحید کے طرف بلایا اور بت پرستی کے باطل ہونے
پر دلائل ذکر فرمائے اور دلائل کے ساتھ نصیحتِ بلیغ فرمائی تو اوس نے ان خصائل
حمیدہ کے برعکس جواب دیا۔ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ
تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا ۝ وہ بولا اے ابراہیم کیا تو میرے معبودون سے پھرا

ہواہی اگر تو باز نہ رہیگا میں تجھکو سنگسار کرونگا اور مدت دراز تک مجھسے

دور رہو۔ حضرت ابراہیم یہ سب کچھ سنکر اپنے باپ سے رخصت ہوتے ہوئے کہکو یہ فرماتے ہیں قَالَ

سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ۝ کہا تم پر سلام ہے

میں تمہارے لئے اپنے رب سے مغفرت چاہونگا بیشک وہ مجھپر مہربان ہی۔

یعنے تمکو کوئی برائی نہیں پہونچاؤنگا۔ اور دعا کرونگا کہ اللہ تعالی تمہیں ہدایت

دے جس سے تمہاری مغفرت ہو **فائدہ**۔ برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرنا

اخلاقِ نبوت سے ہی ؎

بدی را بدی سہل باشد جزا	اگر مردی اَحْسِنْ اِلٰی مَنْ اَسَا

جب باپ نے کہا تھا کہ علیحدہ ہوجاؤ تو اوسکی اسطرح تعمیل کرتے ہیں وَاَعْتَزِلُكُمْ

وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ڮ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَاۗءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ۝

اور میں تمکو اور جسکو تم پوجتے ہو سوائے اللہ کے چھوڑ دیتا ہوں اور میں اپنے

رب کی عبادت کرتا ہوں۔ امید ہی کہ میں اپنے رب کی عبادت کرکے محروم نہونگا

فائدہ جو قرابتدار خلاف راہِ حق چلے۔ اور اپنی ہٹ پر اڑا رہی اوسکو

چھوڑ دینا اور اوس سے علیحدہ ہوجانا چاہئیے۔ **جب** حضرت ابراہیم علیہ السلام

حفیا ای لطیفا اخرجه ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم عن ابن عباس (در)

حفی به اذا اعتنی باکرامه قال الراغب ۱۲

کو قبولیت دعا کی امید مصمم تھی خدا نے اُنکی امید کو پورا کیا جس طرح ارشاد فرمایا

فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝ پھر جب ابراہیم علیہ السلام نے اُنکو اور اُس کو

جسکو سوائے اللہ کے پوجتے تھے چھوڑا تو ہم نے انکو اسحق اور یعقوب (علیہما السلام)

دیا اور ہر ایک کو نبی بنایا۔ **جب** حضرت ابراہیم نے اپنے باپ اور قوم کو چھوڑا

تو اُسکے عوض میں پیاری اولاد ملی اور ایسے وقت میں کہ آپکی بی بی سارہ بانجھ اور

بوڑھی اور خود بھی بوڑھے تھے۔ اور اسوقت تک اللہ نے آپکو زندہ رکھا کہ

اسحق فرزند کی پشت سے یعقوب[1] پوتا عنایت فرمایا۔ اور اُن دونوں کو خدا نے نبی کیا

فائدہ جسکو دارین کی بہتری منظور ہو۔ وہ بُری صحبتوں سے دور رہی۔ اور افضل

[1] حضرت اسحق اور حضرت یعقوب علیہما السلام کا ذکر اسلئے ہی کہ یہ دونوں حضرت ابراہیم کے همراہ تھے اور اُن کے وفات کے بعد بھی اوسی مقام پر رہے اور اسمعیل علیہ السلام اسحاق علیہ السلام سے پہلے پیدا ہوئے لیکن اس جا انکا ذکر نہیں کیونکہ آپ حضرت ابراہیم کے همراہ نہ تھے بلکہ آپ بشیر خوارگی کے زمانہ میں معہ اپنی والدہ حضرت ہاجر کے مکہ معظمہ میں منتقل کردئے گئے تھے۔ اور اسمعیل علیہ السلام کی تربیت خود اللہ تعالی نے بدون واسطۂ ابراہیم علیہ السلام کے فرمائی اس لئے اسمعیل علیہ السلام کو مستقل طور پر اللہ تعالے نے بیان کیا جس طرح آگے آتا ہے (سراج)

ع

واحسان کو اسطرح بیان فرماتا ہی وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ

لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ؏ اور ہمنے اپنی رحمت سے ان سب کو عطا کیا اور انکا سچا

ذکر خیر بلند کیا یعنے اون تینون کو ہمنے اپنی رحمت سے گھیر لیا نبوت وکتاب ومال و

اولاد ہرطرح کی نعمتین دین بعد ابراہیم خلیل علیہ السلام کے موسیٰ کلیم علیہ السلام کا ذکر فرماتا ہی جو چوتھا

قصہ ہی۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا

نَّبِيًّا ۝ اور (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کتاب مین موسیٰ علیہ السلام

کا ذکر کرو بیشک وہ برگزیدہ اور رسول نبی تھے۔ اس آیت مین اللہ تعالےٰ

نے موسیٰ علیہ السلام کے دو وصف بیان فرمائے۔ اور وصف سوم وچہارم

مُخْلَصًا اخلاص رکھنے والے توحید وعبادت مین یعنے اللہ کے لئے عمل کرتا ہے لوگون کی تعریف کا خواہان نہین ۱۲-

لِسَانَ صِدْقٍ ثناء حسن۔ ذکر جمیل چونکہ یہ زبان سے پایا جاتا ہی اسلئے اسکو لسان سے تعبیر کرتے ہین

جس طرح کہ جو احسان ہاتھ سے ہوتے ہین اونکو ید سے تعبیر کرتے ہین۔ حضرت ابراہیم کی یہ دعا تھی کہ

وَاجْعَلْ لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ اوسکی قبولیت کا یہ اثر ہے کہ یہود وعیسائی وغیرہم

تک آپ کو بزرگی سے یاد کرتے ہین اور ہم مسلمان تو پانچون نماز ون مین اونپر اور اونکی آل یعنے

اسحق واسمٰعیل ویعقوب علیہم السلام پر درود بھیجتے ہین (سراج معہ زیادۃ) ابن جریر وغیرہ بھی

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لِسَانَ صِدْقٍ کی تفسیر ثناء حسن روایت کی ہین ۱۲ (در)-

سلہ حضرت موسیٰ اولوالعزم پیغمبر ہین واذ اخذنا میثاق النبیین ومنک ومن نوح وابراہیم

وموسیٰ وعیسی ابن مریم پانچ پیغمبر اولوالعزم اس آیت مین مذکور ہین (۱) ہمارے حضرت (۲) حضرت نوح

(۳) حضرت ابراہیم (۴) حضرت موسیٰ (۵) حضرت عیسیٰ۔ سید الانبیا گو زمانہ کے لحاظ سے

متاخر ہین باعتبار مرتبہ کے اونکو سب سے پہلے ذکر فرمایا ۱۲-

کو اس طرح بیان فرماتا ہی وَنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا

اور ہمنے انکو (کنارہ) طور سے (جو) سیدھی جانب (واقع تھا) پکارا اور انکو راز

کہنے کو مقرب کیا۔ یعنے بلاواسطہ اُنسے کلام کیا۔ اور پانچوین صفت یہ ہی وَوَهَبْنَا

لَهُ مِنْ رَّحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا ۝ اور ہمنے انکو اپنی رحمت سے انکے بھائی

ہارون کو نبی بنا کر عطا کیا۔ پانچوان قصہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا بیان فرماتا ہے

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ

رَسُولًا نَّبِيًّا ۝ اور (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کتاب مین اسمٰعیل علیہ السلام

کا بیان کرو۔ بیشک وہ سچے وعدہ کے رسول نبی تھے۔ کیونکہ جب باپ نے

الایمن ایمن سے مراد یہ ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام آگ لینے کو گئے تو وہ پہاڑ (یعنے طور سینا)

آپکے داہنے بازو تھا (ابن کثیر)

صاحب کشف الاسرار فرماتے ہین کہ حضرت موسیٰ کو روش تھی اور کشش بھی وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ

روش کی طرف اشارہ ہی اور وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا کشش کی جانب۔ جب تک سالک روش مین ہے

خوف وخطر ہے اور جب کشش تک پہونچا بے خطر ہے یعنے سلوک مین تفرقہ شامل ہے اور جذبہ محض

جمعیت ہے (تفسیر حسینی)

سلہ موسیٰ علیہ السلام نے جو کلام سنا وہ کلام لفظی کلام نفسی کا مثال تھا۔ حدوث مثال سے حدوث

ممثل لازم نہین آتا جیسے جبریل علیہ السلام کا صورت دحیہ کلبی ممثل ہونیسے انکا حدوث وقت تمثل لازم

نہین آتا۔ اور بعضے اہل حق فرماتے ہین کہ جو موسیٰ علیہ السلام نے سنا وہ کلام قدیم بلا حرف وصوت وبلا جہت

تھا جیساکہ شاعر نے کہا ؎ اذا ما بدت لیلی فکلی اعین + وان حدثو اعنہا فکلی مسامع۔ اسی لئے

آپکے ذبح کرنے کو پوچھا تھا تو آپنے عرض کی تھی سَتَجِدُنِیْ اِنْشَاءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ
یعنے آپ مجھے انشاء اللہ صابر پاؤگے تو پھر جب ذبح کا وقت آیا تو آپنے وعدہ کو
سچا کر دکھایا۔ جان دینے کو مستعد ہوئے لیکن اپنے وعدہ سے نہ ٹلے۔ جان کے
بعد سب چیزین آدمی پر آسان ہین جب اس وعدہ کو پورا فرمایا تو سب وعدے
بطریق اولے پورے ہونگے یہ کمال تھا لیکن آپ دوسرونکو بھی کامل فرماتے تھے
جس طرح فرماتا ہی۔ وَكَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ
مَرْضِيًّا ۝ اور وہ اپنی اہل کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتے تھے اور اپنے رب کے
پاس پسندیدہ تھے۔ چونکہ عبادت دو ہی قسم کی ہوتی ہی بدنی جیسے نماز یا مالی جیسے
زکوٰۃ شاید اسی لئے ان دونون کو خاص طور سے بیان فرمایا۔ چھٹا قصہ
حضرت ادریس علیہ السلام کا ہی وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ
صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝ اور کتاب مین ادریس علیہ السلام کا
ذکر کرو بیشک وہ سچے نبی تھے اور ہم نے اونکو برتر جگہہ پر بلند کیا۔

لہ یہان دو احتمال ہین یا تو رفعت مرتبہ ہے یا حقیقی اونچا مقام یعنے آسمان مراد ہی۔ مجاہد سے
روایت ہے کہ ادریس جو تھے آسمان پر اٹھائے گئے اور مرے نہین حسن بصری وغیرہ سے روایت
ہے کہ وہ جنت مین ہین۔ بہر حال آپکے موت وحیات مین بھی اختلاف ہی اور رفع مین بھی برخلاف
حضرت عیسیٰ کے کیونکہ صحابہ نے آیات قرآنی سے اون کے نزول کا استدلال کیا ۱۲

ادریس حضرت نوح علیہ السلام کے پردادا ہین اور آدم علیہ السلام کے پوتے (ادریس
بن شیث بن آدم) ہین پھر ان تمام انبیاء علیہم السلام کے ذکر کے بعد اپنے انعامات
جو اون پر ہوئے ذکر کرتا ہی اور اونکو اشرف نسب کی طرف منسوب فرماتا ہے۔
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ
حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا
اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۝ یہ وہ لوگ ہین کہ جن پر
اللہ نے انعام کیا۔ انبیاء اولاد آدم سے اور انمین سے کہ جن کو ہم نے نوح کے
ساتھ اٹھا لیا اور ابراہیم و یعقوب کی اولاد سے اور ان مین سے
کہ جنکو ہم نے راہ دکھائی اور برگزیدہ کیا جب اونپر رحمٰن کی آیتین پڑھی جاتی
ہین تو روتے ہوئے سجدے مین گر پڑتے ہین۔ یعنے اونکے قلوب نرم تھے۔

لہ جلالین ۱۲ اللہ تعالیٰ نے ادریس علیہ السلام پر تیس صحیفے نازل فرمائے تھے۔ اور یہی اول شخص ہین
جنھون نے کپڑے سی کر پہنے اور اون سے پہلے لوگ کھالون کو پہنتے تھے۔ اور یہی اول
شخص ہین جنھون نے قلم سے لکھا اور ستارون کی چال کا علم اور حساب آپ ہی نے ایجاد
کیا۔ اور ہتیار نکالنے اور کافرون سے قتال کرنے مین بھی آپ ہی پہلے ہین (سراج)
اُولٰٓئِكَ اشارہ ہی اون حضرات کی طرف جو اس سورہ مین حضرت زکریا سے حضرت ادریس تک
مذکور ہوئے۔ مِنَ النَّبِيّٖنَ بیان ہی موصول ہی مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ بدل اوس سے باعادہ جار ہے
اِذَا تُتْلٰى خبر اُولٰٓئِكَ ہے۔ بُکِیٌّ جمع باک ہے جیسے سجود جمع ساجد (بیضاوی)

سجداً بکیّا حمزہ وکسائی ساتھ کسرہ با کے۔

جب قرآن مجید پڑہتے یا سنتے تو کبھی اوسکی خشیت و عظمت سے کبھی شوق و محبت سے روتے

وَنَبْكِي اِنْ نَأَوْا شَوْقًا اِلَيْهِمْ		وَنَبْكِي اِنْ دَنَوْا خَوْفَ الْفِرَاقِ
خوفِ فرقت وصل مین ہی اے حضور		ہجر مین بھی ہم کو رونا ہے ضرور

حدیث[۱] مین ہی کہ قرآن پڑہو اور گریہ کرو۔ اگر رونا نہ آئے تو رونے کیلیے تکلف کرو یعنے ایسے امور کو یاد کرو جس سے رونا آئے کہ وہ رحمت ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب قرآن پڑہتے تو بہت روتے **بخاری** مین ہے كَانَ رَجُلًا بَكَّاءً لَا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ اِذَا قَرَأَ الْقُرْاٰنَ الخ بعد ان برگزیدہ لوگون کے اون نالائقون کا ذکر فرماتا ہی جو خدا کی بندگی سے روگردان ہو کر نفسانی خواہشون مین مبتلا ہو گئے فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا پہر اونکے بعد ناخلف جانشین ہوے نمازین ضائع کین اور خواہشون کے پیرو ہوے پہر وہ قریب مین شر سے ملینگے

[۱] ابن ماجہ ۱۲ صالح مری نے کہا کہ مین نے خواب مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن سنایا تو آپ نے فرمایا کہ اے صالح یہ قرائت تو ہے مگر رونا کہان ہے شیخ ابن عربی نے فرمایا کہ نفس سے ظاہر آیت کو سنتے اور قلب سے باطن آیت کو سماعت کرتے اور سر سے اوس کی حد کو سمجھتے اور روح سے اوسکے مطلع پر صعود کرتے تو متکلم حق عز و جل کو اوس صفت سے موصوف پاتے جس سے اوس نے آیت مین تجلی فرمائی ہی اور باقی صفات رحمٰن کے اشتیاق مین بے اختیار رو اور یہ گریہ جوش قلب سے آنکھون مین ظاہر ہوتا
خلف۔ ساتھ سکون لام کے نالایق و ناخلف اور فتح لام سے صالح اور نیک بخت (سراج)

نماز کا ضائع کرنا ان سب معانی کو شامل ہی یا تو اطمینان و تسلی ارکان مین چھوڑ دیا کہ رکوع اور سجدہ سے جلد سر اوٹھا لیتا ہے اور قومہ اور درمیان دو سجدون کے قاعدہ برابر نہین کرتا۔ یا قرائت ایسی پڑہتا ہی جو حروف برابر نہین ادا کرتا یا نماز کو آخرِ وقت پڑہا کرتا ہے اور قریب کفر یہ ہی کہ نماز کو عمدًا ترک کرتا ہی ترمذی وغیرہ نے بسند صحیح روایت کی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کسی عمل کے ترک کو کفر نہین جانتے تھے سوائے نماز کے یعنے نماز کے ترک کو کفر جانتے تھے ابن کثیر نے لکھا کہ اسی وجہ سے سلف و خلف ائمہ مین سے بعضے اس طرف گئے ہین کہ ترکِ نماز کفر ہی جیسا کہ مشہور قول امام احمد سے اور ایک قول امام شافعی سے بھی مروی ہی کہ نماز ترک کرنیوالا کافر ہی بوجہ اس حدیث کے کہ بندہ مومن اور مشرک مین نماز کا فصل ہی جس نے چھوڑا وہ کافر ہوا اور دوسری حدیث کہ ہمارے اور اونکے درمیان نماز عہد ہی تو جس نے اوسکو چھوڑا وہ کافر ہوا بعد بیان خرابی اونکے بابِ توبہ کھول دیتا ہی تا جو پاک ہونیوالا ہی جلد پاک ہو جائے اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا

غَيًّا۔ ابن منذر و ابن ابی حاتم عن ابن عباس سے خبر ہے یعنے خرابی مراد ہی تو یہ تفسیر عام ہی اون سب روایتون کو شامل ہے جو کسی مین نہر جہنم کسی مین وادی جہنم ہے اس لئے صاحب تفسیر کبیر کہتے ہین کہ نہر شر عرب کے محاورہ مین غی اور نہر خیر رشاد ہے پہر نظیر کے لئے شعر لکھا ہے ۱۲

يُدْخَلُوْنَ ساتھ یاء مضموم اور خاء مفتوح کے بصیغہ مجہول ابن کثیر و ابو عمرو و شعبہ یعنی یہ کہ داخل کئے جائین گے ۱۲

مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کئے تو یہی لوگ ہین جنت مین
جائین گے اور اونکے حق سے کچھ کم نہ کیا جائیگا۔ جب بیان ہوا کہ تائب
جنت مین داخل ہوگا اسلئے جنت کے اوصاف بیان فرماتا ہی **پہلی صفت**
جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨالَّتِیْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا
ہمیشہ رہنے کے باغون مین جنکا اللہ تعالی نے اپنے بندون سے غیب کے
ساتھ وعدہ کیا ہی بیشک اوسکا وعدہ پورا ہی **دوسری اور تیسری صفت**
لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا
اُسمین سوائے سلام کے کوئی بیہودہ بات نہ سنین گے اور وہان اونکے لئے
صبح و شام اونکا رزق ہی۔ سلام سے مراد ایسا کلام ہی جو اونکے لئے سلامتی

بالغیب کے بارمین دو وجہ ہین ایک تو با حالیہ ہی پہر صاحب حال مین دو احتمال ہین یا تو جنت ہے یعنے اللہ نے جنت کا وعدہ کیا درآنحالیکہ وہ اونسے غائب ہی یا عباد ہین یعنے یہ لوگ اوس جنت سے غائب مین کہ نہین دیکھتے ہین صرف خبر دینے سے ایمان لائے ہین۔ دوسری وجہ یہ کہ با سببیہ ہے یعنے بسبب تصدیق و ایمان بالغیب کے۔ ۱۲ ماتیا۔ قیل انہ مفعول بمعنی فاعل والوجہ ان الوعد ھا الجنۃ وکل ما اتاك فقد اتیتہ (کبیر)
لغوا۔ واللغو من الکلام ما سبیلہ ان یلغی ویطرح وھو المنکر من القول فعلی ھذا الا سلاما استثناء منقطع ویراد باللغو مطلق الکلام قال فی القاموس لغا لغوا تکلم فیکون الاستثناء متصلا ۱۲ بکرۃ وعشیا۔ المراد دوام الرزق کما تقول انا عند فلان صباحا ومساء جس سے وہی دو وقت مقصود نہین بلکہ دوام مراد ہے (سراج)

و سرور کا باعث ہوا اور یہ ہر قسم کی عمدہ باتون اور تحیت معروف کو بھی
شامل ہی **بعد** ان اوصاف کے جنت کی علو مرتبت اور اوسکے دخول کا سبب
اس طرح بیان فرماتا ہی تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ
تَقِيًّا ۝ یہی جنت ہی جو ہم اپنے بندون مین سے اوسکو وارث کرینگے جو متقی
ہوگا یعنے جیسے میراث بے مشقت ملتی ہی اوسا اوسکو کوئی پلٹا نہین سکتا
اسی طرح ہم جنت عنایت فرمائینگے۔ **بعد** بیان جنت جو عالم قدس سے ہے
جبریل علیہ السلام کا مقولہ بیان فرماتا ہی جو عالم قدس مین رہتے اور وہانکی
کیفیت لاتے تھے **شان نزول** حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ[1]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ جس قدر
تم ہم سے ملاقات کو آتے ہو اوس سے زیادہ کیون نہین آتے تو یہ آیت
نازل ہوئی یعنے جبریل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
اس طرح عرض کرین وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا
وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۝ اور ہم آپکے

تلک۔ یہ اسم اشارہ بُعد کے لئے بسبب علو قدر اور عظیم مرتبت کے ہی (سراج)
[1] امام احمد و بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن جریر و بیہقی وغیرہم (در)

رب کے حکم سے ہی اترتے ہین۔ اُسی کا ہی جو کچھ ہمارے آگے اور پیچھے اور جو
اوسکے درمیان ہی اور آپ کا رب بھولنے والا نہین ہی یعنے تاخیر وحی سے کسیکو
یہ نہ خیال ہو کہ آپکے رب نے آپکو چھوڑ دیا اور بھول گیا بلکہ اس تاخیر مین کوئی
نہ کوئی حکمت ہوتی ہے۔ اب اپنے لئے نسیان کے محال ہونیکا بیان
فرماتا ہی۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ
هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِیًّا ہ رب آسمانون اور زمین اور اونکے درمیان کا۔ اوسکی
عبادت کیجئے اور اوسپر صبر کیجئے بھلا آپ اوسکا کوئی ہمنام جانتے ہو یعنے
کوئی نہین) جسکے قبضۂ قدرت اور نگہبانی مین سب کچھ ہو تو نسیان اوس کے
حق مین محال ہی اگر لمحہ بھی نسیان ہوگا تو سب برہم و درہم و فنا ہو جائینگے
جب خدا آپکو ایک لحظہ بھی نہین بھولتا ہی تو آپ بھی اوسکی عبادت مین

۱ یعنے جو جہات و مکان یا جو زمانہ ماضی و مستقبل و حال ہے سب اللہ تعالی ہی کے واسطے ہی
ہمکو اختیار نہین کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ یا ایک زمانہ سے دوسرے زمانہ مین منتقل ہون مگر جب
حکم رب ہو ۱۲۔ ۲ قال مجاهد والسدی معناه ما نسیك ربك كقوله ما ودعك ربك
وما قلی (ابن کثیر) ۳ مثلاً تاخیر مین انشاء اللہ کہنے کا حکم مومنونکو ملا۔ اور سورۂ والضحی سے شانِ
رسالت سید المرسلین کی اور علو منزلت ظاہر ہوئی اور مومنون کے لئے انوار و فضائل اور کافرون کیلئے
شک و تردد پیدا ہو گیا ۱۲ ۴ رب بدل ہو ربك سے یا خبر مبتدا محذوف کی ہی یعنی هو رب السموات (کبیر)
۵ یعنے مشرکون نے اگرچہ بتون کو الٰہ کر کے پکارا لیکن اللہ کسی کا نام نہین رکھا ابن جریر و ابن منذر ابن
عباس سے روایت کرتے ہین کہ کوئی اوسکا مثیل و شبیہ نہین ۱۲

محو ہو جائے اور عبادت پر صبر و برداشت کیجئے۔ گو خطاب حضرت کو ہی لیکن
اسقدر اہتمامِ خطاب امت کیلئے ہی کیونکہ عبادت نفس پر گران ہی کم لوگ اس پر
ثابت قدم رہتے ہین۔ جب عبادت کی مشقتین جھیلنے کا حکم فرمایا جس کا
پورا فائدہ آخرت پر مرتب ہی اسلئے پہلے منکرین حشر کا قول بیان فرما کر اونکی
آیت مین اونکا رد فرماتا ہی وَیَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ
حَیًّا ہ اور آدمی کہتا ہی کہ جب مرجاؤنگا تو کیا زندہ ہو کر نکلونگا انسان سے مراد
کافر ہے کیونکہ قیامت کا انکار کافرون کا ہی اعتقاد ہی۔ اور وہ کافر خواہ عام
یا خاص شخص ہو۔ پھر اوسکا رد اور قیامت کے ثبوت مین دلیل بہت مختصر اور
پر معنی لاتا ہی۔ اَوَلَا یَذْکُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ یَكُ شَیْئًا ہ
اور کیا آدمی یاد نہین کرتا کہ ہم نے اوسکو قبل اسکے پیدا کیا حالانکہ وہ کچھ بھی نہ تھا
یعنے جب وہ کچھ نہ تھا تو ہمنے اوسکو پیدا کیا اور اب تو کچھ ہو گیا ہی پھر اوسکا پلٹانا

۱ جب عبادت مین بلکہ یعنے ایک کیفیت مجموعی راسخ ہو جائے تو نزول ملائکہ ہوتا ہے چنانچہ
حق تعالی فرماتا ہی ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیهم الملائکة
اسی طرح تنزل شیاطین مین فرمایا علی من تنزل الشیاطین تنزل علی کل افاك اثیم
یہان بھی صیغہ مبالغہ ہے یعنے شیطان کے نزول کیلئے بھی بلکہ دوام گناہ و بدکرداری شرط ہی الخ
۲ ما کلمۂ زائدہ تاکید ہے ۱۲۔
۳ ابن منذر ابن جریج سے راوی ہے کہ وہ عاصی بن وائل ہے (در)

اِذَا | مِتُّ
ایک وجہ مین ابن ذکوان ایک ہی ہمزہ سے استفہام نہین خبر کے معنی ہین ۱۲ | ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر و شعبہ ساتھ ضمہ میم کے اور کسرہ سے اماتت یمات ایامات یمیت سے ۱۲

یَذْکُرُ
ساتھ تشدید ذال و کاف کے جو دو وزن تفعل پر مفتوح ہین مکی و بصری و حمزہ و کسائی یعنے نہین سوچ کرتا یہ اصل مین یتذکر تھا ۱۲

کیا مشکل ہی چنانچہ دوسری جا فرمایا وَهُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ
عَلَیْهِ ع نقاش نقش دیگر بہتر کشد ز اوّل حضرت[1] سید محی الدین سلطان الاولیا
رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ زمانۂ ریاضت مین جب مجھے اونگنی آتی تو کہنے والا
کہتا یَا عَبْدَ الْقَادِرِ مَا خَلَقْنَاكَ لِلنَّوْمِ قَدْ اَحْبَبْنَاكَ وَلَمْ تَكُ شَیْئًا فَلَا
تَغْفَلْ عَنَّا وَاَنْتَ شَیْءٌ یعنے اے عبد القادر ہم نے تم کو سونے کیلئے نہین پیدا کیا
تم اوسوقت سے ہمارے محبوب ہو کہ جب تم کچھ نہ تھے۔ اب کچھ ہو کر ہم سے غافل نہو جب مطلوب کو
دلیل سے ثابت فرمادیا اوسکے بعد اوسکو قسم سے موکد فرماتا ہی اور چند طور سے خوف بھی دلاتا ہی پہلا اور دوسرا

فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّیٰطِیْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِیًّا ۝ پہر تمہارے
رب کی قسم ہی کہ ہم انکو اور شیطانون کو جمع کرینگے پہر انکو گہٹنون پر بیٹہے ہوے
جہنم کے کنارے حاضر لائینگے۔ تیسرا ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِیْعَةٍ اَیُّهُمْ
اَشَدُّ عَلَی الرَّحْمٰنِ عِتِیًّا ۝ پہر ہم ہر گروہ مین اُسکو الگ کرینگے جو رحمن کی نافرمانی

جِثِیًّا ساتھ جیم مضموم کے دونو جاتے ہین ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر و شعبہ یعنی ایک دو لغتین ہین ۱۲

عِتِیًّا ساتھ ضم عین کے بہی قراءۃ سابق ۱۲۔

[1] بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۱۔
فَوَرَبِّكَ کی قسم مضاف بجانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو آپکی تعظیم پر دال ہے ۱۲۔
والشیطین بمعنی مع الشیطین واو بمعنی مع ہے۔ یعنے ہر کافر منکر مع شیطان کے ایک زنجیر مین
سلسل حشر کیا جاویگا جیساکہ فرمایا مُقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ ۱۱ جِثِیًّا یہ جمع جاث کی ہی جو فعول پر
جمع ہوتی ہی جیسے قاعد اور قعود اور اصل اسکا جثو و دو واو سے ہی یا جثوی ہی اسلئے کہ جثا علی
رکبتیہ یجثو و یجثی دو لغتین ہین (سراج) اَیُّ موصولہ بمعنی الذی اور صلہ جملہ اسمیہ ہے
جس کا مبتدا محذوف اور اشد خبر (ای هو اشد) اور ایهم کی حرکت بنائی ہی اور ایهم مع اپنے صلہ کے
محل نصب مین مفعول بہ لننزعن کا ہی اور یہی اعراب ظاہر ہے ۱۲

مین زیادہ بڑھا ہوا تھا یعنی پہلے اللہ تعالی اطراف جہنم کے اونکو جمع فرمائیگا۔ پہر جو اون مین
کفر مین سخت اور مضل ہوگا اوسکے لئے عذاب شدید مقرر ہوگا یہ تخصیص شدت
عذاب کیلئے ہوگی نہ نفی عذاب کیلئے اسلئے افعل التفضیل کا صیغہ لاکے فرمایا ہے

ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِیْنَ هُمْ اَوْلٰی بِهَا صِلِیًّا ۝ پہر ہم انکو خوب جانتے ہین
جو جہنم مین گرنیکے زیادہ سزاوار ہین۔ یعنے بعضے کافر جو ضال و مضل ہین اونکا
عذاب بھی دوہرا ہوگا۔ جب اونکو ہر طرح سے آگاہ فرمایا اب انکو متوجہ کرنیکو
غائب سے التفات فرماکر مخاطب ہوتا ہی اور بطور عموم سب کو سمجھاتا ہے۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰی رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِیًّا ۝ اور تم مین سے
ایسا کوئی نہین جو وہان حاضر نہ ہوگا تمہارے رب پر یہ وعدہ لازمی مقرر ہوگیا ہی
یعنے جتنے آدمی ہین سب کا دوزخ پر سے گذرنا خدائے تعالی مقرر کرچکا ہے۔

صِلِیًّا ساتھ ضم صاد کے بہی قراءۃ سابق ۱۲

صِلِیًّا۔ صلی یصلی صلیا مثل مضی الشیء یمضی مضیا قال الجوهری یقال صلیت الرجل نارا اذا ادخلته النار
واردها۔ ورد یرد بالکسر ورودا حضر (صحاح) فقیر کہتا ہی کہ جب وارد کے معنی حاضر کے ہوے تو
کسی کا حضور دخول سے ہوگا جیسے کافر اور بعضے گنہگار اور کسی کا حضور مرور سے جو اتقیا اور جو گنہگار کہ بخشے گئے
کیونکہ قرآن مین انکی شان ہی لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا یعنے دوزخ کی آواز تک نہ سنین گے۔ اخرج ابن ابی
حاتم عن ابی زید قال ورود المسلمین المرور علی الجسر بین ظهریها وورود المشرکین ان یدخلوها
حتم کے معنی وجوب کے ہین یعنے وقوع اوسکا یقینی ہی پس یہ ضرورت اختیاری ہے اور ممنوع
ضرورت اضطراری کیونکہ مذہب اہل سنت ہی کہ کوئی شئے اللہ پر واجب نہین جو کرتا ہی اپنے اختیار سے
کرتا ہے اور کون ہے جو اوس سے مواخذہ کرے ۱۲۔

حدیث[1] مین آیا کہ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا سے وہ پل مراد ہی جو جہنم پر رکھا جائیگا

صحیح بخاری و مسلم مین ابو سعید خدری سے روایت ہی جس کا مختصر یہ ہی کہ پل دوزخ

پر رکھا جائیگا اور شفاعت ہوگی۔ اور (انبیاء) کہینگے اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ

یعنے یا الٰہی انکو سلامتی سے گذار۔ پس بعضے مومن ایک پلک

مارتے مین گذر جائینگے بعضے بجلی کی طرح بعضے ہوا کے مانند بعضے پرندونکی طرح بعضے

تیز گھوڑدون کی طرح بعضے اونٹونکی چال بعض تو صحیح و سالم نجات پائین گے اور

بعضے وہ ہونگے کہ زخمی ہوکر نجات پائین گے اور بعضے دوزخ مین گرادئے جائین گے

یہانتک کہ جب گذرنے والے مسلمان گذر جائینگے۔ پس اوسی ذات کی قسم کہ جسکے

ہاتھ مین میری جان ہی کہ تم مین سے کوئی اپنا حق طلب کرنے مین اسقدر کوشش

---

[1] ابن جریر عن عبد اللہ ابن مسعود (ابن کثیر)

[2] مشکوۃ باب الحوض والشفاعۃ مین صحیحین سے منقول ہی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پل درمیان دوزخ کے رکھا جائیگا اور مین اول اون شخصون مین کا ہونگا کہ رسولون مین سے اپنی امت کو ہمراہ لیکر گذرینگے اور اوس روز سوائے رسولون کے کوئی بات نہ کریگا۔ اور کلام رسولون کا اوس دن اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ ہوگا یعنے یا الٰہی سالم رکھ سالم رکھ اور دوزخ مین آنکڑے مانند کانٹے سعدان کے ہونگے (خار دار گھانس کا نام ہے) مقدار اوسکی بڑائی کی سوائے اللہ کے کوئی نہین جانتا لوگون کو بسبب برے عملون کے اچک لین گے۔ بعضے اونمین سے بسبب برے عمل کے ہلاک ہونگے۔ (وہ کافر ہین) اور بعضے ٹکڑے کئے جائین گے پھر نجات پائین گے (وہ فاسق ہین) الخ

نہین کرتا جس طرح وہ قیامت مین اپنے بھائیون کے لئے جو دوزخ مین ہین۔

اونکے نکالنے مین جناب حق تعالیٰ سے سوال و مطالبہ کرینگے۔ عرض کرین گے کہ

پروردگار یہ ہمارے ساتھ روزہ رکھتے اور نماز پڑھتے اور حج کرتے تھے۔ حکم ہوگا کہ

جنکو تم پہچانتے ہو اونکو نکالو۔ اور آگ اونکی صورتون کو نہ جلاتی ہوگی۔ پھر

بہت سی خلق کو اوس سے نکالینگے پھر حکم ہوگا کہ جس کے دل مین تم مقدار دینار

یا آدھے دینار پاؤ یا دینار بھلائی پاؤ تو اوسکو نکالو آخری حکم ہوگا کہ اگر مقدار

ذرہ کے نیکی ہو تو نکالو پھر وہ بہت سی خلق کو نکالین گے پھر عرض کرینگے کہ پروردگار

ہمنے اہل نیکی کو دوزخ مین نہ چھوڑا اوسوقت اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ فرشتون پیغمبرون

مومنون نے شفاعت کی۔ اور سوائے ارحم الراحمین کے کوئی باقی نہ رہا پھر اللہ تعالیٰ

ایک قبضہ دوزخ والون سے لیگا اور ایسے لوگون کو نکالیگا کہ کبھی کوئی بھلائی

نہ کی تھی یعنے ایمان کے سوا اور کوئی نیکی نہ کی تھی۔ الخ چنانچہ خدائے پاک بھی اوس

ورود کے بعد نجات کا ذکر اس طرح فرماتا ہی ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ

فِيْهَا جِثِيًّا ۝ پھر ہم متقیون کو نجات دینگے اور ظالمون کو اوسی مین اوندھے

گرے ہوئے چھوڑ دینگے۔ بعضے تو اس طرح نجات پائینگے کہ دوزخ کی خبر بھی نہوگی جب[1]

---

[1] اخرج ابن ابی شیبہ وھناد وعبد ابن حمید وغیرھم عن خالد ابن معدان (در)

جنت مین جائینگے تو عرض کرینگے کہ پروردگار تونے ورود نار کا ہم سے وعدہ فرمایا
تھا۔ حکم ہوگا کہ ہان لیکن تم ایسے حال مین گذرے کہ وہ بجھی ہوئی تھی۔ اور بعضونسے
اس طرح مخاطب ہوکے کہیگی[1] جُزْ یَا مُؤْمِنُ فَقَدْ اَطْفَأَ نُوْرُكَ لَهَبِيْ یعنے اے مومن
گذر جا تیرے نور نے میری آگ بجھادی۔ اور بعضے جنکو صرف ایمان کا تقوی تھا
آخر مین وہ بھی نجات پائینگے جس طرح حدیثون مین گذرا اب سوائے کافرونکے
کوئی نہ رہیگا۔ بعد دلائل حشر کے مشرکین کے اوس اعتراض کو بیان فرماتا ہی
جو وہ کہا کرتے تھے کہ اگر حشر ہوا بھی تو ہم ہی اچھے رہینگے جس طرح یہان ہمکو مسلمانون
سے زیادہ دولت وراحت ہی وہان بھی ہوگی۔ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ
قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا
اور جب اون پر ہماری کھلی آیتین پڑھی جاتی ہین تو کافر ایمان والونکو کہتے ہین
کہ دونون فرقون مین کس کا مکان بہتر اور کس کی مجلس عمدہ ہی۔ اونکے جواب
مین فرماتا ہی۔ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ۝ اور ہم

ندیا۔ ندی اور نادی مجلس ہے جمع اندیہ (سراج) اثاثا۔ فراء نے کہا گھر کے سامان کو کہتے ہین
اوسکا واحد نہین۔ ابوزید نے کہا کہ ہر قسم کے مال کو کہتے ہین اوسکا واحد اثاثہ ہے (مختار)
رئیا۔ رویت سے بروزن فعل بمعنی مفعول کے (خفاجی) [1] حکیم ترمذی وطبرانی وابن مردویہ
وخطیب وبیہقی شعب مین یعلی بن امیہ سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (در)

مقاما
ساتھ ضم میم کے ابن کثیر
مصدر میمی اقامت
کے معنی مین ۱۲۔

ریّا
بالتشدید بغیر ہمزہ۔ ہمزہ کو
یا سے بدلکر یا مین ادغام
کرتے ہین قالون و
ابن ذکوان ایک تو
وہی معنی دوسرے
ری سے جو ضد عطش ہے
یعنے نعمتون سے
سیراب تھے ۱۲۔

انسے پہلے ایسی بہتیری امتین ہلاک کرچکے جو اسباب ونمایش مین انسے بہتر تھے
یعنے جس لذت کے بعد اوس سے زیادہ مضرت پہونچنے والی ہو عقلمند اوس کو
کب لذت مین شمار کرتا ہی اور یہ جو تمکو مال ومتاع ملا ہی یہ دلیل رضائے حق نہین
بلکہ امتحان ہی جس طرح فرمان ہی قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ
الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ
فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ۝ (اے پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم) کہدو کہ جو کوئی گمراہی مین پڑا ہی تو رحمن بھی اوسکو ڈھیل دے رہا
جاتا ہی۔ یہانتک کہ جس کا انسے وعدہ کیا گیا اوسکو دیکھین۔ یا عذاب یا قیامت
اوسوقت معلوم کرلینگے کہ کسکا مکان برا ہی اور کس کا لشکر کمزور ہی (یعنے
کس کے مددگار کم ہین) اونھون نے جو کہا تھا کہ ہمارا مکان ومجلس اچھی ہی تو
اوسکے جواب مین فرمایا کہ یہانکا اعتبار نہین۔ انجام کا اعتبار ہی۔ بعد بیان
حال کفار جنھون نے نعمتونکا شکر نہ ادا کیا اب مسلمانون کا حال جنھون نے
باوجود قلت مال اچھے کام کئے بیان فرماتا ہی وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ۝
وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ۝ اور جو راہ پر

فلیمدد۔ امر بمعنی خبر ہے یعنے اللہ تعالی اوسکو اوسکی سرکشی وکفر مین چھوڑ دیگا (سراج)
خیر یعنے اوس سے بہتر ہے جسکو کفار نے بہتر خیال کیا ہی۔ فائدہ خیر، شر گو افعل التفضیل ہین لیکن انکا ہمزہ
بسبب کثرت استعمال کے گر گیا ہان فعل تعجب مین آتا ہے (سراج)

آئے اللہ اونکو اور ہدایت زیادہ کرتا ہی۔ اور رہنے والی نیکیان تمہارے رب کے

نزدیک ثواب وانجام کار مین بہتر ہین۔ جب وہ اپنے علم کے موافق عمل کرتے ہین تو عین الیقین حاصل ہوتا ہی اور عین الیقین کے موافق عمل کرنے سے حق الیقین کا مرتبہ ملتا ہی جس طرح حدیث[1] مین ہی کہ جو شخص اپنے علم کے بموجب عمل کرتا ہی تو اللہ تعالے اون اشیاء کا علم اوسکو عنایت کرتا ہی جو اوسکو نہ معلوم ہون۔ غرض جو شخص جس رنگ مین ہی اوسی رنگ مین ترقی کرتا ہی حسن[2] بصری فرماتے ہین کہ اے ابن آدم تو منزلون مین ہی جو دن یا رات جاتی ہی تو ایک منزل طے کرتا ہی۔ جب منزلین ہو چکین تو اپنے مقام کو پہونچ گیا خواہ وہ جنت ہی یا دوزخ ع

یہ جہان ہی کشتیِ بحرِ فنا	بیٹھے ہین لیکن چلے جاتے ہین ہم

جب خدائے تعالیٰ نے صحتِ حشر پر دلائل بیان فرمادئے۔ پھر منکرین کا شبہ بیان کرکے اوسکا جواب دیا اب جو بطورِ استہزا قیامت کا انکار کرتے تھے اون کا

قول ذکر فرماتا ہی اَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا

کیا تم نے اوسکو دیکھا جو ہماری آیتونکا منکر ہوا۔ اور بولا کہ البتہ مجھے مال واولاد دیجائیگی

شانِ[3] نزول حضرت خباب بن الارت فرماتے ہین کہ مین آہنگر تھا اور میرا

وُلْدًا کے ساتھ بضم واو وسکون لام جمع ہی حمزہ وکسائی اور دوسری قرأت کبھی واحد کبھی جمع کے معنی مین مستعمل ہے

[1] دیکھو تفسیر ہذا صفحہ (۳۴۴) [2] قوت القلوب صفحہ (۱۰۶)
[3] امام احمد وبخاری ومسلم وترمذی وبیہقی دلائل مین وغیرہم (درمنثور)

عاص بن وائل (کافر) پر کچھ قرض تھا مین نے جاکر اوس سے تقاضا کیا تو اوس نے کہا کہ واللہ مین نہین اداکرونگا جب تک کہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کفر نہ کرے۔ مین نے کہا واللہ مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کفر نہ کرون گا یہان تک کہ تو مرے اور پھر اُٹھایا جائے۔ بولا کہ جب مین مرکے پھر اٹھایا جاؤن گا اوسی وقت میرے پاس آئیو اور میرے پاس وہان مال واولاد ہوگی مین تجھے تیرا قرضہ دیدون گا۔ اللہ تعالیٰ نے گذشتہ آیت نازل فرمائی۔ چونکہ اوس کا دعوے دو طرح سے ثابت ہو سکتا تھا۔ یا تو علم غیب سے یا اللہ تعالیٰ سے عہد حاصل کرنے پر اور اوس کو ان دونون مین سے کوئی بات بھی حاصل نہ تھی اس لئے اوس کو اس طرح ملامت فرماتا ہی

اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝

کیا وہ غیب کو جان لیا یا اوس نے رحمٰن سے اقرار لے لیا۔ پھر فرماتا ہے کہ اوس کا دعویٰ غلط ہے بلکہ اوس کے برعکس معاملہ ہوگا اور دنیا مین جو اولاد و مال ہے وہ بھی چھین لیا جائے گا اور حشر مین بجائے مال واولاد ملنے کے اوسکو عذاب گھیر لیگا

كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝

وَنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ۝ ہرگز نہین جو کچھ وہ کہتا ہے ہم لکھ لین گے اور اس کے لئے عذاب بڑہاتے جائین گے۔ اور جو کچھ وہ بتاتا ہے اوسکے مرے بعد ہم لین گے اور وہ ہمارے پاس تنِ تنہا آئے گا۔ جب بیان ہوا کہ حشر مین کافر معذب ہوگا لیکن موجبِ عذاب عبادتِ اصنام ہے اسلئے اوس کا رد فرماتا ہے

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ۝ۙ

كَلَّا ؕ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝ ع ۵ ۱۵ ۸

اور (مشرکون نے) اللہ کے سوا معبود بنا رکھے ہین تا کہ وہ اون کے مددگار بنین ہرگز نہین وہ[1] تو اون کی عبادت کے منکر ہوجاینگے اور اون کے مخالف بنجائین گے ع چون از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت

نَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ۔ قال ابن عباس ماله و ولده اخرجه ابن المنذر و ابن حاتم (در) ۱۲

كَلَّا۔ حرف ردع و زجر ہی یعنے جھڑکنا اور ہر جگہہ یہ معنی لے سکتے ہین۔ خلیل و سیبویہ کا یہی مذہب ہی اور بھی مذاہب ہین قرآن مجید کے نصف اول مین یہ کلمہ نہین حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہا کی والدہ بی بی اسمار رضی اللہ عنہا نے حجاج بن یوسف ظالم کو اس طرح بد دعا دی تھی۔ کہ جیسے خدا نے لفظ کلا کو نصف اول قرآن سے دور رکہا ہی اسی طرح تجھے اپنی رحمت سے دور رکھے ۱۲

[1] اون الہہ سے مراد ملائکہ وغیرہ ہے لیکن اون پر ضمیر عقلا کا اطلاق ہوا ہے۔ یا اصنام مین قوت نطق پیدا فرمائیگا جیسے ہاتھ پاؤن گویا ہون گے پھر ایسے وقت مین عقلا کا اطلاق اون پر ہوسکتا ہے یا دونون سے بھی عام لیا جائے (خفاجی)

جب بیان ہوا کہ معبودِ باطل اپنے عابدون کے دشمن اور مخالف ہون گے اسکا سبب یہی تھا کہ وہ لوگ شیاطین اعداءِ الٰہی کے مطیع ہوگئے تھے جسطرح حضرت کو مخاطب ہو کے اونکا حال بیان فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ اَنَّاۤ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ۝ۙ کیا تم نہین دیکھتے کہ ہم شیاطین کو کافرون پر چھوڑ رکھا ہے وہ اونکو خوب اُبھارتے رہتے ہین یعنے نہ فرشتہ نہ عقل و نقل کوئی شے اونکو مانع نہین ہوتی اور شیطان صرف بہکاتا ہے مجبور نہین کرسکتا۔ اور اگرچہ یہ اونکا کفر مقتضی تعجیل عذاب کا ہے لیکن ہم جلدی اسلئے نہین کرتے کہ تا اون کو مجبورًا ایمان لانا نہ پڑے فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ۝ۚ پس اونپر جلدی نہ کرو ہم اون کی مدت گن رہے ہین فقیر کہتا ہے کہ جب خدا کی شان مین یا دین کے متعلق کافرون سے کوئی گستاخی و بے ادبی ہوتی تو غیرتِ نبوی جوش مین آتی اور اونکی خرابی چاہتی تو حکم ہوتا جلدی نہ کرو جسطرح یہان حکم ہوا اور جب حد سے گستاخی بڑھ جاتی تو ہلاک ہوجاتے۔ جسطرح صحیح بخاری مین ہے کہ جب حضرت سجدہ مین گئے کافرون نے

اَزًّا۔ الازّ والازیز والاستفزاز اخوات معناها التحریك والتهییج وشدة الازعاج یعنے ہر طرح سے اغوا کی جنبش دیتے ہین۔ آخرجا ابن المنذر و ابن ابی حاتم عن ابن عباس قال تغویہم اغواء (در)۔

آپ کے دونون شانون کے درمیان اونٹ کا شکنبہ[1] یعنی کوٹھہ رکھدیا
تھا حضرت آوسی حال مین تھے کہ حضرت فاطمۂ زہرا نے آکر پشت مبارک
سے اوسکو نکالا اور اون بدبختون کو برا کہا جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
نماز تمام کی اون کافرون کے لئے بد دعا کی اور چند آدمی ابو جہل وغیرہ کا
خاص طور سے نام لیا اور جن جن کا آپ نے نام لیا تھا وہ بدر مین ہلاک
ہوے اور وہان کی باؤلی مین ڈالدئے گئے۔ ۵

حلمِ حق با تو مواساہا کند	چون تو از حد بگذری رسوا کند

اور جب رحمتِ دو عالم کو کوئی تکلیف پہونچتی تو غیرتِ خداوندی جوش مین آتی
اور اپنے حبیبِ اعظم صلے اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوتا کہ ہم سبکو ہلاک کردیتے
ہین تو آپ اوسوقت تاخیر کے لئے سوال کرتے عجب راز و نیاز ہوتے ۵

میان عاشق و معشوق رمزیست	کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

[1] جلد دوم مدارج النبوت صفحہ ۵ مین حضرت امام ربانی فرماتے مین کہ علما اس حدیث مین بحث
کرتے ہین کہ حضرت باوجود نجاست پہونچنے کے کسطرح نماز کی حالت مین رہے۔ بعضے کہتے ہین کہ
اثنائے نماز مین نجاست کا لگ جانا صحتِ نماز کا مانع نہین اور بعضے کہتے ہین کہ شکنبہ جانور کل
لحمہ نجس نہین ہے (یہی مذہب حنابلہ کا ہے) اور حضرت سے اعادہ کرنے مین بھی
کلام ہے کیونکہ اعادہ کرنا نقل نہین کیا گیا مختصراً۔

جسطرح روایت ہے کہ جب آپ طائف کو دعوتِ قوم کے لئے تشریف
لے گئے اون لوگون نے انکار کیا اور طرح طرح کی تکلیف دی اور اسقدر
پتھر مارے کہ آپ کے قدوم مبارک خون آلودہ ہو گئے چنانچہ صحیح بخاری
و مسلم مین اسطرح حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ
آپ نے حضرت سے پوچھا کہ روزِ اُحد سے سخت تر کوئی روز آپ پر گذرا
ہے فرمایا کہ اُسدن جب مجھے بہت تکلیف پہونچی جسدن عبد یا لیل کو مین نے
دعوت دی تھی۔ اوس نے قبول نہ کیا اور مین وہان سے مغموم پلٹا اور
مجھے غم سے افاقہ نہ ہوا مگر قرن ثعالب مین جب مین سر اوٹھایا یکایک ابر کا
ٹکڑا ہے جو مجھ پر سایہ کیا ہوا ہے۔ دیکھا تو جبرئیل نظر پڑے اور مجھے پکار کر
اسطرح کہنے لگے کہ اللہ تعالے نے آپ کے قوم کا کلام اور جس طرح
آپ کی بات کو رد کرتے ہین سنا اور اب ملک الجبال کو (یعنے اوس
فرشتہ کو جس کے حوالے پہاڑ ہین) بھیجا ہے تا آپ جو چاہین اوسکو حکم
کرین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اُس فرشتہ نے مجھے
پکارا اور سلام کیا اور کہا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ نے آپ کی
قوم کی گفتگو اور رد و قدح سنا اور مین ملک الجبال ہون مجھے اسلئے

آپ کے رب نے بھجوایا ہے تا آپ کا جو حکم ہو فرمائین اگر آپ چاہتے ہین تو ان اخشبین (یعنی دو پہاڑون) کو اون پر ملا دون نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ نہین چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہون کہ اللہ تعالے ان کے اصلاب مین سے ایسی لوگون کو پیدا کرے جو اوس وحدہٗ لاشریک لہ کی عبادت کرین ایک روایت مین ہے کہ ملک الجبال نے کہا اَنْتَ کَمَا سَمَّاکَ رَبُّکَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ۔ یعنے جس طرح آپ کے رب نے آپکا نام رؤف رحیم رکھا ہے آپ اوسیطرح ہو۔

جب یہ بیان ہوا کہ ہم[1] اونکی ہر شئے کی گنتی کر رہے ہین یہان تک کہ دمون اور انفاس کی جب انفاس منقطع ہوے دوسرا ہی عالم ہے

یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۵ جس دن کہ ہم پرہیزگارون کو رحمن کی طرف مہمان بنا کے جمع کرین گے ابن عباس نے فرمایا سوار ہو کر

لہ اہم المنتہی ۵ منہ ۱۲

[1] اخرج عبد بن حمید عن ابی جعفر محمد ابن علی فی قولہ اِنَّمَا نَعُدُّ لَھُمْ عَدًّا قال کل شئ حتی النفس ونحوہ عن ابن عباس اخرج ابن المنذر وابن ابی حاتم (در) اَلْوَفْدُ جمع وافد کالرکب جمع راکب یقال وفد یفد وفدًا اذا خرج الی ملک او امر خطیر (صحاح) اخرج ابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم والبیہقی فی البعث عن ابن عباس وفدًا قال رکبانًا (در) بعضون نے کہا قبرون سے نکلتے ہی سوار ہو جائین گے اور بعضون نے کہا موقف سے چلتے وقت غرض دونون قولون کی بنا پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ درجنت پر پہونچنے تک سوار رہین گے۔ ۱۲

چونکہ مہمان کی ہمیشہ تعظیم ہوا کرتی ہے اسلئے رحمان کے مہمانون کی بھی بڑی کر و فر سے سواری نکلیگی یہ سوار ہو کے جاتے کہان ہین اوسی رحم فرما کے پاس کیونکہ متقیونکا مقصود بھی تو وہی تھا۔ لیکن وہ دور کب تھا جو یہ پاس جا رہے ہین ہان بات یہ ہے کہ قفس جسم خاکی توڑا۔ دار فنا چھوٹا۔ باقی کی تلاش مین دار بقا مین آ نکلے ہین۔ اب سراسر جان ہو کے جان جانان سے ملاقات کرتے ہین۔

بعد حشر متقیون کے مجرمین کا حال ہے **وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ وِرْدًا ۵**

اور ہم گنہگارون کو جہنم کے جانب پیاسے ہانکین گے جنھون نے دنیا مین کبھی خدا کے لئے بھوک پیاس کی برداشت نہ کی نہ اوس کے دیدار کے تشنہ ہوے آج وہ سب مجرم پیاسے بری حالت سے جہنم کی طرف ہانکے جاتے ہین۔ اسطرح پیاس بجھتی ہی **بعد** سماعت اس حال خراب کے یہ خیال ہوتا ہے کہ کوئی نہ کوئی اسوقت انکی مدد کرے اور خدا کی جناب مین سفارش کرتے تا یہ رہائی پائین حکم ہوتا ہے۔ **لَا یَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ**

السوق۔ الحث علی السیر۔ والورد العطاش قالہ الاخفش وحقیقۃ الورد المسیر الی الماء واخرج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والبیہقی فی البعث عن ابن عباس وردًا قال عطاشًا (در)

لا یملکون الشفاعۃ ای فلیس لھم والظاھر ان المراد شفاعتھم لغیرھم او شفاعۃ غیرھم لھم (کبیر) شفاعت کا پورا بیان تفسیر ہذا صفحہ ۸۲ سے صفحہ ۱۰۰ تک دیکھو۔ ۱۲

عَهْدًا ۘ وہ شفاعت کے مالک نہ ہونگے مگر وہ شخص کہ جس نے رحمن سے

قرار لے لیا اسمین دو وجہ ہین اول یہ کہ کوئی شفاعت نہین کرسکتا مگر وہ کہ جس نے

اللہ تعالےٰ سے عہد لیا ہو اور عہد یہ ہے کہ متقی پرہیزگار اس لایق ہوگیا ہو کہ غیر کی

شفاعت کرے اور شفاعتِ عظمیٰ تو اوسی کے لئے اور اول شافع وہی بادشاہ

ہے جسکو دنیا ہی مین وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى سے اذن مل چکا اِنّا

ـــــــــ

سلہ عہد کے انواع ہین۔ اور عہدِ ایمان تو سب مسلمانون کو شامل ہے پس وہ شخص کافرون کی طرح ابدالآباد دوزخ مین نہین رہ سکتا۔ چنانچہ ابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم وبیہقی اسماء وصفات مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی عہد یہ کہ شہادت دے کہ لا الٰہ الا اللہ یعنے سوائے اللہ کے کوئی الٰہ نہین اور سب طاقت وقوت سے بیزار ہو کر اللہ تعالےٰ ہی کی طرف رجوع کرے اور اوسی سے امید رکھے اور ابن منذر نے ابن جریج سے اس آیت کی تفسیر روایت کی کہ مومنین اوسدن ایک دوسرون کے شفیع ہون گے۔ ابن ابی شیبہ نے مقاتل ابن حیان سے اسطرح تفسیر کی کہ عہد سے نکوکاری مراد ہے۔ ابن ابی شیبہ وابن ابی حاتم وطبرانی وحاکم اور تصحیح بھی کی اور ابن مردویہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپنے پڑھا اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ قیامت کے روز فرمائیگا کہ جسکے واسطے اللہ تعالےٰ کے نزدیک عہد ہو وہ کھڑا ہوجاوے۔ پس وہی کھڑا ہوگا جس نے دنیا مین اسطرح کہا ہو۔ تم بھی کہو۔ اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اِنِّيْ اَعْهَدُ اِلَيْكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اَنَّكَ اِنْ تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ تُقَرِّبُنِيْ مِنَ الشَّرِّ وَتُبَاعِدُنِيْ مِنَ الْخَيْرِ وَاِنِّيْ لَا اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاجْعَلْهُ لِيْ عِنْدَكَ عَهْدًا تُؤَدِّيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔ ترجمہ اے میرے رب پیدا کرنے والے آسمانون اور زمین کے جاننے والے غائب وظاہر کے سو مین تیری طرف اس حیاتِ دنیا مین عہد رکھتا ہون کہ اگر تو نے مجھے میرے نفس کے سپرد کیا تو وہ مجھے برائی سے قریب کردیگا اور بھلائی سے دور کردیگا اور مین تو تیری ہی رحمت پر بھروسا کرتا ہون سو میرے لئے اوسکو اپنے یہان ایک عہد کردے کہ قیامت کے روز تو مجھے اوسکو ادا کردے اور تو وعدہ کا خلاف نہین فرماتا۔ حکیم ترمذی نے بھی مرفوعًا اسکے قریب روایت کی لیکن اوسمین ہر نماز کے بعد پڑہنا ہے۔ اور طاؤس نے حکم فرمایا تھا کہ ان کلمات کو اون کے کفن مین لکھنا پھر وہ لکھے گئے (مختصرًا در منثور)

سَلْ رِضْوَانَكَ فِيْ اُمَّتِكَ وَلَا تَسُوْءُ كے اقرار لے لیا جس نے شفَاعَتِيْ

لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِيْ فرمایا ہے۔ اُوْتِيْتُ الشَّفَاعَةَ جس کا مقولہ ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ۔ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ۔ وجہ دوم یہ کہ یعنی شفاعت کئے گئے کیسی کی

شفاعت نہین کرسکتے ہین سوائے اوسکے جس نے اللہ تعالےٰ کے نزدیک عہد

حاصل کیا ہو یعنے مسلمان ہوا ہو۔ بعد ردِ عابدین اصنام کے پھر اونکا رد بیان فرماتا

ہے جو اوس کے لئے اولاد ثابت کرتے ہین۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ؕ

لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ۙ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ

تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۙ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۚ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ؕ

اور بولے کہ رحمن اولاد رکھتا ہے (خدا نے فرمایا) البتہ تم بھاری بات بنالائے

کہ جس سے ابھی آسمان پھٹ جائین اور زمین شق ہوجائے اور پہاڑ ٹکڑی ٹکڑے

ـــــــــ

اِدًّا۔ الاد الداھیۃ والامر الفظیع یقال ادت فلانا الداھیۃ اذا دھتہ قالہ الجوھری۔

التفطر والانفطار۔ التشقق۔ اخرج ابن المنذر عن مجاھد قال الانفطار الانشقاق (در)

تخر۔ ای تسقط وتنھدم۔ ھدا۔ ای ھدما قال الجوھری ھذا البناء یھدہ ھدا کسرہ

ضعضعہ وھدتہ المصیبۃ اوھنت رکنہ وانھد الجبل ای انکسر والھدۃ صوت وقع الحائط

کما قال ابن الاعرابی۔ دعوا والدعاء بمعنے التسمیہ ای سموا للرحمن ولد

وبمعنے النسبۃ ای نسبوا لہ ولدا۔ ۱۲

ہو کر گر پڑین۔ یہ کہ رحمٰن کے لئے فرزند ثابت کیا۔ حالانکہ رحمٰن کے لایق ہی
نہین کہ بیٹا بنائے یعنے کوئی اوسکی اولاد نہین بلکہ سب اوسکے بندے ہین
اسلئے فرمایا اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ؕ لَقَدْ
اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ؕ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝ آسمان و
زمین مین کوئی نہین جو رحمٰن کے پاس بندہ ہو کر نہ آئے۔ البتہ انکو گھیر لیا اور
انکی گنتی گن رکھی ہے۔ اور ہر ایک ان مین سے قیامت کے دن تنہا آئے گا۔
اس تنہائی مین بھی اللہ والون کے ساتھ اوسکی محبت ہے جسطرح فرماتا ہی اِنَّ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝ بیشک جو ایمان لائے
اور نیک عمل کئے اون کے لئے رحمٰن محبت عطا فرمائیگا یعنے اون کو خود بھی
محبت فرماتا اور نیک بندون کے دلون مین اونکی محبت ڈالدیتا ہے
جس طرح احادیث[1] صحیحہ مین آیا ہے پھر تعظیم قرآن کا ذکر ہے خصوص اس

نصف

[1] امام بخاری و مسلم و ترمذی و بیہقی اسماء و صفات مین اور عبد ابن حمید وغیرہم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے جب کسی بندہ کو محبوب فرماتا ہے تو جبریل کو فرماتا ہے کہ اے جبریل مین فلان بندہ کو دوست رکھتا ہون تو بھی اوسکو دوست رکھ پھر آسمان والون مین جبریل ندا فرماتے ہین۔ پھر اوسکی محبت زمین والون مین پھیل جاتی ہے جس طرح کہ اللہ تعالے نے فرمایا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔ اور جب

سورۂ مبارک کا جس مین توحید و نبوت و بیان حال منکرین ہے جس طرح کہ
فرمایا فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ۝ ای
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ہم نے قرآن کو تمھاری زبان مین اسلئے آسان کیا کہ تم
اوس سے پرہیزگارون کو خوشی سنائین اور جھگڑالو قوم کو ڈرائین اگر اسپر بھی نہین
ڈرتے تو اگلون کو غور کرو کہ اونکا کیا حال ہوا نہ اونکا جسم نظر آتا ہی نہ اونکی آواز
سنائی دیتی ہے چنانچہ اس سورہ کو اس انتہا درجہ کی نصیحت پر ختم فرماتا ہے۔
وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۝

لِتُبَشِّرَ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۸۸) اللہ تعالے کسی شخص کو مبغوض فرماتا ہی تو جبریل کو فرماتا ہی کہ مین فلان بندہ کو مبغوض رکھتا ہون پھر تمام آسمان والے انہیں پکار دیتا ہی پھر اوسکی دشمنی زمین والون مین پھیل جاتی ہے۔ امام احمد اور حکیم ترمذی نے بھی اسی کے قریب قریب ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی (درمنثور) ابن ابی حاتم نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ایکشخص نے دل مین کہا کہ واللہ مین ایسی عبادت اللہ تعالی کی کرونگا کہ میرا نام ہو پس جن اوقات مین کہ نماز ہو سکتی ہے جب دیکھا جاتا تو وہ نماز ہی مین کھڑا ہوتا اور مسجد مین سب سے اول داخل ہوتا اور سب سے آخر مین نکلتا مگر اوس سے اوسکی کچھ تعظیم نہوی اور جب کسی قوم پر گذر اسکا ہوتا تو لوگ کہتے کہ دیکھو ریاکار جاتا ہی پس وہ اپنی نفس سے مخاطب ہوا اور کہا کہ تیری اس عبادت سے کچھ بھی نہ ہوا کہ لوگ تجھی برائی سے ہی یاد کرتے ہین اب مین اپنے تمام اعمال خالص اللہ کے لئے ہی کرونگا پس اوس نے صرف نیت بدلدی اور طاعت مین کچھ زیادتی نکی پھر اوس کے بعد جس قوم پر گذرتا تھا تو لوگ کہتے تھے کہ اللہ تعالے اسپر رحم کرے کہ اب اچھا ہو گیا۔ اور حسن بصری نے یہ آیت پڑہی (ابن کثیر)

وُدًّا۔ وَدِدْتُ الرجلَ بالکسر وُدًّا بالضم احببتہ والوُدّ بضم الواو وفتحها وکسرها المودۃ والود ودّ المحب (مختار) لُدًّا۔ اخرج ابن المنذر وابن ابی حاتم عن الضحاك لُدًّا قال خصماء واخرج عبد الرزاق عن قتادۃ لُدًّا قال جدلا بالباطل (در) قومٌ لُدٌّ والَدّ خصمه من باب ردّ فهو لادٌّ ولَدُوْدٌ بالفتح (مختار)۔
رِكْزًا۔ الركز الصوت الخفی ومنه ركز الرمح اذا غيب طرفه فی الارض والركاز

اور ہم نے ان سے پہلے کتنے گروہ ہلاک کر چلے۔ کیا اون مین سے کسی کو بھی تم دیکھتے ہو یا اون کی آہٹ سنتے ہو یعنے اون مین سے کسی کا نام و نشان بھی باقی نہین رہا۔ پھر تم اے لوگو کیون خوابِ غفلت مین سو رہے ہو تمھارا بھی تو یہی حال ہونیوالا ہے۔ ے

اے دوستو پکار رہی ہے زمینِ گور
اس گھر مین تم رہے تو وہ گھر کسکے واسطے

کیون اوس سے علاقہ نہین پیدا کر لیتے جس کے سامنے تم کو آخر جانا ہے۔ تخلیق ے

اوسی کے ہو رہو اے دل جو مالکِ الٰہی
ہر اک امیر کی چوکھٹ پہ سر رکھا ظالم

دوئی کے جھگڑے مین دیکھو ضرر یہ کسکا ہی
ذرا تو سوچ لے یہ سر کہ سر یہ کسکا ہی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۸۹ المال المخفی دفین اہل الجاہلیہ ۱۲۔ اخرج عبد الرزاق وعبد بن حمید عن قتادۃ فی الآیۃ قال ہل تری عینا او تسمع صوتا (در)۔

سُورَۂ طٰہٰ

مکی ہے اور اس مین ایکسو پینتیس ۱۳۵ آیتین ہین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔

طٰہٰ یہ حروفِ مقطعات متشابہات ہین یا کلمہ[۱] مفسر معنی مین یا رجل کے ہے آنحضرت[۲] صلے اللہ علیہ وسلم جب نماز کو کھڑے ہوتے تو

طٰہٰ بطور اشارہ کے یہ بھی معنے ہین کہ ط کے نو عدد ہین اور ہ کے پانچ کل چودہ ۱۴ ہوے۔ طٰہٰ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نام ہے یعنے اے چودہوین رات کے چاند اتنی مشقت نہ اوٹھاؤ۔ ۱۲

[۱] اخرج ابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ عن ابن عباس فی قولہ طٰہٰ قال یا رجل (در)

[۲] عبد بن حمید وابن منذر (در) اور حضرت قاضی عیاض شفا صفحہ (۳۳) مین اپنے اسناد در عبد ابن حمید کی تفسیر سے مسندًا ربیع ابن انس سے روایت کی چنانچہ بعضون نے کہا کہ وہ وطی سے امر ہے اور ھا ضمیر ہے راجع طرف زمین کے یعنے دونون قدمون سے زمین پر اعتماد کرو اور ایک ہی قدم پر

ایک ؎ پاؤن پر قیام کرتے اور دوسرا اوٹھا لیتے پس اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا

طٰہٰ یعنے طَاِ الْاَرْضَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنے دونون

پاؤن سے زمین کو روندو ای محمد صلے اللہ علیہ وسلم مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹۱ - اعتماد کرکے اپنے نفس کو تکلیف نہ دو اور آخر مین یہ بھی لکھا کہ اس مین خوبی معاملہ اور عمدہ اکرام جسقدر ہے وہ ظاہر ہے اور یہ بھی لکھا کہ بعضون نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نامون مین سے ایک نام ہے -

؎ یعنے کبھی داہنین کبھی بائین پر - ۱۲

حضرت شیخ ابن عربی فرماتے ہین - طٰہٰ طا اشارہ بطاہر اور ہا اشارہ بہادی - بات یہ تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عین رحمت ہونے سے اپنی قوم پر تاسف و ترحم کرتے اور اس غم مین اپنی جان ہلاک کرتے کہ اون مین قرآن مجید کا اثر نہین ہوتا ہے پس راتون کو عبادت و قیام مین صبح کر دیتے اور نماز مین قایم رہتے یہانتک کہ آپ کے قدم مبارک ورم کر گئے تو اللہ تعالےٰ نے خبر دی کہ ان لوگون کا ایمان نہ لانا کچھ تمھاری جہت سے نہین ہے کہ تمھاری نصیحت وعظ مین تاثیر نہ ہو بلکہ یہ اونھین کی جہت سے ہے کہ اونکا حجاب سخت ہے اور اونکی قساوت اور تاریکی نے اونکی استعداد باطل کر دی ہے پس وساوس اون مین تاثیر کرتے ہین اور وحی تاثیر نہین کرتی اور یہ وجہ بالکل نہین ہے کہ تمھارے صفات نفس سے کچھ باقی ہے اور تم مین انانیت اور قصور ہدایت موجود ہے پس اپنے نفس کو تعب مین مت ڈالو پس اللہ تعالےٰ نے دو نامون سے ندا فرمائی کہ یا طاہر یعنے کسی نفس سے ملوث نہین بلکہ طاہر ہے اور یا ہادی تمھارے مین ہدایت کی لیاقت پوری ہے اور بحمد اللہ کہ تم کامل مکمل ہو اور تمھاری ہدایت سے اون کو راہ نہ حاصل ہونا اسوجہ سے ہے کہ اون مین قساوت شدید موجود ہے اور یہ تنزیل تذکرہ اہل خشیت کے واسطے ہے اور خشیت نرمیِ قلب ہے اور قساوت اوسکی ضد ہے اور تاثیر کے واسطے خشیت شرط ہے پس اون کو ہدایت نہ ہوئی یعنے تنزیل اس سے ہے جو متصف بجمیع صفات جمالیہ و جلالیہ ہے اور تمھاری ذات کو بھی جمیع سے نصیب ہے ورنہ

لِتَشْقٰٓی ۙ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰی ۙ تَنْزِیْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰی ۙ

(اے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم) ہم نے تم پر قرآن اسلئے نہین اوتارا کہ تم مشقت

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹۲ - تم سے اوس کے قبول و تحمل کا امکان نہ ہوتا کیونکہ اثر کے واسطے مناسبت موثر ضرور ہے جیسے مناسبت مصدر ضرور ہے پس جب مصدر الوحی ذات مستجمع جمیع صفات و اسماء حسنے ہے تو مورد جو تمھاری ذات ہے وہ بھی موصوف بصفات ہے پس جب اللہ تعالےٰ نے آسمانون کو اور زمین کو یعنے عالم ارواح و عالم اجسام کو پیدا کرکے حجاب اپنے جلال کا اور پردہ اپنے جمال کا کر دیا ایسی ہی تمکو تمھارے طبقات غیوب یعنے نورخانیت و مراتب کمال کو زمین بدن سے مستور کر دیا کہ عوام نہین دیکھ سکتے ہین - جیسے کل کے وجود پر بصفت ظہور رحمانیت مستوی ہوا کہ جمیع موجودات کو اوس سے فیض ہے یونہی تمھارے قلب کے عرش پر جمیع صفات سے ظہور فرمایا ہے اور تمھارے قلب سے فیض تمام مخلوقات کو ہے اسی واسطے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمام عالمین کے لئے رحمت ہین اور نبوت آپکی تمام خلایق کے واسطے عام ہے پس استویٰ کے معنی یہان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب پر ظہور سوی ہے اور ظہور سوی یعنی تام و کمال اسواسطے کہ سواے آپ کے کسی مظہر مین یہ ظہور تام و کمال نہین ہوا اور یہ سوائے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی اور پر صادق نہین ہے اور اسی وجہ سے آپ کے واسطے سایہ نہین تھا اسلئے کہ صفات حق عزوجل کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین ایسا کوئی بقیہ صفات بشری کا نہ رہا تھا کہ جس کو یہ کہا جائے کہ بعد فنا کے باقی بصفت حق نہین ہوئے - حاصل یہ کہ تنزیل موصوف مصدر مستجمع صفات سے بجمیع صفات موصوف ہو کر مورد جامع صفات کمالات پر نازل ہوا اور یہ استجماع کمالات کسی اور نبی و بشر مین نہین ہوا ہے مترجم کہتا ہے چونکہ مواہب وغیرہ مین احادیث ہین کہ عرش اعظم بھی حضرت ہی کے نور سے پیدا ہوا ہے اس سے شیخ اکبر نے حقیقی عرش قلب مصطفوی کو ٹھہرایا اور عرش اعظم کو حضرت کا ہی ایک پرتو سمجھنا چاہیئے ۱۲

لتشقی - الشقاء قد یجیٔ بمعنی التعب کما انہ یجیٔ بمعنی الخیبۃ - تذکرۃ - الاستثناء منقطع لان التذکیر لیس من جنس التعب - تنزیلا نصب باضمار فعلہ و بیخشیٰ او علی المدح (بیضاوی)

واسطے مصطفیٰ [illegible]

اوٹھاؤ۔ مگر اوس کو نصیحت کرنے کے لئے جو ڈرتا ہے اوسکا اوتارا ہوا ہی جسنے
زمین اور بلند آسمانون کو پیدا کیا۔ یعنے اوسکا کلام ہے جو زمین و آسمان کا خالق
ہے تو اب جس قدر سمجھ مین آئے سمجھنا اور جو سمجھ سے پرے ہو تو علماء راسخین
کے لئے اٰمَنَّا بِمُرَادِ اللّٰہِ وَبِمَا جَآءَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ کہکے چھوڑ دینا چاہئے
اوسی متشابہ سے ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی ہے رحمٰن عرش پر
مستوی ہوا۔ معالم مین لکھا ہے کہ اہلِ سنت کا مذہب ہے کہ عرش پر استواء
اللہ تعالےٰ کے صفات مین سے ایک صفت بدون کیفیت کے ہے تو
آدمی کو اوسپر ایمان لانا واجب ہے اور اوسکا علم اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے
امامِ مالک سے منقول ہے کہ استوار کا مفہوم معلوم اور کیفیت مجہول اور
اوسپر ایمان لانا واجب اور کیفیت سے سوال کرنا بدعت ہی۔ امامِ احمد بن
حنبل فرماتے ہین لَا یُوْصَفُ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَّا بِمَا وَصَفَ بِہٖ نَفْسَہٗ اَوْ
وَصَفَہٗ بِہٖ رَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یَتَجَاوَزُ الْقُرْاٰنَ
وَالْحَدِیْثَ الخ جب عرشِ اعظم کا ذکر ہوا جو سب سے اوپر ہے اب جو کچھ اوسکے

سلہ اللہ تعالےٰ کو اوسی سے موصوف کرنا چاہئے جس طرح اوس نے اپنی ذات کا وصف بیان فرمایا
ہے یا اوس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس طرح وصف بیان فرمایا۔ ہم قرآن و حدیث
سے آگے نہ بڑہین گے الخ اسی سلئے متشابہ کلمے مین کہ تاویل نہ کرنا چاہئے اور اشعریہ تاویل کو جائز

نیچے ہے سب پر اپنی قدرت ثابت فرماتا ہے لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی
الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَہُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی ۝ اوسیکا ہے جو کچھ آسمانون مین اور
جو کچھ زمین مین ہے اور جو کچھ اُن دونون کے بیچ مین ہے اور جو کچھ تحت ثرے
مین ہے۔ بعد ثبوت قدرت کے علم کو ثابت فرماتا ہے وَاِنْ تَجْہَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّہٗ
یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی ۝ اور اگر تم پکار کر بات کرو تو وہ تو چھپے بھید اور اوس سے بھی
زیادہ مخفی کو جانتا ہے۔ یعنی جہر اوسکے سنانے کے لئے نہین بلکہ دوسری غرض سے ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹۴) رکھتے ہین۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی اپنے عقیدہ
مین ان دونو کا فیصلہ اسطرح فرماتے ہین کہ اے بھائی حنبلی تیرا بھائی اشعری جو تاویل کی طرف جاتا ہے
تو اسی خیال سے کہ کہین کوئی تشبیہ و تمثیل نہ سمجھ جائے۔ اگر مجرد استوار مان لیا جاتا اور خوف تشبیہ نہ ہوتا تو وہ کیون
تاویل کرتا۔ اور اے بھائی اشعری تیرا بھائی حنبلی نفی و تعطیل سے خوف کرتا ہے اور استوار کے معنی پر مبالغہ کرتا ہی اور
اڑا ہوا ہے جس سے شبہہ استقرار کا ہوتا ہے اب تم دونو باہم مصالحت کر لو۔ حنبلی کو چاہئے کہ اوس مخفی استقرار کو
جانے نہ دے اور استوار کو بحال رکھے۔ اور اشعری کو چاہئے کہ خوف تشبیہ سے آرام پائے اور تاویل پر نہ اڑے۔
مجرد استوار کا اقرار کرنا اوسکو کچھہ ضرر نہ دیگا۔ اب تم دونون مل کر کہو کہ اثبات بے تشبیہ اور نفی بے
تعطیل ہے۔ ہم اوس پر ایمان لاتے ہین جو کچھہ اللہ تعالےٰ نے فرما کر اوس سے ارادہ کیا۔ اور
جو کچھہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما کر اوس سے ارادہ کیا۔ ۱۲

مَا تَحْتَ الثَّرٰی۔ قال محمد بن کعب ای ما تحت الارض
السابعۃ۔ (ابن کثیر)
وفی اللغۃ التراب الندی فیحتمل ان تکون تحتہ شیٔ علی اختلاف الروایات کبر
السر۔ ما اسرہ ابن آدم فی نفسہ واخفی ما خفی عنہ مما ہو فاعلہ اخرجہ ابن المنذر وابن ابی حاتم
والبیہقی عن ابن عباس (در)

جیسے ذکر کا نفس مین رسوخ ہونا اور غیر کا خیال نہ آنا وسوسات کا دفع کرنا۔ خدا کی طرف عاجزی سے گڑگڑانا شوق اور عشق کو بڑھانا غیروں کو ہشیار کرنا۔ جہان تک آواز پہونچتی ہے برکات کا پھیلانا۔ اور اون سب کو شاہد رکھنا ہے اور چونکہ مقابلہ مین اعدا کفار کے صحابہ بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے اور سب سے بڑے دشمن تو نفس و شیطان ہین اسی لئے صوفیہ ذکر جہر کی تعلیم کرتے ہین تاوہ دونون دفع ہون اور اللہ کے نام کی اونپر ہیبت طاری ہو۔ **بعد** ذکر صفات کے اپنی ذات پاک کی توحید بیان فرماتا ہے۔

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی۔ اللہ کہ جس کے سوا کوئی معبود نہین اسکے سب نام بہت ہی اچھے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے کے ننانوے ۹۹ نام ہین جو اون کو گھیر لیا بخاری مین ہے کہ حفظ کیا جنت مین داخل ہوا

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ

ل بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ اور حاکم اپنی مستدرک مین اور ابن حبان اپنی صحیح مین (حصن حصین)۔

ل ترمذی و ابن ماجہ و حاکم و ابن حبان بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (حرز)

اللہ یہ اسم ذات تمام صفات کاملہ کا جامع ہے امام غزالی فرماتے ہین اس نام مین اشتقاق و صرف بتانا بیکار و تکلف ہے۔ اور اللہ کے سب نام اس اسم کی طرف مضاف ہوتے اور یہ اون مین سے کسی کی طرف مضاف نہین ہوتا۔ جیسے کہا جاسکتا ہے کہ رحیم و کریم وغیرہ اللہ کے نام ہین اور نہین کہہ سکتے کہ اللہ رحیم کا نام ہے۔ **القدوس** فعول للمبالغة من القدس وهو النزاهة عما يوجب نقصا **السلام** اى ذو السلامة من كل آفة مصدر وصف به مبالغة مشتق كرجل عدل فكانه عين السلامة وقيل معناه بدو منه السلام

اَلْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ الْحَلِيْمُ الْعَظِيْمُ الْغَفُوْرُ الشَّكُوْرُ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ الْحَفِيْظُ الْمُقِيْتُ الْحَسِيْبُ الْجَلِيْلُ الْكَرِيْمُ الرَّقِيْبُ الْمُجِيْبُ الْوَاسِعُ الْحَكِيْمُ الْوَدُوْدُ الْمَجِيْدُ الْبَاعِثُ الشَّهِيْدُ الْحَقُّ

المهيمن۔ اى الرقيب الحافظ لكل شئ من همن الطائر اذا نشر جناحه على فرخه صيانة له **العزيز**۔ اى الغالب الذى لا يغلب **الجبار** اما من الجبر بمعنى الاصلاح اى المصلح لامور الخلائق فانه جابر كل كسير او بمعنى الاكراه يقال جبره السلطان على كذا واجبره اذا اكرهه اى يجبر خلقه ويحملهم على ما يريده۔ فسبحان من قام العباد فيما اراد **المتكبر** اى ذو الكبرياء والعظمة **البارئ** وهو الذى يخلق الخلق۔ لا عن مثال سبق **القهار**۔ اى الغالب على جميع الخلائق **الفتاح**۔ اى الذى يفتح ابواب الرزق والرحمة **العليم** اى العالم بكل شئ من الكلى والجزئى والموجود والمعدوم والممكن والمحال وبما لا يكون ولو كان كيف يكون **القابض**۔ اى الذى يمسك الرزق وغيره من الاشياء عن العباد بلطفه وحكمته **الباسط**۔ اى الذى يوسع الرزق الحسى والمعنوى لمن يشاء من عباده **الخافض** اى الذى يخفض الكافرين ويذل الفاجرين **الرافع** اى الذى يرفع المؤمنين بالاسعاد واولياءه بالتقرب والامداد **الحكم** بفتحتين مبالغة الحاكم اى المحكم علمه وقوله وفعله **اللطيف** اى العالم بدقائق الاشياء او هو الرفيق بعباده۔ **الشكور** اى المجازى على الشكر والمثنى على من اطاعه **الكبير** اى الذى لا يتصور الكبر منه فى الكبرياء

اَلْوَكِيْلُ الْقَوِيُّ الْمَتِيْنُ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ الْمُحْصِيْ الْمُبْدِئُ الْمُعِيْدُ الْمُحْيِيْ الْمُمِيْتُ
الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ
الْمُؤَخِّرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِيْ الْمُتَعَالِيْ الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ
الْعَفُوُّ الرَّءُوْفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ
الْغَنِيُّ الْمُغْنِيْ الْمَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ النُّوْرُ الْهَادِيْ الْبَدِيْعُ الْبَاقِيْ الْوَارِثُ
الرَّشِيْدُ الصَّبُوْرُ۔ (ليس كمثله شئ وهو السميع البصير)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹۷) والعظمة المقيت اى المقتدر الحسيب اى الكافى
الرقيب اى الحافظ الذى لايغيب عنه شئ الواسع اى الذى وسعت رحمته كل
شئ۔ الحكيم اى ذوالحكمة البالغه والذى يضع الاشياء فى مواضعها او الذى يتقن
ويحكم الاشياء الودود اى المحبوب فى قلوب اوليائه او المحب لانبيائه واوليائه والجمع
اولى لقوله تعالى يحبهم ويحبونه۔ الباعث اى الذى يبعث الانبياء هداة للاولياء
وحججا على الاعداء او الذى يبعث الخلق يوم القيمة الشهيد اى الشاهد الذى لا
يغيب عن علمه شئ او هو المشهود فى نظر العارفين حتى قال بعضهم مارأيت شيئا الا
ورأيت الله قبله او بعده او فيه الحق اى الموجود الثابت بحيث يعد غيره باطلا۔
الوكيل اى الكفيل بارزاق العباد او الموكول اليه امورهم فى المبدأ والمعاد المتين
اى شديد القوة الحميد اى المحمود فى كل افعاله والحامد على ذاته وصفاته وافعاله
وفى الحقيقة هو الحامد والمحمود المبدئ اى الذى انشأ الاشياء وخلق من غير
مثال سبق القيوم اى القائم بنفسه والمقيم لغيره الواجد اى الغنى الذى يجد

ف یہ اسم ایک حصن حصین میں مرقوم ہیں لیکن جس کتاب سے ہم ترجمہ کررہے ہیں اوسمین نہیں ہے
اور صاحب دلائل جو یہاں بہت مشہور ہیں اونکی اجازت میں بھی نہیں ہے

امام غزالی فرماتے ہین کہ سامعین اسماء الٰہی کے درجات ہین ایک تو صرف کان سے
سن لیتا ہے دوسرا معنی سمجھتا ہے تیسرا اعتقاد ان نامون کے معانی کا اللہ تعالے کیلئے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹۸) كل شئ وهو من الجدة بمعنى الغنى۔ الاحد باعتبار الذات و
الواحد فى مقام الصفات اى الفرد الذى لم يزل وحده ولم يكن معه آخر وهو نظير ارباب
الشهود الآن على ما كان عليه فى الوجود الصمد اى الذى لايحتاج الى شئ ويحتاج اليه كل احد
المتعالى فهو متفاعل من العلو اى الذى جل وعلا عن كل وصف وثناء البر بفتح الموحدة من البر
بالكسر وهو مبالغة البار يعنى المحسن المنعم التواب اى الذى يقبل توبة عباده ويوفقهم على التوبة
ويرجع عليهم بالرحمة العفو۔ فعول من العفو الرؤف۔ فعول من الرأفة المقسط اى العادل
يقال قسط يقسط فهو قاسط اذا جار ومنه قوله تعالى وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا۔ و
اقسط يقسط فهو مقسط اذا عدل فالهمزة للسلب ومنه قوله تعالى اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ
الجامع اى جامع الناس ليوم لاريب فيه البديع اى المبدع المخترع الوارث اى الذى يرث
الارض ومن عليها واليه يرجعون الرشيد اى الذى ارشد الخلق۔ الصبور اى الذى
لايعاجل العصاة بالعقوبة (من حرز الثمين مختصرا)

ف امام غزالی کی ایک کتاب بزبان عربی جسکا نام مقصد اسنی شرح اسماء اللہ الحسنیٰ ہے جو مطبوع نہیں
ہوئی اور قلمی بھی کمیاب ہے۔ جس کی شان مین ملا علی قاری شرح حصن حصین مین کہتے ہین مَنْ اَرَادَ اسْتِقْصَاءَ
مَعَانِي الْاَسْمَاءِ الْحُسْنٰى فَعَلَيْهِ بِنَحْوِ الْمَقْصَدِ الْاَسْنٰى لِلْغَزَالِيِّ وَقَدْ ذَكَرْنَا طَرَفًا مِنْهُ فِي الْمِرْقَاةِ
شَرْحِ الْمِشْكٰوةِ۔ یعنے جسکو اللہ تعالے کے نامون کے پورے طور سے معانی دیکھنا ہو تو مقصد اسنی دیکھے۔
اس فقیر کے دل مین آیا کہ اپنے وہ ہندی بھائی جو عربی سے ناواقف ہین اگر اون کو اسماء رب تعالی کے
معنے معلوم ہو جائین تو وہ اون اسماء وصفات سے متخلق و متصف ہونیکی بھی کوشش کرینگے۔ اور
مفت مین یہ عاصی ماجور ہوگا۔ اور اسی تفسیر کے صفحہ ۲۰۳ آخر بنی اسرائیل مین کچھ بیان لکھ کر یہ حاشیہ

بغیر کشبت کے رکھتا ہی۔ یہی درجہ اکثر علما کا ہے۔ لیکن مقربون کو ان نامون کے معانی
بطور کشف ومشاہدہ حاصل ہوتے ہین اور وہ اون اسمار وصفات سے متخلق ومتصف
ہوکر ربانی (یعنے خدا سے قریب) ہوجاتے ہین۔ **اب** ہم ہر اک نام کا معنی اور
اوس سے بندہ کا کیا حصّہ اور حظ ہے اور وہ کس طرح متخلق ومتصف ہوسکتا ہی
بیان کرتے ہین (اَللّٰہُ) یہ اوس موجودِ حقیقی کا نام ہے جو صفاتِ ربوبیت سے
اور وجودِ حقیقی سے منفرد ہے۔ کیونکہ ہر موجود جو اوسکے سوائے ہی بذاتہٖ وجود کا مستحق
نہین بلکہ باعتبار اپنی ذات کے ہالک ہی۔ اور اوس جہت کے لحاظ سے جو خدا کی جانب
سے ہی موجود ہے اور اوسی سے وجود حاصل کیا ہی۔ اور تمام نامون کے معانی سے
بندہ کا کسی طرح متصف ہونا ممکن ہی لیکن اس نام کا معنی اوسی کے لئے خاص ہے
اور اس مین کسی طرح کی مشارکت خواہ حقیقی ہو یا مجازی ممکن نہین (**فائدہ**)
بندہ کا حصہ اس نام سے تالہ وتحیر ہے یعنی اللہ کی طرف قلب اس طرح مستغرق رہے کہ
اس کے غیر کو نہ دیکھے اور اس کے ماسوا کی طرف التفات نکرے اوسی سے امید رکھے
اور اُسی سے ڈرے کیونکہ اس اسم سے سمجھا گیا ہی کہ موجودِ حقیقی وہی حق تبارک وتعالی ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹۹۔ دیا تھا کہ اگر خدا چاہے تو سورۂ طٰہٰ مین پوری طور سے لکھا جائیگا پھر وہ
وعدہ وفا کرنا بھی ضروری ہی لیکن پھر بھی ناظرین تفسیر کے لحاظ سے مختصر طور پر ترجمہ کیا جاتا ہے۔ اور درحقیقت
یہ بھی عین تفسیر ہے کیونکہ قرآن مجید مین جا بجا اکثر اسمار پاک موجود ہین ۱۲

اور ماسوا اس کے سب ہالک وباطل اور اسی سے اِن کا قیام ہی پس پہلے اپنے نفس کو
ہالک وباطل دیکھتا ہی جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھکر فرمایا کہ بہت
سچی بیت لبید شاعر کی ہے جس نے کہا ع اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ۔
(اَلرَّحْمٰنُ۔ اَلرَّحِیْمُ) یہ دونون نام رحمت[1] سے مشتق ہین اور چاہتے ہین کہ
کوئی مرحوم ہو اور رحوم مرحوم ہوگا وہ محتاج ہوگا۔ (**فائدہ**) بندہ کا حصہ رحمن
سے یہ ہی کہ اللہ کے بندے جو غافل ہین اون پر رحم کرے اور اون کو غفلت کے
راستہ سے وعظ ونصیحت سے بطور شفقت ومہربانی اللہ کی طرف پھیر دے اور
گنہگارون کو رحمت کی نظر سے دیکھے حقارت کی نظر سے نہ ملاحظہ کرے اور ہر معصیت
جو عالم مین ہوتی ہے سمجھے کہ اپنی ہی ذات مین ہو رہی ہے جہان تک ہوسکے اپنی
کوشش صرف کرنے کہ وہ گنہ دور ہوجائے اور وہ عاصی موردِ غضبِ الٰہی نہ بنے
(**فائدہ**) بندہ کا حصہ رحیم سے یہ ہی کہ جب کسی محتاج کو دیکھے بقدرِ طاقت

[1] اللہ کی رحمت تامہ اور عامہ ہے۔ تامہ اس لحاظ سے کہ جب محتاجون کی حاجت پوری کرنیکا ارادہ فرماتا ہے
ساتہ ہی پوری کر دیتا ہے اور عامہ اس حیثیت سے کہ مستحق وغیر مستحق سب کو شامل ہے۔ رحمٰن رحیم سے
خاص ہے اسیواسطے غیر خدا کو رحمٰن نہین کہتے اور رحمٰن کی مہربانی یہ ہے کہ بندونکو پہلے وجود مین لاتا ہے
دوسرے مرتبہ اسباب سعادت اور ایمان کی ہدایت دیتا ہی۔ تیسرے بار آخرت مین ہر طرح کی خوبی عنایت
فرمائیگا۔ چوتھے مرتبہ انعام کی وہ زیادتی ہوگی کہ اپنا جمال دکھائیگا یہ چارون وجوہ سعادتِ اخرویہ کے ہین ۱۲

اوسی وقت اوسکا احتیاج دور کرے خواہ وہ فقیر اپنے محلّہ مین ہو یا شہر مین۔ اور
جو اپنے سے نہ ہو سکے تو دوسرون کے پاس سفارش کر دے اور جو اسقدر بھی
خبر گیری نہین ہو سکتی ہے تو دعا سے اوسکی مدد کرے۔ اور اوس کے احتیاج مین
شفقت و مہربانی سے اپنا غم اس طرح ظاہر کرے کہ گویا اوس کے رنج مین شریک
ہو گیا ہی۔ (اَلْمَلِکُ) وہ بادشاہ جو اپنی ذات و صفات مین ہر موجود سے مستغنی
ہے اور اوسی کا ہر موجود محتاج ہے (فائدہ) بندہ کا حظ اس سے کیا ہو سکیگا
کیونکہ وہ تو اللہ کا محتاج ہی۔ لیکن بندون سے مَلِک وہی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی
اوسکا مالک نہ ہو بلکہ ماسوا اللہ سے مستغنی رہے اور باوجود اس کے اپنی مملکت پر
حاکم اور لشکر و رعایا سب اُس کے مطیع رہین اوسکی مملکت خاصّہ قلب و قالب ہین
اوسکا لشکر شہوت و غضب و ہوا ہے اوسکی رعیت زبان اور آنکھ اور تمام اعضا
ہین جب یہ اونکا مالک ہو گیا اور وہ اسکے مالک نہ ہوے اور یہ اونکی اطاعت
نہ کیا اور وہ اسکے مطیع ہو گئے تو درجہ مَلِک کا اسی عالم مین پا لیا اگر اس کے ساتھ
لوگون سے بھی استغنا حاصل ہووے اور سب آدمی اپنی زندگی مین دنیا و آخرت
کے کام مین اوس کے محتاج ہووین تو اس عالمِ اجسام مین وہ مَلِک اور بادشاہ
ہی اور یہ رتبہ انبیا علیہم السلام کو ملا ہی کیونکہ وہی حیاتِ آخرت کی ہدایت کرتے ہین

سوائے خدا کے سب سے مستغنی ہین اور سب اون کے محتاج ہین اور اسکے قریب
قریب علما مَلِک ہین کیونکہ وہ انبیا علیہم السلام کے وارث ہین — بعضے
عارفون نے بہت ہی سچ کہا جب اون سے بعضے اُمرا نے آکر کہا کہ مجھ سے کچھ
طلب کرو تو فرمایا کہ تو مجھ سے اسطرح کہتا ہی اور حالانکہ وہ دونون میرے غلام ہین
جو تیرے سردار ہین اوسنے پوچھا وہ کون فرمایا حرص و ہوا کہ مین ان دونون کا
مالک ہون اور وہ تیرے مالک ہین اور مین اونپر غالب ہون اور وہ تجھپر غالب
ہین ایک شخص نے کسی شیخ سے عرض کی کہ مجھے نصیحت کیجیے تو فرمایا کہ
دنیا مین بادشاہ رہ تو آخرت مین بھی بادشاہ رہیگا۔ اوس کے یہ معنے ہین کہ اپنی
حرص و طمع چھوڑ دے کیونکہ بادشاہی حرّیت و استغنا مین ہی (اَلْقُدُّوْسُ۔)
وہ ہر ایسی صفت سے منزّہ ہی کہ جس کو حس پا سکے اور وہم و خیال مین آسکے یعنے
اکثر خلق جسکو اپنی؎ حق مین کمال سمجھتے ہین وہ اوس اوصافِ کمال سے بھی منزہ ہے

؎ کیونکہ خلق اپنے نفوس کو دیکھکر حکم لگاتی ہی کہ فلان امر کمال اور فلان غیر کمال ہے لیکن وہ اپنے ہی ذات کے اعتبار
سے اور اپنے ہی قدرت و سماعت و بصارت وغیرہم کے لحاظ سے ان الفاظ کو ان معانی کے لئی مقرر کر کے کہتے
ہین کہ یہ کمال ہی اور جو اون کے حق مین نقصان ہے مثل جہالت و عجز وغیرہا کے تو اونکے لئی بھی الفاظ مقرر کر دئی تو جو اپنی صفت
ہو اوس صفت سے اللہ کی تعریف کرنا یہ اونکی غایتِ تناہی ہم تو یہ کہتے ہین کہ جو صفت مخلوق کے حق مین ممکن
ہے وہ اوس سے اور اوس کے مشابہ و مماثل سب سے منزّہ ہے۔ ۱۲

(فائدہ) بندہ کا تقدس یہ ہی کہ اپنے علم و ارادہ کو منزہ کرے۔ تنزہِ علم یہ ہے
کہ خیالات و محسوسات و موہومات کو پاک کرے۔ اور اوسکی نظر و فکر امورِ ازلیہ الٰہیہ
کی جانب ہووی۔ تنزہِ ارادہ یہ ہے کہ اپنے ارادہ کو اوس خیال سے جس کا مرجع
حظوظِ بشریہ جو شہوت و غضب ہی پاک کرے اور جو لذات کہ بواسطۂ حس و جسم
کے ہوتے ہین اون سے علاقہ توڑے۔ اللہ کے سوا اوسکا کوئی ارادہ نہووے
اوسی کی طرف توجہ۔ اوسی کی ملاقات کا شوق۔ اوسی کے تقرب کی خوشی۔ اگر
جنت اور جو کچھ اوس مین نعمتین ہین پیش ہووین تو اوسکی جانب التفات
نکرے۔ گھر والیکو ڈھونڈہے گھر پر قناعت نکرے (اَلسَّلَامُ) وہ ہے
جس کی ذات عیب سی پاک۔ جس کے صفات نقصان سے مبرا۔ جس کے
افعال شر[1] سے منزہ۔ جب یہ بات ثابت ہوی تو اب جو وجود مین سلامتی ہے

[1] شر سے وہی شرِ مطلق مراد ہے جو مقصود بالذات ہو ورنہ بعضے خیر ایسے ہوتے ہین جو ضمن مین شر کے
حاصل ہوتے ہین اللہ تعالےٰ نے فرمایا سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ پس اوسکا غضب ارادۂ شر ہے اور
اوسکی رحمت ارادۂ خیر۔ لیکن ارادۂ خیر بنفسہ ہوتا ہے اور ارادۂ شر بذاتہ نہین بلکہ اوس کے ضمن مین خیر ہے تو
خیر مقتضی بالذات ہے اور شر مقتضی بالعرض۔ اگر اب تجھے کوئی شر اسطرح کا نظر آئے کہ جس کے تحت مین
خیر نہین یا خطرہ آئے کہ اس خیر کی تحصیل ممکن تھی بغیر اسکے کہ شر کے ضمن مین ہو تو تو اپنی عقل ناقص کو ان
دونون خطرون مین کوتاہ سمجھ کیونکہ تیرا یہ کہنا کہ یہ ایسا شر ہے کہ اس کے ضمن مین کوئی خیر نہین یہ ایسا
قول ہے کہ جس کی پوری معرفت سے عقل قاصر ہے اور شاید تو اوس لڑکے کی مانند ہے جیسا ہو جو حجامت

اوسی کی طرف منسوب اوسی سے اوسکا صدور ہی (فائدہ) ہر بندہ کہ جسکا دل کینہ و حسد و
ارادہ شر سے پاک ہی اور ممنوعات سے اعضا اوسکے بچے ہوے ہین اور اوسکے صفات
انعکاس سے سالم ہین تو وہی اللہ کے پاس قلبِ سلیم سے آئیگا۔ اور اوسکی صفات مین
انعکاس نہ ہونیکے یہ معنے ہین کہ اوسکی عقل شہوت و غضب کی اسیر نہ ہووے۔ ورنہ کام
الٹا ہو جائیگا۔ امیر مامور اور بادشاہ غلام بن جائیگا۔ اور وہی سلام و اسلام سے موصوف
ہوگا جس کے زبان اور ہاتھ سے مسلمان سالم رہین۔ (اَلْمُؤْمِنُ) وہ ذات جسکی
طرف امن و امان منسوب ہووے کیونکہ بندہ اصلِ فطرت مین ضعیف اور امراض اور طرح
طرح کے بلاؤنکا معدن ہی اس خوفناک حالت سے بچانیوالا سوا اوسکے کوئی نہین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۰۴) یعنے پچھنے لگانے کو برا سمجھتی ہے یا اوس غبی کی مثل ہے جو قتل کے قصاص کو
شرِ محض سمجھتا ہی۔ اس لئے کہ وہ خاص اس شخص مقتول کے اعتبار سے نظر کرتا ہی تو سمجھتا ہی کہ اسکے حق مین شرِ محض ہی اور
یہ نہین سمجھتا کہ شرِ خاص کے باعث خیرِ عام تک پہونچ جاتا وہ خیرِ محض ہے جو عقلمند ہی کبھی اوسکو نہین چھوڑیگا۔ اور اس قول مین
بھی تو اپنی ہی عقل کا قصور سمجھ جو کہتا ہی کہ اس خیر کی تحصیل بے ضمن مین اوس شر کے ممکن تھی اس لئے کہ یہ بھی ایک گہرا راز ہی
کیونکہ ہر محال و ممکن کا امکان و استحالہ نہ بداہت سے پایا جاتا ہے اور نہ نظرِ قریب سے بلکہ اوس کے لئے ایک ایسی نظر
غامض درکار ہے جہان اکثر لوگون کے عقل کی رسائی نہین۔ ان دونون خطرون مین تو اپنی ہی عقل کا عیب
سمجھ اور کبھی آپ کے ارحم الراحمین ہونے مین شک نہ کر۔ اگر اس پردہ کو ہم اور اوٹھاتے ہین تو شر قدر ظاہر ہوتا ہے
جس کے افشا کی شرع نے ہمکو اجازت نہین دی۔ ایمان پر کفایت کر۔ افشا کی حرص نہ کر۔ اسقدر بیان بھی
اونھین لوگون کے لئے ہی جنکے قلوب مردہ ہین۔ اور سالک تو ان تنبیہات سے بھی مستغنی ہے۔ ۱۲

(**فائدہ**) بندہ کا قدس یہی ہی کہ اپنے علم و ارادہ کو منزہ کرے۔ تنزہِ علم یہ ہے
کہ خیالات و محسوسات و موہومات کو پاک کرے۔ اور اوسکی نظر و فکر امورِ الٰہیہ
کی جانب ہووی۔ تنزہِ ارادہ یہ ہے کہ اپنے ارادہ کو اوس خیال سے جس کا مرجع
حظوظِ بشریہ جو شہوت و غضب ہی پاک کرے اور جو لذات کہ بواسطۂ حسّ و جسم
کے ہوتے ہین اون سے علاقہ توڑے۔ اللہ کے سوا اوسکا کوئی ارادہ نہووے۔
اوسی کی طرف توجہ۔ اوسی کی ملاقات کا شوق۔ اوسی کے تقرب کی خوشی۔ اگر
جنت اور جو کچھ اوس مین نعمتین ہین پیش ہووین تو اوسکی جانب التفات
نکرے۔ گھر والیکو ڈھونڈھے گھر پر قناعت نکرے (**السَّلَامُ**) وہ ہے
جس کی ذات عیب سے پاک۔ جس کے صفات نقصان سے مبرا۔ جس کے
افعال شر[1] سے منزہ۔ جب یہ بات ثابت ہوی تو اب جو وجود مین سلامتی ہے

[1] شر سے وہی شرِ مطلق مراد ہے جو مقصود بالذات ہو ورنہ بعضے خیر ایسے ہوتے ہین جو ضمن مین شر کے حاصل ہوتے ہین اللہ تعالے نے فرمایا سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ پس اوسکا غضب ارادۂ شر ہے اور اوسکی رحمت ارادۂ خیر۔ لیکن ارادۂ خیر بنفسہٖ ہوتا ہے اور ارادۂ شر بذاتہٖ نہین بلکہ اوس کے ضمن مین خیر ہے تو خیر مقتضی بالذات ہے اور شر مقتضی بالعرض۔ اگر اب تجھے کوئی شر اسطرح کا نظر آئے کہ جس کے تحت مین خیر نہین یا خطر مآئے کہ اس خیر کی تحصیل ممکن تھی بغیر اسکے کہ شر کے ضمن مین ہو تو تو اپنی عقل ناقص کو ان دونون خطرون مین کوتاہ سمجھ کیونکہ تیرا یہ کہنا کہ یہ ایسا شر ہے کہ اس کے ضمن مین کوئی خیر نہین یہ ایسا قول ہے کہ جس کی پوری معرفت سے عقل قاصر ہے اور شاید تو اوس لڑکے کی مان کے جیسا ہو جو حجامت

اوسی کی طرف منسوب اوسی سے اوسکا صدور ہی (**فائدہ**) ہر بندہ کہ جسکا دل کینہ و حسد و
ارادۂ شر سے پاک ہی اور ممنوعات سے اعضا اوس کے بچے ہوے ہین اور اوسکے صفات
انعکاس سے سالم ہین تو وہی اللہ کے پاس قلبِ سلیم سے آئیگا۔ اور اوسکی صفات مین
انعکاس نہونیکے یہ معنے ہین کہ اوسکی عقل شہوت و غضب کی اسیر نہ ہووے۔ ورنہ کام
الٹا ہو جائیگا۔ امیر مامور اور بادشاہ غلام بن جائیگا۔ اور وہی سلام و اسلام سے موصوف
ہوگا جس کے زبان اور ہاتھ سے مسلمان سالم رہین۔ (**اَلْمُؤْمِنُ**) وہ ذات جسکی
طرف امن و امان منسوب ہووے کیونکہ بندہ اصلِ فطرت مین ضعیف اور امراض اور طرح
طرح کے بلاؤنکا معدن ہی اس خوفناک حالت سے بچانیوالا اسوانے اوسکے کوئی نہین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۰۴) یعنے پچھنے لگانے کو برا سمجھتی ہے یا اوس غبی کی مثل ہے جو قتل کے قصاص کو شرِ محض سمجھتا ہی۔ اس لئے کہ وہ خاص اس شخص مقتول کے اعتبار سے نظر کرتا ہی تو سمجھتا ہی کہ اسکے حق مین شرِ محض ہی اور نہین سمجھتا کہ شرِ خاص کے باعث خیرِ عام تک پہونچ جاتا وہ خیرِ محض ہے جو عقلمند ہی کبھی اسکو نہین چھوڑیگا۔ اور اس قول مین بھی تو اپنے ہی عقل کا قصور سمجھ جو کہتا ہی کہ اس خیر کی تحصیل بے ضمن مین اوس شر کے ممکن تھی اس لئے کو یہ بھی ایک گہرا راز ہی کیونکہ ہر محال و ممکن کا استحالہ و امکان نہ بداہت سے پایا جاتا ہے اور نہ نظرِ قریب سے بلکہ اوس کے لئے ایک ایسی نظر غامض درکار ہے جہان اکثر لوگون کے عقل کی رسائی نہین۔ ان دونون خطرون مین تو اپنی ہی عقل کا عیب سمجھ اور کبھی اس کے ارحم الراحمین ہونے مین شک نہ کر۔ اگر اس پردہ کو ہم اوٹھاتے ہین تو شر قدر ظاہر ہوتا ہے جس کے افشا کی شرع نے ہمکو اجازت نہین دی۔ ایمان پر کفایت کر۔ افشا کی حرص نہ کر۔ اسقدر بیان بھی اونہین لوگون کے لئے ہی جنکے قلوب مردہ ہین۔ اور سالک تو ان تنبیہات سے بھی مستغنی ہے۔ ۱۲

ادسنے ایسے اسباب پیدا کئے جو اون سے ہر طرحکی آسایش ملسکتی ہے اور ہر طرحکی تکلیف دور ہوتی ہے اور بڑا خوف تو آخرت کے ہلاک ہونیکا ہے اوس کے لئے کلمۂ توحید کی ہدایت دی اور اسطرح رغبت دلائی کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حِصْنِیْ فَمَنْ دَخَلَ حِصْنِیْ اٰمِنَ مِنْ عَذَابِیْ۔ تو اس عالم مین جن اسباب سے کہ امن حاصل ہے وہ خلقت مین منفرد ہے پس وہی حقیقی مومن ہے۔ (فائدہ) بندہ کا حصہ اس وصف سے یہ ہے کہ ساری مخلوقات کو اپنی جانب سے بیفکر کر دے۔ بلکہ ہر ایک خائف اپنے دین و دنیا کی بلا کی دفع کرنے کے لئے اسی کا آسرا ڈہونڈ ہے۔ جسطرح سرکارِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لایا ہی تو اوسکو چاہیے اپنی ضرر سے اپنے پڑوسی کو مامون اور بیفکر رکھے اور پوری طور سے مومن اوسی پر صادق آئیگا جو دوسرون کو ہدایت دے کہ اللہ کے عذاب سے امن مین رکھتا ہی اور یہہ منصب انبیا و علما کا ہے اسی لئے رسول اللہ نے فرمایا تم آگ مین پروانون کی طرح گرتے ہو اور مین تمھاری کمر پکڑے ہوا ہون۔ (اَلْمُهَيْمِنُ) وہ جو کہ مخلوق کے تمامی امور کا اپنے علم و قدرت و فعل سے کفیل و حافظ ہے (فائدہ) جو بندہ کہ اپنے دل کا نگہبان بنا اور اوس کے اسرار پر آگاہ ہوا اور اوس کے احوال و اوصاف

۱؎ لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جو میرے قلعہ مین آیا وہ میرے عذاب سے بے فکر ہوا۔ ۱۲

ہمیشہ درست کرنے کے لئے مستعد ہوا تو وہ مُہیمن باعتبار اپنے قلب کے ہے اور جو بعضی بندون کے اسرار و بواطن پر بطور فراست و استدلال آگاہ ہو کر اون کو بھی درست کیا تو یہ معنی اوس کے حق مین اچھی طرح صادق آئیگا۔ (اَلْعَزِيْزُ) وہ بزرگ کہ جسکا مثل موجود نہین اور اوسکی طرف سخت ضرورت پڑتی ہی اور اوس تک پہونچنا بھی بہت ہی مشکل ہے۔ (فائدہ) بندون مین سے عزیز وہ ہے جس کی طرف بندے اپنے ضروری کام یعنے حیاتِ اخرویہ و سعادتِ ابدیہ مین محتاج ہوویں (اَلْجَبَّارُ) وہ کہ جسکی مشیت ہر ایک مین بطور جبر جاری ہوتی ہے اور اسپر کوئی حکومت نہین کر سکتا (فائدہ) بندون سے جبّار وہ ہے جو اتباع کے درجہ سے بڑہگیا لوگ اوسکی اتباع کرتے ہون اور وہ اپنے علوِ مرتبت اور اپنی سیرت و صفت سے لوگون کو اپنی اقتدا اور متابعت کے لئے مجبور کرتا ہے اور مخلوق کو فائدہ پہونچاتا ہے اور خود مستفید نہین ہوتا۔ اثر ڈالتا ہے متاثر نہین ہوتا اور اس وصف سے متصف سید البشر تھے۔ چنانچہ فرمایا کہ اگر موسےٰ زندہ ہوتے تو اونکو میری اتباع کے سوا چارہ نہ ہوتا اور فرمایا کہ مین اولادِ آدم کا سردار ہون (اَلْمُتَكَبِّرُ) وہ جو اپنے اعتبار سے سب کو حقیر سمجھے اور عظمت و کبریا اپنے ہی لئے جانے۔ غیرون کو اسطرح دیکھے جیسے بادشاہ غلام کو دیکھتا ہے۔ اور یہ سوا

اوسی نے ایسے اسباب پیدا کئے جو اون سے ہر طرح کی آسایش ملسکتی ہے اور ہر طرح کی
تکلیف دور ہوتی ہے اور بڑا خوف تو آخرت کے ہلاک ہونیکا ہے اوس کے لئے کلمۂ
توحید کی ہدایت دی اور اسطرح رغبت دلائی کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حِصْنِیْ فَمَنْ دَخَلَ
حِصْنِیْ اٰمِنَ مِنْ عَذَابِیْ۔ تو اس عالم مین جن اسباب سے کہ امن حاصل ہے وہ
خلقت مین منفرد ہے پس وہی حقیقی مومن ہے۔ (فائدہ) بندہ کا حصہ اس وصف
سے یہ ہے کہ ساری مخلوقات کو اپنی جانب سے بیفکر کردے۔ بلکہ ہر ایک خائف
اپنے دین و دنیا کی ہلاکی دفع کرنے کے لئے اسی کا آسرا ڈھونڈھے۔ جسطرح سرکار
عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لایا ہی تو اوسکو چاہیئے اپنی
ضرر سے اپنے پڑوسی کو مامون اور بیفکر رکھے اور پوری طور سے مومن اوسی پر صادق
آئیگا جو دوسرون کو ہدایت دے کر اللہ کے عذاب سے امن مین رکھتا ہی اور یہہ
منصب انبیاء و علما کا ہے اسی لئے رسول اللہ نے فرمایا تم آگ مین پروانون کی طرح
گرتے ہو اور مین تمھاری کمر پکڑا ہوا ہون۔ (اَلْمُھَیْمِنُ) وہ جو کہ مخلوق کے تمامی
امور کا اپنے علم و قدرت و فعل سے کفیل و حافظ ہے (فائدہ) جو بندہ کہ اپنے
دل کا نگہبان بنا اور اوس کے اسرار پر آگاہ ہوا اور اوس کے احوال و اوصاف

لہ لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جو میرے قلعہ مین آیا وہ میرے عذاب سے بےفکر ہوا۔ ۱۲

ہمیشہ درست کرنے کے لئے مستعد ہوا تو وہ مُہیمن باعتبار اپنے قلب کے ہے اور
جو بعضی بندون کے اسرار و بواطن پر بطور فراست و استدلال آگاہ ہو کر اون کو بھی
درست کیا تو یہ معنی اوس کے حق مین اچھی طرح صادق آئیگا۔ (اَلْعَزِیْزُ) وہ
بزرگ کہ جسکا مثل موجود نہین اور اوسکی طرف سخت ضرورت پڑتی ہی اور اوس تک
پہونچنا بھی بہت ہی مشکل ہے۔ (فائدہ) بندون مین سے عزیز وہ ہے جس کی
طرف بندے اپنے ضروری کام یعنی حیات اخرویہ و سعادت ابدیہ مین محتاج
ہووین (اَلْجَبَّارُ) وہ کہ جسکی مشیت ہر ایک مین بطور جبر جاری ہوتی ہے اور
اسپر کوئی حکومت نہین کرسکتا (فائدہ) بندون سے جبّار وہ ہے جو اتباع
کے درجہ سے بڑھگیا لوگ اوسکی اتباع کرتے ہون اور وہ اپنے علوم ہیئت اور اپنی سیرت
وصفت سے لوگون کو اپنی اقتدا اور متابعت کے لئے مجبور کرتا ہے اور مخلوق کو
فائدہ پہونچاتا ہے اور خود مستفید نہین ہوتا۔ اثر ڈالتا ہے متاثر نہین ہوتا اور
اس وصف سے متصف سید البشر تھے۔ چنانچہ فرمایا کہ اگر موسٰے زندہ ہوتے تو
اونکو میری اتباع کے سوا چارہ نہ ہوتا اور فرمایا کہ مین اولاد آدم کا سردار ہون
(اَلْمُتَکَبِّرُ) وہ جو اپنے اعتبار سے سب کو حقیر سمجھے اور عظمت و کبریا اپنے ہی لئے
جانے۔ غیرون کو اسطرح دیکھے جیسے بادشاہ غلام کو دیکھتا ہے۔ اور یہ سوای

ادسی نے ایسے اسباب پیدا کئے جو اون سے ہر طرح کی آسایش ملسکتی ہے اور ہر طرح کی
تکلیف دور ہوتی ہے اور بڑا خوف تو آخرت کے ہلاک ہونیکا ہے اوس کے لئے کلمۂ
توحید کی ہدایت دی اور اسطرح رغبت دلائی کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حِصْنِی فَمَنْ دَخَلَ
حِصْنِی اَمِنَ مِنْ عَذَابِی۔ تو اس عالم مین جن اسباب سے کہ امن حاصل ہے وہ
خلقت مین منفرد ہے پس وہی حقیقی مومن ہے۔ (فائدہ) بندہ کا حصہ اس وصف
سے یہ ہے کہ ساری مخلوقات کو اپنی جانب سے بیفکر کردے۔ بلکہ ہر ایک خائف
اپنے دین و دنیا کی بلا کی دفع کرنے کے لئے اسی کا آسرا ڈہونڈہے۔ جسطرح سرکار
عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لایا ہی تو اوسکو چاہئے اپنی
ضرر سے اپنے پڑوسی کو امون اور بیفکر رکھے اور پوری طور سے مومن اوسی پر صادق
آئیگا جو دوسرون کو ہدایت دے کر اللہ کے عذاب سے امن مین رکھتا ہی اور یہہ
منصب انبیاء و علما کا ہے اسی لئے رسول اللہ نے فرمایا تم آگ مین پروانون کی طرح
گرتے ہو اور مین تمھاری کمر پکڑا ہوا ہون۔ (اَلْمُهَيْمِنُ) وہ جو کہ مخلوق کے تمامی
امور کا اپنے علم و قدرت و فعل سے کفیل و حافظ ہے (فائدہ) جو بندہ کہ اپنے
دل کا نگہبان بنا اور اوس کے اسرار پر آگاہ ہوا اور اوس کے احوال و اوصاف

لہ لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جو میرے قلعہ مین آیا وہ میرے عذاب سے بے فکر ہوا - ۱۲

ہمیشہ درست کرنے کے لئے مستعد ہوا تو وہ مہیمن باعتبار اپنے قلب کے ہے اور
جو بعضی بندون کے اسرار و بواطن پر بطور فراست و استدلال آگاہ ہو کر اون کو بھی
درست کیا تو یہ معنی اوس کے حق مین اچھی طرح صادق آئیگا۔ (اَلْعَزِيْزُ) وہ
بزرگ کہ جسکا مثل موجود نہین اور اوسکی طرف سخت ضرورت پڑتی ہی اور اوس تک
پہونچنا بھی بہت ہی مشکل ہے۔ (فائدہ) بندون مین سے عزیز وہ ہے جس کی
طرف بندے اپنے ضروری کام یعنے حیات اخرویہ و سعادت ابدیہ مین محتاج
ہو وین (اَلْجَبَّارُ) وہ کہ جسکی مشیت ہر ایک مین بطور جبر جاری ہوتی ہے اور
اسپر کوئی حکومت نہین کر سکتا (فائدہ) بندون سے جبار وہ ہے جو اتباع
کے درجہ سے بڑہگیا لوگ اوسکی اتباع کرتے ہون اور وہ اپنے علوم ہیبت اور اپنی سیرت
وصفت سے لوگون کو اپنی اقتدا اور متابعت کے لئے مجبور کرتا ہے اور مخلوق کو
فائدہ پہونچاتا ہے اور خود مستفید نہین ہوتا۔ اثر ڈالتا ہے متاثر نہین ہوتا اور
اس وصف سے متصف سید البشر تھے۔ چنانچہ فرمایا کہ اگر موسےٰ زندہ ہوتے تو
اونکو میری اتباع کے سوا چارہ نہ ہوتا اور فرمایا کہ مین اولاد آدم کا سردار ہون
(اَلْمُتَكَبِّرُ) وہ جو اپنے اعتبار سے سب کو حقیر سمجھے اور عظمت و کبریا اپنے ہی لئے
جانے۔ غیرون کو اسطرح دیکھے جیسے بادشاہ غلام کو دیکھتا ہے۔ اور یہ سوا

خدا کے دوسرے کو سزاوار نہین ہے۔ (فائدہ) بندون سے متکبر وہ ہے جو زاہد و عارف ہو یعنے اپنے سِر کو غیر حق سے پاک کرے۔ اور حق کے سوا سب سے متکبر رہے یعنے دنیا و آخرت کو اسواسطے حقیر سمجھے کہ کہین وہ دونون حق سبحانہ سے اسکو باز نہ رکھین (اَلْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ جل جلالہ) شاید تیرا خیال ہو کہ یہ تینون نام مترادف ہین لیکن اسطرح نہین بلکہ جو چیز عدم سے وجود مین آتی ہے تو پہلے وہ اندازہ کی محتاج ہوتی ہے پھر دوسرے بار اوسی اندازہ کے موافق ایجاد کی محتاج ہوتی ہے پھر وہ اچھی طرح ترتیب دیجاتی ہے۔ تو وہ باعتبار مجردِ ایجاد و اختراع کے عدم سے بارئی ہے اور باعتبارِ ایجاد موافق تقدیر کے خالق ہے اور وہ اِس حیثیت سے کہ صورِ اشیا کو احسن ترتیب سے ترتیب دیا ہے مصور ہے۔

(فائدہ) بندہ کا حظ اس اسمِ مصور سے بطور مجاز یہی کہ صورتِ علمیہ مطابق صُوَرِ وجودیہ کے حاصل کرلے اگرچہ اوس صورتِ علمیہ کا خالق اللہ تعالے ہی ہے وہ بندہ کا فعل نہین جیسا کہ فرمایا وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ لیکن بندہ توفیقِ خدا سے اوس کے فیضانِ رحمت حاصل کرنے کے لئے کوشش کرتا ہے چنانچہ

۱؎ اور یہی زاہد غیر عارف کے یہ ہین کہ وہ معاملہ و معاوضہ کرتا ہے یعنے دنیا اسلئے چھوڑتا ہے تا متاعِ آخرت ملے اور یہ نوع کم ادنا ایک قسم کی بیع ہے اور جسکو شہوت نے (یعنے کہانے پینے اور نکاح کی خواہش نے) غلام بنالیا ہو تو وہ حقیر ہے متکبر تو وہی ہے کہ ہر شہوت و حظ کو جس مین بہائم شریک ہو سکتے ہین حقیر سمجھتا ہے۔ ۱۲

حدیث مین آیا کہ تمہارے رب کے لئے تمہارے دنون مین اوسکی رحمت سے بخششین ہین آگاہ ہو جاؤ کہ اوس کے لئے تیار رہو (فائدہ) خالق و باری ان دونون نامون سے بندہ کو حصہ نہین ہان جب کوئی بندہ مجاہداتِ نفس و ریاضات سے ایسی امور کو نکالا کہ پہلے اس سے کسی نے نہین نکالا تھا اور وہ خود اوسکا عامل بھی ہے جس سے وہ درست بھی ہو گیا ہے اور لوگون کو بھی اوسکی ترغیب دلاتا ہی تو گویا وہ ایسی چیز کا مخترع ہی کہ جسکا پہلے وجود نہ تھا پس ایسے امور کا واضع گویا مخترع و خالق بطورِ مجازِ بعید ہے اکثر اللہ تعالے کے نام بندہ کی طرف مجازی طور سے منتقل ہوتے ہین اور بعضے ایسے بھی ہین کہ جو بندہ کے حق مین حقیقی اور اللہ کی طرف مجازی جیسے صبور اور شکور اور جنکو سزاوار نہین کہ فقط شراکتِ اسمی دیکھکر اوس تفاوتِ عظیم کو جسکا ہم نے ذکر کیا ہے بھول جائے۔ (اَلْغَفَّارُ) وہ جو کہ اچھے کو ظاہر کرے اور برائی اور گناہون کو چھپا دے اور غفر کے معنے ڈہانپنے کے ہین

۱؎ فقیر کہتا ہے کہ اس سے قریب مجاز تو یہ ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام مٹی کی چڑیا بنا کر اوس مین پہونکتے تھے وہ خدا کے حکم سے جاندار ہو جاتی تہی۔ چنانچہ خود فرمایا وَاَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ الخ انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام سے احیاءِ موتے کے معجزات و کرامات بھی وہی خلقِ مجازی ہے حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ فتوح الغیب مین فرماتے ہین کہ جب انسان اعلےٰ مقام پر پہونچتا ہے تو اوسکی طرف مرتبۂ تکوین منسوب ہوتا ہے ۱۲

پہلی ستاری اللہ کی یہ ہے کہ بدن کی برائیان جو نظرون مین بری دکھائی دیتی ہین
ظاہر کی خوبصورتی سے اوسکو چھپا دیا- ذرا سوچو کہ باطن مین کسقدر نجاستین ہین اور
ظاہر مین کسقدر لطافتین دوسری پردہ پوشی یہ ہے کہ برے خطرے اور خبیث ارادے
دلمین پوشیدہ کر دیا جسپر کوئی بھی مطلع نہین ہو سکتا اگر مخلوق پر اسکے خیالات اور اسکے
وسواس جو دلمین چھپے ہوئے ہین جیسے کینہ و خیانت و بدگمانی اچھی طور پر ظاہر
ہو جاتے تو اسکو دشمن بنا لیتے بلکہ ہلاک کر ڈالتے تیسری پردہ پوشی یہ ہے کہ
جس کے سبب سے مجمع حشر مین فضیحت و رسوا ہونیکا مستحق تھا اون گناہونکو بخش
دیگا بلکہ اچھے لوگون سے وعدہ کیا ہی کہ اون کے گناہون کو نیکیان کر دیگا
(فائدہ) بندہ کا حصہ اس اسم سے یہ ہی کہ غیرون کی وہ بات ڈھانپ دے جو
اپنے مین ہوتی تو اوس کے چھپانیکو محبوب رکھتا حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو
مسلمان کے عیب کو چھپائے اللہ تعالے روز قیامت اوس کے عیب چھپائیگا
تو غیبت کرنیوالا اور بدی کا بدلا کرنیوالا اس وصف سے دور ہے اور کوئی مخلوق
ایسی نہین کہ جس مین کچھ نہ کچھ کمال اور نقصان ہوتا ہے لیکن جو برائی چھوڑ کر نیکیونکا
ذکر کرتا ہے اوسکو اس وصف سے حصہ ہے جس طرح کہ **حکایت** ہے کہ حضرت
عیسے علیہ السلام حواریون کے ساتھ ایک مردار کتے پر گذرے جس کی بدبو پھیل گئی تھی

لوگون نے کہا کہ اس مردار کی کیا ہی بدبو ہے حضرت عیسے نے فرمایا کہ اوسکے
دانت کسقدر سفید ہین آپ کو اس بات سے آگاہ کرنا منظور تھا کہ ہر چیز کی خوبی بیان
کرنی چاہیئے برائی پر نظر نہ ڈالی جاے (اَلْقَهَّارُ) وہ جو اپنے دشمن اور متکبرون کی
گردن جھکا دے اور اون کو موت ذلت سے مقہور کرے تو جو موجود ہی اوسکے
تحت قہر قدرت مسخر ہے **(فائدہ)** بندون سے قہار وہ ہے جو اپنے اعدا دین
خصوصاً اوس بڑے عدو کو جو اوسکا نفس ہے مقہور کرے اور یہ شیطان سے بھی
بڑھکر عدو ہے کیونکہ شیطان اسی کے ذریعہ سے ہلاک کرتا ہے اور شیطان کے
دام سے عورتین بھی ہین تو جو اپنے شہوات نفس کو موافق حکم شرع کے مٹایا گویا تمام
لوگونکی خواہشات پر غالب آگیا اب کوئی اوسپر قدرت نہین پائیگا کیونکہ دشمنونکا
مقصود جسم کا ہلاک کرنا ہے اور یہ تو روح کی حیات ہے تو جو اپنی چندروزہ زندگی مین
شہوات کو مٹا دیا تو اوسکو بعد مرنے کے حیات ابدی ملیگی جسطرح اللہ تعالے
نے فرمایا [1] وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاۤءٌ عِنْدَ
رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ - الاٰيہ -

---

[1] اون لوگون کو مردہ مت جان جو اللہ کی راہ مین مارے گئے بلکہ اپنے رب کے پاس زندہ ہین-
رزق دئے جاتے ہین اوس چیز سے کہ اللہ نے اونکو اپنے فضل سے دیا ہے خوش ہین ١٢-

(اَلْوَهَّابُ) ہبہ وہ عطیّہ ہے جو عوض اور غرض سے خالی ہو جب اس صفت کی بخششین کثرت سے ہون تو اوسکو جواد وہاب کہین گے اور جو اس نیّت سے دیتا ہو کہ تا اوسکی بزرگی یا تعریف ہو یا اوسکا عوض جلدی یا دیر سے ملے یا اوسکی مذمت نہو تو ایسے شخص کو مُعامل اور طالبِ عوض کہین گے اور وہّاب و جواد کا نام اوسکے شایان نہین تو حقیقی سخاوت اوسی خدا تعالیٰ کے لئے ہی جو ہر محتاج کو بلا عوض و بلا غرض دیتا ہی (فائدہ) بندہ سے جود و ہبہ بے غرض کے ممکن نہین کیونکہ جبتک کوئی فعل ترک سے اولیٰ نہو نہین کرتا ہی۔ تو اوسکا یہ فعل غرضِ نفس کے لئے ہوگا لیکن وہ شخص کہ اپنی تمام مِلک کو حتّٰے کہ جان کو اللہ کے لئے نذر کر دیا نہ نعیم جنت کی خواہش [لہ] سے نہ عذابِ نار کے خوف سے تو ایسا شخص وہاب و جواد کہنے کے لایق ہے

لہ جاننا چاہئے کہ حظ و خواہش اکثر لوگون کے پاس مشہور ہے جو اوس سے پاک ہوگیا اور خدا کے سوائے اوسکا کوئی مقصود نہ رہا تو اون حظوظ سے جسکو لوگ حظوظ سمجھتے ہین پاک ہوگیا جیسے لوگ کہتے ہین کہ غلام میان کا خیال میان کے لحاظ سے نہین رکھتا ہے بلکہ اوس حظ کے لحاظ سے جو اپنے میان سے نعمتین حاصل ہونیوالی ہین اور اسیطرح میان بھی غلام کا خیال غلام کے لحاظ سے نہین رکھتا ہے بلکہ اوس حظ کے سبب جو اوسکی خدمت سے حاصل ہوتا ہے لیکن باپ کو بیٹے کا خیال بذاتہٖ ہوتا ہے اور کوئی حظ وہان مقصود نہین بلکہ اگر کسی طرح کا کوئی حظ باپ کو نہ حاصل ہو تو بھی اُسے لڑکے کا خیال رہیگا اور جس نے کسی حظ کو بذاتہٖ طلب نہ کیا بلکہ غیر کے خیال سے تو گویا اوس نے اوسکو طلب ہی نہ کیا کیونکہ غایتِ طلب اوسکی وہ نہین ہے بلکہ اوسکا مطلوب ہی دوسرا ہے اسی طرح وہ شخص جو جنت کیلئے

(اَلرَّزَّاقُ) رزق دو قسم پر ہے ایک ظاہری جو ابدان کی غذا ہی دوسرا باطنی جو قلوب و اسرار کے معارف و مکاشفات ہین۔ یہی رزق اعلےٰ و اشرف ہی کہ جسکا ثمرہ حیاتِ ابدی ہے اور رزق ظاہری کا ثمرہ قوّتِ جسم اوس مدت تک ہے جو عنقریب پوری ہونیوالی ہے ان دونون رزقون کا کفیل اور ان دونون فریق کو پہونچانیوالا وہی اللہ تعالیٰ ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۱۲) اللہ کی عبادت کرتا ہے تو وہ اللہ تعالےٰ کو جنت کے حاصل ہونیکے لئے واسطہ بناتا ہے اور اوسکی ذات مقصود نہین اور علامت واسطہ کی یہ ہے کہ اگر مقصود ملجاوے تو واسطہ کو طلب نکرے۔ ایسے شخص کو اگر جنت حاصل ہو جاتی تو اللہ کی عبادت بھی نہ کرتا کیونکہ جنت ہی اوسکی محبوب و مطلوب تھی اور جو شخص ایسا ہو کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے اوسکا کوئی محبوب و مطلوب نہو بلکہ اوسکا حظ و شوق اوسی کے ملاقات اور اوسی کے تقرب مین ہو تو کہا جائیگا کہ وہ کسی حظ کا طالب ہو کر اللہ کی خالص عبادت کر رہا ہے اور اللہ سبحانہٗ ہی اوسکا حظ ہے اوسکے سوا اور کسی سے کام نہین۔ اور اوسکا مقصود کوئی انعام و اکرام نہین اور جو شخص اللہ کی ملاقات اور اوسکی معرفت و مشاہدہ اور اوسکے تقرب کی لذت پر ایمان نہ لایا ہو تو اوسکا مشتاق بھی نہ ہوگا اور جسکو اسطرح کا حظ حاصل نہ ہو تو اوسکا ہرگز یہ مقصود بھی نہ ہوگا اسیواسطے وہ اپنی عبادت مین اوس خراب مزدور کی طرح ہوگا جو طمع اجرت کے لئے کام کرتا ہے اور اکثر مخلوق نے یہ لذت نہین چکھی اور نہ پہچانی اور لذتِ نظر وجہ اللہ اونکی سمجھ مین ہی نہین آئی اونکا ایمان صرف زبانی تھا اون کے باطن حور عین کی لذت پر مائل تھے آپ تو سمجھ لے کہ حظوظ سے پاک ہونا محال ہے ہان جو اللہ تعالےٰ کو حظ بناتا ہے یعنے اوسکی ملاقات اور اوسکے مشاہدہ و تقرب کا نام حظ رکھتا ہے تو یہ اور بات ہے لیکن جسکو عام لوگ حظ سمجھے ہین اور جس طرف میل کرتے ہین یہ اوسطرح کا حظ نہین۔ اور اگر حظ کا یہ معنے ہو کہ جسکا حاصل کرنا اوس کے نہ حاصل کرنے سے بندے کے حق مین اولیٰ ہے تو اس اعتبار سے حظ ہے ۱۲

وَلٰكِنۡ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيَقۡدِرُ ۔ یعنی کسی پر رزق فراخ کرتا ہے اور کسی پر تنگ (فائدہ) بندہ کا حظ اس وصف سے ایک یہ ہے کہ اس وصف کی حقیقت پہچانے ۔ اور اسکا مستحق خدا ہی کو جانے ۔ اوسی سے رزق کا امیدوار رہے اور اوسی پر بھروسہ[1] کرے اور دوسرا یہ کہ اپنے علم و زبان اور دست و دہان ہی لوگون کو فائدہ پہونچاے ۔ اقوال و اعمال سے لوگون کے قلوب رنگ دے ۔ اور ناتوان اجسام کو رزق پہونچا کر توانائی بخشے ۔ اور جس بندہ کو اللہ محبوب بناتا ہے تو لوگون کے حوائج اوسی سے نکالتا ہے ۔ اور جو اللہ اور بندہ کے درمیان وصولِ رزق کا واسطہ ہوگا تو اس صفت سے اس حظ کو حاصل کرلیا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خزانچی امانتدار کو جب تقسیم کا حکم کیا جاتا ہے تو خوشی سے دیتا ہی تو وہ بھی دو صدقہ دینے والون مین کا ایک ہی جس بندے کے ہاتھ اللہ کا خزانہ بنادئے جائین ۔ اور جسکی زبان رزقِ قلوب کی خزانہ ہو تو اس صفت کے ثبوت سے وہ ضرور مکرم ہوگا ۔ (اَلۡفَتَّاحُ جل جلالہ) وہ کہ جسکے ہاتھ مین مفاتیح غیب و رزق ہین جسکی عنایت سے ہر عقدہ کھل جاتا ہی اور جسکی ہدایت سی ہر مشکل آسان ہوجاتی ہے کبھی انبیا علیہم السلام کو اعدا کے ہاتھ سے ملک چھین کر دلاتا ہی جیسا کہ فرمایا

[1] حکایت ۔ حاتم اصم سے کسی نے پوچھا کہ کہان سے کھاتے ہو ۔ فرمایا اوس کے خزانون سے ۔ کہا کیا آسمان سے برستا ہی فرمایا اگر اوسکی زمین نہ ہوتی تو آسمان سے ہی برساتا ۔ کہا تم بھی کلام کرتے ہو ۔ فرمایا آسمان سے کلام ہی اترا ہے کہا کہ تم سے مجادلہ کی مجھ مین طاقت نہین ۔ فرمایا سچ ہی کیونکہ حق کے مقابلہ مین باطل کا قیام نہین ہوسکتا ۔ ۱۲

اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِيۡنًا ۔ اور کبھی قلوبِ اولیا سے پردہ اوٹھاتا ہی اور اونکے لئی ابوابِ ملکوتِ سما کھولدیتا ہے اور اپنا جمالِ کبریائی دکھلاتا ہے ۔ (فائدہ) جو بندہ کہ اس درجہ پر پہونچے کہ جسکی زبان سے مشکلاتِ الٰہیہ کے عقدے کھل جائین اور وہ امورِ دینیہ اور دنیویہ جو مخلوق پر مشکل ہین اُسکی اعانت سے آسان ہوجائین ۔ تو اس نام سے اوسکو حظ مل گیا ۔ (اَلۡعَلِيۡمُ جل جلالہ) اسکے معنی ظاہر ہین اور اوسکا کمال وہ احاطۂ علمی ہے جو ہر شے کو شامل ہے اور یہ کثرتِ معلومات کی حیثیت سی بے نہایت ہے پھر وہ اپنی ذات کی اعتبار سے اسطرح ظاہر ہے کہ اوس سے زیادہ کوئی ظاہر نہین اور وہ معلومات سے مستفاد نہین بلکہ معلومات اوس سے مستفاد ہین ۔ (فائدہ) بندہ کا شرف بسبب علم[1] کے ہے کیونکہ وہ خدا کی صفت ہی لیکن وہی علم

[1] بندے کا علم خدا کے علم سے تین باتون مین علیحدہ ہے ایک تو یہ کہ بندے کے معلومات اگرچہ بہت ہی وسیع ہون تو بھی اوس کے قلب مین محصور ہین پھر معلوماتِ بے نہایت سے اُسکو کیا مناسبت دوسرے یہ کہ کشف اسکا اگرچہ واضح ہو مگر اوس حد تک کہان پہونچ سکتا ہے کہ جس کے بعد کوئی ممکن ایسا نہ ہو کہ جو اوس کے احاطۂ علمی مین نہ آسکے بلکہ اوسکو مشاہدۂ اشیا اسطرح ہوتا ہے کہ جیسا کوئی پردۂ باریک سے دیکھتا ہے اور تو درجاتِ کشف کا بھی انکار نہ کر کیونکہ بصیرتِ باطن مانند بصرِ ظاہر کے ہے اور بڑا ہی فرق اوس شے کی وضاحت مین ہوتا ہے جو وقتِ صبح اور پھر دن چڑھے بعد دیکھی جائے تیسرے یہ کہ علمِ خدا اشیا سے مستفاد نہین اور بندے کا علم جو اشیا پر ہوتا ہی وہ اشیا کا تابع اور اوسی سے حاصل ہوتا ہی اگر اس فرق کا سمجھنا تجکو مشکل ہو تو یہ مثال سمجھ کہ شطرنج کے بنانے والے کے علم سے شطرنج سیکھنے والے کے علم کو کیا نسبت ہے اسلئے کہ واضعِ شطرنج وہ سببِ وجود

اشرف ہوگا جسکا معلوم اشرف ہو اور اشرف معلومات تو اللہ تعالےٰ ہی ہے اسلیئے
اوسکی معرفت بھی اشرف معارف ہوی بلکہ تمام اشیا کی معرفت مین جو بزرگی ہے وہ
اسی سبب سے ہی کہ یا تو افعال حق تعالیٰ کی معرفت ہے یا اوس راہ اور اُن امور کی
معرفت ہے کہ بندہ بسبب اوس کے خدا سے نزدیک ہوتا ہی تو حقیقت مین یہ سب
اللہ ہی کے لحاظ سے ہوی اور جو معرفت کہ اس سے خارج ہو اوس مین زیادہ شرف
وبزرگی نہین۔ (اَلْقَابِضُ۔ اَلْبَاسِطُ) وہ کہ وقتِ موت روحون کو قبض فرماتا
اور وقتِ حیات ارواح کو اجسام مین پھیلا دیتا ہے اغنیا سے صدقات قبض کر کے
غربا پر تقسیم کرتا ہی کبھی قلوب کا کشف اپنی عظمت و جلال سے قبض فرماتا ہے کبھی اپنے
لطف و جمال سے اوسکو بسط دیتا ہے۔ (فائدہ) بندون سے قابض و باسط وہ
ہے جس کے دل پر نئی نئی حکمتین اور جوامع حِکم کا الہام ہوتا ہو سو وہ کبھی اللہ کی نعمتون
اور رحمتون کا ذکر کر کے قلوبِ عباد کو بسط و کشادگی بخشتا ہے اور کبھی اوسکے جلال و
کبریا اور عذاب و بلا سے ڈرا کے قلوب کو قبض و تنگ بناتا ہی۔ (اَلْخَافِضُ۔ اَلرَّافِعُ) جو دشمنونکو
اپنے سے دور کر کے پستی مین لیجاتا ہے اور اولیا کو اپنے تقرب سے رفعت دیتا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۱۵۔ شطرنج ہی اور وجود شطرنج وہ سبب علم متعلم ہے تو علم واضع کا شطرنج سے
سابق ہوا اور علم متعلم کا شطرنج سے متاخر و مسبوق۔ اسی طرح خدا کا علم اشیا پر سابق اور اوسکے لیے
سبب ہے۔ اور ہمارا علم اوس کے برخلاف۔ وَلِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی ۔ ۱۲

(فائدہ) بندے کا حظ اس سے یہ ہے کہ حق کو رفعت دے اور باطل کو پست کرے
اللہ کے دشمنون سے دشمنی رکھے تا اونکو نیچا دکھلائے اور اللہ کے اولیا کو دوست بنائے
تا اون کی رفعت ظاہر ہو جائے (اَلْمُعِزُّ۔ اَلْمُذِلُّ) وہ کہ جس کو چاہی ملک دی جس سے چاہے
چھین لے اور جس کے قلب سے پردہ حجاب اٹھا دیا اور اپنا جمال دکھا دیا۔ قناعت
دیکر مخلوق سے مستغنی کیا اور قوت و تائید دیکر اوس کے صفاتِ نفس پر غالب کر دیا تو
بیشک ایسے شخص کو عزت دی دنیا مین بادشاہت سرفراز کی آخرت مین اپنا تقرب
بھی دیگا اور جسکو حرص دیکر مخلوق کا محتاج بنایا تھوڑے پر قناعت دی اور اسطرح
ڈھیل دی کہ وہ مغرور ظلمتِ جہل مین پڑا رہا تو ایسے شخص کو ذلت دی اور اُس سے
بادشاہت چھین لی (فائدہ) جو بندہ کہ اسبابِ عزت کو فراہم کیا تو اوسکو اس
وصف سے حصہ مل گیا (اَلسَّمِیْعُ) جس سے کوئی شئے سماعت کی پوشیدہ نہین
اگرچہ کیسی ہی پوشیدہ ہو (فائدہ) بندے کا حظ اس سے یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کو
سمیع جانکر اپنی زبان کی حفاظت کرے اور یہ بھی سمجھے کہ سماعت اسی لئے دیگئی
ہی کہ تا اوسکی کتاب اور اوسکے رسول کی حدیث سُن کر اللہ کے راہ پر لگ جائے

لہ اوس بزرگ کو آخر وقت اس طرح ندا دیگا یَآ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً
مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔ یعنے اے نفس مطمئنہ اپنے پروردگار کی طرف پلٹ چل تو
اوس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی پس میرے بندون مین داخل ہو۔ اور میری بہشت مین داخل ہو ۱۲

(اَلْبَصِيْرُ) وہ جواس طرح دیکھتا ہی کہ کوئی شے اوس سے چھپ نہین سکتی -
(فائدہ) بندہ کا حظ اس سے یہ ہی کہ اپنی نظر کو آیات اور عجائب ملکوت وسموات
دیکھنے مین لگائے اور ہر نظر مین عبرت حاصل کرے اور یہ بھی سمجھے کہ مین اُس کے
سامنے ہون جس شخص نے کہ کسی کام کو غیر حق سے چھپایا جو خدا سے نہین چھپ سکتا
ہی تو اوس نے اللہ کے دیکھنے کی عظمت نہ کی اور مراقبے سی یہ صفت حاصل ہوسکتی ہی
جو ایمان کا ایک ثمرہ ہی اور جو گناہ کرتے وقت یہ سمجھتا ہے کہ اللہ دیکھ رہا ہے تو
اوسکی کیا ہی جرأت اور کیا ہی خرابی ہے اور جس نے یہ گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ
اوسکو نہین دیکھتا ہی تو وہ کافر بڑا ہی گمراہ ہے (اَلْحَكَمُ) وہ حاکم جس کے
حکم کو کوئی نہ پھیر سکے (فائدہ) بندہ کا حظ اس وصف سے یہ ہی کہ مشاہدہ کرے
کہ تمام کام ازل مین ہو چکے ہین اور قلم سوکھ گیا ہے اور جو ہونیوالی بات ہے
وہ ہو کر ہی رہے گی پھر فکر[1] بیکار ہی جب یہ بات حاصل ہوگی تو بندہ کو رزق کی

[1] لوگ اس مشاہدہ حکم مین مختلف ہین بعضے خاتمہ کا خیال کرتے ہین اور بعضے سابقۂ ازل کا یہ آخر الذکر کا درجہ اعلےٰ ہے کیونکہ خاتمہ سابقہ کا تابع ہی اور بعضے ماضی و مستقبل دونون کو چھوڑ کے ابن وقت ہین جو کچھ احکام آلٰہی جاری ہوتے ہین اوسپر راضی ہین یہ اوس شخص مذکور سے بھی افضل ہے اور بعضے وہ ہین کہ جنکا قلب حکم مین مستغرق ہوگیا ہے بسبب مشاہدہ مین ہین حال و ماضی و استقبال کی کچھہ بھی خبر نہین اور یہہ درجہ سب سے اعلےٰ ہے ۱۲

قلب مین اطمینان نفس رہیگا اضطراب قلب نہ ہوگا - (اَلْعَدْلُ) وہ کہ جسکے
افعال عدل سے صادر ہون ظلم وجور نہ ہو اور جسکو اس وصف کا سمجھنا منظور ہو تو
پہلے اللہ کے پورے افعال پر احاطہ علمی ہونا چاہئیے پھر جب خلقت آلٰہی کو دیکھیگا
تو کچھ بھی تفاوت نہ پائیگا پھر بار بار دیکھنے سی آنکھین پتھرائی جائین گی اور اوسکا
اعتدال وانتظام اسکو حیرت مین ڈالدیگا اوسوقت کچھہ معانی عدل آلٰہی کے
سمجھہ مین آئین گے اور اسکا علم بھی ہوگا کہ اقسام موجودات کو اوس کے موافق
حصہ دیا گیا ہی اور جس[1] جگہ کے لائق تھے وہین اوسکو رکھا گیا ہے (فائدہ) بندہ کا
حظ جو عدل سے ہی پوشیدہ نہین لیکن اوسکا پہلا عدل صفات نفس مین اسطرح ہے
کہ شہوت وغضب کو عقل و دین کے زیر حکومت کردے اور جو عقل کو شہوت و
غضب کا خادم بنائیگا تو ظالم ٹھیریگا اور عدل اپنے گھر والون مین - اگر بادشاہ
ہو تو رعایا مین جس طرح کہ کرنا چاہئے پوشیدہ نہین ہے اور یہ بھی بندہ کا حظ ہونا چاہئے
کہ اللہ تعالےٰ کے احکام وتدبیر اور سارے افعال پر کسی طرح کا اعتراض نہ کرے

[1] انسان کو اعضاء مختلفہ جیسے ہاتھ اور پاؤن آنکھ ناک کان عنایت کئے ہین - اس اعضا کی خلقت کے لحاظ سے وہ جواد ہی - اور خاص مواضع پر ادن کو رکھنے کے لحاظ سے وہ عدل وعادل ہے - آنکھون کو دیکھو کہ اگر کسی اور جاپر ہوتین تو یہ فوائد کہان حاصل ہوتے - اسی طرح اگر ہاتھ سر سے یا کمر سے یا پاؤن سے جیسا ہوتے تو کسقدر خلل پیدا ہوتا - ناک اگر پیشانی یا رخسارہ پر ہوتی تو کیسی بری معلوم ہوتی اور بعضے فوائد مین بھی نقصان پہونچتا ۱۲

خواہ مرضی کے موافق ہو یا غیر موافق وہ سب عدل ہے اگر اسطرح نہ کرتا تو دو سزا
امر ایسا پیدا ہو جاتا جو اس سے ضرر مین زائد ہوتا (اَللَّطِيْفُ) وہ جو کہ ہر امر مین
اقسام کی آسانی و مہربانی کرنیوالا ہے (فائدہ) بندہ کا حظ اس وصف سے
یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اللہ کے بندون کو نرمی سے بلائے اور بہترین لطف

لہ اس مہربانی و لطف کا بیان اگر کئی جلدون مین بیان کیا جائے تو اوسکا عشر عشیر نہ بیان ہوگا
ہان بعض مہربانیون کی طرف ہم اشارہ کرتے ہین کہ دیکھو جنین کو مان کے پیٹ مین تین اندھیرون
مین پیدا کرتا اور وہین اوسکی حفاظت فرماتا ہے اور بواسطہ ناف کے وقت انفصال تک غذا پہونچاتا
ہے۔ پھر جب اس عالم مین لاتا ہے تو اوسکو یہ القا کرتا ہے کہ چھاتی منہ مین لیوے اور اوس کو
چوسے گو اندھیرے مین ہی کیون نہ ہو۔ چونکہ دودھ پینے کا زمانہ ہے دانت کی ضرورت نہین اسلئے
اوس کے نکلنے مین تاخیر ہوئی پھر جب ضرورت ہوتی ہے دانت نکلتے ہین پھر اوسکی تقسیم کیا عمدہ طور
سے ہوتی ہے بعضے تو چوڑے چابنے کے لئے اور بعضے تیز کترنے اور ٹکڑے کرنے کے لئے پھر
زبان کا ہونا ظاہر تو گویائی کے لئے ہے لیکن وہ کھانے کو داڑھونکی طرف جانے کے لئے پہونچاتی ہے
گویا چمچہ ہے اسی طرح لقمہ کے نرم کرنے کے لئے لعاب کا پیدا کرنا اور اوسکو سہولت سے نگلنا کسقدر آسانی
اور مہربانی ہے۔ پھر اوس غذا کے درست کرنے مین کس قدر لوگ معاون بنے ہین جیسے
زمین درست کرنے والے زراعت کرنے والے اوسکو پانی دینے والے اور کاٹنے والے
پھر صاف کرنے والے پیسنے والے گوندھنے والے اور پکانے والے ایسی ہی بہت
سی مخلوق اسی خدمت مین مصروف ہے کہ جسکی گنتی مشکل ہے اونکا پیدا کرنے والا ہی خوب
جانتا ہے اس لئے فرمایا وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۔۱۲

یہ ہے کہ خود ہی عمدہ خصائل اور نیک اعمال سے موصوف ہو جائے (اَلْجَلِيْلُ) وہ
جو صفات جلال و جمال سے موصوف ہو۔ کبیر کا مرجع کمال ذات اور جلیل کا کمال
صفات اور عظیم کا ذات و صفات دونون ہین۔ اور یہ ادراک بصیرت سے منسوب
ہین جب صفات جلال بصیرت مدرکہ کی طرف منسوب ہوتی ہے اونکا نام جمال
رکھا جاتا ہے اور جو اون سے متصف ہو اوسکو جمیل کہتے ہین تو جمیل مطلق وہی اللہ
تعالیٰ ہے کیونکہ اس عالم مین جو کچھ کمال و جمال اور حسن و خوبی ہے اوسی کے انوار ذات
اور آثار صفات سے ہے اور وجود مین سوائے خدا کے کوئی ایسا موجود نہین کہ جسکے
لئے جمال مطلق ہو اور جس مین کوئی شریک نہو اسی لئے عارف اور اوسکے جمال کے
نظارہ کرنیوالے کو وہ لذت و سرور اور وہ فرحت و خوشی حاصل ہوتی ہے کہ جسکے
سامنے ظاہری صورتون کو بلکہ جنت کی نعمتون کو بھی حقیر سمجھتا ہے کیونکہ صورت ظاہری
اور معانی باطنی مین کچھ بھی مناسبت نہین۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ وہ جلیل بھی ہے
اور جمیل بھی۔ اور ہر جمیل اوسی کا محبوب و معشوق بنیگا جس نے اوسکے جمال کا نظارہ
کیا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ بھی محبوب ہے لیکن عارفون کے نزدیک جسطرح صورت

لہ اسم جمیل اصل مین صورت ظاہر کے لئے وضع کیا گیا جو آنکھ سے پائی جائے اور نظرون مین خوش لگے اور اچھی
دکھائی دے۔ پھر صورت باطن کی طرف نقل کیا گیا جو بصیرت سے پائی جاتی ہے چنانچہ کہتے ہین خلق جمیل حالانکہ وہ بصیرت سے
پایا جاتا ہے نہ بصارت سے ۱۲ سلہ اس راز کو ہم نے احیاء العلوم کی کتاب محبت مین کھولدیا ہے جسکو منظور ہو وہان دیکھے ۱۲

ظاہر جو حسین ہوا وہی کو محبوب ہوتی ہے جن کو بینائی عطا ہوی ہے اس لذّت کو
اندھے کیا جانین (فائدہ) بندون سے جلیل و جمیل وہی ہے جس کے صفاتِ
باطنی سے قلوب کو لذت ملتی ہے لیکن جمالِ ظاہری کا وہ مرتبہ نہین (اَلْکَرِیْمُ)
وہ کہ جو وعدہ کیا وفا کیا۔ جب دیا تو امید سے زیادہ دیا اور اسکا خیال بھی نہ کیا کہ
کتنا دیا اور کس کس کو دیا۔ جب اوس کے حق مین بدگوئی کی گئی تو عتاب کیا پورا بدلہ
نہ لیا۔ جس نے اوس کی پناہ لی اوسکو بچا لیا۔ خراب ہونے ندیا۔ جس مین یہ سب
باتین بے تکلف جمع ہو جائین وہی کریمِ مطلق ہے اور وہ تو اللہ تعالے ہی ہے
(فائدہ) بندہ بھی بعضے ان خصلتون مین سے بہ تکلف متصف ہو سکتا ہے[لہ] لیکن
کریمِ مطلق کی نسبت کرتے یہ کرم ناقص کہان۔ ہان کرم سے موصوف تو ہوگا چنانچہ
رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انگور کے جھاڑ کو کَرَم نہ کہو کیونکہ کرم مسلمان
آدمی ہے (اَلرَّقِیْبُ) وہ جو کہ علیم و حفیظ ہے اور اسطرح شے کی حفاظت لازمی
اور دائمی طور سے کرے کہ کبھی وس سے غافل نہ ہو۔ اور اوسکا پہچاننے والا اوسکی
منع کی ہوی شے کی طرف نہ بڑہے (فائدہ) بندہ کا وصف اس سے یہی ہے کہ
اپنے رب اور اپنے قلب کا مُراقب رہے یعنے اسطرح جانے کہ اللہ تعالے ہر حال مین

لہ لیکن کرمِ عبد قدرتِ الٰہی سے متعلق ہے کیونکہ قابض و باسط وہی اور مانع و معطی وہی ۱۲

اوسکا رقیب و مُشاہد ہے۔ اور سمجھے کہ نفس و شیطان میرے دشمن ہین اور تاک
مین ہین کہ موقع پا کر غفلت دین۔ اور مخالفتِ حق پر آمادہ کردین۔ اسکو چاہیئے کہ
اول دونون سے اسطرح بچاؤ کی صورت نکالے کہ اون کے مکائد و تلبیسات کو
پہچانے وہ اسباب مہیا کرے جس سے اونکو شکست ہو یہی اوسکا مراقبہ ہے (اَلْمُجِیْبُ)
وہ جو کہ سائل کا سوال جلدی سے قبول کرے۔ ناچار کی حاجت روا کرے۔ بلکہ
دعا سے پہلے انعام و اکرام فرمائے (فائدہ) بندہ کو چاہیئے کہ پہلے اون کامون کو
کرے جسکا خدا نے حکم کیا اور جس سے منع کیا ہی قبول کرے پھر اوس کے بندون پر اوسکے
دئے ہوی مین سے نثار کرے۔ ہر سائل کا سوال اگر ہو سکے تو جلد پورا کرے۔ نہ ہو سکے
تو نرمی سے جواب دے۔ اللہ تعالے فرماتا ہے وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ[لہ] حضرت
رسولِ اکرم فرماتے ہین لَوْ دُعِیْتُ اِلٰی کُرَاعٍ[۲] لَاَجَبْتُ وَلَوْ اُهْدِیَ اِلَیَّ ذِرَاعٌ لَقَبِلْتُ

لہ اور لیکن سائل کو پس مت جھڑک ۱۲ ؎۲ اگر بلایا جاؤن مین پاچہ گوسپند (یعنے تھوڑی سی چیز) کی طرف البتہ
مین قبول کرونگا۔ اور اگر ایک ہاتھ میرے پاس ہدیہ بھیجدیا جائے تو اوسکو بھی قبول کرونگا۔ بعضے کہتے ہین کہ
کراع مقام کا نام ہے تو یہ مبالغہ بُعد مین ہے یعنے اگر دور بھی دعوت ہو تو وہان بھی جاونگا۔ فقیر کہتا ہے کہ
آج کل خلوص بہت کم ہوگیا ہے سچے دل سے جو دعوت دے اوس کی دعوت کا انکار نہ کرے بشرطیکہ وہ
مجلس بدعت و منکرات سے خالی ہو۔ یہان کی اکثر شادیون مین سہرا کنگن ہاتھون کو مہندی تاشہ کا سانچا
جوڑا کمخواب کا پائجامہ ضرور ہوتا ہے۔ اور جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج دینا ہی منظور ہو تو علانیہ فسق و
فجور یعنے کسبنون کا ناچ کرواتا ہے۔ رقعہ مین جلیہ نشاط لکھکر علما و مشائخین کو بلاتا ہے۔ بعضے بیاہے بیاہ کے

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر دعوت اور ہر ہدیہ کا قبول فرمانا غایتِ اکرام اور
نہایتِ احسان تھا اور نہ بہت سے خسیس متکبر ہر ہدیہ کا قبول کرنا اپنی شان کے خلاف
سمجھتے ہین ہر دعوت مین جانے کو اپنی سبکی جانتے ہین۔ اپنی جاہ و منزلت سنبھالتے
ہین حیلے حوالے کرکے دعوت کو ٹالتے ہین۔ نہ داعی کے رنجیدہ ہونیکا خیال
نہ اوسکی دل شکنی کی پروا۔ اگرچہ اسکے نہ جانے سے وہ آزردہ ہو تو ہو۔ ایسے شخص کو
اس اسم پاک سے کچھ بھی حظ و حصہ نہین (اَلْوَاسِعُ) اگر اوسکی وسعتِ علمی ملاحظہ کرو
تو معلومات کا کنارہ نہ ملیگا بلکہ تمام دریا سیاہی بنین تو اوسکے تحریرِ کلمات مین صرف
ہو جائین۔ اور اگر اوس کے احسانات و انعامات پر نظر ڈالو تو اوسکی بھی نہایت نہین ہے
(فائدہ) آدمی کی وسعت اوس کے معارف و اخلاق کے بموجب ہی جس قدر علوم
کی کثرت ہو وہ اوسی کے موافق واسع ہے اور اخلاق کی اسطرح وسعت ہو کہ خوف
فقر و غضب حاسد و غلبۂ حرص اور ساری صفات اوسکے اخلاق کو نہ بدلین تو وہ واسع ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۲۳۔) بندے یہ حیلہ کر جاتے ہین کہ دعوت سنت ہی۔ بعدِ عقد جہان وہ فواحش دیکھتے ہین
آئین کہ یہ وہان سے بھاگ کر دوسرے دالان مین اس لئے اگر بیٹھتے ہین کہ ابھی دعوت ادا نہین ہوی کھانا کھانا باقی
ہے اور ایسی جائے اونکو ملتی ہے کہ جہان آواز آتی ہے اور کبھی کبھی کسیکی منحوس صورت بھی نظر آتی ہے۔ لیکن یہ بڑی خوش
ہین کہ ہم اوس مجلس مین تو نہین ٹھہرے بستی بھی کہلائے اور اوس امیر کو راضی بھی کیا۔ افسوس فقہا نے تصریح کر دی
کہ بعدِ علم ایسی مجلسو نمین جانا منع ہے۔ لاعلمی کے بعد جو معلوم ہو جائے فی الفور واپس آنا چاہئے۔ خدا ہم سبکو بخشے اور آیندہ ہدایت کرے ۱۲

لیکن آخر اوسکی بھی نہایت ہی اور واسعِ حقیقی تو اللہ تعالٰے ہی ہے (اَلْحَکِیْمُ) صاحبِ حکمت
اور حکمت معرفتِ افضل اشیا اور افضل علوم سے مراد ہی۔ افضل علوم علم باللہ ہی۔ اور اجل
اشیا وہی حق تعالٰے ہی۔ اور اوسکی کنہِ معرفت کو اوسکے سوا کون پہچانتا ہی تو وہی حکیمِ مطلق
ہی۔ (فائدہ) جس نے تمام اشیا کو جانا اور اللہ تعالٰی کو نہ پہچانا تو وہ حکیم کہلانیکے لایق
نہین۔ اس لئے کہ اس نے اجل و افضل اشیا کی معرفت حاصل نہ کی اور جلالتِ علم بقدر
جلالتِ معلوم ہی۔ پھر اللہ سے بزرگ بھی کوئی ہے جس نے اوسکو پہچانا وہی حکیم ہی
گو اوسکو تمامی علومِ رسمیہ مین مہارت نہ ہو زبان مین طلاقت بیان مین فصاحت
نہو۔ (اَلْوَدُوْدُ) وہ جو کہ تمام خلق کے لئی بھلائی کو پسند کرتا ہی۔ انپر ہر طرح کا انعام
و احسان کرتا ہی (فائدہ) بندون سے ودود وہی ہی کہ خلق کے لئی وہ بات
پسند کرے جو اپنے لئی پسند کرتا ہی اور اس سے اعلےٰ یہ ہی کہ اپنی ذات سے بھی اونکو
بڑھکر چاہی جیسا کسی نے کہا مین چاہتا ہون کہ دوزخ کا پل بنا دیا جاؤن اور مجھپر سے

سلہ معرفتِ الٰہی اعلیٰ ترین معارف ہے۔ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا۔ اور جس نے
اللہ تعالٰے کو پہچانا اوسکا کلام غیرون سے مخالف ہوگا۔ اس لئے کہ اوسکا کلام کلی ہوگا جزئیات کی طرف
بہت ہی کم متوجہ ہوگا۔ دنیوی مصالح کی طرف کم خیال رکھیگا۔ آخرت ملحوظِ نظر رہیگی ۱۲ سلہ اس اسم پاک کے
معنی رحیم سے قریب ہین۔ لیکن رحمت کی اضافت مرحوم کی طرف ہوتی ہے اور مرحوم محتاج و مضطر ہوتا ہے۔ افعالِ
رحیم مرحومِ ضعیف کے طالب ہین اور افعالِ ودود مین یہ بات نہین ہی بلکہ ابتدائی طور پر انعام و احسان نتائج ودود سے ہی ۱۲

خلق گذرے اور کسی کو اگ کی تکلیف نہ پہونچے۔ اور اُسکا کمال یہہ ہی کہ کسی کے غضب وغصہ اور ایذا رسانی سے اپنے احسانات نہ چہوڑے۔ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو دیکھو کہ آپکے دندان مبارک کو صدمہ پہونچا چہرۂ مبارک خون آلود ہوا اوسوقت بھی اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِی فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ فرماتے تھے۔ اونکی ایذا رسانی آپکے ارادۂ خیر کی مانع نہوی (اَلْمَجِيْدُ) جسکی ذات بزرگ۔ افعال جمیل عطا کثیر۔ سبب شرفِ ذات اور حسنِ افعال دونون باہم ہون تو اوسکا نام مجید ہی اَلْبَاعِثُ

لہ یا اللہ میری قوم کو بخشدے کہ وہ نہین جانتے ہین ۲ گویا یہ نام اسمِ جلیل ووہاب وکریم کا جامع ہی اس کا بیان سابق مین گذر گیا ۱۲ سہ اس اسم کا پہچاننا معرفتِ حقیقتِ بعث پر موقوف ہے۔ اکثر لوگ موت کو عدم سمجھتے ہین اور یہ باطل ہے کیونکہ قبر دوزخ کے گڑہون مین سے یا تو ایک گڑہا ہے یا جنت کے باغو نمے ایک باغ۔ جو نیک بخت ہین وہ اموات نہین وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہین جو کچہہ اللہ نے اونکو دیا ہے اوس سے خوش ہین۔ اور جو اشقیا ہین وہ بھی زندہ ہین اسی سبب سے بدر مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو پکارا۔ اور صحابہ سے مخاطب ہوکے فرمایا کہ تم میرے قول کو اون سے بڑہکے نہین سنتے۔ اور اصحابِ بصائر کا مشاہدۂ باطنی بھی اسی پر دال ہے کہ انسان ابد کے لئے پیدا ہوا ہے اور وہ عدم نہ ہوگا۔ جب اونکا تصرف جسد سے منقطع ہوتا ہے تو کہتے ہین مر گیا اور جب وہ تعلق پہر لوٹا تو کہتے ہین زندہ اور مبعوث ہوا۔ اور اس کی حقیقت اس کتاب مین بیان نہین ہوسکتی اور انسان کے متعدد انشا ہین صرف دو ہی نہین چنانچہ فرمایا وَنُنْشِئَكُمْ فِيْمَا لَا تَعْلَمُوْنَ اور بعد پیدا کرنے نطفہ اور مضغہ کے فرمایا ثُمَّ اَنْشَاْنَاهُ خَلْقًا اٰخَرَ بلکہ نشارتِ نطفہ مٹی سے ہے اور علقہ کی نشارت نطفہ سے اور نشارتِ مضغہ علقہ سے اور روح کی نشارت مضغہ سے ہی چونکہ روح کی نشارت اشرف وجلیل ہے اور وہ امرِ ربانی ہے اس لئے فرمایا ثُمَّ اَنْشَاْنَاهُ خَلْقًا اٰخَرَ پہر

قیامت مین مخلوق کو زندہ کرنیوالا (فائدہ) خداوند عالم قرآنِ مجید مین عقل کو حیات اور جہل کو موت فرمایا ہے تو جس نے جہل چہوڑ معرفت حاصل کی تو اوسکو ایک دوسری پاک زندگی ملگئی اور جو دوسرون کو بھی اپنے علم سے فائدہ پہونچایا اور اللہ کی طرف بلایا تو یہ بھی ایک قسم کا زندہ کرنا ہے اور یہ رتبہ انبیا علیہم السلام اور جو اونکے وارث علما ہین اونکو ملا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۲۶) روح کے بعد ادراکاتِ حسی کی نشارت ہی۔ پہر تمیز کی پیدائش جو سات سال کی عمر مین ہوتی ہے یہ بھی ایک دوسری نشائت ہے پہر عقل کا پیدا کرنا جو بعد پندرہ سال یا اوسکے قریب ہے ایک دوسری نشائت ہی اور ہر نشائت کا ایک طور ہے فرمایا وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا پہر خاصیتِ ولایت کا ظہور (جس کے لئے منظور ہو) نشائتِ ثانی ہے اور خاصیتِ نبوت کا ظہور ایک دوسری نشارت ہے اور یہ بھی ایک قسم کا بعث ہی جس طرح وہ باعثِ رسل ہے اوسیطرح وہ باعثِ یوم نشور ہے۔ لیکن تمیز خوار لڑکے کو قبل تمیز حقیقتِ تمیز سمجہنا مشکل۔ اور ممیز کو حقیقتِ عقل اور عقل والے کو طورِ ولایت ونبوت سمجہنا دشوار ہی اسلئے کہ ولایت کا کمال اور طور نشارت عقل سے پرے ہے جیسے عقل نشائتِ تمیز کے بعد اور کمالِ تمیز نشائتِ حواس کے بھی بعد ہے۔ چونکہ اکثر لوگون کی طبعی بات ہی کہ جو چیز سمجہہ مین نہ آئے جس تک ان کے فہم کی رسائی نہ ہو اوسکا انکار کرتے ہین۔ اور جو اُن سے غائب وپوشیدہ ہو اوسکی تصدیق نہین کرتے اسی لئے ملحد ونکو ولایت و نبوت اور اوسکے عجائبات سے انکار ہے۔ نشارتِ ثانی سے جو حیاتِ آخرت ہوگی وہ بھی اون کے پاس محال ہے۔ کیونکہ یہ اوس مقام تک پہونچے نہین اسیطرح لڑکے سے عقل کی باتین اور اوسکے عجائبات بیان کیجے تو ضرور انکار کریگا اور اُسکو محال سمجہیگا تو جو شخص (اللہ ورسول کے فرمانے سے) اون باتونکی تصدیق کی جس تک یہ پہونچا نہین تہا تو وہ غیب پر ایمان لایا جو ہر سعادت کی کنجی ہے۔ اور جس طرح کہ عقل۔ اوسکا عالم۔ اوسکے ادراکات۔ اوسکی نشائت۔ پہلے ادراکات کے لحاظ سے دور کی مناسبت ہے۔ اسیطرح نشائتِ آخرت اور نشائتِ دنیا مین بہی بہت ہی دور کی مناسبت ہے اسکو اسپر قیاس کرنا چاہیے۔ (سہ بر سرِ قبرِ یکے رفتم وگفتم خونی ٭ گفت احوالِ چہ پرسی چو ببالی دانی) ۱۲

خلق گذرے اور کسی کو آگ کی تکلیف نہ پہونچے۔ اور اُسکا کمال یہہ ہی کہ کسی کے غضب
وغصہ اور ایذا رسانی سے اپنے احسانات نہ چھوڑے۔ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو
دیکھو کہ آپکے دندانِ مبارک کو صدمہ پہونچا چہرۂ مبارک خون آلود ہوا اوسوقت بھی
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ فرماتے تھے۔ اونکی ایذا رسانی آپکے
ارادۂ خیر کی مانع نہوی (اَلْمَجِیْدُ) جسکی ذات بزرگ۔ افعال جمیل عطا کثیر۔
صحبت شریف ذات اور حسنِ افعال دونون باہم ہون تو اوسکا نام مجید ہے اَلْبَاعِثُ

ک یا اللہ میری قوم کو بخشدے کہ وہ نہیں جانتے ہین ک گویا یہ نام اسم جلیل ووہاب وکریم کا جامع ہی اسکا
بیان سابق مین گذر گیا ۱۲ ک اس اسم کا پہچاننا معرفتِ حقیقتِ بعث پر موقوف ہے۔ اکثر لوگ موت کو
عدم سمجھتے ہین اور یہ باطل ہے کیونکہ قبر دوزخ کے گڑہون مین سے یا تو ایک گڑہا ہے یا جنت کے باغون سے
ایک باغ۔ جو نیک بخت ہین وہ اموات نہین وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہین جو کچھ اللہ نے اونکو دیا ہے
اوس سے خوش ہین۔ اور جو اشقیا ہین وہ بھی زندہ ہین اسی سبب سے بدر مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اونکو پکارا۔ اور صحابہ سے مخاطب ہوکے فرمایا کہ تم میرے قول کو اون سے بڑھکے نہین سنتے۔ اور اصحاب بصائر کا
مشاہدۂ باطنی بھی اسی پر دال ہے کہ انسان ابد کے لئے پیدا ہوا ہے اور وہ عدم نہ ہوگا۔ جب اوسکا تصرف جسد سے
منقطع ہوتا ہے تو کہتے ہین مرگیا اور جب وہ تعلق پھر لوٹا تو کہتے ہین زندہ اور مبعوث ہوا۔ اور اس کی
حقیقت اس کتاب مین بیان نہین ہوسکتی اور انسان کے متعدد انشا ہین صرف دو ہی نہین چنانچہ فرمایا
وَنُنْشِئَکُمْ فِیْمَا لَا تَعْلَمُوْنَ اور بعد پیدا کرنے نطفہ اور مضغہ کے فرمایا ثُمَّ اَنْشَاْنٰہُ خَلْقًا اٰخَرَ
بلکہ نشاۃ نطفہ مٹی سے ہے اور علقہ کی نشاۃ نطفہ سے اور نشاۃ مضغہ علقہ سے اور روح کی نشاۃ مضغہ
سے ہی چونکہ روح کی نشاۃ اشرف وجلیل ہے اور وہ امرِ ربانی ہے اس لئے فرمایا ثُمَّ اَنْشَاْنٰہُ خَلْقًا اٰخَرَ پھر

قیامت مین مخلوق کو زندہ کرنیوالا (فائدہ) خداوند عالم قرآنِ مجید مین عقل کو حیات
اور جہل کو موت فرمایا ہے تو جس نے جہل چھوڑ معرفت حاصل کی تو اوسکو ایک دوسری
پاک زندگی ملگئی اور جو دوسرون کو بھی اپنے علم سے فائدہ پہونچایا اور اللہ کی طرف بلایا
تو یہ بھی ایک قسم کا زندہ کرنا ہے اور یہ رتبہ انبیا علیہم السلام اور جو اونکے وارث علما ہین اونکو ملا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۲۶) روح کے بعد ادراکاتِ حسی کی نشاۃ ہی۔ پھر تمیز کی پیدائش جو سات
سال کی عمر مین ہوتی ہے یہ بھی ایک دوسری نشاۃ ہے پھر عقل کا پیدا کرنا جو بعد پندرہ سال یا اوسکے قریب
قریب ہے ایک دوسری نشاۃ ہی اور ہر نشاۃ کا ایک طور ہے فرمایا وَقَدْ خَلَقَکُمْ اَطْوَارًا پھر خاصیت ولایت
کا ظہور (جس کے لئے منظور ہو) نشاۃ ثانی ہے اور خاصیتِ نبوت کا ظہور ایک دوسری نشاۃ ہے اور
یہ بھی ایک قسم کا بعث ہی جس طرح وہ باعثِ رسل ہے اوسیطرح وہ باعثِ یوم نشور ہے۔ لیکن تمیز جو لڑکے
کو قبل تمیز حقیقتِ تمیز سمجھنا مشکل۔ اور ممیز کو حقیقتِ عقل اور عقل والے کو طورِ ولایت ونبوت سمجھنا دشوار ہی اسلئے
کہ ولایت کا کمال اور طور نشاۃ عقل سے پرے ہے جیسے عقل نشاۃ تمیز کے بعد اور کمالِ تمیز نشاۃ حواس کے
بھی بعد ہے۔ چونکہ اکثر لوگون کی طبعی بات ہی کہ جو چیز سمجھہ مین نہ آئے جس تک ان کے فہم کی رسائی نہ ہو اوسکا
انکار کرتے ہین۔ اور جو ان سے غائب وپوشیدہ ہو اوسکی تصدیق نہین کرتے اسی لئے ملحدونکو ولایت و
نبوت اور اوسکے عجائبات سے انکار ہے۔ نشاۃ ثانی سے جو حیاتِ آخرت ہوگی وہ بھی اون کے پاس
محال ہے۔ کیونکہ یہ اوس مقام تک پہونچے نہین اسیطرح لڑکے سے عقل کی باتین اور اوسکے عجائبات بیان
کیجے تو ضرور انکار کریگا اور اسکو محال سمجھیگا تو جو شخص (اللہ ورسول کے فرمانے سے) اون باتونکی تصدیق کی جس تک پہونچا
نہین تھا تو وہ غیب پر ایمان لایا جو ہر سعادت کی کنجی ہے۔ اور جس طرح کہ عقل۔ اوسکا عالم۔ اوسکے ادراکات۔ اوسکی
نشاۃ۔ پہلے ادراکات کے لحاظ سے دور کی مناسبت ہے۔ اسیطرح نشاۃ آخرت اور نشاۃ اولی مین بھی بہت ہی دور کی
مناسبت ہے اسکو اسیپر قیاس کرنا چاہیئے۔ (۵ بر سرِ قبر بکے رفتم وگفتم خونی بہ گفت احوال چہ پرسی چو بحالی دانی) ۱۲

(اَلشَّهِيْدُ) اسکے معنی علیم کے قریب قریب ہین لیکن جب علم کا مطلق اعتبار کیا جاے تو وہ علیم ہے اور جب اوسکی اضافت امورِ باطنی اور غیب کی طرف ہووے تو وہ خبیر ہی اور جسوقت اوسکی نسبت امورِ ظاہر کی طرف ہووے تو وہ شہید ہی اور شہید کا یہ بھی و صف ہی کہ قیامت کے دن مخلوق کے حالات پر گواہی دیگا اور علیم و خبیر کی شرح دیکھلو اعادہ کرنیکی ضرورت نہین (اَلْحَقُّ) وہ کہ جسکا وجود بذاتہ ثابت ازلی و ابدی ہو۔ (فائدہ) بندہ کا وصف اس سے یہ ہی کہ خدا کے سوائے کسی کو حق اور ثابت نہ دیکھے اگرچہ بندہ کی ایک حقیقت ہی لیکن وہ حقیقت بنفسہ نہین بلکہ بغیرہ ہے یعنے بسبب حق تعالےٰ کے یہ موجود ہی نہ بذاتہٖ۔ اگر ایجادِ حق نہ ہو تو یہ بذاتہٖ باطل رہتا۔ جس نے انا الحق کہا اوس سے خطا ہوگئی۔ لیکن دو تاویلون سے صحت ہوگی **پہلی** یہ کہ بالحق یعنے مین حق سے موجود ہون۔ یہ تاویل بعید ہی کیونکہ لفظ سے یہ بات ظاہر نہین ہوتی علاوہ یہ کہ اوسی شخص کی کیا خصوصیت۔ بلکہ ہر شے بالحق ہے (سے ہی حقیقت مین انا الحق بھی ہو الحق کہی لیکن اے حضرتِ منصور یہ دعوی کیا ہی) **دوسری** یہ کہ اسطرح مستغرق بحق ہووے کہ دل مین غیر کی جگہ نہ رہے جس طرح شاعر نے کہا ع اَنَا مَنْ اَهْوٰی وَمَنْ اَهْوٰی اَنَا چونکہ اہلِ تصوف اپنے نفوس کو باعتبارِ ذات فنا سمجھتے اور اسی طرح دیکھتے ہین اور اکثر احوال مین اسمِ حق اونکی زبانون پر جاری رہتا ہی کیونکہ ذاتِ حقیقی کا

وہ ملاحظہ کرتے ہین اور جو فی نفسہٖ ہالک ہی اوسکا اعتبار نہین کرتے تو وہی نظر بین آتا ہی۔ اور اسطرح اونکو اللہ تعالیٰ مخاطب ہوکے فرماتا ہی اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ۔ اور چونکہ اہلِ کلام بھی مقامِ ابتدائی یعنے افعال مین ہین تو اونکی زبانون پر اکثر اسمِ باری جو معنی ہین خالق کے ہی جاری رہتا ہی اور اکثر خلق یہ سمجھی ہوی ہی کہ ہر شے خدا کے سوائے ہی تو جس طرح دیکھتے ہین وہی شہادت دیتے ہین اس لئے اونکو اسطرح خطاب فرماتا ہی اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ۔ (اَلْوَكِيْلُ) وہ کہ جسکو تمام امور تفویض کئے جائین اور وہ بذاتہٖ اسکا مستحق ہو اور جو امور کہ تفویض کئے گئے ہین اونکی اچھی طور سے خبرگیری کرکے پوری طرح سے وفا کردے۔ اس سے تمنے سمجھ لیا ہوگا کہ بندہ کا اس اسم سے کیا حظ ہے (اَلْقَوِيُّ۔ اَلْمَتِيْنُ) باعتبار قدرتِ تامہ کے وہ قوی ہی۔ اور بحیثیت شدید القوۃ ہونے کے وہ متین ہے اسکا مرجع معانیِ قدرت ہی جس کا بیان قریب مین آتا ہی (اَلْوَلِيُّ) وہ جو محب و ناصر ہی (فائدہ) بندون سے ولی وہ ہی جو اوسکو اور اوسکے اولیاء کو دوست رکھے ہر طرح سے مدد کرے۔ اوسکے دشمنون سے دشمنی رکھے نفس و شیطان بھی اوسی کے اعداء سے ہین ان دونون کو شکست دے۔ (اَلْحَمِيْدُ) وہ کہ جس کی تعریف

ے حمدہ ہے کہ اوصافِ کمال کو بیان کرنا اس حیثیت سے کہ وہ کمال ہے ۱۲

ے کیا یہ کافی نہین تیرے رب کو کہ وہ ہر چیز پر گواہ ہے ۱۲
ے کیا وہ دیکھتے نہین بادشاہت آسمانون و زمین کو اور جو کچھ پیدا کیا اللہ نے کسی چیز سے ۱۲

ازل سے ابد تک ہو رہی ہے (فائدہ) بندون سے حمید وہی ہے کہ جس کے عقائد و اخلاق و اعمال و اقوال کی پوری طور سے اس طرح تعریف ہو کہ جس مین کسی کی شرکت نہ ہو۔ اور یہ تو وہی ذاتِ مقدس ہی کہ جنکا نامِ پاک ہی خود محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی پھر وہ انبیاءِ کرام ہین جو آپ سے قریب قریب ہین پھر اون کے سوا اولیا و علما ہین پھر جسکی جسقدر تعریف ہوا اوسی قدر اوسکو اس نام سے حصہ ملا ہی (اَلْمُحْصِیْ) وہ کہ جس کے علم مین ہر معلوم کی حقیقت و کیفیت و کمیت منکشف ہو وی بندے کو اس اسم سے اوسی قدر حصہ ہی جیسے اصل صفت علم سے ہی (جس طرح حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسےٰ علیہ السلام سے کہا کہ تمھارا اور میرا علم اللہ کے علم کے سامنے اوسی طرح ہی جیسے چڑیا نے دریا سے چونچ مین پانی لیا) (اَلْمُبْدِئُ۔ اَلْمُعِیْدُ) اسکے معنے موجد کے ہین لیکن مُبدی وہ ہی جو اپنے فضل و کرم سے مخلوق کو عدم سے پیدا کیا اور مُعید وہ کہ جو بعد موت اپنا وعدہ پورا کرنیکے لئے پھر ملٹائیگا۔ یعنے حشر مین اُٹھائیگا۔ وَلِلْاَشْیَاءِ کُلِّھَا مِنْہُ بَدْءٌ وَاِلَیْہِ تَعُوْدُ۔ (اَلْمُحْیِیْ۔ اَلْمُمِیْتُ) اسکا مرجع بھی ایجاد ہی لیکن جب وجود حیات ہی

(1) ازل مین تو اپنی تعریف آپ ہی کیا اور ابد تک اوسکی حمد و ثنا اوس کے بندے کرتے رہین گے ۱۲ (2) وہ عالم ہے لیکن جب اضافت علم کی معلومات کی طرف اس حیثیت سے ہو کر معلومات کا احصا و احاطہ اور اون کو شمار بھی کرلے اسی کا نام احصا ہے۔ (3) دیکھو تفسیر ہذا صفحہ ۳۲۷۔ (4) جب ایجاد مسبوق بمثلہ نہ ہووے اوسکا نام ابدا ہے اور جو مسبوق بمثلہ ہووے وہ اعادہ ہے ۱۲

ہوا اُس فعل کا نام احیا ہی اور جب موت ہوا اُسکا نام اماتت ہی تو موت و حیات کا خالق اللہ تعالےٰ ہی ہے۔ (اَلْحَیُّ) وہ جو کہ فعال و درّاک ہی۔ اقل درجات ادراک یہ ہی کہ مدرِک کو اپنی ذات کا شعور ہووی اور جس کو اپنے نفس سے بھی آگاہی نہ ہو وہ جماد و بے جان ہی۔ پھر کامل و مطلق حی وہی ہے کہ تمام مدرکات اوسکے تحتِ ادراک اور کُل موجودات اوس کے زیرِ فعل مندرج ہون یہانتک کہ کسی مدرک سے اوسکا علم اور کسی فاعل سے اوسکا فعل منسوب نہ کیا جائے۔ اور ایسا حیِّ مطلق تو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی بھی نہین اور جو زندہ اور حیّ ہے اوسکی حیات بھی خداوندِ عالم کی تقدیر سے ہی اور وہ بھی بہت قلیل۔ (اَلْقَیُّوْمُ) جو موجود کہ اوسکی ذات اوسکے لئے کافی ہو۔ نہ غیر سے اُسکا قیام۔ اور نہ دوامِ وجود مین غیر کا محتاج تو وہی قائم بنفسہٖ ہی اور جو اسکے علاوہ ہر موجود کا قیام بھی اُسی سے ہو تو وہ قیّوم ہی اسلئے کہ وہ

(1) معنی حیات کی طرف اسم باعث مین اشارہ گزر چکا اعادہ کی ضرورت نہین (2) اشیا کی تقسیم اسطرح ہے کہ بعضے محل کے محتاج ہین جیسے اعراض و اوصاف تو ایسے اشیا کو کہین گے کہ اپنی ذات سے قائم نہین۔ بعضے ایسی ہین کہ محل کے محتاج نہین وہ قایم بنفسہٖ کہلاتے ہین مانند جواہر کے۔ لیکن گو جواہر اپنی ذات سے قائم۔ محل سے مستغنی ہین لیکن اون امور سے مستغنی نہین جو اون کے وجود کے لئے ضروری اور اون کے موجود ہونے کیلئے شرط ہین تو اس اعتبار سے وہ قایم بنفسہٖ بھی نہ ہوئی کیونکہ وہ اپنے قیام کے لئے وجود غیر کے محتاج ہین خاصی کتنا ہی اسی سبب سے اللہ تعالیٰ کو جوہر نہین کہتی چنانچہ حضرت شیخ الشیوخ نے اپنی رسالہ کشف الخلاصہ مین فرمایا ہے کہ غرض ذات اوسکی اور جوہر نہین بہ ذرہ اوسکے حکم سے باہر نہین

بذاتہ قائم اور ہر شے کا وجود دوام وجود اُسی سے ہے (فائدہ) بندے کا حصہ اس
وصف سے اوسی قدر ہے جسقدر کہ اوسکو استغنا و بے پروائی ماسوی اللہ سے ہے
(اَلْوَاجِدُ) وہ جو کسی شے کا محتاج نہین بلکہ صفات وکمال صفات کی ساری خوبیان
موجود ہون۔ (فائدہ) بندہ اگر عنایت آلہی سے بعضے کمال صفات اور اوس کے
اسباب کو حاصل کیا بعضی کہو دیا اور واجد مطلق تو وہی اللہ تعالےٰ ہی (اَلْمَاجِدُ) مجید کے
معنی مین لیکن اس مین زیادہ مبالغہ ہی اُسکا بیان سابق مین گذرا۔ (اَلْوَاحِدُ) وہ موجود
کہ اپنے وجود کے لحاظ سے منفرد و مخصوص ہے جس مین تصور شرکت غیر محال ہے وہ
واحد مطلق ازلی و ابدی ہے (فائدہ) بندہ کو اکیلا اُسوقت کہین گے جو کسی خصلت
مین عمدہ خصلتون سے ہم جنسون مین اُسکا نظیر نہووے[1] (اَلصَّمَدُ)[2] وہ جو کہ سب لوگ
اپنی حوائج مین اوسی کے محتاج ہوتے ہین کیونکہ وہ سب کا سردار ہی اُسی پر سیادت
ختم ہی۔ (فائدہ) اللہ تعالےٰ نے اُس شخص کو اس مین سے کچھ حصہ دیا جسکو اپنے
بندون کے دینی و دنیوی کام نکالنے کے لئے مرجع ٹہرایا (اَلْقَادِرُ۔ اَلْمُقْتَدِرُ)
ان دونون کے معنے صاحب قدرت ہین لیکن مقتدر مین مبالغہ زیادہ ہی اور قادر مطلق تو

[1] بندہ کو اکیلا کہنا بہ نسبت ابنائے جنس و ملی ناوقت اور باعتبار بعضی خصلتون کے ہے اور وحدت مطلقہ تو اوسی اللہ تعالےٰ کے لئے ہے ۱۲ [2] الصمد۔ السید لانہ یصمد الیہ فی الحوائج ای یقصد یقال صمدہ من باب نصر ای قصدہ (مختار)

وہی ہے جو ہر موجود کو نئی طور سے پیدا کرنے مین منفرد اور غیر کی معاونت سے مستغنی ہے۔
اور بندے کو گو ناقص طور پر کچھ قدرت ہی لیکن وہ مخترع اور ایجاد نو کرنیوالا نہین بلکہ
جسقدر بندہ کے مقدورات ہین خدا نے ہی اونکو پیدا کیا ہی۔ اسکے بعد ایک راز ہی
جسکے بیان کو یہ کتاب کافی نہین۔ (اَلْمُقَدِّمُ۔ اَلْمُؤَخِّرُ) وہ جو کہ نزدیک کرے۔ دور
ہٹا دے۔ جس کو مقرب بنایا اُسکو آگے بڑہایا۔ جسکو پیچھے ہٹا دیا اُسکو دور کیا۔ انبیاء
کرام و اولیائے عظام کو تقرب دیکر مقدم کیا۔ اپنے اعدا اور دشمنون کو دور کرکے موخر
کیا۔ اس مین اشارہ ہی کہ تقدم و تاخر اپنے علم و عمل سے نہین بلکہ اُسی[1] کی جانب سے
ہی (فائدہ) بندہ کا حظ صفات افعال سے ظاہر ہے۔ ہر اسم مین اعادہ کی ضرورت
نہین۔ جسقدر ہم بیان کر چکے ہین اوس سے پہچان لینا چاہئے۔ طول بیانی کی
حاجت نہین (اَلْاَوَّلُ۔ اَلْاٰخِرُ) وجود کے لحاظ سے وہ سب سے پہلے ہی۔
کیونکہ تمام موجودات کا وجود اُسی سے ہی۔ اور سلوک کے اعتبار سے وہ آخر ہے
کیونکہ سالک کو جو معرفت اوسکی معرفت سے پہلے حاصل ہو وہ اوس کے معرفت
کی سیڑہی ہی۔ آخری مرتبہ معرفت آلہی ہے فَمِنْہُ الْمَبْدَاءُ اَوَّلًا وَاِلَیْہِ الْمَرْجِعُ وَالْمَصِیْرُ

[1] فرمایا وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَیْنَا کُلَّ نَفْسٍ ھُدٰھَا وَلٰکِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّیْ لَاَمْلَئَنَّ جَھَنَّمَ مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ یعنے اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو اوسکی ہدایت کر دیتے لیکن میری طرف سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ مین دوزخ کو جنات اور آدمی سب سے ضرور بہر دونگا ۱۲

بذاتہٖ قایم اور ہر شے کا وجود دو دوامِ وجود اُسی سے ہے (فائدہ) بندے کا حصّہ اِس
وصف سے اوسی قدر ہے جسقدر کہ اوسکو استغنا و بے پروائی ماسوی اللہ سے ہے
(اَلْوَاجِدُ) وہ جو کسی شے کا محتاج نہین بلکہ صفات وکمال صفات کی ساری خوبیان
موجود ہون۔ (فائدہ) بندہ اگر عنایتِ الٰہی سے بعضے کمالِ صفات اور اوس کے
اسباب کو حاصل کیا بعضی کہو دیا اور واجدِ مطلق تو وہی اللہ تعالےٰ ہی (اَلْمَاجِدُ) مجید کے
معنی ہین لیکن اس مین زیادہ مبالغہ ہی اُسکا بیان سابق مین گذرا۔ (اَلْوَاحِدُ) وہ موجود
کہ اپنے وجود کے لحاظ سے منفرد و مخصوص ہے جس مین تصورِ شرکتِ غیر محال ہے وہ
واحدِ مطلق ازلی و ابدی ہے (فائدہ) بندہ کو اکیلا اُسوقت کہین گے جو کسی خصلت
مین عمدہ خصلتون سے ہم جنسون مین اُسکا نظیر نہ ہووی[1] (اَلصَّمَدُ)[2] وہ جو کہ سب لوگ
اپنی حوایج مین اوسی کے محتاج ہوتے ہین کیونکہ وہ سب کا سردار ہی اُسی پر سیادت
ختم ہی (فائدہ) اللہ تعالےٰ نے اُس شخص کو اس مین سے کچھ حصّہ دیا جسکو اپنے
بندون کے دینی و دنیوی کام نکالنے کے لئے مرجع ٹہرایا (اَلْقَادِرُ۔ اَلْمُقْتَدِرُ)
ان دونون کے معنے صاحبِ قدرت ہین لیکن مقتدر مین مبالغہ زیادہ ہی اور قادرِ مطلق تو

[1] بندہ کو اکیلا کہنا بنسبت ابنا رجنس وبلحاظ ذات اور باعتبار بعضی خصلتون کے ہے اور وحدتِ مطلقہ تو اوسی اللہ تعالےٰ کے لئے ہے ۱۲ [2] الصمد۔ السید لانہ یصمد الیہ فی الحوائج ای یقصد یقال صمدہ من باب نصر ای قصدہ (مختار)

وہی ہے جو ہر موجود کو نئی طور سے پیدا کرنے مین منفرد اور غیر کی معاونت سے مستغنی ہے۔
اور بندے کو گو ناقص طور پر کچھ قدرت ہی لیکن وہ مخترع اور ایجاد کرنیوالا نہین بلکہ
جسقدر بندہ کے مقدورات ہین خدا نے ہی اونکو پیدا کیا ہی۔ اسکے بعد ایک راز ہی
جسکے بیان کو یہ کتاب کافی نہین۔ (اَلْمُقَدِّمُ۔ اَلْمُؤَخِّرُ) وہ جو کہ نزدیک کرے۔ دور
ہٹادے۔ جس کو مقرب بنایا اُسکو آگے بڑہایا۔ جسکو پیچھے ہٹا دیا اُسکو دور کیا۔ انبیاء
کرام و اولیاء عظام کو تقرب دیکر مقدم کیا۔ اپنے اعدا اور دشمنون کو دور کرکے مؤخر
کیا۔ اس مین اشارہ ہی کہ تقدم و تأخر اپنے علم و عمل سے نہین بلکہ اُسی[1] کی جانب سے
ہی (فائدہ) بندہ کا حظ صفاتِ افعال سے ظاہر ہے۔ ہر اسم مین اعادہ کی ضرورت
نہین۔ جسقدر ہم بیان کر چکے ہین اوس سے پہچان لینا چاہیئے۔ طول بیانی کی
حاجت نہین (اَلْاَوَّلُ۔ اَلْاٰخِرُ) وجود کے لحاظ سے وہ سب سے پہلے ہی۔
کیونکہ تمام موجودات کا وجود اُسی سے ہی۔ اور سلوک کے اعتبار سے وہ آخر ہے
کیونکہ سالک کو جو معرفت اوسکی معرفت سے پہلے حاصل ہو وہ اوس کے معرفت
کی سیڑھی ہی۔ آخری مرتبہ معرفتِ الٰہی ہے فَمِنْهُ الْمَبْدَاءُ اَوَّلًا وَاِلَيْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَصِيْرُ

[1] فرمایا وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ یعنے اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو اوسکی ہدایت کردیتے لیکن میری طرف سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ مین دوزخ کو جنات اور آدمی سب سے ضرور بھر دونگا ۱۲

اٰخِرًا - اور یہ بھی تفسیر ہوسکتی ہے کہ اوّل کے یہ معنے کہ جسکی ابتدا نہین - اور آخر کے معنی
کہ جسکی انتہا نہین (اَلظَّاهِرُ - اَلْبَاطِنُ) جو اوسکو حواس و خزانۂ خیال سے طلب کرے
اوسکی نسبت کرتے باطن ہے - اور جو خزانۂ عقل سے بطریق استدلال اُسکا طالب ہوا اُسکے لئے
ظاہر ہے۔[1] (رہبر طریقت مین ہے الٰہی جب تک مین تیری ذات پر مخلوقات سے
استدلال کرتا رہا - تیرے قرب سے دور ہوتا گیا کس طرح اُس چیز کو تیرے لئے دلیل بنائین
جسکو ہم نفس وجود مین تیری محتاج پائین - کیا تیرے غیر کو تجھ سے زیادہ ظہور مین مرتبہ
ملا ہے - کہ جو اُسکو تیرے ظاہر کرنیکا حوصلہ ہے - تو کب غائب تھا کہ تیرے حضور کے لئے

[1] اگر کوئی کہے کہ ظاہر تو وہی ہے جس کے ادراک مین لوگون کو شک و اختلاف نہ ہو یہان تو لوگون کو اختلاف ہے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ وہ شدتِ ظہور سے پوشیدہ ہوگیا - اوسی کا ظہور اُسکے بطون کا سبب ہوگیا - اوسی کا نور اوسکے نور کا حجاب ہے - اس کلام سے کسی کو تعجب نہ کرنا چاہئے ہم ایک مثال سے سمجھاتے ہین کہ جب تم کوئی کلمہ لکھا ہوا دیکھو تو تم کو یقین قطعی وجودِ کاتب کا ہوگا جو عالم - قادر - سمیع - بصیر - حی ہے - صرف ایک ہی کلمہ اوسپر دال ہوگیا - اب زمین و آسمان کا ہر ذرّہ ذرّہ اپنی ذات پر احتیاج کی گواہی دے رہا ہے کہ ہمکو کسی مدبر نے اسی طرح تدبیر دی - صانع نے ہمکو بنایا - خالق ہی عدم سے وجود مین لایا - اس ترکیب اور اس صفات مخصوص سے ہمکو خاص کیا - اور خود انسان اپنے ہی اعضا کو دیکھے بلکہ کوئی صفت یا کوئی حال کو اپنے خیال کرے کہ جبرًا و قہرًا بے اختیار اوس کے کس طرح جاری ہوجاتا ہے اوسوقت بے ساختہ اپنے خالق و مدبّر کی شہادت دیگا - اگر یہ اشیا شہادت مین مختلف ہوتے اسطرح کہ بعضے اوسکے گواہی دیتے اور بعضے نہ دیتے تو سکو یقین حاصل ہو جاتا لیکن جب شہادات کثرت سے متفق ہوگئین تو شدتِ ظہور سے خفا اور پوشیدگی ہوگئی - (بقیہ برصفحۂ آئندہ)

دلیل کی ضرورت پڑی - تو کب دور تھا کہ کوئی شے تیری قربت کا باعث ہوئی الخ
فقیر کہتا ہے کہ صوفیہ اِن چارون نامون سے عینیت ثابت کرتے ہین یعنے اوسکی
اوّلیت و آخریت اور ظاہریت و باطنیت دوسری چیز کی نسبت کرتے ہین ہے
بلکہ جو کچھ ہے وہی ہے کبھی اوسکو اوّل کبھی آخر کبھی ظاہر کبھی باطن سے تعبیر کرتے ہین
کلمۃ الحق مین ہے وَالْکَمَالُ عِبَارَۃٌ عَنْ جَمْعِ الْمُتَقَابِلَیْنِ مِنَ التَّضَایُفِ وَالتَّضَادِ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۳۴) مثال اوسکی اسطرح ہے کہ بہت ہی ظاہر وہ اشیا ہین جو حواس سے پائے جاتے ہین اور اُن سے بھی زیادہ ظاہر وہ ہین جو خاص حاسۂ بصر سے ظاہر ہوتے ہین - اور بہت ہی ظاہر حاسۂ بصر مین نورِ شمس ہے کہ تمام اجسام پر چمکتا ہے جس سے ہر شے ظاہر ہوجاتی ہے پھر جو ہر چیز کو ظاہر کرے وہ تو خوب ہی ظاہر ہوگا لیکن باوجود اسکے بہت سی مخلوق اُسکو نہین پاسکتی اور کہتی ہے کہ رنگ برنگ اشیا مین سوائے اوس رنگ یعنے سرخی و سیاہی کے اور کچھ نہین اور اوس رنگ مین کوئی نور و روشنی علیحدہ نہین (وہ انکا کھیت جو لہلہاتا ہے اوسکو بھی اسی طرح سمجھتے ہین) لیکن جب آفتاب ڈوبا اور رات آئی پھر وہ رنگ کچھ اور ہی رنگ لاتے ہین (چنانچہ کھیت مین وقتِ غروب بہت ہی سبزی آجاتی ہے) تو اوسوقت وجودِ نور اور عدمِ نور کا فرق ظاہر ہوتا ہے اور اُس رنگ اور اُس رنگ مین تفرقہ پڑ جاتا ہے - اور اگر فرض کرو کہ یہ نور اجسام سے جدا نہ ہوتا تو کون پہچان سکتا کہ ان رنگونکے ہمراہ کوئی نور بھی ہے جو اُن پر زائد ہے - حالانکہ وہ سب اشیا سے ظاہر تر ہے بلکہ اوسی کے سبب اشیا ظاہر ہوئے - اگر نعوذ باللہ خدائے تعالےٰ کے غائب ہونیکو فرض کرو تو ابھی آسمان و زمین گرجاتے ہین اور جس شے سے اوسکا نور منقطع سمجھو وہی پہلے فنا ہوجاتی ہے تو پھر تفرقہ دونون حالتونکا تمکو کس طرح معلوم ہوگا - اور اوسکے وجود کی قطعی طور سے معرفت کس طرح حاصل ہوگی - فَسُبْحَانَ مَنِ احْتَجَبَ عَنِ الْخَلْقِ بِنُوْرِہٖ - وَخَفِیَ عَلَیْهِمْ بِشِدَّۃِ ظُهُوْرِہٖ - فَهُوَ الظَّاهِرُ الَّذِیْ لَا اَظْهَرَ مِنْهُ - وَهُوَ الْبَاطِنُ الَّذِیْ لَا اَبْطَنَ مِنْهُ ۱۲

وَالْعَدَمِ وَالْمَلَكَةِ دُوْنَ النَّقِيْضَيْنِ مِنَ الْوُجُوْدِ وَالْعَدَمِ كَالْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ وَ
الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ وَالْمُحْيِيْ وَالْمُمِيْتِ وَالْهَادِيْ وَالْمُضِلِّ وَقِسْ عَلَيْهِ الْوَاجِبِ
وَالْمُمْكِنِ اِلَخْ لِكُلِّ مَقَامٍ مَقَالٌ ـ وَلِكُلِّ فَنٍّ رِجَالٌ) (فائدہ) صفات مذکورہ
حق سے کچھ بھی تعجب چاہیئے کیونکہ جس معنے سے کہ انسان انسان ہے ظاہر و باطن
ہے۔ اگر اوس کے افعال مرتبہ اور محکمہ سے استدلال کیا جائے تو ظاہر ہے۔ اور اگر حس سے
ادراک مقصود ہو تو وہ باطن ہے اس لئے کہ حس کا تعلق ظاہر جسم سے ہی اور وہی انسان[1]
نہین (اَلْبَرُّ) وہ جو احسان کرے اور بر مطلق حق تعالیٰ ہے اس لئے کہ ہر نیکی
واحسان اوسی کی طرف سے ہی۔ بندہ نکوکار موافق اپنے نیکیون کے ہوگا خصوص
جو اپنے والدین واستاد و مرشد سے نیکی کرے (اَلتَّوَّابُ) وہ جو اسباب توبہ اپنے
بندون کے لئے آسان کردیتا ہی۔ یکے بعد دیگرے اپنی نشانیان دکھلا کر اوس کو
خوف دلاتا ہی۔ پھر اسقدر اون پر گناہونکا خوف چھا جاتا ہے کہ وہ گریہ وزاری۔
توبہ وشرمساری سے اپنے مالک کی جانب رجوع کرتے ہین۔ فضل خدا بھی قبول

[1] انسان کو انسان اس جسم ظاہری کے اعتبار سے نہین کہتے کیونکہ اگر جسم ظاہری بدل جائے بلکہ اوسکے تمام اجزا تبدیل پاہین تو انسان انسان ہی رہیگا۔ صرف اجزا متبدل ہوے۔ اور شاید ہر انسان کے اجزا بعد برسے ہونیکے طفولیت کے اجزا نہین رہتی۔ کیونکہ درازی زمانہ سے نقصان پاتے ہین اور اوس کے جیسے بطریق اغتذا بدل جاتے ہین۔ اور اسکی ہویت نہین بدلتی۔ وہی ہویت جو اس سے باطن ہے۔ اور عقل کے پاس اوس کے آثار وافعال پر استدلال کرنیسے ظاہر ہے ۱۲

کرنے کے لئے رجوع فرماتا ہی وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ـ (فائدہ) جو شخص کہ اپنی
خدمتگار و رعایا و دوستون کے قصور یکے بعد دیگرے معاف کرتا رہے تو وہ اس
خلق سے متخلق ہوا اور حصہ لیا۔ (اَلْمُنْتَقِمُ) وہ جو کہ دشمنون کو خاک مین ملا دے
مجرمون کو پابزنجیر کرے۔ سرکش اور باغیون کو سخت سزا دے۔ لیکن کب جب جرم
کثرت سے ہوے ہون۔ بار بار ڈرانا بھی ہوا ہو۔ مہلت بھی دیگئی۔ فرصت بھی ملی
پر وہ کسی بات کا بھی خیال نہ کیا۔ سخت عذاب وعقاب مین گرفتار ہوا کیونکہ جو سزا
دینے مین تاخیر کرتا ہے تو اسکی سزا بھی سخت ہوتی ہے (فائدہ) بندہ کا عمدہ انتقام
یہی ہے کہ اللہ کے دشمنون سے بدلا لیوے۔ اور بڑا دشمن نفس ہی دیکھتا ہے کہ جب اوسنے
کوئی معصیت کی یا عبادت چھوڑی تو خوب ہی انتقام لے۔ نقل ہے کہ حضرت بایزید
بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ میرے نفس نے ایک شب مین وظیفہ پڑھنے کیلئے
سستی کی۔ مین نے اسطرح سزا دی کہ ایک سال تک اسکو پانی پینے سے تنگ کیا۔ ہر
سالک کو چاہیئے کہ اسی طرح انتقام لیا کرے۔ (اَلْعَفُوُّ)[1] وہ جو کہ گناہون کو مٹا دے۔
معاصی سے درگذرے (فائدہ) بندہ کا حظ اس سے یہ ہی کہ جو ظلم کرے اسکو معاف
کردے۔ بلکہ اوس پر احسان کرے۔ جسطرح وہ دیکھ رہا ہی کہ اللہ تعالےٰ گنہگارون اور

[1] یہ نام پاک غفور سے قریب ہی لیکن اس سے ابلغ ہی کیونکہ غفران مین ستر ہی۔ اور عفو مین محو اور محو مین مبالغہ ستر سے زیادہ ہے ۱۲

کافرون پر دنیا مین کس طرح احسان فرمار ہا ہے - جلدی سے عقاب نہین کرتا بلکہ بسا اوقات معاف فرماتا ہے کہ اُنکی توبہ قبول کرلیتا - اور گناہون کو مٹا دیتا ہے کیونکہ حدیث ہی اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ[له] - (اَلرَّؤُفُ) صاحبِ رافت یعنے بہت ہی رحم کرنی والا - اسکا بیان سابق مین گذرچکا - (مَالِكُ الْمُلْكِ) وہ جو کہ اپنی مملکت مین جیسا اور جس طرح چاہا تصرف کیا (فائدہ) بندے کی مملکت خاص طور سے اُسکا بدن ہی - جب اُس کے قلب و اعضا مین اُسکی مشیت نافذ ہوگئی تو وہ اپنی مملکتِ نفس کا اُسی قدر مالک ہی جتنی قدرت کہ اُسپر ملی - (ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ -) جو جلال اور کمال ہے وہ اُسی کے لئے ہی اور جو بزرگی و بخشش ہی وہ اُسی سے صادر ہے اُسکی ذات کے لئے جلال ہے اور اُسی کی جانب سے کرامت و بخشش مخلوق پر بے حد و حساب ہے چنانچہ فرمایا وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ اٰدَمَ - (اَلْوَالِيْ) وہ کہ جس نے امور خلق کی تدبیر کی اور جو اُسکی ولایت[لا] پر قادر ہی (اَلْمُتَعَالِيْ) معنی مین علی کے جس مین ایک قسم کا مبالغہ بھی ہے - سابق مین اسکا بیان ہوچکا - (اَلْمُقْسِطُ) وہ جو کہ مظلوم کا ظالم سے

[له] رواہ ابن ماجہ والبیہقی فی شعب الایمان یعنے گناہون سے توبہ کرنے والا اسطرح ہی کہ گویا اُسکو گناہ ہی نہین [لا] مالک کے معنی قادر تام اور ملک کے معنی مملکت کے ہین ۱۲ [لا] ولایت مین گویا تین باتین ہونی چاہئے (۱) تدبیر (۲) فعل (۳) قدرت - اور جب تک یہ جمع نہون اُسپر اسم والی کا اطلاق صحیح نہین - اور سچ پوچھو تو والی امور خدا کے سوا کوئی نہین کیونکہ وہ پہلے اُنکی تدبیر مین منفرد ہی پھر تحقیق سے تدبیر کو جاری فرماتا ہی پھر ہمیشہ اُسکو قایم رکھتا ہے ۱۲

انصاف کرے - اور اُسکا کمال یہ ہی کہ مظلوم کی خوشنودی کے ساتھ ظالم[له] بھی خوش ہوجائے اور یہ غایتِ عدل و انصاف ہی جو خدا کے ہی لئے سزاوار ہی - (فائدہ) وہی بندہ اس سے پورا حظ اوٹھایا جس نے پہلے اپنے نفس سے انصاف چاہا پھر غیرون کے حقوق جو اسپر تھے اُسکی داد دی - پھر غیرون کے درمیان انصاف کیا - لیکن غیرون سے اپنا مطالبہ نہ کیا اور فریاد نہ چاہی (اَلْجَامِعُ) وہ کہ جو متباینات و متماثلات کو ایک جا کردے -

[له] اُسکی مثال وہ حدیث ہے جو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہی کہ ایکدن آپ تشریف فرما تھے اور ہنسنے لگے یہان تک کہ دندان پیشین نظر آئے - حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ آپ پر میرے مان باپ فدا ہون کس چیز نے آپکو ہنسایا - فرمایا کہ دو شخص میری امت کے پروردگار عالم کے روبرو دو زانو بیٹھ گئے - ایک نے عرض کی کہ پروردگار اس سے میرا بدلا لے - (ظالم کو) حکم ہوا کہ جو تو نے تیرے بھائی پر ظلم کیا اُسکو آج پھیر دے - عرض کی کہ میرے پاس نیکیان باقی نہین رہین - حکم ہوا کہ تیرے بھائی کے پاس نیکیان تو نہین ہے پھر تو کیا چاہتا ہی عرض کی کہ میرے گناہ اُسکو اُٹھانا چاہئے - پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے - اور فرمایا کہ وہ بڑا دن ہی کہ جس دن لوگ انبات کے محتاج ہونگے کہ کوئی نہ کوئی اُنکا بوجھ اُٹھالے - پھر آپ فرمانے لگے کہ پھر اللہ تعالے نے اُس مظلوم سے ارشاد فرمایا کہ تو سر اُٹھا کے جنتون مین دیکھ - عرض کی کہ اے رب چاندی کے شہر اور سونے کے محل دیکھتا ہون جس پر موتی جڑے ہوے ہین یہ کس نبی یا کس صدیق یا کون سے شہید کے لئے ہین - ارشاد ہوا کہ یہ اُس کے لئے ہین جو اُسکی قیمت دے - عرض کی کہ اسقدر قیمت کس کے پاس ہے - حکم ہوا کہ تو دے سکتا ہے - عرض کی کہ کسطرح اے میرے رب - ارشاد ہوا کہ تیرے بھائی کو معاف کردے تو یہی اُسکی قیمت ہے - گذارش کی کہ مین نے اُسکو معاف کیا - حکم ہوا کہ تو اپنے بھائی کا ہات پکڑ کے جنت مین داخل ہوجا - پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور باہم صلح کرو کیونکہ اللہ تعالے بھی قیامت مین مومنین مین صلح کروادیگا ۱۲

دیکھو چار خلط (حرارت۔ برودت۔ رطوبت۔ یبوست) امزجہ حیوانات مین انکی جمع ہین اور باوجودیکہ باہم کسقدر مخالف و مغایر ہین ایسی سیکڑون مثالین ہین کون اسکو بیان کرسکتا ہے (**فائدہ**) بندون سے جامع وہی ہے کہ جسنے آداب ظاہر اعضا مین اور حقایقِ باطن قلب مین جمع کئے ہون جسکی معرفت کامل بصیرت بھی اچھی وہی جامع ہے۔ یا یون کہو کہ جسکا نور معرفت نورِ ورع کو نہ بجھائے۔ اور بصر و بصیرت مین جمع مشکل ہے اسی سبب سے تم دیکھو گے کہ جو زہد پر صابر ہے اُسکو بصیرت کم ہوتی ہے۔ اور صاحب بصیرت کو صبر کم ہوتا ہے۔ جامع تو وہی ہے کہ جو بصر و بصیرت دونون کو جمع کرے (اَلۡغَنِیُّ۔ اَلۡمُغۡنِیۡ جل جلالہ) غنی وہ ہے کہ جسکو ہرگز کسی کی حاجت نہو اور جسکو وہ غنی کردے تو وہ اوس کے غنی کرنے سے بھی غنی مطلق نہین ہوسکتا کیونکہ وہ بھی آخر مغنی کا محتاج ہوا اسی لئے فرمایا وَاللّٰهُ الۡغَنِیُّ وَاَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ۔ (**فائدہ**) جب خدا کے سوا کسی سے حاجت باقی نو رہے تو وہی بندہ غنی ہے (اَلۡمَانِعُ عز اسمہ) وہ جو کہ اسبابِ ہلاک و نقصان کو ابدان و ادیان سے دور فرماتا ہی تا اونکی حفاظت ہووے سابق مین حفیظ کے معنے گذر چکے ہین اُس کے سمجھنے سے مانع کے معنے بھی سمجھ مین آجاینگے (اَلضَّآرُّ۔ النَّافِعُ جل جلالہ) جس سے خیر و شر اور نفع و ضرر ظاہر ہوتے ہین۔ خواہ وہ بواسطہ ملائکہ و انس و جمادات ہو خواہ بے واسطہ لیکن وہ سب خداوند عالم کی جانب منسوب ہے۔

ہرگز نہ گمان کرنا کہ زہر قتل کرتا اور بنفسہ ضرر پہونچاتا ہے۔ اور کھانا سیر کرتا اور بذاتہ نفع دیتا ہی یا کوئی بھی مخلوق خیر و شر یا نفع و ضرر کی بنفسہ قدرت رکھتی ہے بلکہ تمام اشیاء اُسی کے تابع ہین۔ جس مین جب چاہتا ہی نفع و ضرر پیدا کردیتا ہی (**خلیق**)

کسکی خوشامد ہم کرین کسکا گلہ کرین
نافع بھی تیرا نام تو ہی ضار ہو گیا

(اَلنُّوۡرُ جل جلالہ) وہ ظاہر کہ جس سے ہر شے ظاہر ہو گئی۔ اور جب وجود و عدم کا مقابلہ کیا جائے تو لامحالہ وجود کے لئے ظہور ثابت ہوگا اور کوئی تاریکی ظلمتِ عدم سے بڑھکر نہ ہوگی پھر جو عدم بلکہ امکانِ عدم سے بری ہو اور تمام اشیا کو ظلمتِ عدم سے ظہورِ وجود کی طرف لایا ہو اوسی کا نام نور ہونا چاہئے۔ اِس لئے کہ اُسی کے نورِ ذات سے تمام اشیا پر فیضانِ نورِ وجودی۔ وہی نورِ سمٰوات و ارض ہے لِاَنَّ الظَّاهِرَ فِیۡ نَفۡسِهٖ الۡمُظۡهِرُ لِغَيۡرِهٖ يُسَمّٰى نُوۡرًا۔ معنی ظاہر مین اس بیان کو دیکھو تو سمجھ مین آجائیگا۔ وہ تعسفات و تکلفات (نور کے معنے منور وغیرہ) کرنیکی ضرورت نرہیگی۔ (اَلۡهَادِیۡ عز اسمہ) وہ کہ جس نے اپنے خاص بندون کو اپنی معرفتِ ذات کی اسطرح ہدایت دی کہ بسبب اُس کے

مثال قدرت حق

لہ مثال اُسکی اسطرح ہی کہ جب بادشاہ کسی کو خلعت یا عقوبت کا حکم لکہدیتا ہی تو جاہل سمجھتا ہے کہ قلم لکھنے والیکا تابع ہے لیکن عارف سمجھتا ہی کہ وہ کاتب بھی اللہ تعالی کا محکوم ہی۔ کیونکہ جب اُسنے کاتب کو پیدا کیا اور اُسکو قدرت دی اور اُسکے دل مین ایک ارادہ مستقلاً اسطرح پیدا کیا کہ جو رد نہین ہوسکتا تھا تو اوسی نے یہ حرکت اصابع و قلم لامحالہ پیدا ہوئی خواہ وہ چاہے یا نچاہی بلکہ ممکن نہین کہ وہ نہ چاہے جب حیوانِ مختار کا یہ حال ہے تو جمادات مین تو ابین و اظہر ہے ۱۲

اشیا پر گواہی دینے لگے - اور اپنے عام بندون کو دلائل مخلوق کی ہدایت دی کہ جس کے سبب سے اُسکی ذات پر شہادت دینے لگے (یعنے اُنھون نے خالق سے مخلوق کو پہچانا اور اِنہون نے مخلوق سے خالق کو جانا) (فائدہ) بڑے ہادی بندون سے انبیاء علیہم السلام ہین - پھر علما - پھر وہ لوگ جنھون نے سعادتِ اُخرویہ کی مخلوق کو ہدایت دی اور حقیقت مین وہی حق تعالیٰ ہادی ہے جسنے بواسطے انکی زبانون کے راہِ راست دکھائی مخلوق اُسکی تحتِ قدرت وتدبیر مسخر ہے - (اَلْبَدِیْعُ) وہ کہ جسکا مثل ذات وصفات وافعال مین معہود نہ ہو - اور یہ نام مطلق اُسی کے لئے ہی - کیونکہ اُسکو قبل ہی نہین تو پھر اُس کے قبل کون معروف ہو سکتا ہی - جو موجود ہے اُسی کے ایجاد سے ظاہر ہوا اور وہ موجد کے نہ مثل نہ مشابہ نہ مناسب ہی - وہی ازلی وابدی بدیع ہے (فائدہ) جو بندہ کہ ایسی خصوصیت سے (خواہ نبوت یا ولایت یا علم سے) خاص ہو گیا جسکا مثل کسی وقت مین نہ ہو یا اُسی زمانہ مین نہ ہو تو وہ اُسی نسبت کے لحاظ سے جس شے مین یا جس وقت مین کہ وہ منفرد ہے بدیع ہے (اَلْبَاقِیْ) وہ موجود کہ بذاتہ واجب الوجود ہے لیکن جب اُسکی نسبت استقبال کے زمانہ سے دی جاتی ہے تو اُسکا نام باقی[1] - اور

[1] پھر باقی وہ کہ زمانۂ استقبال کے لحاظ سے جس کے وجود کی آخر تک انتہا مقدر نہ ہووے تو اسکو ابدی سے تعبیر کرتے ہین اور قدیم مطلق جسکے وجود ماضی مین کسی اوّل تک منتہی نہ ہووے تو اسکو ازلی سے تعبیر کرتے ہین - ہم نے باقی کے معنی جو واجب الوجود بذاتہ کہا ہی سبکو شامل ہی - اور یہ نام بلحاظ زمانے کے ہین - اور حق تعالیٰ کو زمانہ کی پیدا کرنیکے پہلے ہی اور خلق زمانہ کے بعد بھی جس طرح تھا اُسی طرح ہے - ۱۲

زمانۂ ماضی کی نسبت کرتے قدیم کہتے ہین (اَلْوَارِثُ) وہ کہ جو بعد فنائے مخلوق کے تمام املاک کا مالک ہی - اُسکی جانب ہر ایک کا مرجع ومآل ہے (فقیر کہتا ہی کہ جو بے وارث یعنی یتیم وبیوہ کی خبرگیری کرے تو اُس بندہ کو اس اسم سے حظ مل گیا جسطرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ شریف تھی - آپکی مدح مین ابو طالب کا شعر ہی ؎

وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْہِہٖ[2] ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِّلْاَرَامِلِ)

(اَلرَّشِیْدُ) وہ کہ جس کی تدبیرات درست طور سے بے اشارہ مشیر وبے ارشاد مرشد اُس کی غایت تک پہونچ رہی ہین (فائدہ) ہر بندے کا رشد موافق اُسکی ہدایت کے ہی جو اپنی تدبیرات مقاصدِ دینی ودنیوی مین کر رہا ہے (اَلصَّبُوْرُ) وہ کہ جو کسی کی جلدی سے قبل وقت فعل مین تعجیل نہین کرتا - بلکہ تمام امور کو اندازۂ معلوم سے جاری فرماتا ہے - (فائدہ) بندہ کا صبر شدت وتکلیف سے خالی نہین کیونکہ اُسکے صبر کے یہ معنی ہین کہ مقابلہ مین خطرۂ شہوت وغضب کے خطرۂ دین وعقل کو ثابت رکھنا - پھر جب دونون مختلف خطرے اسکو کھینچنے لگے تو بندہ خطرۂ مسارعت واقدام کو دفع کر کے باعثِ تاخیر کی طرف مائل ہوا تو

[1] اُس دن فرمائیگا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ یعنے آج ملک کس کے لئے ہے - پھر خود ہی جواب دیگا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یعنے اللہ واحد وقہار کا ہی - یہ موافق گمان اکثر آدمیون کے ہی ورنہ بصیرت والے ہمیشہ یہی مشاہدہ کرتے اور یہی ندا بےصوت وحرف سنتے ہین - اور اسکو وہی شخص پا سکتا ہی جس نے حقیقتِ توحید کو پایا - جیسے اوّل کتاب توکل مین احیاء علوم الدین کے اسطرف اشارہ کیا ہی وہان دیکھ لو ۱۲ [2] وہ گوری رنگ والے جن کے رخ مبارک کے طفیل سے بارانی طلب کیا جاتا ہی - جائے پناہ یتیمون کی اور جاے رہ بیوائون کی - ۱۲

اسکا نام صبور کہا جائیگا بشرطیکہ باعثِ تعجیل کو مقہور کردی اور مٹا دے۔ **معذرت**۔
مین ہمنے جو اسامی وصفات کے بعد فوائد و تنبیہات بیان کئے اُسکا باعث قولِ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ ہے۔ اور صوفیہ کے وہ کلمات ہین جس مین
اسیطرح اشارات ہین جس طرح ہمنے بیان کیا لیکن اُن اشارات سے کم سمجھ آدمی
کچھ معنی حلول و اتحاد سمجھ جاتا تھا۔ بھلا ایک عقلمند آدمی اسطرح نہین سمجھ سکتا تو وہ متشابہات
جو مکاشفات سے مخصوص ہین کس طرح سمجھیں گے۔ کیونکہ معانیِ اسماء اللہ تعالی کے
صفات ہین۔ تو اُسکے صفات ماسوائی حق کے صفات نہین ہو سکتے۔ لیکن اُسکے معنی
حاصل ہوتے ہین جو اُن اوصاف کے مناسب ہوتے ہین۔ جیسا کہ کہا جاتا ہی کہ فلانیکو
علمِ اُستاد حاصل ہوگیا۔ حالانکہ علمِ اُستاد تلمیذ کو حاصل نہین ہوتا۔ بلکہ اُس علم کے مثل اسکو
حاصل ہوگا۔ اگر کسی کا یہ گمان ہو کہ جس طرح ہمنے بیان کیا ہی وہ مقصود نہین ہے تو
وہ قطعی طور سے باطل ہے۔ (**تنبیہ**) مشہور روایتِ ابو ہریرہ مین وَاحِدٌ ہی لیکن ایک
روایت مین واحد کے عوض اَحَدٌ ہے۔ تو دونون مین سے کوئی ایک نام لیجے تو
معنیِ توحید بھی حاصل اور گنتی بھی پوری ہوتی ہے۔ اور یہ میرے خیال مین بہت ہی
بعید ہے کہ دونون نام لئے جائین اور اُنکا معنے ایک ہی ہو اور گنتی بھی پوری ہو

لہ چونکہ باعثِ عجلت شان مین حق تعالے کے معدوم ہے تو وہ عجلت سے بھی دور تر ہے اور وہی اس اسم کا مستحق تر
ہے جو بعد نکال دینے اُس اعتبار کے جو تناقض مباعث اور مصابرہ بطریق مجاہدہ ہے ۱۲

99

ہم یہ کہتے ہین کہ جب نو دونہ نام ہین تو ضرور اون کے مفہومات مین اختلاف ہونا چاہئے۔
کیونکہ اسم سے مقصود اُسکے حروف نہین بلکہ معانی مطلوب ہین۔ اور اسماءِ مترادفہ مین صرف

لہ **بحث** عمدہ مفہوماتِ الفاظ مین یہ دیکھا جاتا ہے کہ بعض اُس الفاظ کے وہی بعض ہین یا اُس کے غیر۔ لیکن یہ
جب سمجھ مین آئیگا کہ جب معرفت معنی غیر اور **هُوَ هُوَ** ہووے۔ قول ہمارا جو ہُوَ ہُوَ ہے اُسکا اطلاق تین طرح پر
ہوتا ہے **پہلا** جیسے قول قائل کا کہ اَلْخَمْرُ هُوَ الْعُقَارُ وَ اللَّيْثُ هُوَ الْاَسَدُ۔ یعنے خمر وہ عقار ہے اور لیث
جو ہے وہ اسد ہے۔ یہ قاعدہ ہر ایسی شے مین کہ جو فی لغتہ ایک ہووے اور اُسکے دو اسم مترادف ہو دین جن کے
مفہوم مین کچھ بھی اختلاف نہ ہووے نہ زیادت کا نہ نقصان کا صرف دونون کے حرف مختلف ہو وین تو جاری ہوتا
ہے اور ان جیسے نامون کو مترادفہ کہتے ہین **دوسرا اطلاق** جس طرح قول قایل کا اَلصَّارِمُ هُوَ السَّيْفُ۔
وَالْمُهَنَّدُ هُوَ السَّيْفُ یعنے جو کاٹنے والی ہے وہ تلوار ہے۔ اور جو ہند کی بنی ہوی ہے وہ تلوار ہے۔ یہ
اطلاق پہلے سے علیحدہ ہے کیونکہ ان نامون کے مفہومات مختلف ہین۔ مترادف نہین اس لئے کہ صارم سیف پر
بحیثیتِ قاطع دال ہے۔ اور مہند بحیثیتِ نسبتِ ہند سیف پر دال ہے۔ اور سیف کی دلالت دلالتِ مطلقہ ہے
کہ ان مین سے کسی شے کا اُس مین اشارہ نہین۔ تو مترادف اُسیکو کہین گے جس مین صرف حروف کا اختلاف
ہو اور کسی قسم کا زیادت و نقصان مین تفاوت نہ ہو۔ اس دوسری جنس کا نام متداخل رکھنا چاہئے۔ کیونکہ
سیف الفاظ ثلاثہ کے مفہومات مین داخل ہے۔ گو بعض مین اشارہ زیادتی کی طرف ہے **تیسرا** یہ کہ کہنے والا کہے
اَلثَّلْجُ اَبْيَضُ بَارِدٌ فَالْاَبْيَضُ وَالْبَارِدُ وَاحِدٌ۔ وَالْاَبْيَضُ هُوَ الْبَارِدُ۔ یعنے برف سفید ٹھنڈا
ہے۔ پہر سفید و ٹھنڈا ایک ہے۔ اور سفید جو ہے وہ ٹھنڈا ہے اور یہ بہت ہی بعید وجہ ہے۔ اور اسکا مرجع وحدت
موضوع ہے جو موصوف دو صفتون سے ہو۔ یعنے اُس کے یہ ہین کہ ایک ذات ہے جو بیاض و برودت سے
موصوف ہے **خلاصہ** یہ کہ هُوَ هُوَ اُس کثرت پر دلالت کرتا ہے جس کے لئے من وجہ وحدت ہے۔ اگر وحدت
نہ ہوتی تو کس طرح یہ کہنا ممکن ہوتا کہ هُوَ هُوَ وَاحِدٌ اور جب کثرت نہ ہو تو هُوَ هُوَ ہی صحیح نہ ہو کیونکہ وہ دو شے

حروف کا اختلاف ہوتا ہے۔ اور ان اسما کی فضیلت اسی سبب سے ہے کہ اُن میں معانی ہیں۔ اور جب معانی سے خالی ہوں گے تو صرف الفاظ ہی باقی رہ جائیں گے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۴۵) کی طرف اشارہ ہے غرض ہماری یہ کہ اسمار الٰہی بہت ہیں لیکن مترادف نہیں اور باعتبار مذہب اہل سنت کے ان کا مرجع ایک ذات اور سات صفات کی طرف ہے۔ اگرچہ صفات سات ہیں لیکن کثرت افعال و کثرت سلوب سے اُسکا حصر مشکل ہے مگر اُسکا مجموعہ دس قسم میں ہے پہلی قسم جو ذات پر دال ہو مانند اسم اللہ کے اور اُسی سے قریب اسم حق ہے جب اُس سے ذات بحیثیت واجب الوجود ہونے کے مقصود ہو دوسری جو ذات پر مع سلب دال ہے۔ مثل قدوس۔ سلام۔ غنی۔ احد اور اُسکے مانند۔ قدوس سے وہ شے مسلوب و منفی ہے جو خیال و وہم میں آئے سلام سے عیوب مسلوب ہیں۔ غنی سے حاجت مسلوب ہے۔ احد کا نظیر مسلوب ہے تیسری وہ نام جسکا مرجع ذات مع اضافت ہے مثل علیّ و عظیم کے علی وہ ذات جو سب ذاتوں سے بلند ہے عظیم ایسی ذات پر دال ہے جو حدود و ادراکات سے متجاوز ہے۔ دیکھو ان دونوں میں اضافت و نسبت موجود ہے (پہلے میں ذات دوسرے میں ادراکات) چوتھی وہ جسکا مرجع ذات مع سلب و اضافت ہے مثل ملک و عزیز کے اس لئے ملک ایسی ذات پر دال ہے کہ جو کسی شے کی محتاج نہ ہو اور ہر شے اُسکی محتاج ہو۔ اور عزیز وہ ذات جسکا نظیر نہیں۔ اور اُسکی طرف سخت ضرورت پڑتی اور اُسکا پانا نہایت ہی مشکل ہے پانچویں وہ جسکا مرجع صفت ہے جیسے علیم و قادر و حی و سمیع و بصیر چھٹی وہ جسکا مرجع علم مع اضافت ہے مثل خبیر و محصی کے کیونکہ خبیر ایسے علم پر دال ہے جو اشرف معلومات کی طرف مضاف ہو اور محصی ایسے علم پر دلالت کرتا ہے کہ جو معلومات کو احاطہ کرلے اور اُسکو تفصیل وار گن لے ساتویں وہ جسکا مرجع قدرت مع زیادت اضافت کے ہے مثل قویّ و متین و قہار کے کیونکہ قوت تمام قدرت ہے اور متانت اُسکی شدت ہے اور قہر قوت کا بطور غلبہ کے مقدور میں اثر کرنا ہے آٹھویں وہ جسکا مرجع ارادہ مع فعل و اضافت کے ہے مثل رحیم و رؤف و ودود کے اس لئے کہ رحمت کا مرجع ایسا ارادہ ہے جو قضاء حاجت

اسی لئے جب دو نام قریب المعنیٰ آئیں جیسے غنی اور مالک تو اسطرح اظہار فضیلت ہو کہ جو ایک لفظ جس پر دال ہے دوسرا اسپر دلالت نہ کرے۔ اور جو ہم سے دونوں کے معانی میں وجہ فرق شان الٰہی کے لحاظ سے مشکل ہووے تو ہمکو اصل افتراق میں شک کرنا چاہئے جیسے عظیم و کبیر گو ان دونوں کا وجہ فرق باعتبار شان الٰہی ہم پر مشکل ہے اور اُسکا سمجھنا دشوار ہے لیکن ہم اصل افتراق میں شک نہیں کرتے اب رہی یہ بحث کہ اخلاق الٰہی سے جب بندہ متصف ہوگا تو معاذ اللہ اُس کے مشابہ ہو جائیگا یہ خیال بالکل غلط ہی کیا کسی وصف میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۴۶) محتاج کی طرف مضاف ہووے۔ اور رافت شدت رحمت ہے اور ودود کا مرجع وہ ارادہ ہے جو احسان و انعام کی جانب مضاف ہووے نویں وہ جسکا مرجع صفات فعل ہے جیسے خالق و باری اور اُسکے نظایر دسویں وہ جسکا مرجع دلالت فعل پر مع زیادت اضافت کے ہے مثل مجید و لطیف کے کیونکہ مجید وسعت اکرام پر مع شرف ذات دلالت کرتا ہے۔ اور لطیف فعل پر مع رفق و نرمی دال ہے۔ غرض یہ اسمار پاک اور جو اس کے سوا ہیں انھیں دس قسم میں داخل ہیں۔ سو تمکو چاہئے کہ جسقدر ہم نے بیان کیا ہے اسی پر دوسروں کو قیاس کرو۔ یہ بیان ایسا ہے کہ اس میں اسما مترادف بھی نہیں ہوتے باوجود اس کے ان صفات مشہور کی جانب انکا مرجع بھی برقرار رہتا ہے ۱۲ منہ اس لئے کہ حق تعالےٰ نے فرمایا اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ وَالْعَظَمَۃُ اِزَارِیْ۔ دونوں میں اسطرح فرق فرمایا جو تفاوت پر دال ہے۔ اگرچہ ہر ایک ردا و ازار انسان کے لئے زینت ہیں لیکن ردا ازار سے اشرف ہے اسی لئے مفتاح صلوٰت اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہے۔ اور علماء ذی فہم کے پاس اَللّٰہُ اَعْظَمُ اُسکے قایم مقام نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح عرب بھی استعمال میں فرق کرتے ہیں کہا ہے کہتے ہیں کہ فلان فلاں سے سن میں اکبر ہے اور نہیں کہتے کہ سن میں اعظم ہے۔ اگر دونوں لفظ مترادف ہوتے تو ایک بجائے دوسرے کے ہر ایک مقام میں مستعمل ہوتا۔ اسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ جنس سیف و مہند و صارم سے ہے نہ جنس لیث و اسد ۱۲ منہ کیا تم سمجھ سکتے ہو کہ دو ضد متماثل ہوسکتے ہیں حالانکہ

مشارکت ہونے سے مماثلت واجب ہوجاتی ہے۔ اگر ایسا ہی خیال ہے تو تمام خلق مشتبہ ہوجائیگی کم سے کم وجود مین تو مشارکت ہوجائیگی پھر وہی مشابہت[۱] کا وہم ہوگا۔ لیکن خاصیتِ الٰہی تو یہ ہے کہ وہ واجب الوجود اپنی ذات سے موجود ہے۔ جو کچھ کہ امکان مین ہے اُسکو موجود کرنیوالا ہی بلکہ خاصیتِ الٰہی کو اُس کے سوا کوئی نہین پہچان سکتا۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین لَا یَعْرِفُ اللّٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنے اللہ کو اللہ ہی پہچانتا ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین اَلْعَجْزُ عَنْ دَرْكِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ[۲] بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہین لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ اسکے یہ معنی ہین کہ مین تیرے محامد تیرے صفاتِ الٰہیت کو احاطہ نہین کرسکتا اور توہی اکیلا اُسپر محیط ہی۔ حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ سے وقتِ موت پوچھا گیا کہ آپکی کیا خواہش ہے۔ فرمایا چاہتا ہون کہ مرنے کے پہلے اُسکو پہچان لون۔ پھر اب مخلوق کو ملاحظۂ حقیقتِ ذات سی سوای حیرت و دہشت کے اور کیا حاصل ہوگا۔ ہان وسعتِ معرفت اُسکے اسماء و صفات مین ہوتی ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۴۷) دونون مین اسقدر بُعد ہے کہ اس سے زیادہ بُعد ممکن نہین۔ باوجود اسکے وہ دونون بہت سے اوصاف مین شارک ہین دیکھو سیاہی سفیدی سے عرض ہونے مین شارک۔ رنگ ہونےمین شارک۔ مدرک بالبصر ہونیمین شارک اسکے سوا اور امور مین بھی شارک ہی [۱] بلکہ مماثلت نوع و ماہیت مین شارکت ہونے سے مراد ہی۔ گھوڑا کیساہی کیون نہ ہشیار ہو انسان کے مثل نہین ہوسکتا کیونکہ وہ نوعین مخالف ہی ہان کیاست مین مشابہ ہو گا ماہیتِ مقومہ ذاتِ انسان سے خارج ہی ۱۲ [۲] ادراک کے حاصل کرنے سے عاجز ہونا ادراک ہے ۱۲

اسی سے تفاوتِ[۱] مراتب ہی۔ جو لَا اَعْرِفُ اِلَّا اللّٰہَ[۲] کہتا ہی وہ سچا ہی اور جو لَا اَعْرِفُ اللّٰہَ[۳] کہتا ہی وہ بھی صادق ہی لیکن حیثیات[۴] مختلف ہین۔ اگر کوئی کہے کہ حقیقتِ ذات کی

[۱] تم اس تفاوت کو ایک مثال سے سمجھو وَلِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی مثلاً امام شافعی کو آپکا دربان جانتا ہی۔ اور مزنی جو آپکے شاگرد ہین وہ بھی جانتے ہین لیکن دربان اسیقدر جانتا ہی کہ آپ شرع کے عالم اور لوگون کو اللہ کی راہ دکھانیوالے تھے اور مزنی کی معرفت اُس دربان کی معرفت سے بڑھی ہوی ہے۔ بلکہ دونون معرفتون مین کچھ بھی نسبت نہین کیونکہ انکی معرفت صفات و معلومات پر تفصیل وار محیط ہے۔ اسیطرح معرفتِ الٰہی مین تفاوتِ خلق کو سمجھنا چاہیئے۔ جسقدر کہ جس کو اُس کے معلومات و عجائباتِ قدرت اور ملک و ملکوت سے بدائع آیاتِ دنیا و آخرت مین منکشف ہوئے اوسیقدر معرفتِ الٰہی زیادہ ہوگئی۔ [۲] یعنے مین اللہ کے سوا کسی کو نہین پہچانتا [۳] یعنے مین اللہ کو نہین پہچانتا۔ [۴] یعنے نفی و اثبات دونون صادق نہین ہوسکتے۔ ہان جب وجہِ کلام مختلف ہو تو انکا صدق ممکن ہے مثلاً کسی نے کسی کہا کہ تم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہچانتے ہو تو اُسنے جواب دیا کہ اُن کو کون نہین پہچانتا ایسا بھی کوئی ہے کہ جو باوجود اسقدر شہرت کے آپ کو نہ جانتا ہو۔ منابر پر آپکی ثنا ہوتی ہے۔ مساجد مین آپکا ذکر ہے۔ زبانو پر آپ ہی کی تعریف و توصیف ہے۔ تو یہ قایل صادق ہے۔ اسیطرح ایک دوسرے شخص سے کہا جائے کہ تم اُنکو پہچانتے ہو تو اُس نے کہا کہ میرا یہ رتبہ کہان جو اُنکو پہچان سکون۔ افسوس افسوس صدیق کو اُن کے جیسا صدیق ہی پہچانیگا یا جو اُن سے بڑھکر ہے۔ مجھکو دیکھو اور اُنکی معرفت کا دعوا۔ چھوٹا منہ بڑی بات ہم ہان تم جیسے لوگ اُنکے نام و صفت کو صرف سن لیتے ہین۔ معرفت کا دعوی محال ہے تو یہ شخص بھی سچا ہی اور اسکے لئی بہی ایک وجہ ہی جو بلحاظ تعظیم و تکریم بہت ہی قریب ہے اور بہت ہی سچ ہی کیونکہ حقیقت مین اُسنے نہین پہچانا۔ معرفتِ شی وہی ہی جو حقیقت و ماہیت کو اُسکے پہچانے۔ ان ناموں کی معرفت جو اُس کے لئے ہین۔ اسی کے قریب قریب اُن دو قولونکو سمجھو جو ایک کہتا ہی کہ مین خدا کو جانتا ہون اور دوسرا کہتا ہی کہ مجھکو اسکی معرفت نہین۔ اب ہم ایسی پُر موج دریا مین غوطے لگا رہی ہین کہ جسکا کنارہ نہین اور ایسے اسرار عام طور سے بیان کرنا بھی نہ چاہیئے اور جب یہ عارضی باتین ہین مقصودِ اصلی نہین تو ہم اپنی زبان کو روک لیتے ہین ۱۲

معرفت تو محال ہے تو معرفت اسمار و صفات حقیقی اور پوری طور سے ممکن ہوگی ہم کہتے ہین کہ یہ بھی کامل حقیقی طور سے سوائے خدا کے کسیکو حاصل نہین بلکہ نبی کو سوائے نبی کے کوئی نہین پہچان سکتا اور جس کو منصب نبوت نہین وہ صرف اُسکا نام پہچانتا ہے اور سمجھتا ہی کہ نبوت ایک ایسی خاصیت انسان کے لئے ہوتی ہے جس سے وہ غیر نبی سے جدا ہوجاتا ہی (**تنبیہ**) اس بیان مین کہ اللہ تعالیٰ کے نام بلحاظ توقیف انھین ننّانوے نام مین منحصر نہین بلکہ دوسری روایتون مین اور نام بھی آئے ہین جیسے قاہر اور منعم اور قرآن مجید مین بھی ہین جیسے مولیٰ ۔ نصیر ۔ غالب ۔ قریب ۔ رب ۔ ناصر ۔ بعضے اضافی طور سے آئے ہین

اسماء الٰہی ننّانوے نام مین منحصر نہین ۔

لہ مثلاً ماں پیٹ کے اندھے یا بہرے کو بصارت و سماعت کس طرح سمجھ مین آئیگی اسی طرح حال نبوت کا بلکہ جنت کی لذتونکا ہی ۔ جب تک ذوق نہ حاصل ہو سمجھنا دشوار ہے اسی سبب سے حدیث مین آیا ہی کہ نہ آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا ۔ نہ بشر کے دل پر بھی اسکا خطرہ نہین گذرا تو معرفت معانی اسمار الٰہی بطور مکاشفہ و مشاہدہ حاصل ہونا سب سے اعلےٰ درجہ ہی ۔ ایسے دلائل سے اسکا وضوح و ظہور ہوتا ہی کہ جس مین خطا جایز نہین ہوتی اور عارف کو انکشاف اتصاف اللہ سبحانہ کا اون اسما و صفات سے اسطرح ہوتا ہے جو قایم مقام یقین کے ہے لیکن یہ اُسی انسان کو حاصل ہے جسکو صفات باطنی سے مشاہدہ باطنی حاصل ہے اور بہت ہی بڑا فرق ہے اُسی مین اور اُس اعتقاد مین جو اساتذہ اور آبار سے بطور تقلید سیکھا تھا گو دلائل کلامیہ سے مستند ہو ۔ اور جو اُس مقام پر نہین پہونچا ہے تو وہ اپنے صفات نفس پر خدا کے صفات کو قیاس کرتا ہے خدا کے صفات اس سے پاک و مقدس ہین کہ وہ ہمارے صفات سے متشابہ ہوویں وہ سمیع ہے لیکن ہماری طرح سماعت نہین وہ بصیر ہے لیکن ہماری طرح نہین تو یہ معرفت قاصر ہے جس مین ایہام و تشبیہ ہے تو ان لوگونکو چاہئے کہ مشارکت اسمی سمجھین اور مشابہت کی بالکل نفی کرین ۱۲

جیسے غَافِرِ الذَّنْبِ ۔ قَابِلِ التَّوْبِ ۔ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۔ لیکن ہمنے تو ننّانوے نام کی شرح اس لئے کی کہ یہی روایت مشہور ہی ۔ اور اُسی کے احصا سے آدمی دخول جنت کا مستحق ہوتا ہی ۔ اور بعضے روایتون مین حفظ کرنا ہی کیونکہ حفظ مین زیادہ مشقت ہے ۔ (**تنبیہ**) اُس بیان مین کہ اسمار و صفات الٰہی توقیفی یعنے ٹھہرائے ہوئے ہین یا بطور عقل جائز ہین ۔ **قاضی ابوبکر** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جائز ہین لیکن وہ نام کہ جسکی شرع نے اجازت نہ دی ہو یا جس کے معنے خداوند عالم پر محال ہون ۔ اور جس مین کوئی مانع نہ ہو تو اُسکے جواز مین کیا کلام ہے ۔ **شیخ ابوالحسن اشعری** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ یہ توقیف پر موقوف ہین یعنی جس کی شرع نے اجازت دی ہی انھین نامونکا اطلاق اللہ سبحانہ کے حق مین جایز ہے اُس کے سوا نہین ۔ **ہمارا اختیار** یہ ہے کہ اس مین تفصیل ہے ۔ جن نامونکا مرجع اسم ہے وہ اذن پر موقوف ہین ۔ اور جن اسمار کا مرجع وصف ہی وہ اجازت پر موقوف نہین ۔ بلکہ جو صادق ہین اُسکا اطلاق ہوگا ۔ کاذب کا نہین ۔ **دلیل** اباحت وصف کی یہ ہے کہ وصف ایک امر سے خبر دینا ہی ۔ اور خبر صدق وکذب کی جانب منقسم ہوتی ہے ۔ اور شرع دال ہے کہ اصلی طور سے کذب حرام ہی لیکن کسی عارضی سبب سے ۔ اور صدق مباح ہی مگر کسی عارض سے تو جسطرح ہم زید کے حق مین کہتے ہین کہ وہ موجود ہے اسی طرح شان الٰہی مین بھی کہہ سکتے ہین کہ وہ

اسماء اذن پر موقوف ہین وصف نہین

موجود ہے خواہ شرع مین آیا ہو یا نہ آیا ہو۔ ہان جس وصف مین کسی قسم کا نقصان ہو تو وہ شانِ الٰہی مین ہرگز نہین بولسکتے۔ اور اسی طرح جب ہم اُسکو پکارینگے تو اسماءِ حسنٰی سے ہی ندا کرینگے جس طرح کہ ہمکو حکم ہوا ہے۔ اور جب صفات سے پکارنا[ل] ہوگا تو مدح و جلال کے صفات سے ندا کرینگے۔ یون نہ کہینگے کہ یا موجود۔ یا محرک یا مسکن۔ بلکہ اسطرح کہینگے یَا مُقِيلَ الْعَثَرَاتِ[ل] ۔ يَا مُنَزِّلَ الْبَرَكَاتِ۔ اور جو اسکے مثل ہون۔ ہان جو کوئی پوچھے کہ محرک و مسکن اشیا کون ہے تو ہم کہینگے کہ وہی اللہ تعالیٰ ہے۔ ہم افعال و اوصاف مین توقف نہ کرینگے کیونکہ اس مین خاص طور سے اذن کی ضرورت نہین۔ بلکہ شرعِ صدق کا اذن مل چکا اور سچ بولنے کی اجازت ہے اسلئے ہم کہہ سکتے ہین کہ اللہ تعالیٰ ہی موجود و موجِد و مظہر و مخفی و مسعد و منتقی و مغنی ہے لیکن عارف و عاقل و فطن و ذکی اور جو اسکے مثل ہین اُسکے حق مین کہنا جائز نہین کیونکہ اُس مین ایہامات[۳] ہین اور جس مین کسی قسم کا بھی ایہام ہو وہ جائز نہین۔

[ل] مثال اُسکی بلا تشبیہ یہ سمجھو کہ جب ہم انسان کو پکارتے ہین یا تو اُسکے نام سے یا ایسی صفت سے کہ جو صفاتِ مدح سے ہو جسطرح یا شریف۔ یا فقیہ کہتے ہین۔ اور یا طویل۔ یا ابیض نہین کہتے مگر یہ کہ جب حقارت منظور ہو۔ ہان جب کوئی اُس کے صفات پوچھے تو کہینگے دراز قد ہے۔ کالا رنگ ہے اُسوقت بھی وہ صفت نہ بیان کرینگے کہ جو اُسکو اطلاع ہو تو اُسکو بُرا معلوم ہو اصل سبب بُرا معلوم ہونا ہے اور جس صفت مین نقصان ہوگا وہی بُری معلوم ہوگی۔ [۲] اے لغزشون مین سنبھالنے والے۔ اے برکات کے اُتارنے والے [۳] اسکا عاقل ایسا نام ہے کہ شرع نے جس کی اجازت

مگر اذنِ شرع سے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ مترجم کہتا ہے کہ للہ الحمد کہ یہ رسالہ بطورِ اختصار ختم ہوا اور کہین عبارت مین تقدیم و تاخیر بھی ہوئی آجکل کے بگڑے صوفی بکے ملحد اسامی مرتبۂ الوہیت مثلاً اللہ و رحمٰن وغیرہما کو مراتبۂ کونیۂ عبدیت و مخلوقیت پر اطلاق کرتے ہین جو عین کفر و محض زندقہ ہے۔ اور اسامی مخصوصۂ کونیّہ کو مرتبۂ الٰہیہ پر اطلاق کرتے ہین جو غایتِ محالات و نہایتِ خذلان ہے۔ پروردگارا تیرے اسماء کے معانی و شرح مین ہر عقلمند حیران ہے۔ صفاتِ ربوبیت کا سلوک کب طاقتِ انسان ہے۔ ہمنے اپنی کم فہمی سے جو کچھ بیان کیا اُسپر مواخذہ نہ کر۔ بلکہ اپنے نورِ معرفت سے ہمین اسطرح منور کر کہ حدیث كُنْتُ سَمْعَهٗ کے مصداق بنجائین اور تیرے پاس قلبِ سلیم لیکر آئین ورنہ کہان ہم اور کہان تیری عالی جناب مَا لِلتُّرَابِ وَ لِرَبِّ الْاَرْبَابِ۔ جامی رحمۃ اللہ علیہ

ہر چند کہ جانِ عارف آگاہ بود	گے در حرمِ قدس تواش راہ بود
دستِ ہمہ اہلِ کشف و اربابِ شہود	از دامنِ ادراکِ تو کوتاہ بود

جب توحید کا بیان ہوا کہ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى یعنے خدا کے سوائے کوئی بھی پرستش کے قابل نہین اوسی کے لئے پاک نام اور اچھی صفتین ہین پھر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵۲) نہین دی اور اس مین وہم یہ ہوتا ہے کہ عاقل وہی ہے کہ جسکو معرفت تعقل یعنے تتبع ہو۔ اس کو کہا جاتا ہے عَقَلَهٗ عَقْلًا۔ یعنی اُسکی عقل نے اُسکو منع کیا۔ اور فطنت و ذکا جو در کسی غائب اُسکے عزت ملاک پر شرع مین اور معرفت بگرے کی سبقت کا گرے ہے

موسیٰ علیہ السّلام کا قصہ جو توحید کے بعد نبوت کا بیان ہی اور خود توحید کا مسئلہ اس سے بخوبی
ثابت ہوتا ہی جو خدا کی نرالی قدرت اور انوکھی حکمت اور ایک عجیب و غریب خبر کو شامل ہے
اسطرح بیان فرماتا ہی وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۘ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ
امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى
فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ۘ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ
الْمُقَدَّسِ طُوًى ۘ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۘ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ
لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۘ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ
اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى ۘ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ
بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ۘ اور (اے پیغمبر) کیا تمکو موسیٰ کی بات پہونچی ہی جب اونے

هَلْ - استفہام تقریری ہے یعنے بے شک تمکو قصہ موسیٰ علیہ السلام پہونچ چکا ہے اِذْ منصوب بحدیث ہے
یا اُذْکُرْ مقدر ہے نارًا وہ نور تھا لیکن اطلاق اللفظ علی ما یشبہ مسماہ کذب نہین ہے۔
لِاَهْلِهِ - یہان اہل سے انکی بی بی صفورا بنت شعیب مراد ہین اور جمع بطور تعظیم ہے جیسے یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا
طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ - یا بی بی و بچہ و خادم مقصود ہین۔ اُمْكُثُوْٓا - المکث اللبث والانتظار و بابہ نصر
اٰنَسْتُ - آنسہ بالمد ابصرہ۔ وآنس منہ رشدا علمہ۔ وآنس الصوت سمعہ (مختار)
قَبَس النار المقتبسة فی رأس عود او فتیلة و نحوهما (تفسیر نیشاپوری) قبس منہ
نارًا من باب ضرب واقتبس منہ ایضا نارا و علما ای استفاد (مختار) عَلَى النَّارِ
ومعنی الاستعلاء فی علی النار و ھو مفعول ثان لاجد او حال من ذوی ھدی ان

لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا حمزہ ساتھ ضمہ ہا کے وصل مین۔

اِنِّیْ مکی و بصری ساتھ فتح حمزہ کے باقی ہے۔

طُوًى نافع و ابن کثیر و ابو عمرو نے طوی بیان اور سورۂ والنازعات مین بغیر تنوین کے پڑھا وہ ان کے پاس غیر منصرف ہے ۱۲

وَاَنَا اخْتَرْتُكَ حمزہ تشدید نون یعنے ہمنے تم کو پسند کر لیا ۱۲

آگ دیکھی تو اپنے گھر والون سے کہا کہ ٹھہرو مین نے آگ دیکھی ہے امید ہی کہ اوس سے تمھارے
پاس ایک چنگاری لے آون یا اوس آگ پر راہ کا پتا پاون۔ پھر جب آگ کے پاس آئے تو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵۴) اھل النار یشغلون المکان القریب منھا والمصطلون بها تکنفوھا
قیاما وقعودا فهم مشرفون علیها وان کان المکانان مستویین هُدًى ای ذوی ھدی واذا
وجد الهداة فقد وجد الهدی۔ والظاهر انه اراد قوما یهدونه الطریق نُوْدِيَ عقیدہ
اثبات کلام الٰہی مین دو فریق ہین۔ بعضے کہتے ہین کہ وہ کلام نفسی بلا حرف و صوت ہے اور بعضے کہتے ہین کہ وہ لفظی
ہے (اور استلزام لفظی حدوث کے بلئے کیونکہ بعضے حروف جب تمام ہونگے تو دوسرے باقی جائین گے۔ یہ اسوقت
ہے کہ جب تلفظ کسی آلہ اور جارحہ یعنے زبان سے ہو اور جو بغیر اسکے ہو تو ایک ہی دفعہ پائے جاتے ہین جس طرح چھاپے
کے حروف چھاپنے مین ایک ہی وقت نکلتے ہین) اور یہی شہرستانی اور صاحب مواقف کا مختار ہی۔ اگرچہ اسکی حقیقت
ہمکو نہین معلوم کلات لم یذق لم یعرف۔ اور جو لوگ کلام نفسی کہتے ہین تو اسکا سماع بھی مشکل ہے اسی لئے کہتے
ہین کہ وہ تلقی روحانی تھی جس طرح کہ فرشتے کلام الٰہی بغیر عضو کے تلقی کرتے ہین پھر روح بواسطہ قوت عقل کے قوی
نفسیہ پر افاضہ کرتی ہے اور حس مشترک مین بصور الفاظ مخصوصہ مرتسم کرتی ہے پس بسبب قوت تصور کے گویا وہ خارج
سے سنتا ہی پھر بیداری مین اسکا مشاہدہ کرتا ہے جس طرح سونے والا کلام کرتا ہے اور اُس سے بھی بات چیت کی
جاتی ہے معتزلہ نے کہا کہ امر فاخلع وجود موسیٰ کے وقت ہوا تو وہ حادث ہو گا۔ جواب دیا گیا کہ ہم اگر امر کو تسلیم بھی
کرلین تو وہ ازل سے مستمر ہے یہانتک کہ یہ شخص مامور پیدا ہوا اُس کے امر مین کوئی تغیر نہین جس طرح قدرت ازلیہ مقدور
حادث سے متعلق ہوتی ہے ہم تو یہ کہتے ہین کہ موسیٰ علیہ السلام نے کلام الٰہی سنا لیکن اُس کے بیان مین توقف کرنا
چاہئے اور یہ اعتقاد رکھنا کہ اسکی اصل معلوم اور اسکی کیفیت مجہول ہی طُوًى - بدل یا عطف بیان ہے اِسْتَمِعْ
ای اسمع۔ لِذِكْرِيْ - لام تعلیل کا اور یا منصوب ہے یعنے میری یاد کے لئے نماز کو قائم کر یعنے تاکہ
تو مجھے یاد کرے۔ یا فاعل ہے یعنے مین نے کتب مین نماز کا ذکر اور اسکا حکم کر دیا ہون۔ یا یہ کہ مین تجھکو مدح و

عقیدہ سماع کلام الٰہی

آواز آئی - اے موسٰے - مین تمھارا پروردگار ہون تو اپنی نعلین اُتار ڈالو - (کیونکہ) تم

طوی (نام کے) پاک میدان مین ہو - اور مین نے تمکو (پیغمبری کیلئے) پسند کر لیا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵۵ -) نماسے یاد کروںگا یا لام وقت کے لئے ہے یعنے لِاَوْقَاتِ ذِکْرِیْ جس سے مراد اوقاتِ نماز ہین - یا مراد نماز کا یاد کرنا بعد اُس کے نسیان کے ہی - شاید مضاف محذوف ہے یعنے لذکر صلاتی یا یہ کہ یاد صلوٰۃ یاد حق ہے مسئلہ حنفی مذہب مین قضا نمازون مین ترتیب واجب ہی جب تک کہ ایک رات دن کے نمازون سے زائد نہ ہو جائین یہان تک کہ اگر وقتی نماز مین وہ قضا یاد آجائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے الا جو وقت تنگ ہو تو باطل نہین ہوتی حنبلی مذہب مین قضا کو ترتیب سے فی الفور پڑہنا واجب ہے قضا کے ہوتے ہوئے نفل صحیح نہین ہان نفل مقید جیسے روز کی سنتین اور وتر کیونکہ وہ فرض کے تابع ہین اگر قضا پڑہنے مین ادا کا بہتر وقت فوت ہوتا ہے تو قضا کی فور و ترتیب جاتی رہتی ہے کیونکہ ادا کے ترک مین قتل کرنا ہی بخلاف قضا کے - اگر قضا نمازون کی ترتیب بھول گیا (جیسے ظہر و عصر کی قضا اُسپر تھی تو ظہر کو بھول کر عصر کی قضا کی) یا ادا و قضا مین ترتیب بھول کر ادا پڑھ لیا تو بھی ترتیب ساقط ہو گئی کیونکہ نسائی مین ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری اُمت سے خطا و نسیان معاف ہی - ترتیب کی جہالت سے ترتیب ساقط نہین ہوتی نہ سیکھنا یہ اسکا قصور ہے الخ - (کشاف القناع) اَلسَّاعَةَ - من الاسماء الغالبة للقيمة اما لوقوعها بغتة او لسرعة حسابها - اَكَادُ اُخْفِيْهَا یعنے قریب تھا کہ مین قیامت کو پوشیدہ رکھون اور اجمالی طور سے بھی اسکا ذکر نہ کرون - لیکن بطور اجمال اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ مین بیان فرمایا تا مومنین کو اعمال صالحہ کا باعث ہو - اور امور دنیا کی کچھ پروا نہ ہو - اور کفار کو کسی طرح عذر کا موقع باقی نہ رہے اور کہین یہ عذر نہ پیش کرین کہ ہمین قیامت کا علم نہین تھا - اسی لئے خدا نے اجمالی طور سے فرمایا کہ قیامت کا ہونا تو ضروری ہے لیکن وقت معین مخفی ہے - اگر قیامت نہ ہوتی تو مطیع و عاصی اور محسن و مسئی مین تمیز و فرق نہ ہوتا اور یہ عدالت و حکمت کے خلاف ہے - تَسْعٰى - سعی اذا عمل و کسب و کذا عدا (مختار) تَرْدٰى - ردی ای هلك وارداه غیره (مختار) اہل تحقیق نے فرمایا کہ حضرت موسٰی کو اوّلاً - اخلع نعلیک مین تخلیہ و راغیار سے

تو جو کچھ وحی کیجاتی ہے اُسکو کان لگا کر سنو - مین ہی اللہ ہون میرے سوا کوئی معبود

نہین میری ہی عبادت کرو - اور میری یاد کے لئے نماز قایم کرو - (کیونکہ) قیامت ضرور

آنیوالی ہی - اور مین اُسکو پوشیدہ رکھنا چاہتا ہون تاکہ ہر شخص کو اسکی کوشش کا بدلہ دیا جائے

پھر تمکو قیامت سے وہ شخص باز نہ رکھے جو اسپر ایمان نہ لایا ہو - اور اپنی خواہش کی پیروی

کی (ورنہ) تم ہلاک ہو جاؤگے - ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب موسٰی علیہ السلام نے وہ مدت

پوری کی (جو موسٰی اور اُن کے خسر حضرت شعیب علیہ السلام کے درمیان بکریان چرانے مین قرار پائی

تھی) اور اپنی بی بی کو لیکر چلے (مصر کو جانیکا قصد کیا جسکو چھوڑے ہوئے دس برس سے

زیادہ عرصہ گذر گیا تھا) راستہ بھول گئے اور رات سخت جاڑے کی تھی - اتنے مین اُن کے

لئے آگ بلند ہوئی - جب اُسکو دیکھا تو آگ گمان کیا اور وہ تو نورِ الٰہی سے تھی - اپنے گھر والونکو

فرمایا ٹھہرو مین نے ایک آگ دیکھی ہے - اور چنگاری لانا اس لئے فرمایا تا آپکے گھر والے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵۶) دل کو پاک کرنیکا اشارہ ہوا - اور اُس کے بعد اشارہ تحلیہ کے ہین جسکو حاصل کرنا ضروری ہے اور اُس کے اصول تین ہین (۱) علم مبدا اور وہ ارشاد انی انا اللہ ہی - (۲) علم وسط وہ فاعبدنی ہی اسلئے کہ وہ اعمال جسمانیہ پر شامل ہے اور ارشاد لذکری اعمال روحانیہ پر شامل ہی (۳) علم معاد وہ ارشاد ان الساعة اٰتية ہی - لہ تفسیر ابن جریر یہ تفسیر بڑی معتبر تفسیر ہی مصنف کا نام ابو جعفر محمد طبری ہی سنہ ۳۱۰ تین سو دس مین انکا انتقال ہوا علامہ نووی فرماتے ہین کہ مثل تفسیر طبری کوئی تفسیر تصنیف نہین ہوئی - ابو حامد اسفرائینی نے فرمایا اگر کوئی شخص تفسیر ابن جریر کی حاصل کرنیکے لئے چین کا سفر کرے تو کچھ بڑی بات نہین ہے (کشف الظنون) للہ الحمد کہ وہ تیس جلد مین چھپکر مصر سے حیدر آباد آگئی اب یہ فقیر کے پیش نظر ہے - ہر حدیث کی سند مصنف نے لکھی ہے لیکن ہم بحذف سند ترجمہ نقل کرینگے جسکو منظور ہو وہ اصل دیکھ لے - تہ ابن کثیر عہ ابن کثیر عہ ابن جریر -

اُس مے سینکین آور آگ پر راہ کا پتا ملنا اسطرح سے ہی کہ یا تو کوئی راہبر ملکر راہ بتا دیگا یا کوئی
علامت و نشانی سے ہم خود پہچان لین گے۔ جوتے اُتارنیکا حکم اس لئے ہوا تا آپکے قدم کو زمین
کی برکت پہونچے (تعظیم محل بسبب تجلی کے تھی) اسی نئے اُس کے بعد ہی اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ
طُوًى فرمایا۔ طوی وادی کا نام ہی جب اللہ تعالےٰ نے وہ اُمور عظام دکھلائے جیسے
درخت سے آسمان کو اُٹھتے ہوے انوار پھر اپنا کلام سنایا۔ پھر اُنپر تکلیفِ رسالت و عبودیت
ڈالی۔ اور ہیبت ناک امرِ قیامت ذکر فرمایا۔ پھر تہدید عظیم دی تو بعید نہ تھا کہ موسیٰ علیہ السلام
متحیر و مدہوش ہو جاتے۔ اب اُنکی حیرت و دہشت دفع کرنے کے لئے آدمیون کے طریقہ پر ارشاد
فرمایا ہی کہ یہ تمھارے دائین ہاتھ مین کیا چیز ہی اور یہ بھی ربط ہے کہ جب نبوت دی تو
معجزہ بھی ایسا دیا کہ جو ساحرون کے سحر پر غالب آجاوے اسی لئے عصا سے سوال فرمایا جب
موسیٰ علیہ السلام فوائد بیان کر چکے تو پھر اپنی قدرت ظاہر فرمایا۔ وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يٰمُوسٰى
قَالَ هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ۝

[1] ابن جریر عن ابن عباس [2] ابن جریر عن وہب بن منبہ [3] ابن جریر عن الحسن و مجاہد [4] ابن جریر عن ابن عباس و عن مجاہد ۱۲ وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ ما اسم استفہامیہ مبتدا۔ تلک اسم اشارہ خبر ہے۔ بیمینک اسم اشارہ سے حال ہے۔ زجاج دفراسے کہا کہ مقصود اس سوال کا تقریر ہے کہ تمھنے اقرار کرین کہ یہ عصا ہے اور جب وہ سانپ ہو جائے تو جان لین کہ معجزہ عظیم قدرت الٰہی ہے بعضون نے کہا کہ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ماہیات اشیا علم الٰہی مین ہین اور مخلوق کے لئے صرف نام ہین۔ اور ہر شے کی حقیقت جو ثابت ہے وہ بحسب عادت ہے اور اسی پر مدار احکام ہے۔ اور حقیقت سے تو اللہ تعالیٰ ہی علیم ہے۔ اگر کہا جاے کہ یہ تو سوفسطائیہ کا قول ہے جو حقیقت اشیا کے قایل نہین بلکہ

قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوسٰى ۝ فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ۝ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا
سِيرَتَهَا الْاُولٰى ۝ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوٓءٍ
اٰيَةً اُخْرٰى ۝ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ۝ اور کیا ہی یہ تمھارے داہنے ہاتھ مین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵۸) اور اہم کہتے ہین تو جواب یہ ہے کہ وہ تو جملہ اشیا کی حقیقت کے قائل نہین اور ہم حقیقت کا انکار نہین کرتے بلکہ حقیقت و ماہیت کی معرفت سے انکار ہے اور ان دونون مین زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اَهُشُّ عن عکرمۃ قال اضرب بہا الشجر فیتساقط الورق علی غنمی (ابن جریر) و قد ذکر لہ شواھد ھش الورق خبطہ بعصا لیتحات وبابہ رد (مختار) مَاٰرِبُ جمع المأربۃ بفتح الراء وضمہا الحاجۃ وکذا الإرب والأربۃ والأرب بفتحتین (مختار) عن ابن عباس مآرب اخری قال حوائج اخری (ابن جریر) ولہ شواھد۔ جواب تو صرف وہ میرا عصا ہے کہنے پر تمام ہو گیا۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام نے اس شوق مین کہ اپنے رب عزوجل سے باتین کرتے رہین جواب مین طول دیا۔ اور چونکہ مقام مقام انبساط و قرب تھا اسوقت کو غنیمت سمجھکر اس لئے طول بیانی کی تا اس وسیلے سے اپنی غرض حاصل ہو عصا کے منافع بہت ہین چنانچہ نماز کے سامنے سترہ بنالو۔ جانور کو ہانکو۔ سفر مین قوت ہو۔ چلنے مین اعتماد ہو وغیرہ۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عصا رکھنے والے تھے۔ آپ کے بعد آپ کے خلفاء راشدین بھی عصا رکھتے تھے۔ سِيرَتَهَا الْاُولٰى قال ابن عباس حالتہا الاولی (ابن جریر) ولہ شواھد۔ اور سبب خوف اس لئے تھا کہ بندہ ظہور قہر و جلال کے آثار سے خائف ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی شان پاک مستغنی ہے تو حقیقت مین یہ خوف جلال الٰہی کا تھا نکتہ یہ ہے خوف ایک قوی دلیل موسیٰ علیہ السلام کی صدقِ نبوت پر تھی اس لئے کہ ساحر اپنی بناوٹ سے خوب واقف رہتا اور ہرگز اوس سے خوف نہین کرتا ہے۔ اسی سبب سے جادوگر ایمان لائے اور سمجھا کہ در پردہ فاعل حقیقی کوئی اور ہی ہے اِلٰى جَنَاحِكَ عن مجاھد قال کفہ تحت عضدہ (ابن جریر) حاصل یہ کہ داخل کر اپنے داہنے ہاتھ کو اپنے جیب سے بغل مین بائین کے نیچے

اے موسےٰ (موسیٰ نے) کہا یہ میرا عصا ہے۔ میں اسپر تکیہ کرتا ہوں اور اُسی سے اپنے بکریوں کے
واسطے پتے جھاڑتا ہوں اور میرے لئے اس (عصا) میں اور بھی کام ہیں۔ فرمایا اُسکو ڈالدو
اے موسےٰ تو (موسیٰ) نے اُسے ڈالدیا تو جب ہی وہ سانپ بنکر دوڑنے لگا۔ (اللہ) نے
فرمایا اُسے پکڑلو اور مت ڈرو ہم اسکو ابھی اُسکی پہلی حالت پر لوٹا دیتے ہیں۔ اور اپنا ہاتھ اپنے
بازوسے ملالو۔ وہ سفید چمکتا نکلے بغیر عیب (یعنے کوڑھ) کے دوسرا معجزہ ہوکر تاکہ ہم تمھیں
اپنی بڑی نشانیاں دکھائیں۔ اللہ تعالیٰ انے دو معجزے عنایت فرمائے ایک عصا یعنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵۹) جیساکہ دوسری آیت میں وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ ہے مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ قال ابن عباس من غير برصٍ (ابن جریر) حسن نے کہا کہ موسےٰ علیہ السلام نے نکالا تو واللہ مثل چراغ کے روشن تھا آپ نے جانا کہ میں اپنے رب عزوجل سے ملا ہوں (در) اٰيَةً اي معجزة ثانية حال من ضمير تخرج كبيضاء من اياتنا الكبرٰى الى العظمٰى على رسالتك متعلق بمحذوف وعلى انه حال من الكبرٰى والكبرٰى مفعول ثان لنريك والتقدير لنريك الكبرٰى حال كونها من اياتنا اى بعض اياتنا ۱۲ سلہ سراج میں لکھا کہ سو را صل میں قبیح بات جو کسی چیز میں ہو اور یہاں برص سے کنایہ ہے جیسے انسانی جسم جسکا چھپانا فرض ہے اس سے کنایہ سواٰۃ سے کرتے ہیں اور وجہ کنایہ یہہ ہے کہ عرب برص کے نام سے بہت نفرت کرتے اور گھبراتے ہیں تو کلام بلیغ بلکہ معجز میں کنایہ الیق ہے اور قرآن پاک کے کنایات سے بہتر کوئی بلیغ نہیں لاسکتا۔ روایت ہے کہ موسےٰ علیہ السلام جب اپنا ہاتھ اپنے جیب میں ڈالکر یا بائیں بغل کے تحت میں لیجاتے اور نکالتے تو مثل برق و آفتاب و مہتاب کے چمکتا تھا بدون اس کے کہ کوئی مرض ہو اور پھر جب اوسکو اعادہ کردیتے تو ہاتھ کا رنگ مانند سابق کے ہوجاتا ۔ ۲ ز

لاٹھی کو سانپ بناکر دکھانا اور دوسرے ید بیضا یعنی ہاتھ بغل میں ڈالکر نکالنے سے سفید نورانی
ہوکر نکلنا جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے لئے یہ معجزات ظاہر فرمائے اس لئے
اب فرعون کے پاس جانیکا اسطرح حکم فرماتا ہے اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝
قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۝ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۝ يَفْقَهُوْا
قَوْلِيْ ۝ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ۝ هٰرُوْنَ اَخِي ۝ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ۝ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ
اَمْرِيْ ۝ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ۝ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ۝ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ۝ قَالَ قَدْ
اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ۝ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰٓى ۝ اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ
مَا يُوْحٰٓى ۝ اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ
يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ۭ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ڬ وَلِتُصْنَعَ عَلٰي عَيْنِيْ ۝
اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰي مَنْ يَّكْفُلُهٗ ۭ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ
عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ڛ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ڛ فَلَبِثْتَ

اَشْدُدْ ابن عامر ساتھ ہمزہ مفتوح کے واسطے متکلم کے اور یہ جواب ہے امر کی یعنے بڑھادیں

اُشْرِكْهُ ابن عامر بضم ہمزہ واسطے متکلم کے اور یہ بھی جواب ہے یعنے شریک کرونگا

وَزِيْرًا وزیر و ہارون دو نون اجعل کے مفعول ہیں اور اخی ہارون سے بدل ہوا ازرا الازر القوة ازري اى ظهري وازره اى عاونه (مختار) اَقْذِفِيْهِ القذف يقال للالقاء وللوضع كقوله تعالى وقذف فى قلوبهم الرعب. مِنِّيْ متعلق بكائنة او بالقيت اى احببتك ومن احبه الله احبته القلوب اِذْ تَمْشِيْ ظرف لالقيت او لتصنع او بدل من اذ اوحينا على ان المراد وقت متسع (بیضاوی) ۔ فَتَنّٰكَ فُتُوْنًا عن ابن عباس اختبرناك اختبارًا وفى رواية عنه ابتليت بلاءً وعن مجاهد

سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ۙ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰي قَدَرٍ يّٰمُوْسٰي ۝ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ۝

اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ۝ اِذْهَبَآ اِلٰي فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰي ۝

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰي ۝ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ

اَوْ اَنْ يَّطْغٰي ۝ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰي ۝ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا

رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۙ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۭ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶۱) اَخلصناک اِخلاصًا (ابن جریر) فتنہ کے معنے خالص کرنے کے ہین جیسے عرب بولتے ہین کہ فتنتُ الذہب یعنے مین نے سونے کو میل سے پاک کیا اور فتنہ کے معنے وہ سختی بھی ہے کہ جس سے آدمی اپنے دین سے پھر جاوے جب اس فتنہ سے سلامت رکھا تو بڑا احسان ہے اور ثواب بھی عظیم ہے قَدَر القدر بمعنے التقدیر و المراد به المقدرة والمعنی انك جئت علی وفق الوقت المقدر فیه استنباؤك بلا تقدم ولا تأخر عنه یعنے بمعنے وقتِ مقدر پر تمکو نبی کیا اور اپنا کلام سنایا وَاصْطَنَعْتُكَ ای اصطفیتك و لمحبتی الاصطناع افتعال من الصنع بمعنے الصنیعة ای جعله محلا لاکرامه باختیاره قال القفال اصله من اصطنع فلان فلانا اذا احسن الیه حتی یضاف الیه فیقال هذا صنیع فلان لِنَفْسِیْ ای لاصرفك فی وامری لئلا تشتغل بغیری وَلَا تَنِیَا ونا فلان فی هذا الامر وعن هذا الامر اذا ضعف و هو یني ونا عن ابن عباس ولا تضعفا فی ذکری (ابن جریر) عن السدی فقولا له قولا لینا ای کنیاه (ابن جریر) لَعَلَّهٗ متعلق باذهبا و قولا ای باشرا الامر علی رجائکما وطمعکما (بیضاوی) یفرط علینا ان یعجل علینا بالعقوبة من فرط اذا تقدم ومنه فارط القوم و هو المتعجل المتقدم امامهم الی المنزل عن مجاهد ان یفرط علینا قال عقوبة منه وعن ابن زید یعجل علینا اذ نبلغه کلامك او امرك واما الافراط فهو الاسراف والتعدي واما التفریط فانه التوانی یقال فرطت فی هذا الامر حتی فات اذا توانی فیه (ابن جریر)

وَالسَّلٰمُ عَلٰي مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰي ۝ اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰي مَنْ كَذَّبَ

وَتَوَلّٰى ۝ فرعون کی طرف جاؤ کہ وہ سرکش ہو گیا ہے۔ عرض کی کہ اے میرے پروردگار میرا سینہ کشادہ کر اور میرے لئے میرا کام آسان کر۔ اور میری زبان سے گرہ کھولدے (یعنے لکنت دور کردے) کہ وہ میری بات سمجھین۔ اور میری گھر والون مین سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا۔ اون سے میری قوت بڑھادے۔ اور اونکو میرے کام مین شریک فرما۔ تاکہ ہم تیری تسبیح کثرت سے کرین اور تجھکو بہت سا یاد کرین تو ہی ہمکو خوب دیکھ رہا ہے فرمایا اے موسے تمھارا سوال پورا ہوا (جو کچھ تمنے مانگا تھا تمکو دیا گیا۔) اور ہم تیر (اسکے پہلے) ایک اور بھی احسان کر چکے ہین (وہ یہ ہے کہ) جب ہم نے تمھاری ماں کو الہام کیا جو بیان کیا جاتا ہے کہ اسکو صندوق مین رکھدے پھر اس (صندوق) کو دریا (یعنے نیل[1]) مین ڈالدے پھر دریا اسکو کنارے پر لا ڈالے میرا اور اسکا ایک دشمن (یعنے فرعون) اسے لیلے۔ اور مین نے تجھپر اپنی طرف سی محبت[2] ڈالدی اور تاکہ تم میری آنکھون کے سامنے پرورش کئے جاؤ۔ جب تمھاری بہن جاکر (فرعون کے لوگون سے) کہنے لگی کہ کیا مین تمکو ایسی (دایہ) بتادون جو اسکی پرورش کرے ہم نے تمکو پھر تمھاری ماں کے پاس پہونچایا تاکہ اسکی آنکھین ٹھنڈی رہین اور وہ غم نہ کھائے۔ اور تم نے ایک شخص کو مار ڈالا تو ہم نے

[1] عن السدی فی قوله فی الیم و هو البحر و هو النیل (ابن جریر)
[2] میرے بندون کے پاس تمکو محبوب بنایا (ابن جریر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ۱۲)

تمکو اُس غم سے نجات دی اور ہم نے تمکو آزمایا تمکو محنت مین ڈالا پھر تم (ڈرے ہوئے نکلے اور) کئی برس مدین کے لوگون مین جا کر رہے۔ پھر اے موسیٰ ایک مقدار[1] (یعنے ہمنے تمکو رسول بنا کر فرعون کے پاس بھیجنا چاہا تھا اسوا اُسی وقت) پر آئے۔ اور مین نے تمکو خاص اپنے لئے بنایا ہے۔ تم اور تمھارے بھائی میرے معجزے لیکر جاؤ اور میری یاد[2] مین سستی نکرو دونون فرعون کی طرف جاؤ وہ حد سے گذر گیا ہے۔ تو اُس سے نرم بات کہو شاید وہ سمجھ جائے یا ڈر جائے۔ دونون نے عرض کی کہ اے ہمارے پروردگار ہم ڈرتے ہین کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا جوش مین آجائے۔ فرمایا کہ مت ڈرو مین تمھارے ساتھ ہون سنتا اور دیکھتا ہون۔ سو اُسکے پاس جا کر کہو کہ ہم دونون تیرے پروردگار کے رسول ہین تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیجدے۔ اور اُن کو نہ ستا۔ ہم تیرے رب کی طرف سے تیرے پاس معجزہ لیکر آئے ہین۔ اور جو ہدایت کی پیروی کرے اُسی کے لئے سلامتی ہے ہماری طرف وحی بھیجی گئی ہے کہ اُسپر عذاب ہوگا جو جھٹلائے اور منہ پھیرے۔ شرح صدر سے مراد یہی کہ جس[3] کام کے لئے حکم فرمایا ہے اُس کے لئے میرا سینہ کھولدے اور وہ[4] ہمت وجرأت دے

[1] عن ابن عباس لقد جئت علی میقات یاموسیٰ وعن قتادة علی قدر قال قدر الرسالة والنبوة والعرب تقول جاء فلان علی قدر اذا جاء لمیقات الحاجة الیه (ابن جریر) [2] یعنے میرے ذکر کو تحصیل مقاصد کا واسطہ بنالو اور اعتقاد رکھو کہ کوئی کام میرے ذکر بغیر پورا نہوگا۔ اور اس مین حکمت یہ ہے کہ جو شخص ذکر عظمت وجلال آلہی مین ہوگا وہ کب کسیکو سمجھتا اور کب کسی سے ڈرتا ہے۔ اور اُسکی یاد سے روح کو تقویت ہوتی ہے تو پھر مقصود کے حاصل کرنے مین پست ہمت نہین ہوتا [3] ابن کثیر۔ [4] ابن جریر عن ابن زید۔

کہ مین تیرے سوائے کسی سے خوف نکرون۔ عقدہ سے وہ گرہ[1] مراد ہے کہ جب حضرت موسیٰ نے فرعون کی داڑھی پکڑی تھی تو اُسنے کہا تھا کہ یہ میرا دشمن ہے تو اُسکی بی بی آسیہ نے جواب دیا تھا کہ وہ بے سمجھ ہے پھر جواہر اور انگارے پیش کئے گئے تھے تو انگارا منہ مین اُٹھا کر رکھ لیا تھا جس سے گرہ[2] پڑگئی ابن[3] عباس نے فرمایا کہ ہارون موسیٰ سے بڑے تھے اور[4] آپ سے فصیح بھی زیادہ تھے اسلئے حضرت موسیٰ نے درخواست کی کہ اِن کو میرا معاون بنا۔ اُنسے[5] میری قوت بڑہادے۔ میری[6] پشت قوی کردے اور اُنکو میرے کام (یعنے نبوت و رسالت) مین شریک کردے جسطرح مجھے نبی بنایا ہے اُسیطرح اُن کو بھی نبی بنا کر میرے ہمراہ فرعون کے پاس بھیجدے۔ دوسری قرات پر یہ معنی ہین کہ مین اُنکو اپنی مشاورت مین شریک کرلون اور اس دعا سے مقصود وغرض یہی ہے کہ تا ہم تیری تسبیح بہت کرین اور تیرا ذکر کثرت سے کرین مجاہد[7] نے فرمایا اُسیوقت بندہ کثرت سے ذاکر ہوگا جب کھڑے

[1] ابن جریر عن سعید ابن جبیر وغیرہ پورا قصہ انشاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔ [2] چونکہ عقدہ نکرہ ہے تو اُس سے مراد ایک گرہ ہے اور یہ نہین کہا وَاحْلُلْ عُقْدَةَ لِسَانِي یعنی میری زبان کا عقدہ زائل کردے بلکہ بقدر ضرورت کہ جس سے میرا مقصد لوگونکی سمجھ مین آجائے چنانچہ فرمایا يَفْقَهُوْا قَوْلِي اور اگر بالکل زائل ہونیکا سوال کرتے تو سب زائل ہوجاتا۔ لیکن انبیا علیہم السلام بقدر حاجت چاہتے ہین اسیواسطے کچھ رہگیا تھا چنانچہ فرعون سے اللہ تعالیٰ نے حکایت فرمائی ہے کہ اُس نے کہا اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ یعنے صاف بات نہین کہہ سکتا ہے (ابن کثیر سوزیادت) [3] ابن جریر [4] بدلیل هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا [5] قال ابن زید اشدد به ازري یقول اشدد به امري. دقوني به فان لي به قوة (ابن جریر) [6] عن ابن عباس ازری یقول اشدد به ظهري (ابن جریر) [7] ابن کثیر

بیٹھے لیٹے اُسکی یاد کرے۔ ایک صوفی فرماتے ہین ؎

چون فراموشت شود یاد دِون آن	ذاکری گرچہ نہ جنبانی زبان

پھر فرمایا کہ تو ہی ہمکو خوب دیکھ رہا ہی یعنی آگاہ ہی کہ ہم اِن عبادات سے تیری ہی رضامندی چاہتے ہین یا ہماری بہتری سے تو ہی واقف ہی جو ہمارے لئے بہتر ہے وہ عطا فرما۔ حکم ہوا کہ جو کچھ تمنے طلب کیا تمھارے پروردگار نے دیا۔ اور ہم نے تو تمپر دوسرے وقت انعام کیا ہے یعنے تمپر تمھارے سوال سے پہلے انعام کر چکے ہین تو بعد سوال کسطرح محروم فرمائینگے چنانچہ اِن مین سے آٹھ انعام بیان فرمائے (پہلا) ہمنے تمھاری مان کو وحی[1] کی۔ وحی سے مراد الہام ہے جسطرح حضرت مریم کو ہوا اور نہ عورت مین نبوت کی صلاحیت نہین عقیدہ شرح[2] عقائدِ نسفی مین ہے کہ الہام دلمین بطریقِ فیضِ معنی خیر کے القا ہونیکو کہتے ہین اگرچہ وہ عامۂ خلق کے لئی سببِ حصولِ علم نہین۔ اوس مین الزام غیر کی صلاحیت بھی نہین لیکن بے شک اوس سے علم حاصل ہوتا ہی اور حدیث مین بھی الہام کا ذکر آگیا ہے جیسے اَلْهَمَنِيْ رَبِّيْ۔ اور سلف کے لوگون سے تو کثرت سے

[1] وحی کی جو وحی کیا جاتا ہے یعنے جو نہین معلوم ہو سکتا مگر وحی سے جو وحی کے لائق ہے۔ مَا یُوْحٰی۔ مبدل منہ اور اُسکا بدل اَنِ اقْذِفِیْهِ ۱۲ [2] صفحہ ۱۹ مطبوعہ مطبع علوی ثم الظاهر انه اراد ان الالهام ليس سببا يحصل به العلم لعامة الخلق ويصلح للالزام على الغير والا فلا شك انه قد يحصل به العلم وقد ورد القول به في الخبر نحو قوله الهمني ربي۔ وحكي من كثير من السلف ۱۲

منقول ہی۔ پھر آخر کتاب[1] مین ہی کہ علمِ غیب ایسا امر ہے کہ خدائے تعالیٰ ہی اُس سے منفرد ہی بندون کو اُسی کے اعلام و الہام سے بطور معجزہ و کرامت علمِ غیب حاصل ہوتا ہی اللہ تعالےٰ[2] نے موسےٰ علیہ السلام کو اُن کے بچپن کا قصہ اور جو انعام کہ اُن کے والدہ کے ساتھ فرمایا تھا یاد دلایا جب اُنکی والدہ اُن کو دودھ پلاتی تھین۔ اور موسےٰ علیہ السلام ایسے سال پیدا ہوے کہ جس سال بنی اسرائیل کا جو لڑکا پیدا ہوتا وہ فرعون کے حکم سے قتل کیا جاتا تھا۔ آپکی والدہ نے ایک چھوٹا صندوق بامرِ الٰہی بنایا۔ اور اُس مین اُن کو سلاکر دریائے نیل مین ڈالدیا فرعون معہ اپنی بی بی آسیہ کے حسبِ عادت کنارے دریائے نیل کے سیر کرتا ہوا بیٹھا تھا۔ جب اُس نے صندوق دیکھا تو اپنے نوکرون کو اُسکے لانیکا حکم دیا۔ جب لاکر کھولا گیا تو کیا دیکھتے ہین کہ اوس مین ایک لڑکا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اُس کے دل مین اُنکی محبت ڈالدی یہی (دوسرا احسان) ہے کہ قادرِ قوی نے آپ کو دشمن کے بستر پر اُسی کے کھانے پانی سے پرورش کیا (تیسرا احسان) یہ کہ تمھاری تربیت بعین[3] اللہ ہو۔ اور تم[4] میرے

[1] صفحہ (۱۱۲) وبالجملة العلم بالغيب امر تفرد به الله تعالى لا سبيل اليه للعباد الا باعلام منه او الهام بطريق المعجزة او الكرامة [2] ابن جرير عن ابن اسحق [3] ابن المنذر وابن ابي حاتم عن ابي عمران الجوني (در) [4] ابن جرير عن ابن جريج ۱۲۔ اگرچہ کوئی شے اللہ تعالےٰ پر پوشیدہ نہین مگر یہان اہتمام شان مراد ہے۔ وَلِتُصْنَعَ یعنے تاکہ تمھارے سے صنعت یعنے احسان کیا جائے اور یہ عطف جملۂ محذوف پر ہے مثل وَفَعَلْتُ ذٰلِكَ لِتُصْنَعَ۔ عین کو بھی ایک صفت قرار دینی چاہئی اور کچھ تاویل نہ کیجئے جس طرح ابن جریر نے قتادہ سے نقل کی کہ انہون نے کہا کہ میرے عین کے روبرو غذا پائے ۱۲۔

آنکھوں کے سامنے تھے جب تمھاری ماں نے تمکو صندوق مین رکھ کر دریا مین ڈالدیا تھا (چوتھا احسان) تمھاری بہن خفیہ طور پر پتا لگا کر فرعون کے پاس جاتی ہے۔ اور ڈیوڑھی والون سے جو دائی کے تلاش مین تھے (اسلئے کہ آپ نے کسی دائی کا دودھ نہ لیا تھا) کہتی ہے کہ مین تمکو ایسی عورت بتادون جو اسکو اچھی طرح پرورش کرے تو ہمنے تمکو تمھاری ماں کے پاس واپس لوٹایا تاکہ اسکی آنکھین ٹھنڈی ہون اور وہ غمگین نہ ہو۔ غرض آپکی بہن لوگون کیساتھ موسیٰ علیہ السلام کو اپنی ماں کے پاس لائی تو انکا دودھ لیا۔ پھر دودھ پلانے کی اجرت بھی مقرر ہوئی اسی سبب سے حدیث مین آیا کہ مثال اُس کام کرنے والیکی جو اپنے کام مین ثواب کی نیت رکھتا ہی مثل مادر موسیٰ علیہ السلام ہے کہ وہ اپنے بچہ کو دودھ پلاتی اور اجرت بھی لیتی تھی مسئلہ متقدمین حنفیہ کے پاس خالص عبادت پر اجرت لینا جایز نہ تھا لیکن متاخرین نے ضرورت کے لئے جواز کا فتوی دیا اور یہی اسوقت بسبب ضعف دین کے لایق ہے۔ تعلیم بھی تین طریق پر ہی ایک صرف ثواب کے لئے جس پر عوض نہ لیوے

لہ بجا ماضی کے تمثی مضارع کا صیغہ فرمایا اور اسکا فایدہ ہی کہ اس حالت کی تصویر روبرو دیکھ جائی ۱۲ لہ چنانچہ خدا تعالےٰ نے فرمایا وَحَرَّمۡنَا عَلَیۡہِ الۡمَرَاضِعَ مِنۡ قَبۡلُ یعنی ہمنے اسپر تمام مراضع حرام کردئے تھی یعنی کسی کا دودھ نہین لیتے تھے ۱۲ لہ ابن کثیر ۱۲ لہ البستان لابی اللیث امام ابو حنیفہ فرماتے ہین کہ تعلیم پر اجرت لینا مطلق جایز نہین اسلئے کہ حدیث ابو داؤد جو عبادہ بن صامت سے مروی ہے کہ انہون نے اصحاب صفہ مین سے ایک شخص کو قرآن سکھایا تو انہون نے ایک کمان ہدیہ دی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ اگر تمکو یہ خوشی ہے کہ اسکے عوض آگ کا طوق پہنایا جاے تو اسکو قبول کرلو۔ جو جایز رکھتے ہین وہ یہ جواب دیتے ہین کہ اس حدیث کی سند مین مقال ہے۔ اور جب انہون نے تبرعاً تعلیم کی تھی ثواب وہ کسی شے کے مستحق نہ تھے۔ پہر اب جو بطور عوض انکو ہدیہ دیا گیا تو کس طرح انکو لینا جایز ہوگا بخلاف اُس شخص کے جو قبل تعلیم اسکی اجازت سے اُس کے ساتھ بیٹھا رہتا ہے۔ (اتقان)

دوسرے اجرت ہی تیسرے بغیر شرط کے تعلیم دے اور جب ہدیہ بھیجے تو قبول کرلے پہلا عمل ماجورین اور انبیا علیہم السلام کا وہی عمل تھا۔ دوسرا مختلف فیہ ہی تیسرا بطور اجماع جایز ہے۔ ردّ المحتار مین ہے کہ جو ہدیہ بسبب حکومت کے ملے وہ حرام ہے ہدیہ پر ہی موقوف نہین بلکہ جسکا ہدیہ لینا جایز نہین اُس سے قرض لینا یا کوئی شے مستعار لینا اور ہر قسم کا فائدہ اُٹھانا حرام ہے۔ اسکی اصل بخاری مین ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو صدقہ پر عامل بنایا جب وہ آیا تو کہنے لگا یہ میرا اور یہ تمھارا ہے۔ آپنے فرمایا کہ کیون یہ اپنے باپ یا ماں کے گھر مین نہین بیٹھا پھر اُسوقت دیکھتا تھا کہ یہ ہدیہ اُسکو بھیجا جاتا یا نہین۔ بخاری مین ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ہدیہ ہدیہ تھا اور آج کے دن تو رشوت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسیکو عامل بنایا تھا تو وہ مال لیکر آیا۔ آپنے پوچھا کہ یہ کہان سے تجکو ملا۔ کہا کہ ہدیون کو فراہم کیا ہون۔ فرمایا کہ اے اللہ کے دشمن کیون اپنے گھر مین نہین بیٹھا اُسوقت ان ہدایا کا انتظار کرتا تھا کہ تجکو کوئی بھجواتا ہے یا نہین۔ پھر اسکو آپ نے لیکر بیت المال مین داخل کردیا۔ عالم اور واعظ کو ہدیہ لینا جایز ہے کیونکہ اُسکے علم کے خیال سے ہدیہ دیا جاتا ہے برخلاف حکام کے کہ اونکو خوف سے دیتے ہین مذہب شافعی مین ہے

لہ البحر الرابع صفحہ ۲۶ ۳ لہ جو بغیر شرط اعانت کے دیا جاتا ہے برخلاف رشوت کے (در المختار) لہ رد المحتار جلد رابع صفحہ ۳۴۴ لہ از حاشیہ شرح منہج للعلامہ محمد داؤدی شافعی۔ آخر مین لکھا کہ یہ ہمارے قواعد کے موافق ہے ۔ ۱۲

کہ واعظ اور فتولے دینے والے اور قرآن وعلم سکھلانے والے قاضی کے مثل نہین ہین کیونکہ
اُنکو الزام لگانے کی اہلیت نہین۔ ہان ان کے لئے بھی یہی اولےٰ ہے کہ اپنے افتاء ووعظ
وتعلیم پر ہدیہ نہ قبول کرین تا انکا علم خالص خدا کے لئے ہو اور جو ہدیہ ان کے علم وصلاح کے
خیال سے بطورِ محبت واُلفت بھیجا گیا ہو تو اُسکا قبول کرنا ہی اولےٰ ہے الخ **مذہب حنبلی**
مین ہے کہ ایسے امور کہ ان کے ادا کرنے والے کے لئے اسلام کی شرط لگائی گئی ہے اور
اور اُن کا نفع فاعل سے متجاوز بھی نہین ہوتا مثل صوم وصلاۃ کے تو اُسپر عطاو اجرت
وجُعالہ لینا جایز نہین۔ اور جسکا نفع متعدی (دوسرے کو پہونچنے والا) ہو مثل اذان و امامت
وتعلیم فقہ وقرآن وقضاء وافتاء اور منتر کے تو اُسپر جعالہ[1] جایز ہے جیسے بغیر شرط لینا جایز ہے

[1] جعل (زنام رکھنا ہے) مال معلوم کا واسطے اُس شخص کے جو اس کے لئے کوئی کام کرے اگرچہ وہ کام مجہول ہو
جیسا یہ کہنا کہ جو مجھے یہ کپڑا سی دے اسکے لئے اسقدر ہے یا مدت پر اگرچہ مجہول ہو جیسے یہ کہنا کہ جو میری زراعت کی
حفاظت کرے یا اس مسجد مین اذان دے تو اسکو ہر مہینے مین اسقدر ہے جعالہ مجہول مین اسلئے جایز رکھا گیا کہ ہر
ایک کو اُن دو مین سے فسخ کا اختیار رہے۔ اور جعالہ اجارہ کی ایک قسم ہے اس لئے کہ وقوع عوض مقابلہ مین مثل نفع
کے ہے اور ان باتون مین علٰحدہ ہے کہ عامل پر عمل لازم نہین اور کبھی عقد مبہم ساتہ شخص غیر معین کے ہوتی ہے یعنے
جو شخص ایسا کرے اسکے لئے یہ ہے اور جعالہ مین اندازہ مدت وعمل جمع کرنا صحیح ہے مثلاً یون کہنا کہ جو میرے لئے
یہ کپڑا ایک دن مین سی دے تو اسکو اسقدر ہے پس اگر اس کپڑے کو اسی مدت مین لادیا تو جعل (اجرت) کا مستحق ہوا
اور اگر اس مدت مین نہ لادیا تو اُس کے لئے کوئی شے اُسپر لازم نہین بخلاف اجارہ کے۔ جب عامل نے عمل شروع کر دیا
اور جاعل (یعنے کام کروانے والے) نے فسخ کیا تو عامل کے لئے اجرت مثل عمل ہے اور اگر عامل نے قبل تمام کرنے

یعنی ابتداء عمل مین کوئی شرط نہو تو بیت المال مین سے بھی بطور عطا لینا جایز ہے لیکن بطور اجارہ
صحیح نہین اور اُسپر اجرت لینا ممنوع ہے **(پانچوان احسان)** غم قصاص سے تمکو نجات
دی **(ساتوان)** ہم نے تم کو بہت سے فتنون کی آگ مین ڈالا۔ اور آخر تمکو خالص
سونا کر کے نکالا **ابن عباس**[1] رضی اللہ عنہما کی حدیث طویل مین فتنونکا بیان اس طرح
ہے (۱) موسےٰ علیہ السلام کا حمل ایسے سال مین ہوا کہ جس سال فرعون لڑکون کو
قتل کرتا تھا (۲) لیکن وہ اللہ کے الہام سے تابوت مین رکھہ کے سمندر مین ڈالے گئے اور
جب وہان سے نکالے گئے تو ذبح کرنے والے اپنی چھریان لیکر فرعون کی بی بی کے پاس
ذبح کرنے پہونچے (۳) پھر بی بی آسیہ نے بچا لیا لیکن دودھ نہین پیتے تھے۔ جب انکی
بہن نے کہا کہ ایسے گھرانے کا پتا دون جو اُن کی کفالت کرینگے۔ لوگون نے آپ کو
گرفتار کر لیا کہ تجھے یہ خبر کہان سے ہوی شاید تو اُسکو پہچانتی ہے۔ اور اُن کو اس معاملہ مین
شک ہوا (۴) موسےٰ کی بہن نے جواب دیا کہ مین اس لئے کہی تھی کہ تا پادشاہی خدمت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷۰) عمل کے فسخ کر دیا تو اسکے لئے کچھ بھی نہین کیونکہ اسنے اپنا حق آپ ہی گرا دیا اور
جس چیز پر شرط دی گئی تھی اسکو پوری نہ کی (شرح منتہی اد کشاف قناع) [1] ہم نے بلحاظِ ناظرین اس حدیث کا
خلاصہ لکھا ورنہ یہ طویل حدیث ہے جسکو نسائی نے سنن کبرے مین روایت کی ہے۔ اور ابن جریر وابن ابی
حاتم نے اپنی تفسیرون مین ذکر کیا ہے ان سب نے یزید بن ہارون کی حدیث سے روایت کی ہے۔ اور یہ
روایت کلامِ ابن عباس سے موقوف ہے۔ اور مرفوع اسمین سے قلیل ہے۔ اور باقی ابن عباس نے شاید کعب احبار
وغیرہ کے بیان سے اسرائیلیات مین سے جسکی نقل مباح ہے لے لیا ہے واللہ اعلم (ابن کثیر)

کرنے سے اُن لوگون کو انعام واکرام کی امید ہے اور وہ میری مان ہے۔ انہون نے چھوڑ دیا
پھر آپکی مان جاکر اپنے گھر لائین۔ جب آپ بڑے ہوے تو بی بی آسیہ نے آپ کو بڑے
تجمل سے بلاکر فرعون کے گود مین دیا۔ حضرت موسے علیہ السلام نے فرعون کی داڑہی پکڑکر زمین
کی طرف کھینچی۔ اُسکے وزرا نے کہا یہ وہی لڑکا ہے جو تجھے قتل کر ڈالیگا۔ فرعون نے جلادونکو
بلایا کہ اسکو قتل کرین (٥) بی بی آسیہ نے کہا کہ یہ نادان بچہ ہے۔ اچھا جواہر اور انگارے
منگواکر اس کے سامنے رکھ۔ اگر سمجھدار ہے تو جواہر لیگا اور جو انگارے لیوے اور جواہر
چھوڑ دے تو سمجھ لینا کہ عقلمند ونکا یہ کام نہین۔ پھر انگارے و جواہر سامنے پیش ہوے
آپنے چمکتے انگارے پکڑ لیا۔ فرعون نے اسکو چھین لیا کہ کہین ہاتھ نہ جل جاے۔ جب
حضرت موسے علیہ السلام جوان ہوے تو ایک اسرائیلی اور ایک قبطی کو لڑتے دیکھا۔ اسرائیلی نے آپ سے
فریاد کی اور مدد چاہی۔ آپ نے فرعونی کو ایک گھونسا مارا کہ وہ مر گیا۔ حق سے معذرت
چاہی تو معاف فرمادیا۔ لیکن فرعون قاتل کی تلاش مین تھا۔ اتفاقاً موسےٰ علیہ السلام
نے پھر اُسی اسرائیلی کو دیکھا کہ وہ ایک دوسرے قبطی سے لڑ رہا ہے۔ پھر اُس نے سابق
کی طرح فریاد کی۔ آپ تو اُس فعل سے نادم ہو چکے تھے فرمایا تو بڑا بیہودہ ہے تو اُس نے
سمجھا کہ آج کے غصہ مین میری مٹی خراب ہوتی ہے لیکن آپ نے قبطی ہی کو ارادہ کیا تھا۔
مگر اسرائیلی نے خوف سے کہا کہ اے موسے کیا آپ چاہتے ہین کہ آج مجھے قتل کر دین

جیسے کل فرعونی کو قتل کیا ہے۔ وہ دونون تو ایک دوسرے کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ لیکن
فرعونی نے وہ سنی ہوی خبر جاکر فرعونیون سے کہدی پھر رفتہ رفتہ یہہ خبر فرعون
کو پہونچی۔ اُسیوقت فرعون نے جلادون کو بھیجا کہ موسےٰ علیہ السلام کو قتل کر ڈالین
وہ لوگ بڑے راستہ سے تلاش کرنے نکلے۔ آپ کے دوستون سے ایک شخص نے کنارہ
شہر سے آپ کے پاس پہونچکر اس حال سے آگاہ کیا آپ وہان سے نکل کر بے سر و سامان
شہر مدین کی طرف متوجہ ہوے الخ (**ساتوان احسان**) پھر اے موسے علیہ السلام (تم وہان سے
ڈرے ہوے نکلکر) کئی برس مدین کے لوگون مین جاکر رہے۔ اور وہان شعیب علیہ السلام
کی بیٹی سے شادی کی۔ پھر تم وقت مقدر پر آئے تا تم سے کلام کرون اور تمکو رسول بناؤن
یعنے جب میعاد شعیب علیہ السلام گذر گئی تو پھر تقدیر و ارادۂ الٰہی کے موافق تم یہان حاضر
ہوے۔ اور وہی اپنے بندون کو جہان چاہتا ہے لیجاتا ہے ؎

ہم کسی راہ سے واقف نہین جون نور نظر	٭	رہنما تو ہی تو ہوتا ہے جدھر جاتے ہین

(**آٹھوان**) یعنے مین نے تمکو اپنے (خاص کام پیغمبری کے) لئے تیار کیا ہے۔
ان سب احسانات کا یاد دلانا ارسال اور بھولنے کے لئے تمہید ہے اس لئے فرمایا کہ تم
اور تمھارے بھائی میری حجتون اور معجزون کو لیکر جاؤ اور میری یاد مین سستی نہ کرو و تبلیغ
رسالت مین فتور نہ آئے۔ پھر فرمایا کہ تم دونون فرعون کے پاس جاؤ (علحدہ نہین) بلکہ

(ایک ساتھ) اُسنے حد سے تجاوز کیا پھر اُس سے نرم بات کہو وہبؒ بن منبہ نے
کہا کہ قولِ نرم یہ کہ اُس سے کہو کہ اللہ تعالے غفور ورحیم ہے۔ اُسکی مغفرت بہ نسبت غضب کے
زیادہ قریب ہے حسنؒ بصری نے کہا کہ اُس سے ہر طرح کا عذر وشک زائل کر دو۔ اور بتلا دو
کہ تیرا رب ایک ہے۔ اور تجھے میرے پیچھے ضرور ہی جی اُٹھنا ہے۔ تیرے سامنے بہشت و
دوزخ موجود ہے۔ سفیانؒ ثوری نے کہا کہ ابو مرہ جو اُسکی کنیت ہے اُسی سے پکارو۔
(نام نہ لو) خلاصہ یہ کہ اُس سے نرمی اور سہولت کے ساتھ باتین کرنا کیونکہ جو بات نرمی
اور دلجوئی کے ساتھ کیجاتی ہے اُسکا اثر بہت جلد ہوتا ہے۔ اور پہلے پہل سختی سے نفرت
بڑہتی ہے۔ فضیلؒ رقاشی نے فرمایا اے وہ کہ جو دشمنون کے ساتھ ایسی نظر ملاطفت رکھتا
ہے تو جو اُسی سے دوستی رکھے اور اُسی کو پکارے تو اُس پر تو کسقدر کرم ہوگا۔ ذوالنون
مصری نے فرمایا هٰذَا بِرُّكَ لِمَنْ عَادَاكَ۔ فَكَيْفَ بِرُّكَ لِمَنْ وَالَاكَ۔ شاید وہ سمجھ جائے
یعنے جس گمراہی ومعاصی مین مبتلا ہے اُس سے باز رہے۔ اور سیدھی راہ کی طرف پلٹ آئے:

لہ ابن کثیر ۲ ابن ابی حاتم (در) ۳ عبد الرزاق وابن منذر وابن ابی حاتم (در) ۴ ابن ابی حاتم (در) (سوال)
کیون موسےٰ علیہ السلام کو نرم بات کہنے کا حکم ہوا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ فرمایا (جواب) طبیعت
حبیب صلے اللہ علیہ وسلم مین نرمی ورحمت تھی اور طبیعت کلیم علیہ السلام مین شدت تھی (بعضون نے کہا) مشرب حبیب جمال تھا اور مشرب کلیم جلال تو ہر ایک کو حکم ہوا کہ تخلق جمال
وجلال دونون ہونا چاہئے تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ اور اس لئے بھی کہ فرعون بادشاہ تھا اور آپکو پرورش بھی کیا تھا اور نرمی
بادشاہون کے لحاظ سے اوفق ہے۔ اور عوام کے اعتبار سے غلظت وشدت بہتر ہے (خواتم الحکم)۔

یاد رکھے یعنے ڈر کر طاعت کرے جب موسےٰ وہارون علیہما السلام فرعون کے پاس
آئے اور جو کچھ انکو حکم تھا اُسکو پہونچایا تو فرعون نے اسطرح پوچھا قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا
يٰمُوْسٰى بولا کہ اے موسےٰ تم دونون کا پروردگار کون ہے فرعون کا خطاب اگرچہ
دونون بھائیون کی طرف متوجہ تھا لیکن جو اُس نے خاص موسےٰ علیہ السلام کو ندا معین
کر کے اس لئے جواب چاہا تا آپ بسبب لکنت کے جواب نہ دے سکین۔ پھر اُنپر حاضرین قہقہہ
اُڑائین۔ اور یہ اُسے معلوم نہ تھا کہ آپ کی زبان کی لکنت دور ہوگئی ہے چنانچہ آپ نے
فرمایا قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى کہا کہ ہمارا پروردگار وہی
جس نے ہر چیز کو اُسکی (خاص) صورت عطا فرمائی پھر راہ دکھائی یعنے جس نے انواع
مخلوقات مین ہر چیز کو اُسکی شکل وصورت اُس کے حال کے لایق عنایت فرمائی۔ پھر اُسے
اُس بات کی معرفت دیدی کہ فلان چیز سے اس طرح فوائد حاصل کرنے چاہئین جب
فرعون نے یہ جواب جامع اور حجت قوی مختصر الفاظ مین سنا تو اُسے سخت اندیشہ ہوا کہ مبادا
میری قوم ایسے مدبر اور کارساز معبود کی طرف جھک پڑے اسلئے ایک اور سوال کر بیٹھا
قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى بولا کہ پہلے قرنون کا کیا حال ہے یعنے گذشتہ قومون کا
کیا حال ہے جنھون نے اُس خدا کی پرستش سے انکار کیا جسکی طرف تو مجھے دعوت کرنے

لہ عن قتادة قال اعطى كل شئ ما يصلحه ثم هداه له (ابن جرير)

آیا ہی کیا اب وہ سعادت مین ہین یا شقاوت مین۔ موسے علیہ السلام نے مجملاً جواب دیا
قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتٰبٍ لَا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنْسَى ۝ کہا اُن کا علم میرے پروردگا
کے پاس کتاب مین ہے۔ نہ میرا رب بھٹکتا ہی اور نہ بھولتا ہے یعنے اسکو اپنے تدبیر و
افعال مین بھول چوک نہین ہوتی۔ اگر اُن امتون کو جلدی سے دنیا مین ہی ہلاک کیا
تو اچھا کیا۔ اور جو قیامت تک عذاب کو موخر کیا تو وہ بھی بہتر کیونکہ اُسکا ہر فعل حکمت و
صواب ہی۔ اور کوئی ذرہ اُسکے علم سے غائب نہین۔ اور بعد علم فراموشی و نسیان بھی نہین۔
پھر موسے علیہ السلام اپنی اُسی پہلی بات کی طرف لوٹے اور صاف طور سے وحدانیت کے
دلائل ظاہر فرمانے لگے اَلَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا
وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ۝ كُلُوْا وَارْعَوْا
اَنْعَامَكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ۝ جسنے تمھارے لئے زمین کو بچھونا بنا دیا
اور تمھارے واسطے اُس مین راستے بنا دئے۔ اور آسمان سے پانی برسایا۔ پھر ہمنے پانی سے طرح
طرح کی مختلف روئیدگیان نکالین۔ (اسمین سے) کھاؤ اور اپنے چارپایونکو چراؤ بے شک اس مین
عقلمندون کے لئے (تمھارے رب کی وحدانیت کے) نشانیان ہین۔

مَهْدًا۔ وھو مصدر جعل اسم جنس لما یمھد للصبی ای کالمھد فھو تشبیہ بلیغ (خفاجی)، اخرجنا۔ کھول خواص الملوک امرنا وفعلنا والمراد الملک الخ (خفاجی) شتی عن ابن عباس قال مختلف۔ اخرجہ ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم (در) اولی النھی۔ یعنی اھل الحجی والعقول والنھی جمع نھیۃ (ابن جریر) والنھیۃ ضم النون العقل (خفاجی) اخرج ابن المنذر عن ابن عباس لاولی النھی قال الذی الحجا والعقل (در)

مِهَادًا نافع و ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر بساتہ الف سے بمثل فراش معنیً و وزناً۔

یعنے جن لوگون نے شہوات سے اپنے نفس کو پاک کیا وہ سمجھ سکتے ہین کہ زمین ایک
پانی ایک۔ پھر دیکھو قسم قسم کے پیداوار ایک چیز کا رنگ۔ مزہ۔ بو دوسرے کے بالکل
مخالف۔ ایک پتی جو ناکارہ گھاس ہے اگر تمام جہان جمع ہو کر چاہے کہ اُسکے مثل
بنا دے یا اُسکا نقص رفع کرے تو ممکن نہین۔ تمام مخلوق ادنے سی پتی مین عاجز ہے
یہ باتین بجز اُس قادرِ مطلق اور مدبرِ عالم کے اور کون کر سکتا ہے۔ چونکہ تمام جہان انسان
کے لئے پیدا ہوا ہی اس لئے جو نباتات و حیوانات کہ انسان کی غذا کئے جاتے ہین
وہ ہلاک نہین ہوتے بلکہ اپنے کمال کو پہونچ جاتے ہین کیونکہ اسکی تسبیح سب سے اعلے
ہی اور روحِ انسانی جامع ہے۔ اور جسم فقط اسواسطے عزیز ہے کہ حصولِ کمالاتِ روح
کے لئے ایک آلہ ہے اسی لئے جسم کو کمالاتِ روح کیلئے تکلیف دینا ضرور ہے
اور جو کمال حاصل ہونیسے پہلے جسم زائل ہو جائے تو بہت افسوس ہے۔ اور یہ یاد
رکھو کہ جس رنگ سے تم خاک مین جاؤ گے اُسی رنگ سے اٹھو گے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ
وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۝ ہم نے اسی زمین سے تمکو
پیدا کیا اور اسی مین تمکو لوٹا کر لائین گے۔ اور اسی سے تمکو دوبارہ نکال کھڑا کرین گے
کیونکہ اصلِ خلقت اولِ آبا (یعنے آدم علیہ السلام) کی مٹی ہے۔ اور اُسی سے نطفہ منتقل ہی

[1] عبد ابن حمید و ابن منذر عطا سے روایت کی کہ فرشتہ مدفن کی مٹی لا کر نطفہ پر چھڑکتا ہی تو اُسی مٹی سے پیدائش ہوتی ہی (در)

توہر ایک کی پیدایش تراب سے ہوی اور یہ بھی ہے کہ اوّل موادِ ابدان (یعنے نطفہ و خونِ حیض) گوشت یا نباتات سے ہے اور وہ سب زمین سے ہے۔ جب فرعون کو کھلی نشانیون سے فہمائش کی گئی اور اسکا آغاز و انجام بدلائلِ واضحہ بتلایا گیا اس لئے فرمایا

وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ۝ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ۝ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ۝ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۝ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ۝ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

كُلَّهَا۔ قاعدہ۔ زمخشری نے کہا کہ اضافتِ تعریفی مین لام کے تمام معنی جاری ہوتے ہین۔ یہان عہدی لینا چاہئے یعنے وہی نو معجزے جو موسےٰ علیہ السلام کے لئے خاص تھے الخ یا ایسے معجزے جو ضروری تھے جیسے محاورہ مین کہتے ہین کہ مین بازار گیا اور سب خرید لایا یعنے جو میرے لائق ہر قسم کی چیز ضروریات تھے **اَرْضِنَا** ارضِ مصر **مَكَانًا سُوًى**۔ سدی نے کہا مقام عدل۔ مجاہد و قتادہ نے کہا کہ تمھارے اور میرے درمیان ہو (یعنے باعتبار راہ کے) عبدالرحمٰن بن زید نے کہا مقام مستوی ہموار جس مین غل و شور نہ ہو اور نہ لوگون سے کوئی چیز پوشیدہ ہو (درمنثور و ابن جریر) **بیضاوی** نے کہا کہ مَكَانًا منصوب ایسے فعل سے ہے جس پر مصدر (یعنے موعدًا) دال ہے (یعنے عِدْ مَكَانًا) اور یہ مصدر عامل نہین کیونکہ وہ موصوف ہے (صفت اسکی لَا نُخْلِفُهٗ ہے) الخ **قاعدہ** جب مصدر موصوف یا معرّف باللام ہو تو عمل نہین کرتا کیونکہ موصوفیت اور تعریف خواصِ اسم سے ہے اور جب کوئی ایک خاصیتِ اسم کی مصدر مین پیدا ہوگئی تو فعلِ اصطلاحی کی مشابہت سے نکل گیا تو عامل کس طرح بنے گا۔ بہتر تو یہ ہے کہ مَكَانًا منصوب ساتھ اِجْعَلْ کے ہے جو معنی عِدْ کو متضمن ہے۔

فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ۝ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ۝ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ

(**بقیہ حاشیہ صفحہ** ۵۷۸) پھر یہ حذف و تقدیر کا ارتکاب بھی نہین ہوتا (قنوجی) **يَوْمُ الزِّيْنَةِ** سعید ابن منصور و عبد ابن حمید و ابن منذر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ وہ یوم عاشورا تھا۔ عبدالرزاق و عبد بن حمید قتادہ سے کہ وہ انکی عید کا دن تھا۔ عبد بن حمید و ابن منذر و ابن ابی حاتم سعید بن جبیر سے کہ بازار لگانے کا دن تھا (در) ابن جریر نے بھی اسی طرح روایت کی۔ ابن کثیر نے لکھا کہ ان اقوال مین کچھ اختلاف و منافات نہین یعنے ہر سال نوروز کے دن اُس میدان مین بازار لگاتے اور عید کرتے اور زینت و تجمل ظاہر کرتے اور وہ اس سال بروز عاشورا محرم واقع ہوا تھا۔ اور ایسے ہی عاشورا محرم مین اللہ تعالےٰ نے فرعون کو مع لشکر ہلاک کیا اور موسےٰ کو مع بنی اسرائیل نجات دی جیسا کہ صحیح کی حدیث مین ثابت ہے۔ **ضُحًى** وقت چاشت یعنے اول وقت سے لوگ وہان جمع ہونے کو روانہ کئے جائین۔ **فَتَوَلّٰى** یعنے موسےٰ کی طرف سے بجانب اپنے سامان کے مُنہ موڑا۔ ابن کثیر نے لکھا کہ شروع کیا یعنے بذات خود متولی ہو کر اہتمام کرنے لگا اور اپنے کید کو جمع کیا یعنے جس سے کید کرے اور مراد ساحر ہین پھر فرعون اپنے موعد مقرر پر آیا اور لوگ اُس جشن کے دن جمع ہو گئے اور فرعون اپنے تختِ سلطنت پر بڑے جلوس سے بیٹھا اور اوسکے وزیر و امرا اور ارکان دولت نے صف باندھی اور رعایا و عوام دائین بائین کھڑے ہوے۔ اور موسےٰ علیہ السلام دوسری جانب تنہا اپنے بھائی کے ساتھ اپنا عصا ٹیکتے ہوے سامنے آئے اور ساحرون کی بڑی جماعت نے فرعون کے روبرو صف باندھی۔ اور فرعون انکو ترغیب اور ہر طرح انعام و اکرام کے وعدے دیتا اور کہتا کہ تم میرے مقربین سے ہو جاؤ گے **فَيُسْحِتَكُمْ** عن ابن عباس فيهلككم وعن قتادة يستأصلكم وعن ابن زيد قال يهلككم هلاكا ليس فيه بقية قال والذي يسحت ليس فيه بقية (ابن جریر) **وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى** قتادہ سے روایت ہے کہ جادوگرون نے باہم کہا کہ اگر یہ جادوگر ہے تو ہم اس پر غالب آجائین گے اور جو آسمانی تائید ہوگی تو وہ بازی جیت لیگا۔ (ابن جریر) **اِنْ هٰذٰنِ** یہ نون مشدد سے

توہرایک کی پیدایش تراب سے ہوی اور یہ بھی ہے کہ اوّلِ موادِ ابدان یعنے نطفہ و
خونِ حیض) گوشت یا نباتات سے ہے اور وہ سب زمین سے ہے۔ جب
فرعون کو کھلی نشانیون سے فہمائش کی گئی اور اسکا آغاز و انجام بدلائلِ واضحہ بتلایا گیا
اس لئے فرمایا وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ۝ قَالَ اَجِئْتَنَا
لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ۝ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ
بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ۝ قَالَ
مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۝ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ
كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ۝ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا
کُلّھا۔ **قاعدہ**۔ زمخشری نے کہا کہ اضافتِ تعریفی مین لام کے تمام معنی جاری ہوتے ہین۔ یہان
عہدی لینا چاہیئے یعنے وہی نو معجزے جو موسٰے علیہ السلام کے لئے خاص تھے الخ یا ایسے معجزے جو ضروری تھے
جیسے محاورہ مین کہتے ہین کہ مین بازار گیا اور سب خرید لایا یعنے جو میرے لائقِ ضروریات تھے **اَرْضِنَا** اے
ارضِ مصر **مَكَانًا سُوًى**۔ سدی نے کہا مقامِ عدل۔ مجاہد و قتادہ نے کہا کہ تمھارے اور میرے درمیان
ہو (یعنے باعتبار راہ کے) عبدالرحمٰن بن زید نے کہا مقامِ مستوی ہموار جس مین غل و شور نہ ہو اور نہ لوگون سے
کوئی چیز پوشیدہ ہو (درمنثور و ابن جریر) **بیضاوی** نے کہا کہ مکانًا منصوب ایسے فعل سے ہے جس پر
مصدر (یعنے موعدًا) دال ہے (یعنے عدمکانًا) اور یہ مصدر عامل نہین کیونکہ وہ موصوف ہے (صفت اسکی
لانخلفہ ہے) الخ **قاعدہ** جب مصدر موصوف یا معرّف باللام ہو تو عمل نہین کرتا کیونکہ موصوفیت
اور تعریف خواصِ اسم سے ہے اور جب کوئی ایک خاصیت اسم کی مصدر مین پیدا ہوگئی تو فعلِ اصطلاحی کی مشابہت
سے نکل گیا تو عامل کس طرح بنے گا۔ بہتر تو یہ ہے کہ مکانًا منصوب ساتہ اجعل کے ہے جو معنی عِد کو متضمن ہے۔

سُوًى نافع و ابن کثیر و ابوعمرو ... ساتہ کسرہ سین کے ... بمعنی متحد اللغتی مین ۱۲

فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ۝ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ
بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ۝ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ
(**بقیہ حاشیہ صفحہ** ۵۷۸) پھر یہ حذف و تقدیر کا ارتکاب بھی نہین ہوتا (قنوجی) **یَوْمُ الزِّیْنَةِ**
سعید ابن منصور و عبد ابن حمید و ابن منذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ وہ یوم عاشورا تھا عبدالرزاق
و عبد بن حمید قتادہ رضی اللہ عنہ سے کہ وہ انکی عید کا دن تھا عبد بن حمید و ابن منذر و ابن ابی حاتم سعید بن جبیر سے کہ بازار لگانیکا
دن تھا (در) ابن جریر نے بھی اسی طرح روایت کی۔ ابن کثیر نے لکھا کہ ان اقوال مین کچھ اختلاف و منافات
نہین یعنے ہر سال نوروز کے دن اُس میدان مین بازار لگاتے اور عید کرتے اور زینت و تجمل ظاہر کرتے
اور وہ اس سال بروز عاشورا محرم واقع ہوا تھا۔ اور ایسے ہی عاشورا محرم مین اللہ تعالے نے فرعون کو مع
لشکر ہلاک کیا اور موسٰے کو مع بنی اسرائیل نجات دی جیسا کہ صحیح کی حدیث مین ثابت ہے۔ **ضُحًى** وقت چاشت
یعنے اول وقت سے لوگ وہان جمع ہونے کو روانہ کئے جائین۔ **فَتَوَلّٰى** یعنے موسٰے کی طرف سے بجانب
اپنے سامان کے منہ موڑا۔ ابن کثیر نے لکھا کہ شروع کیا یعنے بذات خود متولی ہو کر اہتمام کرنے لگا اور اپنے
کید کو جمع کیا یعنے جس سے کید کرے اور مراد ساحر ہین پھر فرعون اپنے موعدِ مقرر پر آیا اور لوگ اُس جشن کے دن
جمع ہو گئے اور فرعون اپنے تختِ سلطنت پر بڑے جلوس سے بیٹھا اور اوسکے وزیرون اور ارکان دولت نے
صف باندہی اور رعایا و عوام دائین بائین کہڑے ہوے۔ اور موسٰے علیہ السلام دوسری جانب تنہا اپنے
بہائی کے ساتہ اپنا عصا ٹیکتے ہوے سامنے آئے اور ساحرون کی بڑی جماعت نے فرعون کے روبرو
صف باندہی۔ اور فرعون انکو ترغیب اور ہر طرح انعام و اکرام کے وعدے دیتا اور کہتا کہ تم میرے
مقربین سے ہو جاوٴگے **فَيُسْحِتَكُمْ** عن ابن عباس فيهلككم وعن قتادة يستأصلكم و
وعن ابن زيد قال يهلككم هلاكا ليس فيه بقية قال والذي يسحت ليس فيه بقية (ابن جریر)
وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى قتادہ سے روایت ہے کہ جادوگرون نے باہم کہا کہ اگر یہ جادوگر ہے تو ہم اسپر غالب
آجائین گے اور جو آسمانی تائید ہوگی تو وہ بازی جیت لیگا۔ (ابن جریر) **اِنْ هٰذٰنِ** یہ نون مشدد ہے

فَيُسْحِتَكُمْ نافع و ابن کثیر و ابوعمرو و ابن عامر و شعبہ ساتہ فتح یا کے ثلاثی مجرد سے دو لغتین بمعنی متحد المعنی من ۱۲
اِنْ هٰذٰنِ اِنَّ هٰذَيْنِ اِنَّ هٰذٰنِ
کو نافع و ابن عامر و شعبہ و حمزہ و کسائی ساتہ تشدید نون اول کے ۱۲
ابن کثیر ساتہ تخفیف نون اولی اور تشدید ثانی کے مد طویل کے ۱۲
ابوعمرو ساتہ تشدید نون اول اور یاء بعد ذال اور نون ثانی مخفف کے
اور سب متحد المعنی ہین ۱۲

اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ۝ فَاَجْمِعُوْا

كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ۝ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ

(بقیہ حاشیہ صفحہ) مخفف ہوا ہے اور یہ عامل بھی نہیں۔ اور اس کے خبر پر لام فارقہ ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ مخففہ ہے نہ نافیہ اسلئے کہ اِنْ نافیہ کے بعد لام نہیں آتا ہے اور مخففہ کے بعد آتا ہے یا یہ کہ اِن نافیہ لیا جائے اور خبر جو لام ہے وہ بمعنی اِلَّا کے ہو اور ابن کثیر نے هٰذٰنِّ کے نون کو مشدد خلاف قیاس پڑھا ہے۔ تا فرق درمیان اسماء متمکنہ و غیر متمکنہ کے ہووے۔ اور ابو عمرو کی قرارت اِنَّ هٰذَيْنِ تو لفظاً و معنیً ظاہر ہی (تنبیہ) تمام مصاحف متفق ہوے کہ هٰذٰنِ کا رسم بغیر یا ہے۔ اور اسی طرح ابو عبید احکام مین روایت کرتے ہین۔ لیکن بصری کسے لئے سرخی سے یا نشل اور لفظون کے ملحق کرنا چاہئے (غیث النفع) اور رسم الخط کی مخالفت جایز نہین کہ یہ معنی ہین کہ اُسی رسم پر لکھا جائے۔ اور تفہیم کے لئے اشارات کر لے۔ اور جس سند سے کہ جسکی روایت پہونچی ہے اُسی طرح پڑھے اور باقی قرار اِنَّ هٰذٰنِ پڑھتے ہین اور یہ لغت بنو الحارث بن کعب وغیرہ کی ہے کہ انہون نے تثنیہ کے لئے حالت رفع ونصب و جر مین الف مقرر کیا اور مثنّٰی کا اعراب تقدیری مانا انھین کا شاعر کہتا ہی سه ان اباها وابا اباها + قد بلغا فی المجد غایتاها + بجاے غایتیها کے غایتاها کہا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى۔ یعنے جس طریقہ اور دین پر کہ تم ہو اُسکو بدلنا چاہتے ہین کہتے ہین کہ فلانٌ حسن الطريقة ابن زید نے بھی اسی طرح کہا اور آیت پڑہی کہ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ الخ الْمُثْلٰى۔ تانیث امثل بمعنی افضل ہے جیسا کہ حدیث مین ہے الامثل فالامثل لیکن ابن عباس و مجاہد و قتادہ و سدی سے روایات ہین کہ اس کہنے سے یہ معنے ہین کہ تمھاری اشراف قوم پر غالب آجائین اور بنی اسرائیل کو اپنے لئے لیجائین۔ کہا جاتا ہی هو طريقة قومه ونظورة قومه اذا كان سيدهم وشريفهم اور واحد و جمع کو بھی کہہ سکتے ہین تو اسوقت مُثْلٰى صفت و نعت جماعت کی ہی یا یہ کہ بسبب تانیث طَرِيْقَة کے مونث ہی ابن جریر فرماتے ہین کہ اسیکو اختیار کرنا چاہئے لیکن بیضاوی وغیرہ نے اس قول کو قیل سے تعبیر کیا ہی فافہم۔ فَاَجْمِعُوْا باب افعال سے ہی یعنے سب بعزم قوی اتفاق کرو جیسے حدیث ہی مَن لم يجمع على الصوم من الليل فلا صوم له اور اسی سے اجماع است ہی کہ کوئی خلاف نکرے ۱۲ صَفًّا۔ ای مصطفين لانه اهيب في صدور الرائين۔ اِسْتَعْلٰى اے علا

اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ۝ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ

وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ۝ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ

خِيْفَةً مُّوْسٰى ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۝ وَاَلْقِ مَا فِيْ

يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ

حَيْثُ اَتٰى ۝ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ۝

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۭ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ

السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ

تُخَيَّلُ
ابن ذکوان سا تہ تا تانیث کے ہے۔

تَلَّقَّفُ
نافع و ابن کثیر و ابو عمرو و ہشام و حمزہ و کسائی ساتہ فتح لام و تشدید قاف کے اصل مین تتلقف تھا۔ تا رتا نیث محذوف ہے ۱۲

تَلْقَفْ
ابن ذکوان ساتھ رفع فا کے حال ہے یا استئناف ہے۔ ۱۲

سِحْر
حمزہ و کسائی ساتہ کسرسین اور سکون حا الف کے بغیر جا دو ۱۲

آٰمَنْتُمْ
نافع و بزی و ابو عمرو ابن جماز و شعبہ و حمزہ و کسائی ساتہ ہمزہ استفہام کے یعنے کیا تم ایمان لائے ۱۲

فَاَوْجَسَ الايجاس هنا الاخفاء فى النفس والخيفة الخوف رازی نے کہا کہ خوف اسوجہ سے کیا کہ انکا سحر بھی میرے معجزہ کے جنس سے معلوم ہوتا ہے تو لوگون پر معجزہ و سحر مین التباس ہو کر مجھپر ایمان نہ لائین گے۔ یا اس جہت سے کہ شاید وحی نہ اترے تو مین خجل ہو جاؤن لیکن اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ تم کچھہ خوف نکرو اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى۔ اس مین بلاغت کے وجوہ تاکید بہت سے ہین (۱) جملہ مستانفہ (۲) اِنَّ حرف تحقیق (۳) تکرار ضمیر یعنے اَنْتَ (۴) الْاَعْلٰى خبر کو معرفہ کہا (۵) علو خود غلبہ ظاہر ہے (۶) علو کو بصیغۂ اسم تفضیل اعلیٰ فرمایا (بیضاوی) مَا فِيْ يَمِيْنِكَ یعنے جو تمھارے داہنے ہاتھ مین ہی عصا نہ کہکر مبہم بلا ما اسکی تحقیر کے فرمایا کہ ان رسیون اور لکڑیون کی کثرت پر نہ خیال کرو اور یہ جو تمھارے ہاتھ مین ایک حقیر لکڑی ہی ڈالکر قدرت الٰہی دیکھو اور یا ابہام عصا کی تعظیم کے لحاظ سے ہے یعنے یہ بڑی بڑی رسیان اور لکڑیان کچھہ بھی نہین ہین تمھارے ہاتھ مین جو مظہر قدرت الٰہی ہے اُسکا اثر سب پر غالب ہی اُسکو ڈالدو قاعدہ مَا موصوفہ ہو خواہ موصولہ ابہام پر دالی ہے۔ کبھی تحقیر کے لئے مستعمل ہوتا ہے اسلئے کہ حقیر کا خیال کیا جاتا تو معروف و معلوم بھی ہوتا اور کبھی تعظیم کے لئے کیونکہ عظیم اپنی عظمت سے کبھی دائرۂ علم سے خارج ہو جاتا ہے (خفاجی) تَلْقَفْ۔ من لقفه بمعنے تلقفه ای تبتلعه بقدرة الله تعالى (بیضاوی) مِنْ خِلَافٍ۔ خلاف

فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَىٰ ۝ قَالُوا لَن نُّؤْثِرَكَ

عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا فَاقْضِ مَا أَنتَ قَاضٍ إِنَّمَا

تَقْضِي هَٰذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝ إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا

عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝ إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ

جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ۝ وَمَن يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ

الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي

مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَٰلِكَ جَزَاءُ مَن تَزَكَّىٰ ۝ ع وَلَقَدْ

أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ

أن اسر — نافع و ابن کثیر ساتھ ہمزہ وصل اور کسرہ نون کے پڑھتے ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸۱) رخ سے یعنے ایک طرف کا ہاتھ اور دوسرے طرف کا پاؤں ابن جریر نے وہب بن منبہ سے اسی طرح روایت کی بیضاوی نے کہا وهي مع المجرور بها في حيز النصب على الحال اي لاقطعنها مختلفات في جذوع. شبه تمكن المصلوب بالجذع بتمكن المظروف بالظرف وهو اول من صلب (بیضاوی) اور علامہ رازی فرماتے ہیں کہ سولی دینا اخبار میں ثابت نہیں۔ لیکن ابن جریر سدی سے روایت کرتے ہیں کہ فرعون نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے اور قتل بھی کیا چنانچہ عبد اللہ بن عباس نے فرمایا کہ اول نہار جادوگر تھے اور آخر روز شہید ہوئے۔ لن نؤثرك من الايثار اي لن نختارك والذي فطرنا. عطف على ما جاءنا او قسم۔ خير وابقى عن محمد بن كعب ومحمد بن قيس خير منك يا فرعون جزاء لمن اطاعه وابقى عذابا لمن عصاه وخالف امره (ابن جرير) لا يموت فيها فيستريح ولا يحيى حياة مهناة - ولكن النفس تعلق بالحناجر منهم جنت عدن حال من الدرجات تزكى تطهر من ادناس الكفر و المعاصي (بیضاوی) أسر من أسرى وسرى قراءتان اي سر بهم اول الليل من ارض مصر - فاضرب الضرب

لا تخاف — حمزہ ساتھ حذف الف اور سکون فا کے جواب امر جملہ ۱۲

يَبَسًا لَّا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَىٰ ۝ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُم

مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ۝ وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَىٰ ۝ يَا بَنِي

إِسْرَائِيلَ قَدْ أَنجَيْنَاكُم مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوَاعَدْنَاكُمْ جَانِبَ الطُّورِ

الْأَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ ۝ كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ

مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي وَمَن يَحْلِلْ

عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَىٰ ۝ وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ

وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ ۝ وَمَا أَعْجَلَكَ عَن قَوْمِكَ يَا مُوسَىٰ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸۲) اما بمعنى الجعل او بمعنى اتخذ او بمعناه المشهور واصله اضرب البحر ليصير لهم طريقا. فاوقع الضرب على الطريق اتساعا فهو مجاز عقلي يبسا عن مجاهد وغيره يابسا (در) وهو مصدر وصف به مبالغة - او هو صفة مشبهة كصعب وجمع كصحب لصاحب والمراد بالطريق جنسه فانه جعل لكل سبط منهم طريقا دركا - الدرك اللحوق اي ان لا يدركك فرعون عن ابن عباس لا تخاف من آل فرعون دركا ولا تخشى من البحر غرقا (ابن جرير) واخرجه ابن المنذر وابن ابي حاتم (در) يبني اسرائيل خطاب لهم بعد انجائهم من البحر واهلاك فرعون على اضمار قلنا او للذين منهم في عهد النبي صلى الله عليه وسلم بما فعل باباءهم لا تطغوا قال ابن عباس لا تظلموا (ابن جرير) فيحل بكسر الحاء اي فيجب عليكم وبضم الحا قال قتادة فيقع وينزل هما قراءتان لانهم كانوا قد خوفوا المعنيين كليهما (ابن جرير) فقد هوى عن ابن عباس يقول فقد شقي (ابن جرير) واخرجه ابن المنذر وابن ابي حاتم (در) وعن ابن عباس قوله لمن تاب من الشرك وآمن يقول وحد الله وعمل صالحا يقول ادى فرائضي ثم اهتدى يقول لم يشكك (ابن جرير) واخرجه ابن المنذر وابن ابي حاتم (در)

قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ۝ قَالَ فَاِنَّا
قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ۝ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى
اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ
اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ
فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ۝ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا
حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى
السَّامِرِيُّ ۝ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا

(حاشیہ: بِمَلْكِنَا — ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر سات کسرہ میم من قول القائل هذا ملك فلان لما يملكه من المملوكات یعنے ہمارے وعدہ ہماری ملک نے نہیں سبب غلبہ نفس نے یہ سہو ہے اور فتح میم سے وہ مقصد ہے معنے انکے بھی اسکے قریب ہیں)

(حاشیہ: بِمُلْكِنَا — حمزہ و کسائی سات ضمہ میم کے یعنے ہم نے اپنی قدرت و اختیار سے خلاف وعدہ نہیں کیا)

(حاشیہ: حَمَلْنَا — ابو عمرو و شعبہ و حمزہ و کسائی سات فتحتین اور تخفیف کے یعنے ہم نے اٹھا لیا)

السامری - منسوبا الی قبیلة من بنی اسرائیل او الی موضع وکان منافقا اسفا.
عن ابن عباس یقول حزینا وقال فی الزخرف فلما اسفونا یقول اغضبونا - والاسف علی وجهین
الغضب والحزن (ابن جریر) ام اردتم - ام ههنا بمعنی بل وهی للاضراب عن الکلام الاول
وعدول عن الثانی کانه یقول بل اردتم لصنیعکم هذا ان یحل علیکم غضب الخ (ابن کثیر)
وعدا حسنا ای ما وعدکم علی لسانی کل خیر فی الدنیا والاخرة فاخلفتم موعدی - وعدکم
ایای فالمصدر مضاف لمفعوله - وکان اخلافهم موعده عکوفهم علی العجل وترکهم السیر علی
اثر موسی حملنا - فیه قراءتان متقاربتا المعنی - لان القوم حملوا وان موسی اقدارهم
بحمله اوزارا عن مجاهد اثقالا من زینة القوم هی الحلی التی استعاروا من ال
فرعون وعن ابن عباس مثله (ابن جریر) فقذفنها ای فالقینا تلک الاوزار من زینة
القوم الحفیرة فکذلک القی السامری فکما قذفنا نحن تلک الاثقال فکذلک القی السامری
ما کان معه من تربة حافر فرس جبریل فاخرج قال بعضهم صاغه صیاغة

هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى فَنَسِيَ ۝ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا
وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۝ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ
يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ
قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ۝ قَالَ
يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ۝ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ
اَمْرِيْ ۝ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ
تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ۝ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ

(حاشیہ: اَلَّا تَتَّبِعَنِیْ — نافع و ابو عمرو سات اثبات یا کے وصل میں فقط اور ابن کثیر دونوں حال میں)

(حاشیہ: یَابْنَ اُمِّ — ابن عامر و شعبہ و حمزہ و کسائی سات کسرہ میم کے)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸۴) ثم القی من تراب حافر فرس جبریل فی فمه فخار کما ذکر عن
قتادة (ابن جریر) عجلا - العجل ولد البقرة فنسی عن ابن عباس ای نسی موسی الذی انطلق
یطلبه ومثله عن قتادة ومجاهد وابن جریج والسدی وابن زید والضحاک (ابن جریر)
الا یرجع ای انه لا یرجع وهی المخففة من الثقیلة والضمیر یعود علی العجل کما روی ابن جریر
عن مجاهد وقتادة انما فتنتم به قال السدی انما ابتلیتم بالعجل لن نبرح علیه عکفین
ای لن نزال علی العجل مقیمین نعبده ما منعک ای شئ منعک - واختلف اهل التاویل
فی المعنی الذی عذل موسی علیه اخاه فقال بعضهم عذله علی ترکه السیر بمن اطاعه
فی اثره علی ما کان عهد الیه کما روی ابن جریر عن ابن عباس وقال اخرون بل عذله
علی ترکه ان یصلح ما کان من فساد القوم کما روی ایضا عن ابن جریج یا بنؤم - کان فی الاصل یا
ابن امی ویحذف یاء المتکلم من اللفظ ثم تبقی الکسرة علی المیم وقد تفتح وهما قراءتان فرقت ای لو
قاتلت کما اخرجه ابن جریر عن ابن جریج او فارقت بعضهم مع بعض منهم کما اخرجه ابن جریر
عن ابن زید - ولم ترقب قال ابن عباس لم تحفظ (ابن جریر) فما خطبک عن ابن زید

يٰسَامِرِيُّ ۝ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ
اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ۝ قَالَ فَاذْهَبْ
فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ
تُخْلَفَهٗ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهٗ
ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝ اور البتہ ہمنے فرعون کو اپنی تمام نشانیان دکھادین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸۵) ما امرك ما شانك عن السدی قال مالك (ابن جرير) اصل معنی ما طلبك له وما الذی حملك عليه وهو مصدر خطب الشئ اذا طلبه ثم شاع فی معنی الشان والامر العظيم لانه يطلب ويرغب فيه (خفاجی) بصرت ای رائيت جبريل حين جاء الهلاك فرعون فقبضت قبضة من اثر الرسول ای من اثر فرسه هذا هو المشهور عند كثير من المفسرين او اكثرهم (ابن كثير) اخرج عبد بن حميد وابن المنذر وابن ابی حاتم عن مجاهد قال من تحت حافر فرس جبريل فنبذها قال نبذه السامری على حلية بنی اسرائيل فانقلبت عجلا (در) ومثله عن ابن عباس رضی الله عنهما (ابن جرير) قبضة والقبضة المرة من القبض فاطلق على المقبوض كضرب الامير (بيضاوی) فنبذتها ای فالقيتها سولت قال ابن زيد حدثتنی نفسی (ابن جرير) قال البيضاوی زينته وحسنته لی لا مساس ای لا اَمَسُّ ولا اُمَسُّ وذكران موسىٰ امر بنی اسرائيل ان لا يواكلوه ولا يخالطوه ولا يبايعوه (ابن جرير) قال ابن كثير فعقوبتك فی الدنيا لا تماس الناس ولا يماسونك وان لك موعدا ای يوم القيمة لن تخلفه ای لا محيد لك عنه قال الحسن وقتادة وابو نهيك لن تغيب عنه (ابن كثير وابن جرير) ظلت عليه عاكفا قال ابن عباس الذی قمت عليه (ابن جرير) اصله ظللت فحذف اللام الاولى تخفيفا لننسفنه عن ابن عباس يقول لنذرينه فی البحر ومنه نسف فلان الطعام بالمنسف اذا ذراه فطير عنه قشوره وترابه باليد او الريح (ابن جرير) وسع كل شئ علما انتصب على التمييز ای هو عالم بكل شئ احاط بكل شئ علما (ابن كثير)

تَبْصُرُوْا
حمزہ وکسائی ساتھ تا ر خطاب کے یعنی جو تمنے نہین دیکھا۔

تُخْلَفَهٗ
ابن کثیر وابوعمرو ساتھ کسر لام کے یعنی تو اسکا خلاف نہ کریگا دونون قراءتون کے معنی متقارب ہین یعنی لامحالہ ان الله موف وعده لخلقه بحشرهم لموقف الحساب وان الخلق موافون ذلك اليوم فلا الله مخلفهم ذلك ولا هم مخلفوه بالتخلف عنه (ابن جرير)

پھر بھی اوس نے جھٹلایا اور نہ مانا۔ کہنے لگا اے موسےٰ کیا تو ہمکو ہمارے ملک
سے اپنے جادو (کے زور) سے نکالنے آیا ہے تو ہم بھی ضرور تیرے سامنے ایسا
ہی جادو لائینگے تو ہمارے اور اپنے درمیان ایک وعدہ مقرر کر کہ نہ ہم اسکا خلاف

تفسیر عرائس مین قصہ موسیٰ وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى الخ اسطرح بیان فرمایا قصہ کلیم کو اپنے حبیب اکبر سے ذکر فرمانے مین اُنس مزید ہے۔ اور جب کلیم ارادہ سے مقام محبت مین داخل ہوے۔ اور وسیلہ صغرے (یعنے خدمت شعیب علیہ السلام) چھوڑکر وسیلہ کبرے حاصل فرمایا۔ یعنی درخت سے دیدار نار یہ ابتدائی مکاشفہ ہے۔ درخت آگ کے لئے آئینہ بنا۔ اور آگ نور کے لئے اور اس سے موسےٰ کے لئے تجلی فرمائی۔ واسطی نے کہا کہ آپ نار کی تلاش مین نکلے تھے وہان آپ کو نور مل گیا ۝

خدا کے دین کا موسےٰ سے پوچھئے احوال		جو آگ لینے کو جائین پیمبری مل جائے

تو اب آدمی کسی وقت مین مایوس نہ ہووے۔ لباوقات مشاہدۂ حظوظ مین مشاہدۂ حق تعالیٰ نصیب ہوجاتا ہے شیخ جعفر نے فرمایا کہ موسےٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ نے کس طرح پہچانا کہ وہ ندا رحق ہے تو جواب مین فرمایا کہ جب مجھے سب طرف سے انوار ہیبت نے گھیر لیا اور مین اپنی خودی سے ہٹ گیا۔ میرا سراپا ہمہ تن گوش ہوا تو مین نے جان لیا کہ یہ ندا رحق ہے اور وہ مدہوشی محل فنا تھی۔ مین نے عرض کی کہ تو ہی تو ہے۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ موسیٰ کو بقا کی تاب نہ کلام کی جرأت ہے۔ ہان تو اپنی بقاء صفات سے باقی رکھکر تو ہی مخاطب۔ اور مخاطب ہو۔ حکم ہوا کہ مین ہی متکلم اور مخاطب ہون۔ اور تو درمیان مین ایک صورت ہے جس سے محل خطاب پورا کیا گیا ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ نعلین کو نہین اتار دے۔ اور دونون جہان کی یاد سے فارغ ہو کیونکہ یہ وادی ازل غبار ظنون وخیال نفس وشیطان سے مقدس و پاک ہے پھر قدس ازل مین غبار عدم کو نہ لانا چاہئے۔ اور جو اپنی خودی چھوڑ دیگا اسی پر اسرار منکشف ہونگے کیونکہ مین اُس شخص کے واسطے ہون جو اپنے نفس کے واسطے نہ ہووے پھر عبادت ونماز کا حکم دیا

کرین اور نہ تو۔ مکانِ برابر مین (موسیٰ نے) کہا تمھارا وعدہ جشن کا روز اور یہ
کہ لوگ دن چڑھے جمع کئے جائین۔ تو فرعون لوٹ گیا پھر اپنے سارے داؤ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸۷) کیونکہ عبودیت تمام کمالات سے اشرف ہے۔ اور موضعِ مشاہدہ و
محلِ لطائف ذکر و مناجات نماز ہے اُستاد نے فرمایا جو بندہ کہ نماز مین اس طرح حاضر ہوتا ہے کہ
مین اس عبودیت کو اُسی کی قدرت و توفیق سے ادا کر رہا ہون تو گو وہ ناقص ہو لیکن آخر مین یہ نماز
فتحِ باب مواصلت و مناجات ہوتی ہے اور جو اس طرح نہ پڑھے تو اُسکو عجب و ریا و غرور ہو جاتا ہے ع

بزمین چو سجدہ کردم ز زمین ندا برآمد	کہ مرا خراب کردی تو بسجدۂ ریائی۔

چونکہ موسیٰ علیہ السلام مواجہۂ دیدارِ عظمت و جلال مین تھے۔ اور قریب تھا کہ ہیبتِ الٰہی سے مضمحل
ہو جائین تو اُن کو ان حادثات سے مانوس کیا کہ تمھارے ہاتھ مین کیا ہے۔ اور اُن کو صولتِ جلال کے
مقامِ انبساط مین لایا۔ اسی لئے آپ اپنے عصا کے فوائد بیان کرنے لگے۔ جب فرمایا کہ مین اُس پر
اعتماد کرتا ہون تو غیرتِ وحدانیت جوش مین آئی حکم ہوا کہ اُسکو ڈال تو دو۔ جب وہ اژدہا ہو گیا تو
آپ ڈرے یہ اس سبب تھا کہ اپنا خاص بندہ غیر کی طرف التفات نہ کرے۔ اور حقیقت مین یہ خوف
غیر سے نہ تھا بلکہ اللہ تعالےٰ نے اژدہے سے اپنی عظمت کی تجلی فرمائی تو پھر مشاہدۂ عظمت و جلال مین
کون ثابت رہ سکتا ہے ابن عطا نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ کا یہ قول کہ میرا عصا ہے اُسکی ملک کی
نسبت اپنی طرف کی اور حقیقت مین تمام جہان حق تعالےٰ کی ملک ہے تو حکم دیا کہ اُسکو ہاتھ سے ڈال دو۔
جب وہ اژدہا ہو گیا تو فرمایا کہ اُسکو (یعنے اپنی مملوکہ چیز جسکا دعوےٰ تھا) لو۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام نے
بیزار ہو کر نہ لیا۔ حق تعالےٰ نے اپنی مہربانی سے اپنی طرف سے دیا کہ خوف نہ کرو لے لو۔ یعنے اب ہمارے واسطے
سے لو۔ ہم سے لو کہ ہم ہی تمھارے واسطے ولی نعمت ہون۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے تمام اسباب و علائق
سے بیزاری کی تو خود اُن کی ذات مین ایک نور دکھلایا جو یدِ بیضا ہے کیونکہ تجلی نفسِ انسانی اقرب ہے

(یعنے جادوگر۔) جمع کئے پھر آموجود ہوا۔ موسیٰ نے جادوگرون سے کہا تمپر افسوس
کہ اللہ پر جھوٹا افترا نہ کرو ورنہ تمکو عذاب سے ملیا میٹ کر دیگا۔ اور جس نے افترا کیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸۸) اکمل ہے اسی لئے فرمایا سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ
حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ یعنے قریب ہے کہ ہم اپنی آیات کو آفاق مین اور خود اُنکی ذاتون مین
دکھلائینگے تاکہ اُن کو کھل جائے کہ حق وہی ہے۔ اور ہاتھ کو ضم کرنے مین اسطرف اشارہ ہے کہ سوائے
شہود کبریائی و مشاہدۂ جمال کے سب سے دستِ ہمت مضموم و بند کر لے تو وہ بیضا و متصف بنورِ احدیت
اسطرح ہوگا کہ اہلِ عالم کو اُس کے چہرہ سے نورِ تجلیِ کبریائی ظاہر ہوگا۔ اور یہ بھی اشارہ ہے کہ اپنے دستِ
ظاہری کو اپنے اُس پہلو سے جس مین قالب ہے ملا دو تو بیضا ہو جائیگا کیونکہ ہمارے نظر و مشاہدہ سے
قلب مین جو نور ہے اُسکا عکس تمھارے ہاتھ پر ظاہر ہوگا۔ اور اس مین ایک ادب کی تعلیم کا اشارہ
ہے کہ حضورِ کبریا مین دستِ ادب دراز نہ ہو کہ قبطی مارا جائے۔ یا الواح توڑی جائین۔ یا ہارون کی
داڑھی پکڑی جائے تاکہ وہ محلِ معجزہ ہو جائے۔ پھر فرمایا کہ فرعون کے پاس جاؤ کہ وہ حد سے بڑھ گیا ہے
اس مین یہ بھی ایک حکمت تھی کہ موسیٰ قربِ ازلی اور مشاہدۂ ربوبیت سے قریب تھا کہ جلالِ عزت
مین فنا ہو جائین۔ تو حقیقت سے اُن کو شریعت مین مشغول کیا۔ اور جب آپ نے جان لیا کہ مشاہدہ
سے مجاہدہ کی طرف رجوع ہے۔ اور اداے معاوضہ کا حکم ہے تو یہ درخواست کی کہ میرے رب میرا
سینہ کھولدے اور میرے کام کو آسان کر اور مقصود یہ تھا کہ جب مین عینِ شریعت مین مشاہدۂ حقیقت
سے غائب ہو جاؤن تو میرے سینہ کو نورِ مکاشفہ سے منشرح کر دے تاکہ تجھسے محجوب نہ ہو جاؤن۔ اور کام
مین آسانی دیجائے کہ استقامت کے ساتھ ادائی رسالت و شریعت مین قایم رہون۔ اور میری زبان کی
گرہ کھولدے اس مین بڑا فایدہ یہ ہے کہ اسرارِ حقیقت بزبانِ شریعت ادا کئے جائین کیونکہ تیرے اوصاف
کے بیان کے واسطے زبان بصفتِ قدم چاہئے کہ وہ میری بات سمجھین یعنے ہر ایک اپنے مرتبہ و مقام

بیشک وہ نامراد ہوا۔ تو جادوگر اپنے امر مین باہم بحث کرنے لگے اور چپکے چپکے مشورہ

کیا۔ بولے ہو نہو یہہ دونون (بھائی) جادوگر ہین۔ چاہتے ہین کہ تمکو تمھارے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸۹) اُسکو حق سمجھے۔ یہان تک کہ اہل اشارت و حقیقت اُسکو اپنے حالی پر سمجھہ ہین اور میرے کنبے مین سے کسی کو میرا وزیر کردے) جو میرے قول کی تعبیر بیان کرے۔ چونکہ میرا مقولہ مجمع بحار کلام ازلی سے ہے تو وہ میرے مقولہ و اشارات کو سمجھیگا اور جو اس طرح ہو تو مجھے غیر کی جانب مشغولی بھی نہ ہوگی تاکہ ہم تیری تقدیس بہت کیا کرین اور تجھکو بہت سا یاد کیا کرین جب ذکر متوازی قدم واقع ہوتا ہے وہی ذکر کثیر ہے اور باقی سب قلیل۔ چونکہ آپ نے جو کچھہ طلب کیا تھا وہ نفس کی خواہش سے نہ تھا بلکہ موافق مرادِ حق تھا اس لئے فرمایا اے موسٰے تمھاری درخواست تمکو دی گئی جس کا صدور ازل مین ہوچکا تھا اب اُسکا ظہور ہوگا۔ اور البتہ ہم نے تمپر بار دیگر احسان کیا۔ یہ امتنان اُسی اصطفائی شان سے ہے جو ازل مین حاصل ہوچکی اور مین نے تمپر اپنی محبت ڈالدی یعنے تمکو مہبطِ نورِ جلال و جمال قرار دیا۔ اور ہر صفت سے آپ پر نور تھا لیکن نورِ محبت ہر ایک صفت پر غالب تھا اور یہ اس لئے کہ تا ہر محب کے محبوب ہوجائین۔ اور تم نے ایک شخص کو مار ڈالا تھا۔ پھر ہمنے تمکو غم سے نجات دی اس سے یہ امر ظاہر ہے کہ جو کوئی ازل مین برگزیدہ و ممتاز ہے اُسکو شیطان سے ضرر نہین ہوتا۔ اور آپ نے جس نفس کو قتل کیا وہ اُنھین فرعونی نفوس مین سے تھا اور لحوقِ غم حضرت موسٰے سے جو راس المعرفت اور سید المومنین تھے دور فرمادیا کیونکہ تمام جہان اُن کے متوازی نہین ہوسکتا ؏ مولانائے روم فرماتے ہین ؏

بہر انسان جملہ حیوان رابکشی		جملہ انسان رابکش از بہر ہش

اور صحیح ہے کہ مومن کا ایک بال تمام جہان سے بہتر ہے۔ معتزلہ جو گمان کرتے ہین وہ بالکل ہیچ ہے اور ہم نے تمکو کسقدر آزمایش مین ڈالا یہ تربیت حقائق قہر سے ہے جیسے تربیت بحقائق لطف ہے۔ ان فتنون کی

ملک سے اپنے جادو (کے زور) سے نکالدین اور تمھارے عمدہ طریق (مذہب) کو

معدوم کردین۔ تو تم بھی ایک تدبیر پر اتفاق کرو پھر پرا بن کر آؤ۔ اور جو آج

لن — اے تمھارے سادات و اشراف پر غالب آجائین۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹۰) انتہا یہ تھی کہ جمیع انفاس مین غیر کی طرف نظر کرنے سے خالص کرلیا اور لباس انوار ربوبیت سے مشرف کیا ابو الحارث نے کہا کہ سوائے اپنے سب سے چھڑایا (اول مان کی گود سے چھڑا کر پھر واپس دیئے گئے اور جوانی کے قریب تو سب سے ہی چھوٹے) ابن عطاءؒ نے کہا کہ تمکو طرح طرح کی بلاؤن سے گداختہ کرکے بساطِ قرب کے لایق کردیا۔ پھر تم کئی برس مدین کے لوگون مین رہے یعنے تمکو شعیب علیہ السلام کے پاس تربیت فرمایا تاکہ آدابِ حضرتِ کبریائی کے لائق ہوجائین۔ اور اہلِ ارادت کے لئے اللہ کی یہ سنت جاری ہے پھر تم اے موسٰے وقت مقرر پر آئے یعنے بقدرِ زمانۂ ارادت اور جب کامل ہوجائین تو مقامِ محبت و قرب مین آئین اور یہ مقامِ خدمت کے بعد ہے اور مین نے تمکو اپنے لئے پسند کیا یعنے تمھارے باطن کو نورِ اسرار حضرت سے منور کردیا۔ شیخ فارس نے فرمایا کہ اپنے واسطے اسطرح خالص کرلیا کہ وہ کسی دوسرے کے لایق نہین رہے ابو سعید خرازؒ نے فرمایا کہ اولیاء الٰہی اپنے جسمون مین اللہ تعالےٰ کے رہن ہین اور اُس مین مخفی ہین۔ اور اپنے لئے اُن کو خود اُن کی ذات سے پوشیدہ کردیا ہے۔ اور یہی مقام اصطفاء ہے اور میری یاد مین سستی نہ کرو۔ اشارہ ہے کہ ادائی رسالت مین مشغول ہوکر یادِ الٰہی سے غافل اور اُس کے مشاہدہ سے غائب نہ ہونا تاکہ فتور نہ ہوجائے شیخ سہلؒ نے فرمایا زبان سے ذکر کرنا بدون مراقبۂ قلب کے فتور پیدا کرتا ہے دونون فرعون کی طرف جاؤ کیونکہ وہ سرکش ہوگیا ہے ابن عطاءؒ نے فرمایا کہ ظاہر تو فرعون کی طرف بھیجے گئے لیکن مقصود اُس سے ساحرانِ فرعون تھے کیونکہ انبیاء اعداء کیلئے نہین بھیجے جاتے بلکہ دشمنون مین سے اپنے دوستون کو نکالنے کے لئے روانہ فرمایا تھا پھر اللہ تعالےٰ نے اپنا لطف و کرم اعداء کے ساتھ ظاہر فرمایا تاکہ اولیاء و مومنین اُسکے رحم و کرم کو اِس سے قیاس

وُر رہا۔ اُس نے بازی جیت لی (پھر ساحروں نے صف بندی کے بعد) کہا اے
موسےٰ یا تو اوّل تو عصا ڈال اور یا کہ اوّل ہم ڈالیں۔ کہا بلکہ تم ڈالو (جب انہوں نے
ڈالا) پھر تو اُنکی رسیاں اور لاٹھیاں موسےٰ کے سامنے اُن کے سحر کی وجہ سے دکھائی دیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹۱) کریں۔ پھر اُس سے نرم بات کہو کہ وہ سمجھ جائے اور خدا سے ڈرے لیکن اُسکو کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ کیونکہ قہر قدم کے آثار سے سُکرِ قہری ظاہر ہوا تھا جو نفسِ امّارہ کا وصف ہے اور جو ہمہ تن خودی ہے۔ اور جو سُکرِ لطفی سے مدّعی ہوتے ہیں اور اہلِ حقیقت سے جو دعویٰ انانیت ظاہر ہوتا ہے اُسکی ایک حقیقت ہوتی ہے (اور وہ مقامِ بیخودی ہے۔ مولانا فرماتے ہیں س

کیست فرعون آنکہ او خود را بدید۔ | کیست موسےٰ آنکہ او خود وا رہید

یحییٰ بن معاذ رازی نے فرمایا کہ یہ تیرا لطف اُس کے ساتھ ہے جو رب ہونیکا دعوےٰ کرتا تھا تو اُسپر کیسا لطف ہو گا جو تیرا بندہ ہونے کا مدّعی ہے پھر فرمایا اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى یعنی ماسوائے حق عزّ وجلّ کے جو کچھ ہے اُسکا ہر ذرہ عدم سے بنورِ قدم نکلا۔ پھر اُسکو عقل سری عطا کی اور وجود کیونکر اپنے موجد کو نہ پہچانے حالانکہ بالکل غرق دریائے الوہیت ہے لیکن جنکی حیات بروح فعلی ہے جیسے حشرات و وحوش و طیور وغیرہ اور جن میں روح روحانیہ ہے جیسے ملائکہ و جن۔ اور جنکی روح کو نفخۂ حق کے وقت سے کشفِ ذات و صفات ہے تو ان تینوں میں حق تعالیٰ کی معرفت بقدر اُن کے ارواح و عقول کے ہے لیکن آخری معرفت اتم ہے اور وہی لوگ قدسی ربانی ہیں مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ الآیہ اس میں اشارہ اجسام و اشکال کی جانب ہے کیونکہ ارواح تو عالمِ ملکوت سے ہیں اگر حق تعالیٰ اُن کو مٹی کے پردہ میں نہ رکھتا تو ایک روح سے تمام جہان بھر جاتا اور اُس کے نور سے سب جل جاتا اور جب ارواح کی تربیت نورِ فعلِ حق سے کامل ہو جاتی ہے تو یہ اجسام و اشکال بھی بصفتِ روحانی ہو جاتے ہیں تو اب زمین اُن کو اٹھا نہیں سکتی اور اُسکا مقام عالمِ غیب ہو جاتا ہے الخ

کہ وہ دوڑ رہی ہیں۔ تو موسےٰ اپنے جی میں ڈرنے لگے۔ ہم نے کہا نہ ڈرو بیشک
تم ہی اُوپر رہوگے۔ اور جو تمہارے داہنے ہاتھ میں ہے ڈالدو کہ جو کچھ انہوں نے
بنایا ہے وہ نگل جائے۔ انہوں نے تو جادو کا فریب بنایا ہے۔ اور جادوگر جہاں
کہیں آیا فلاح نہیں پاتا (الغرض ایسا ہی ہوا) پھر جادوگر سجدہ میں گر پڑے کہنے
لگے کہ ہم ہارون اور موسےٰ کے خدا پر ایمان لائے۔ فرعون نے کہا اس سے
پہلے کہ میں تم کو اجازت دوں تم اُسپر ایمان لائے یہی تمہارا بڑا ہے جس نے تمکو
جادو سکھایا۔ تو اب میں ضرور تمہارے ہاتھ اور پیر اُلٹے اور سیدھے کٹوا دونگا
اور بے شک کھجور کے تنوں پر تمکو سولی چڑھاؤنگا اور تم جان لوگے کہ ہم میں
کس کا عذاب سخت اور دیر تک ہی۔ جادوگر بولے کہ ہم اُن کھلے معجزوں پر جو
ہمارے سامنے آئے اور اُسپر جس نے ہمکو پیدا کیا تجکو ہرگز ترجیح نہ دینگے (اختیار
نہ کریں گے) تو کرلے جو کچھ کرتا ہی۔ بس تو اسی دنیا کی زندگی میں حکم چلا سکتا ہے
(ہم کو تو آخرت کا ڈر ہے) اسی لئے ہم اپنے پروردگار پر ایمان لا چکے تاکہ ہمارے
لئے ہمارے قصور اور وہ (جادو کا گناہ) بھی بخشدے جس پر تو نے ہمکو مجبور کیا
اللہ بہتر اور زیادہ دیر پا ہے (ابدی ہے)۔ بے شک جو اپنے رب کے سامنے مجرم بنکر حاضر
ہوگا تو اُس کے لئے دوزخ ہی جس میں نہ مرے اور نہ زندہ رہے اور جو اُس کے

پاس مومن ہوکر آئیگا اور اُسنے نیک عمل بھی کئے تو یہی لوگ ہین جن کے لئے بلند
درجے ہین ہمیشہ رہنے کے باغ۔ جن کے نیچے نہرین بہتی ہین۔ اُن مین ہمیشہ رہینگے
اور یہہ اوسکا صلہ ہے جو پاک ہوا۔ اور ہم نے موسٰے کی طرف وحی بھیجی کہ میرے
بندونکو (جو بنی اسرائیل سے ہین) رات سے نکال لیجاوٴ۔ پھر اُن کے لئے سوکھی
راہ دریا مین بنادو نہ تو تمکو (آلِ فرعون کے) تعاقب کا خوف ہوگا اور نہ (دریا
مین ڈوبنے سے) ڈروگے (موسٰی حسبِ حکم سرِ شام زمینِ مصر سے بنی اسرائیل کو
دریا مین لے گئے) پھر فرعون نے مع اپنے لشکر کے اُنکا پیچھا کیا تو اُنکو دریا نے
گھیر لیا جیسا کچھ گھیرا (یعنے سب ڈوب گئے) اور فرعون نے اپنی قوم کو بہکایا۔
اور سیدھا راستہ نہ دکھایا۔ (پھر فرمایا) اے بنی اسرائیل ہمنے تم کو تمھارے دشمن سے
نجات دی اور ہم نے تم سے طور کے داہنی طرف (یعنے مناجاتِ موسٰی اور
توراۃ اُتارنے) کا وعدہ کیا اور تمپر من وسلویٰ اُتارا (اور کہدیا کہ) ستھری
چیزین جو ہم نے تمکو دی ہین کھاوٴ اور اسکے بارے مین حد سے نہ گذر جانا (کل
کے لئے ذخیرہ نہ کرنا ورنہ) پھر تمپر میرا غضب ضرور ہوگا اور جسپر میرا غضب لازم
ہوا وہ ہلاک ہوگیا۔ اور نین بڑا بخشنے والا ہون اوس شخص کو
کہ جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک کام کرے پھر

ف من تو ایک قسم کا حلوا تھا اور سلوی ایک قسم کے پرند بہت لذیذ تھے ۱۲

ہدایت پر قائم رہے (جب موسٰی طور پر توراۃ لینے آگے بڑھ آئے تو ہم نے پوچھا)
اور اے موسٰے تمکو اپنی قوم سے آگے آنے پر کیا چیز باعث ہوئی (کیون انکے
ہمراہ نہ رہے) عرض کی کہ وہ یہہ مین میرے پیچھے۔ اور اے میرے پروردگار مین
تیری طرف اسلئے جلد آیا ہون تا کہ تو (مجھسے) خوش ہو۔ فرمایا کہ ہم نے تو تمھاری
قوم کو تمھارے پیچھے بلا (یعنے گوسالہ پرستی) مین ڈالدیا۔ اور سامری نے انکو

ف اھتدٰی ابن عباس نے فرمایا کہ پھر اپنے ایمان مین شک نہین کیا قتادہ نے فرمایا کہ پھر اسلام کو لازم
کر لیا اور اسی پر موا ربیع بن انس نے کہا کہ سنتِ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار کیا۔ ابن زید نے کہا کہ
اپنے عمل مین مصیب ہوا ثابت بنانی نے کہا کہ محبت وولایتِ اہلِ بیتِ نبی کی راہ پالیا۔ ابن جریر نے یہ سب
آثار سند سے بیان کر کے فرمایا کہ ہدایت پر استقامت ہونا سبکو شامل ہے ف ابن کثیر نے لکھا کہ جب فرعون
ہلاک ہوا تو موسٰی بنی اسرائیل کو لیکر جانبِ طور روانہ ہوے اور راہ مین ایک قوم پر گذر ہوا جو اپنے بتون کے
عابد اور مجاور تھے تو بنی اسرائیل نے کہا کہ ہمارے لئے بھی ایک ایسا الٰہ بنادو آپ نے فرمایا کہ تم قوم جاہل
ہو جیسا کہ خدا نے فرمایا فقالوا یموسی اجعل لنا الٰہا کما لھم الھۃ قال انکم قوم تجھلون۔
پھر اللہ تعالیٰ نے موسٰی علیہ السلام کو تیس رات کا وعدہ دیا کہ توراۃ عطا فرمائیگا۔ پھر دس رات بڑھا کر چالیس
رات سے میقات پوری کی۔ ان ایام مین آپ نے دن رات روزہ رکھا۔ پھر موسٰے علیہ السلام مبادرت
وجلدی کر کے جانبِ طور روانہ ہوے اور بنی اسرائیل پر اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو خلیفہ کیا کہ
ان کو منزل بمنزل قریب طور کے لاکے اُتارین انتہٰے۔ ابن جریر نے بھی ابن اسحٰق سے اس سے کچھ مختصر
روایت کی۔ ف اللہ کی جانب سے جہان سوال ہوتا ہے تو یہ علام الغیوب سے طلب معرفت نہین بلکہ
تعریف یا تبکیت یا تنبیہ غیر ہے ف کیونکہ امتثالِ امر اور وفاءِ عہد مین مسارعت کرنا موجب خدا
کی رضا مندی کا ہے ۱۲

گمراہ کردیا۔ تو موسے اپنی قوم کی طرف غصّے مین بھرے ہوے رنجیدہ واپس آے
(اور) کہنے لگے اے میری قوم کیا تم سے تمھارے پروردگار نے اچھا وعدہ نہ کیا
تھا۔ تو کیا تم پر مدت دراز ہوگئی یا تم نے یہ چاہا کہ تمھارے پروردگار کا تم پر غضب
ضرور واقع ہو پس اسوجہ سے تم نے میرے وعدہ کا خلاف کیا وہ بولے کہ ہمنے
اپنے اختیار سے تمھارے وعدہ کا خلاف نہین کیا۔ لیکن قوم (قبط) کی زیوروں کا
بوجھ ہم پر لاد دیا گیا تھا۔ تو ہم نے اسکو (گڑھے مین) ڈالدیا۔ پھر اسی طرح سامری
نے (اسپ جبریل کے سُم کی خاک) ڈالدی۔ پھر اون کے لئے ایک بچھڑا
بنا نکالا (یعنے ایک بدن کہ جسکی آواز گاے کی سی تھی۔ پھر کہنے لگے کہ تمھارا
اور موسے کا یہ معبود ہے موسے بھول گئے ہین (جسکی تلاش مین کوہ طور پر گئے

لہ یعنے تیرے واسطے سے دین و دنیا کی بھلائی کا وعدہ کیا تھا ۲ہ وعدہ کا خلاف اسطرح کیا کہ گوسالہ پرستی پر اڑے رہے اور حضرت موسےٰ کے پیچھے نہ گئے ۱۲ (ابن جریر) ۳ہ حدیث الفتون اور روایت سدی ابی مالک سے اور وہ ابن عباس سے کہ آپ اس طرح بیان کرتے ہین کہ ہارون علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو اس زیور و نکو ایک گڑھے مین جمع کرنیکا حکم دیا۔ اس سے غرض آپکی یہ کہ مال ایک جا جمع رہے اور جب موسے علیہ السلام واپس آئین تو جو چاہین کرین۔ پھر سامری آیا اور وہ مٹھی نشانی قدم رسول کی اُسمین ڈالی۔ اور ہارون علیہ السلام سے دعا کی درخواست کی کہ جو یہ سامری چاہتا ہے ہو جائے۔ آپنے چاہا کہ گوسالہ ہو جاوے پس وہ گوسالہ جسم خوار یعنے گاے کی آواز والا ہو گیا۔ اور یہ ایک طرح کا ابتلا و امتحان اور فتنہ و استدراج تھا (ابن کثیر) ۴ہ ابن جریر فرماتے ہین کہ سامری نے وصف موسے علیہ السلام بیان کیا کہ جسکی تلاش مین گئے ہین وہ یہی گوسالہ ہے لیکن وہ بھول گئے ہین یہی

وہ یہی ہے۔ (اللہ فرماتا ہے) بھلا یہ لوگ اتنا بھی نہین سمجھ سکتے کہ وہ (بچھڑا جسکو
یہ خدا کہتے ہین) نہ اُن کو اُلٹ کر کسی بات کا جواب دیتا ہے اور نہ اُن کے کسی
نقصان اور نفع کا مالک ہے۔ اور ہارونؑ نے (موسیٰ کے پلٹ آنے کے) پہلے
ان سے کہا تھا کہ اے میری قوم اس سے تم آزمائے جارہے ہو (کہ کسکا ایمان
صحیح اور کس کے دل مین شک ہے) اور تمھارا رب تو رحمان ہے تو میرے کہے پر
چلو اور میری بات مانو۔ وہ بولے کہ ہم ہمیشہ اسی پر جمے بیٹھے رہین گے یہانتک
کہ موسیٰ ہمارے پاس واپس آئین (موسیٰ نے آکر) کہا کہ اے ہارون جب تمنے
دیکھا تھا کہ وہ گمراہ ہوگئے تو تمکو کیا وجہ مانع ہوی کہ تمنے میری پیروی نہ کی۔ کیا
تم نے میری حکم عدولی کی (پھر موسے نے ہارون کی داڑھی اور سر کے بال
پکڑ کر کھینچے) ہارون نے کہا کہ اے میری ماں کے بیٹے نہ میری داڑھی اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۶) قول مختار ہے کیونکہ اہل تاویل کا اسی پر اجماع ہے علاوہ یہ کہ بیان موسے کے آنے کے بعد ہے الخ لہ ہارون علیہ السلام نے نصیحت کا عمدہ طریقہ اختیار فرمایا۔ جیسا کہ پہلے اُن کو اپنی طرف منسوب کر کے میری قوم فرمایا پھر آگاہ کیا کہ دیکھو یہ آزمائش ہے پھر اللہ کی معرفت کی طرف متوجہ کیا کہ دیکھو تمھارا پالنے والا جو نہایت ہی مہربان ہے پھر نبوت کی طرف بلایا کہ میری اتباع کرو پھر اطاعت امر کا حکم فرمایا جو شریعت ہے ۲ہ اے میرے ماں کے بیٹے یہ کہنا صرف شفقت دلانے کے لئے ہے ورنہ آپ تو وہ سگے بھائی تھے۔ غرض ہارون علیہ السلام نے اپنے بھائی موسے سے معقول عذر کیا کہ یہ مین نے جو آپ سے آکر گوسالہ پرستی کا واقعہ بیان کیا اور پیچھے رہ گیا اُسکا یہی سبب ہے کہ مجھے خوف ہوا کہ اگر یہ

میرے سر (کے بال) پکڑو۔ مجھے ڈر ہوا کہ تم کہنے لگو کہ تو نے بنی اسرائیل مین پھوٹ
ڈالدی۔ اور میری بات یاد نہ رکھی۔ موسیٰ نے کہا ای سامری تیرا کیا حال ہے
وہ بولا کہ مین نے وہ چیز دیکھی جو اورون نے نہین دیکھی تو مین نے ایک مٹھی
خاک بھیجے ہوے (جبرئیل کے گھوڑے کے پیر) کے نیچے سے لے لی۔ پھر مین نے
وہی ڈالدی اور میرے نفس نے مجھے ایسی صلاح دی۔ موسےٰ نے کہا کہ چل
(نکل)۔ زندگی مین تو تیری یہی سزا ہی کہ کہتا پھرے کہ مجھے ہاتھ نہ لگانا اور تیرے
لئے ایک وعدہ اور بھی ہے جو کسی طرح تجھسے نہین ٹلیگا۔ اور اپنے معبود کی
طرف جسپر تو جما بیٹھا تھا دیکھ۔ ہم اسکو جلا دینگے۔ اور پھر اسکو دریا مین اڑا کر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹۷) واقعہ آپ سے آکر بیان کر دیتا تو آپ فرماتے کہ کیون تو اُن کو اکیلا چھوڑ کر چلا آیا اور ان مین تفرقہ اور پھوٹ ڈالدی اور میری بات کا لحاظ نہ رکھا کیونکہ مین اُن مین تجھکو خلیفہ کر کے چھوڑ گیا تھا (ابن کثیر) موسی علیہ السلام نے وہ عذر قبول فرمایا اور خدا سے اپنے اور اپنے بھائی کے لئے مغفرت چاہی چنانچہ دوسری جگہ مذکور ہے۔ ملہ یہ لامساس کا ترجمہ ہے اور مماسۃ سے ماخوذ ہے جو طرفین سے ہوتی ہے اور یہ لائے نفی جنس ہے اور مراد نہی ہے معالم مین ہے کہ خدا کے جانب سے یہ اُسکو سزا دیگئی تھی کہ وہ جنگلون مین جانورون کے ساتھ پھرا کرتا اور جب کسی آدمی کو دیکھتا تو مضطر ہو کر یہ کہہ اُٹھتا کہ لامساس کہا گیا کہ جب کسی نے اسکو چھو لیا یا اُسنے خود کسی کو چھو لیا تو دونون کو سخت بخار اسیوقت چڑہتا تھا۔ انتہی ۱۲ ملہ ابن کثیر نے قتادہ سے ذکر کیا کہ اُنہون نے فرمایا کہ وہ سونے کا گوسالہ گوشت و خون کا ہو گیا تھا پس اُسکو آگ مین جلا کر اُسکی راکھ سمندر مین پھینکدی اور

بکھیر دینگے۔ تمھارا معبود تو بس اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہین اُسکا
علم ہر چیز پر حاوی ہے۔ جب اے نبی کریم ہم نے موسےٰ کا قصہ اس فصاحت
و بلاغت سے بیان کیا اسی طرح اور بھی گذشتہ اخبار و واقعات تمسے بیان کرینگے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹۸) ضحاک نے ابن عباس سے روایت کی کہ سوہان سے رِتوا کر ریزہ ریزہ کر کے آگ مین جلا دیا اور یہی سُدی کا قول ہے فریابی و عبد بن حمید و ابن منذر و ابن ابی حاتم سے روایت ہے اور تصحیح بھی کی کہ حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب موسےٰ علیہ السلام نے اپنے رب عز و جل کی طرف جلدی کی تو سامری نے قصد کر کے زیورات بنی اسرائیل کی عورتون کے جہان تک پائے جمع کر کے اُسکا گوسالہ بنایا پھر اُس کے جوف مین وہ مٹھی خاک ڈالی جو اُس نے اثر رسول سے لی تھی تو وہ گوسالہ جسد ہو گیا جو آواز کرتا تھا پھر سامری نے اِن لوگون سے کہا کہ یہ تمھارا الٰہ اور موسےٰ کا الٰہ ہے اُسوقت ہارون نے
ع ۱۴ اُن سے کہا کہ ای قوم کیا تمھارے رب نے تم کو خوب وعدہ نہین دیا ہے پھر جب موسےٰ علیہ السلام لوٹ کر آئے تو ہارون کے سر اور داڑھی کے بال پکڑے اور ہارون نے وہی جواب دیا جو مذکور ہے پھر سامری سے خطاب کیا اُس نے مشت خاک اثر رسول سے لینا اور اُس مین ڈالنا بیان کیا۔ پھر موسےٰ علیہ السلام نے اس گوسالہ کو ایک نہر کے کنارہ ریتیون سے ریتوایا اور ریزہ ریزہ کر کے بہا دیا پھر جس نے اس دریا سے پانی پیا اُن لوگون مین سے جنھون نے یہ گوسالہ پوجا تھا اُس کا چہرا زرد پڑ گیا جیسے سونے کا رنگ ہوتا ہے۔ موسےٰ علیہ السلام سے عرض کی کہ ہم لوگون کی توبہ کیونکر ہے فرمایا کہ آپس مین تم سے بعضے بعض کو قتل کرین پھر ان لوگون نے چھریان لین اور باہم قتل کرنے لگے کسی آدمی نے اپنے بھائی کو کسی نے اپنے باپ کو کسی نے اپنے بیٹے کو مار ڈالا اور کچھ پروانہ کی کہ کس کو اُسنے مار ڈالا ہے یہانتک کہ ان مین سے ستر ہزار قتل ہوے پھر اللہ تعالیٰ نے موسےٰ کو وحی بھیجی کہ اُن کو حکم کرین کہ اپنے ہاتھ اُٹھا لین مین نے اِن لوگون کو بخشدیا جو قتل ہوے ہین اور ان لوگون کو معاف کر دیا جو باقی رہ گئے ہین ۱۲۔

سر (کے بال) پکڑو۔ مجھے ڈر ہوا کہ تم کہنے لگو کہ تو نے بنی اسرائیل مین پھوٹ
ڈالدی۔ اور میری بات یاد نہ رکھی۔ موسیٰ نے کہا ای سامری تیرا کیا حال ہے
وہ بولا کہ مین نے وہ چیز دیکھی جو اورون نے نہین دیکھی تو مین نے ایک مٹھی
خاک بھیجے ہوے (جبرئیل کے گھوڑے کے پیر) کے نیچے سے لے لی۔ پھر مین نے
وہی ڈالدی اور میرے نفس نے مجھے ایسی صلاح دی۔ موسےٰ نے کہا کہ چل
(نکل)۔ زندگی مین تو تیری یہی سزا ہی کہ کہتا پھرے کہ مجھے ہاتھ نہ لگانا اور تیرے
لئے ایک وعدہ اور بھی ہے جو کسی طرح تجھ سے نہین ٹلیگا۔ اور اپنے معبود کی
طرف جسپر تو جما بیٹھا تھا دیکھ۔ ہم اُسکو جلا دین گے۔ اور پھر اسکو دریا مین اُڑا کر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹۷) واقعہ آپ سے آکر بیان کر دیتا تو آپ فرماتے کہ کیون تو اُن کو اکیلا چھوڑ کر چلا آیا اور ان مین تفرقہ اور پھوٹ ڈالدی اور میری بات کا لحاظ نہ رکھا کیونکہ مین اُن مین تجھکو خلیفہ کر کے چھوڑ گیا تھا (ابن کثیر) موسی علیہ السلام نے وہ عذر قبول فرمایا اور خدا سے اپنے اور اپنے بھائی کے لئے مغفرت چاہی چنانچہ دوسری جگہ مذکور ہے۔ ملہ یہ لامساس کا ترجمہ ہے۔ اور مماسۃ سے ماخوذ ہے جو طرفین سے ہوتی ہے اور یہ لائے نفی جنس ہے اور مراد نہی ہے مطلب یہ ہے کہ خدا کی جانب سے یہ اُسکو سزا دیگئی تھی کہ وہ جنگلون مین جانورون کے ساتھ پھرا کرتا اور جب کسی آدمی کو دیکھتا تو بضطر ہو کر یہ کہہ اُٹھتا کہ لامساس کہا گیا کہ جب کسی نے اُسکو چھو لیا یا اُسنے خود کسی کو چھو لیا تو دونون کو سخت بخار اُسیوقت چڑہتا تھا۔ انتہیٰ ۱۲ ملہ ابن کثیر نے قتادہ سے ذکر کیا کہ اُنہون نے فرمایا کہ وہ سونے کا گوسالہ گوشت و خون کا ہو گیا تھا پس اُسکو آگ مین جلا کر اُسکی راکھ سمندر مین پھینکدی اور

بکھیر دین گے۔ تمہارا معبود تو بس اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہین اُسکا
علم ہر چیز پر حاوی ہے۔ جب اے نبی کریم ہم نے موسےٰ کا قصہ اس فصاحت
و بلاغت سے بیان کیا اسی طرح اور بھی گذشتہ اخبار و واقعات تمسے بیان کرینگے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹۸) ضحاک نے ابن عباس سے روایت کی کہ سوہان سے رِتوا کر ریزہ ریزہ کر کے آگ مین جلا دیا اور یہی سُدی کا قول ہے فریابی و عبد بن حمید و ابن منذر و ابن ابی حاتم سے روایت ہے اور تصحیح بھی کی کہ حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب موسےٰ علیہ السلام نے اپنے رب عز و جل کی طرف جلدی کی تو سامری نے قصد کر کے زیورات بنی اسرائیل کی عورتون کے جہان تک پائے جمع کر کے اُسکا گوسالہ بنایا پھر اُس کے جوف مین وہ مٹھی خاک ڈالی جو اُس نے اثر رسول سے لی تھی تو وہ گوسالہ جسد ہو گیا جو آواز کرتا تھا پھر سامری نے اِن لوگون سے کہا کہ یہ تمہارا الٰہ اور موسےٰ کا الٰہ ہے اُسوقت ہارون نے اُن سے کہا کہ ای قوم کیا تمھارے رب نے تم کو خوب وعدہ نہین دیا ہے پھر جب موسےٰ علیہ السلام لوٹکر آئے تو ہارون کے سر اور داڑہی کے بال پکڑے اور ہارون نے وہی جواب دیا جو مذکور ہے پھر سامری سے خطاب کیا اُس نے مشت خاک اثر رسول سے لینا اور اُس مین ڈالنا بیان کیا۔ پھر موسےٰ علیہ السلام نے اِس گوسالہ کو ایک نہر کے کنارہ ریتون سے رِتوایا اور ریزہ ریزہ کر کے بہادی پھر جس نے اس دریا سے پانی پیا اُن لوگون مین سے جنھون نے یہ گوسالہ پوجا تھا اُس کا چہرہ زرد پڑ گیا جیسے سونے کا رنگ ہوتا ہے۔ موسےٰ علیہ السلام سے عرض کی کہ ہم لوگون کی توبہ کیونکر ہے فرمایا کہ آپس مین تم مین سے بعضے بعض کو قتل کرین پھر ان لوگون نے چھریان لین اور باہم قتل کرنے لگے کسی آدمی نے اپنے بھائی کو کسی نے اپنے باپ کو کسی نے اپنے بیٹے کو مار ڈالا اور کچھ پروانہ کی کہ کس کو اُسنے مار ڈالا ہی یہانتک کہ اُن مین سے ستر ہزار قتل ہوی پھر اللہ تعالیٰ نے موسےٰ کو وحی بھیجی کہ اُن کو حکم کرین کہ اپنے ہاتھ اُٹھا لین مین نے اِن لوگون کو بخشدیا جو قتل ہوی ہین اور اِن لوگون کو معاف کر دیا جو باقی رہ گئے ہین ۱۲۔

تا تمھارا علم زیادہ ہو۔ قلب کو تسلی ہو۔ تمھاری بزرگی و جلالت ظاہر ہو۔ معجزات
کی کثرت ہو۔ سننے والیکو عبرت ہو۔ دین دار کو زیادتی بصیرت ہو۔ منکروں پہ
حجت قایم ہو۔ چنانچہ فرمایا کَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيۡكَ مِنۡ اَنۢبَآءِ مَا قَدۡ
سَبَقَ ۚ وَقَدۡ اٰتَيۡنٰكَ مِنۡ لَّدُنَّا ذِكۡرًا ۝ مَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡهُ فَاِنَّهٗ
يَحۡمِلُ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وِزۡرًا ۝ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهِ ؕ وَسَآءَ لَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ
حِمۡلًا ۝ يَّوۡمَ يُنۡفَخُ فِى الصُّوۡرِ وَنَحۡشُرُ الۡمُجۡرِمِيۡنَ يَوۡمَئِذٍ زُرۡقًا ۝ يَّتَخَافَتُوۡ
نَ بَيۡنَهُمۡ اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا عَشۡرًا ۝ نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَا يَقُوۡلُوۡنَ اِذۡ يَقُوۡلُ
اَمۡثَلُهُمۡ طَرِيۡقَةً اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا يَوۡمًا ۝ (اے پیغمبر) اسی طرح ہم
تم کو گذشتہ خبرین سناتے ہین اور ہم نے تم کو اپنے پاس سے ذکر (یعنی قرآن)

مَنۡ - اسم مَن موصول لفظ مین مفرد ہے تو اَعۡرَضَ وغیرہ مین ضمیر بلحاظ لفظ کے ہے۔ اور باعتبار معنی کے عام
ہے تو خٰلدین جمع فرمایا۔ سَآءَ اس مین ایک ضمیر مبہم ہے جسکی تفسیر حِمۡلًا ہے اور مخصوص بالذم محذوف ہے
یعنی ساء لهم حملا وزرهم (بیضاوی) عن ابن عباس بئسما حملوا یعنی بذلک ذنوبهم
(ابن جریر) يتخافتون - قال ابن عباس يتسارون (ابن جریر) واخرجه ابن المنذر وابن
ابی حاتم (در) والمخافتة والتخافت والخفت بوزن السبت اسرار المنطق (مختار)
امثلهم طريقة قال شعبة اعلمهم في انفسهم وقال سعيد اوفاهم عقلا (ابن
جریر) واخرج ابن ابی شیبه وعبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم عن سعید
بن جبیر قال اعلمهم فی نفسه (در) ؎ ابوزید نے فرمایا ذکراً سے مراد قرآن ہے۔ ابن ابی حاتم
(در)

نُنۡفَخُ
ابو عمرو نے نون کے
بصیغہ جمع متکلم یعنے ہم
پھونکیں گے۔ اسناد
نفخ طرف آرکے ہے۔
یا یہ کہ اسرافیل نافخ کی
تعظیم ہے کہ ان کے فعل کو
گویا اپنا فعل فرمایا ۱۲

ع ۵
۱۴

عطا فرمایا۔ جس نے اس سے منہ پھیرا وہ قیامت کے دن (گناہ ہونگا) بھاری
بوجھ اٹھائیگا۔ اور اسی حال مین ہمیشہ رہین گے۔ اور جو یہ لوگ قیامت کے دن
اٹھائے ہون گے بُرا بوجھ ہے۔ جسدن صور پھونکا جائے گا اور ہم اس دن گنہگاروں کو
کہ اُن کی آنکھین نیلی ہونگی (میدان حشر مین) جمع کرین گے۔ آپس مین (مارے
خوف کے) چپکے چپکے کہتے ہون گے کہ تم (دنیا مین) بس دس دن ٹھہرے ہوگے
ہم خوب جانتے ہین جو یہ کہتے ہین۔ جو اُن مین سے زیادہ عقل والا ہے وہ کہیگا کہ
تم نہین ٹھہرے مگر ایک دن یعنے یہ لوگ حیاتِ دنیوی کو بہت قلیل بیان کرینگے
اس لئے کہ جلد گذر گئی۔ اور جو شخص ان مین سے عقل مین کچھ بڑھا ہوا ہوگا اور زیادہ
اس مدت کو قلیل بیان کریگا۔ یعنے مبداء عقود نہین بلکہ مبدا احاد بعد بیان روزِ
قیامت منکرین حشر کا ایک سوال جو روزِ قیامت کے متعلق ہے بیان کرکے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰۰) ؎ عرائس مین ہے کہ ذکر لدنی سے وہ اسرار ربوبیت مراد ہین کہ جو
مخلوقات سے پوشیدہ کئے گئے ہین اور اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کو اُن سے آگاہ فرمادیا
ابن عطا نے فرمایا کہ ذکر یعنے موعظت عظیم کہ اسکی مواظبت و ملازمت سے تیرے کوئی اسرار ہمارے پوشیدہ
نہ ہون گے۔ اور تمام انبیا کے حالات تم پر مکشوف ہون گے اور تم سب مین برتر ہون گے ؎ وزراً کی تنکیر تعظیم
پر دال ہے (بیضاوی) مجاہد نے فرمایا وزراً کے معنی اثماً یعنے گناہ (ابن جریر) ابن منذر و ابن ابی حاتم
(در) ؎ ابن عباس نے فرمایا کہ قیامت مین حالات ہون گے کسی حال مین نیلی آنکھین کسی حال مین اندھے۔ ابن ابی حاتم (در)۔

اُسکا جواب ادا فرماتا ہے وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۙ
فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۙ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ؕ يَوْمَئِذٍ
يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ

نسفا۔ قال الراغب نسفت الريح الشئ اذا قلعته وازالته وانسفته واصل معناه
نطرحه طرح النسافة وهي ما يثور من غبار الارض اه فيذرها اى الارض واضمارها
من غير ذكر لدلالة الجبال عليها قاعا صفصفا۔ ابن کثیر نے لکھا کہ قاع زمین ہموار اور صفصف
اُسکی تاکید ہے (گویا اجزا اُسکے ایک صف مین ہین) اور کہا گیا کہ وہ زمین جس مین نہ نبات ہے نہ درخت اور
قولِ اول اولیٰ ہے اگرچہ یہ دوسرے معنی بھی بطور لزوم مراد ہو سکتے ہین (کیونکہ برابر ہونا مستلزم ہے کہ اُس مین
درخت وغیرہ کسی شے سے نشیب و فراز نہ ہو) اسی لئے فرمایا لا ترى فيها عوجا ولا امتا یعنے اوس روز
زمین مین نہ وادی (یعنے زمین نشیب ہموار کہ سیلاب جاری ہونیکی جگہ ہو) اور نہ اُبھراؤ نہ پستی نہ بلندی ہوگی یہی
قول ابن عباس و عکرمہ و مجاہد و حسن بصری و ضحاک و قتادہ اور بہت سے سلف کا ہے اھ فقیر کہتا ہے کہ
درِّ منثور اور تفسیر ابن جریر مین ہر ایک کا ماخذ موجود ہے لا عوج له الضمير للداعي اى لا يُعوَّجُ له مدعوٌ
كما يقال لا عصيان له اى لا يُعصٰى واصله ان المصدر تارة يضاف الى الفاعل وتارة
الى المفعول یعنے اس سے اُن کی غرض یہ ہے کہ مصدر کی دلالت فعل پر ہے اور اس پر بھی کہ وہ مجہول
کے لئے مبنی ہے۔ اس اعتبار سے کہ جب مصدر فاعل کی طرف مضاف ہوکے مستعمل ہوتا ہے
تو فعل معروف پر دلالت کرتا ہے۔ اور کبھی مفعول کی طرف مضاف ہوتا ہے تو فعل مجہول پر دلالت کرتا
ہے۔ یون نہ سمجھنا کہ مصدر خود دو ہوتے ہین ایک معلوم دوسرا مجہول جس طرح کہ اُنکی عبارات مین
واقع ہوا ہے لیکن یہ بات بعضون سے مخفی تھی ہم نے جس طرح ذکر کیا وہ بعضے کتبِ عربیہ مین موجود ہے
(خفاجی) وخشعت قال ابن عباس سکنت (ابن جریر)

ع ۱۴

مصدر خود معروف و مجہول نہین ہوتا۔

فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ۝ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ
لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ
وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ۝ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ؕ وَقَدْ
خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝ اور (ای پیغمبر) تم سے (روز قیامت) پہاڑون کی
نسبت دریافت کرتے ہین تو کہدو کہ میرا پروردگار اُن کو (ٹکڑے ٹکڑے اور دہول
کرکے) اڑا کر بکھیر دیگا۔ پھر زمین کو ہموار میدان کر چھوڑیگا۔ کہ (اے مخاطب) تو نہ اُسمین
کہین موڑ دیکھیگا اور نہ بلندی (و پستی) اُس دن لوگ (قبرون سے اُٹھکر) پکارنیوالے
(یعنے اسرافیل) کے پیچھے[لہ] دوڑین گے اُس سے مڑ نہ جائین گے۔ اور آوازین (خوف)
رحمٰن سے دب جائین گی پس (ای مخاطب) آہستہ آواز کے سوا تو کچھ اور نہ سنیگا۔

همسا قال ابن عباس وطء الاقدام وكذا قال عكرمة ومجاهد والضحاك والربيع بن انس
وقتادة وابن زيد وغيرهم وعن ابن عباس الصوت الخفي وهو رواية عن عكرمة والضحاك
اور سعید بن جبیر نے کہا کہ باتون اور قدمون کی آواز۔ آپ نے دونون قولون کو جمع کر دیا اور آیت محتمل ہے۔ (ابن کثیر)
فقیر کہتا ہے کہ ماخذ ان اقوال کا تفسیر ابن جریر و درِ منثور مین بھی موجود ہے ۱۲ وعنت قال ابن عباس ذلت۔ و
عنه يعني بعنت استسلموا لي وقال ابن زيد استأسرت الوجوه اى صاروا اسارى كلهم له
قال والعاني الاسير قال ابن جرير واصل العنو الذل يقال منه عنا وجهه لربه يعنو عنوا
يعني خضع له وذل۔ وكذلك قيل للاسير عان لذلة الاسر (ابن جرير) [لہ] يتبعون كا
ترجمہ ہے کیونکہ تشدید تا مین مبالغہ ہے یعنے بڑی کوشش سے جلدی متوجہ ہون گے ۱۲

اُسدن سفارش کام نہ آئیگی مگر جسے رحمٰن نے اجازت دیدی اور اُسکا قول پسند فرمایا

وہ لوگونکا اگلا پچھلا حال سب جانتا ہے - اور لوگون کا علم اُسپر حاوی نہین

ہوسکتا اور منہ (خدائے) زندہ پایندہ کے لئے جھک جائینگے - اور بے شک

نامراد ہوا جس نے ظلم (یعنے شرک) کا بوجھ اٹھالیا اب قیامت کا بیان مسلمانو نکے

احوال پر ختم فرماتا ہی پھر قرآن کی توصیف ہے وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ

مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا

وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ۝

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ

ع ۵ ۱۴

لہ یعنے اللہ تعالیٰ نے اُن کا قول شفاعت کے مقدمہ مین قبول فرمایا جنکا درجہ و مرتبہ اُس کے پاس ہے ۱۲ع اُس مین ہے (کہ یہ تو قیامتِ کبرے کا بیان ہے جو حضورِ حق مین حاضر ہونگے) اور اسی طرح جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ انوارِ ذات و صفات کی تجلیات کا طلوع دلہای عارفین سے ہو تو اُن کے دلون سے شواغلِ انسانی و رسوم نفسانی و عوارضِ بشری و رسومِ علمی و مراسمِ عقلی کو زائل کرکے اُن کے قلوب کو ہموار مستوی بیدان پستی و بلندی کے چھوڑ دیتا ہی تاکہ اروحِ مقدسیان قلوب سے مشاہدہ انوارِ لامعہ و اندیہ الیسی طرح کرتے ہین جو رسمِ علمی و فہمی سے علاوہ ہی - اور یہ اُسوقت ہوتا ہی کہ جب ہر ایک قسم کی خواہش و شہوت اور نفسانی خیالات و اوہام زائل ہوجاتے ہین ۱۲ ائمہ قتادہ نے فرمایا کہ ظلم سے مراد شرک ہی - اسکی تخریج عبد الرزاق و عبد بن حمید نے کی (در) هضمًا اصل الهضم النقص یقال هضمنی فلان حقی و منه امرأة هضیم الکشح ضامرة البطن و منه هضم الطعام (لتلاشیه فی المعدة) (ابن جریر) وکذلک عطف ہی کہ لک نقص پر یعنے جس طرح ہم نے پہلون کے قصے عبرت آمیز بیان کئے اسی طرز پر تمام قرآنکو (کہ جو جامع تمام معانی مقصودہ کا ہی) نازل کیا -

وَحْيُهٗ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝ اور جو نیک عمل کریگا اور وہ ایمان بھی

رکھتا ہو تو اُسکو نہ زیادتی کا خوف ہوگا (کہ گناہ بڑہا دئے جائین) اور نہ نقصان کا

(کہ نیکیان کم کردی جائین) اور اسی طرح ہم نے اسکو قرآنِ عربی اُتارا ہے اور

فصاحت زبان عربی

لہ عن ابن عباس قال لا یخاف ان یظلم فیزاد فی سیاته ولا یهضم من حسناته اخرجه ابن المنذر و ابن ابی حاتم (در) واخرجه ابن جریر عن ابن عباس والضحاک وقتادة ومجاهد والحسن ۲ عرب لوگ اپنی فصاحتِ زبان پر اسقدر نازان تھے کہ وہ بمقابلہ اپنے تمام اقوامِ دنیا کو عجم یعنے گنگ کہتے تھے - عربی زبان یون بھی ایسی فصیح اور وسیع ہے کہ دنیا مین کوئی زبان اُسکا مقابلہ نہین کرسکتی - ہر ایک چیز کے لئے متعدد الفاظ اس زبان مین موجود ہین اور پھر ہر ایک چیز کی جتنی مختلف حالتین اور جداگانہ خاصیتین ہین ان کے لئے جدا جدا لفظ ہین - یہ کمال کسی اور زبان مین پایا نہین جاتا - یہی وجہ ہے کہ غیر زبانون کی کتابون کے ترجمہ کرنے کے لئے عربی زبان کا دامن نہایت وسیع ہے - اور جذباتِ انسانی کی ہو بہو تصویر کھینچنے کے لئے یہ زبان ہر طرح مہیا اور آمادہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس زمانۂ عرب مین نبی مبعوث کیا اور عربی زبان مین قرآن شریف نازل فرمایا - اسلئے کہ اُس زمانے مین سوائے عربی زبان کے اور کوئی زبان اس کمال کو نہین پہونچی ہوئی تھی اور نہ ابتک کوئی پہونچی ہے - اور تمام زبانین عربی زبان کی محتاج اور عربی زبان سے مستخرج ہین اور سب زبانون مین کثرت سے عربی الفاظ کا ذخیرہ موجود ہے مگر عربی زبان مین دوسری کسی زبان کا ذخیرہ ہرگز موجود نہین بلکہ جن الفاظ کو غیر زبان کا بتایا جاتا ہی وہ درحقیقت عربی ہین جو کثرتِ استعمال سے بگڑ کر اور بے رونق ہوکر دوسری زبانون مین چلے گئے - عربی زبان کے الفاظ کا نظام کامل ہے - ہر ایک لفظ اپنی وجہ تسمیہ رکھتا ہی عرب بتا سکتا ہی کہ فلانی چیز کا نام یہ کیون رکھا گیا - عربی زبان کا علم اشتقاقِ صغیر اشتقاقِ کبیر ہر ایک لفظ کا مادہ دیکھکر حیرت ہوتی ہے - کیا کوئی انسان یا عرب کے بعد اس زبان کے موجد ہو سکتے ہین ؟ یہ زبان تمام زبانون سے بلحاظ وسعت اور فصاحت مین کوئی زبان اسکی برابری نہین کرسکتی ۱۲

اِس مین طرح طرح پر ڈراوے سُنادئے تاکہ لوگ (گناہون سے) بچین یا یہ کہ (قرآن)

اُن کے (دلون مین) نصیحت پیدا کردے (جس سے وہ اطاعت کرین) پس اللہ

بلند مرتبہ بادشاہِ حقیقی ہے (وہ ڈرانے سے پہلے کسی کو عذاب نہین کرتا اسی لئے اپنی

رسول کو وحی کے سہو ونسیان سے بچاتا ہے چنانچہ فرماتا ہے) اور (اے پیغمبر) وحی

کے تمام ہونے سے پہلے قرآن (کے پڑھنے) مین جلدی نہ کیا کرو۔ اور کہو کہ اے

میرے پروردگار مجھے اور زیادہ علم دے۔ جب گذشتہ واقعات بیان کرنے کا

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ الخ مین وعدہ فرما چکا تھا پھر قرآن کی عظمت بیان کر کے

اُس وعدہ کو اس طرح پورا فرماتا ہے وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ

وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۝ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا

ع ۱۴

لہ یتقون ای یترکون المآثم او یحدث لهم ذکرا وهو ایجاد الطاعة وفعل القربات (ابن کثیر) لہ اخرج عبد الرزاق وعبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم عن قتادة قال او یحدث القرآن ذکرا قال جدا وورعا (در) واخرجہ ابن جریر ۳ لہ جب جبرئیل علیہ السلام وحی لاکر کوئی آیت پڑھتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے ساتھ پڑھتے تاکہ قرآن محفوظ رہے۔ حکم ہوا کہ اسقدر آپ تکلیف نہ گوارا کیجے۔ اُس سے آسان وسہل طریقہ آپکے لئے ہم نے یہ بتلایا ہے کہ ہم خود ہی آپکے سینہ مین جمع کر دین گے کہ اُس مین سے کچھ بھی نہ بھولین گے پھر لوگون کو پڑھ سنائے چنانچہ سورۂ قیامۃ لا تحرک به لسانك الخ مین اسکی تفصیل موجود ہے (ابن کثیر) وَلَقَدْ مین جو لام ہے وہ جواب قسم محذوف ہے عَهِدْنَا۔ عهد الیه یعنے اسکو حکم کیا مِنْ قَبْلُ یعنے قبل اس زمانے کے فَنَسِيَ یعنے عہد کو بھول گئے ۔۱۲

اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى ۝ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ

فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ۝ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ۝

وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ۝ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ

قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ۝ فَاَكَلَا

مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ

وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۝ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ

عَلَيْهِ وَهَدٰى ۝ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ

اِنَّكَ نافع وشعبہ ساتہ کسر ہمزہ کے اِنَّكَ پر عطف ہے اور جو قرات فتح سے ہے وہ اَن لا تجوع پر عطف ہے ۱۲

فتشقى یہان شقا رسے مراد تعب ہے جو طلب قوت ومعیشت مین ہو۔ اور موید اس توجیہ کے لئے آیت آئندہ ہے اور یہ کام فقط مردون کا ہوتا ہے اسی لئے فتشقا تثنیہ نہین فرمایا اور یہ بھی ہے کہ ابتدا مین خطاب صرف آدم کو تھا تو اب اس جزا کے مخاطب بھی وہی بنائے گئے۔ تعرى۔ عرى من ثیابه بالکسر عریا بالضم فهو عار و عریان لا تظمأ۔ ای لا تعطش ومن المجاز انا ظمآن الی لقائك (اساس) عن ابن عباس لا تظمأ فیها ولا تضحى یقول لا یصیبك عطش ولا حر وعن سعید بن جبیر وقتادہ لا تضحى لا تصیبك شمس اخرجه ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم (در) لا تضحى۔ ای لا تبرز للشمس۔ قال صاحب المختار وضحى للشمس بالکسر ضحاء بالفتح والمد ای برز لها وضحى یضحى کسعى یسعى ضحاء ایضا بالفتح والمد مثله ومنه قوله تعالى ولا تضحى۔ لا یبلى ای لا یزول ولا یضعف قال الخفاجی معناه یفنى او یصیر بالیا خلقا ۱۲ فبدت لهما سوآتهما ای فانکشف لهما عوراتهما وکانت مستورة عن اعینهما (ابن جریر) وطفقا یخصفان قال السدی اقبلا یغطیان علیهما بورق التین وقال قتادة یوصلان علیهما من ورق الجنة (ابن جریر) وهدى ای وهداه للتوبة

(ابن جریر)

فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا

يَشْقٰى ۝ اور ہم نے اس سے پہلے آدم سے عہد لیا تھا تو وہ بھول گئے[1]۔ اور

ہم نے اُن مین استقلال[2] نہ پایا اور (اے پیغمبر یاد کرو) جب ہم نے فرشتون سے

کہا کہ آدم کو سجدہ کرو[3] تو سب سجدے مین گر پڑے مگر ابلیس کہ اُس نے انکار کیا

تو ہم نے کہدیا کہ اے آدم یہ تمھارا اور تمھاری بی بی کا دشمن ہے کہین تم کو

جنت سے نکلوا نہ دے پھر تم تکلیف[4] مین جا پڑو۔ یہان نہ تم بھوکے[5] رہتے اور نہ

ننگے۔ اور یہ بھی ہے کہ یہان نہ تم پیاسے ہوتے ہو اور نہ دھوپ مین رہتے ہو پھر شیطان نے

[1] ابن عباس نے فرمایا کہ انسان اسی لئے نام رکھا گیا کہ جو اُن سے عہد لیا گیا تھا وہ بھول گئے۔ (ابن جریر) [2] قتادہ نے کہا کہ عزم یعنی صبر ہے۔ عطیہ نے فرمایا کہ عزم کے معنی حفظ کے ہین یعنی جسکا ہم نے حکم فرمایا تھا اُسکو یاد نہین رکھا۔ ابن عباس اور ابن زید نے بھی اسیطرح فرمایا۔ اصل عزم کے معنے کسی شے کا دل مین اعتقاد کرنا کہتے ہین عزم فلان علی کذا جب الکام کا دل مین مستقل ارادہ کر چکا ہو۔ تو جس کام کا مستقل ارادہ ہوتا ہے تو وہ یاد بھی رہتا ہے اور اُسپر صبر بھی کرتا ہے (ابن جریر) [3] ہم نے اسی تفسیر کے صفحہ ۱۲۵ مین بیان کر دیا ہے کہ یہ سجدہ تکریم و تحیت ہے سجدۂ عبادت نہین (یعنے مسجود کو معبود والہ اعتقاد کرنا) جس طرح ہنود و مشرک کرتے ہین خواہ اقوال ہون یا افعال اُنکا مدار نیت پر ہے۔ چونکہ شیطان کا کبر و غرور بڑے درجہ کا تھا اس لئے اُسکی ذلت کے لئے یہ حکم دیا گیا۔ اور اس شریعت مین تو وہ بھی حرام ہے [4] سعید سے روایت ہے کہ آدم علیہ السلام کے لئے ایک سرخ بیل اُتارا گیا جس سے آپ کھیتی کرتے تھے اور اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھتے جاتے تھے۔ (ابن جریر)

آدم کے دل مین وسوسہ ڈالا۔ کہا کہ اے آدم کہو تو تم کو ہمیشگی[1] کا درخت بتا دون

(کہ اگر اس مین سے کہا لوگے تو نہ مروگے) اور ایسی سلطنت جو کبھی فنا نہ ہو۔ پھر دونون نے

اُس درخت مین سے کہا لیا تو اُنپر اُنکی شرمگاہین ظاہر ہوگئین اور اپنے اوپر جنت کے

پتے چپکانے لگے۔ اور آدم نے اپنے رب کا حکم ٹالا[2] اور بھٹک گئے پھر اُنکے پروردگار

نے اُنکو نوازا اور اُنکی طرف متوجہ ہوا اور راہ پر لایا۔ حکم دیا کہ تم دونون (یعنے شیطان

اور آدم) یہان سے اُترو۔ ایک کا دشمن[3] ایک پھر اگر تمھارے پاس میری طرف سے ہدایت

آئی تو جو میری ہدایت پر چلا نہ وہ (دنیا مین) بھٹکیگا[4] اور نہ (آخرت مین) تکلیف مین پڑیگا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰۸) انکا اس لئے بیان فرمایا کہ بھوک باطنی ذلت ہے اور عریانی ظاہری ذلت۔ اسیطرح پیاس تو باطنی گرمی و حرارت کا اثر ہے اور ضحی حرارت ظاہری یعنے یہان تمکو کوئی ظاہری و باطنی ذلت و محتاجی نہین۔ (ابن کثیر) [1] قال السدی فلا تموتان ابدا (ابن جریر) [2] اس مین اشارہ ہے کہ عیوب نہین سے ائمہ اصول نے کہا کہ تمام انبیاء کرام معصوم ہین اُن سے کوئی گناہ سرزد نہین ہوتا اگرچہ صغیرہ سہواً ہی کیون نہو اور احکام الٰہی مین تو کوئی خطا قطعی طور سے ان سے نہین ہوتی۔ اسیطرح استاد ابو اسحاق اسفرائنی اور ابو الفتح شہرستانی اور قاضی عیاض اور شیخ تقی الدین سبکی وغیرہم نے کہا ہے کیونکہ وہ ہمیشہ حضور الٰہی مین خاص طور سے رہتے ہین کبھی تو اس تعالےٰ کا مشاہدہ کرتے ہین اور کبھی یہ مشاہدہ ہوتا ہے کہ وہ اُنکو دیکھ رہا ہے۔ غرض ان دو مشاہدون سے کبھی وہ باہر نہین ہوتے۔ پھر جسکا یہ مقام ہو اُس سے مخالفت حقیقی ہرگز ممکن نہین۔ ہان مخالفت صوری کر سکتے ہین اتنا تو سمجھنا چاہئے کہ ابتداء نبوت بعد نہار ولایت ہے پھر کسکی مجال ہے کہ اُنکو گناہ ہونکا دھبہ لگا سکے۔ چنانچہ مشہور ہے حسنات الابرار سیئات المقربین (یواقیت و جواہر) اور زیادہ تفصیل جلد اول تفسیر ہذا کے صفحہ ۱۰۵ ملاحظہ ہو۔ [3] یعنے تم دونون ابلیس اور اسکی ذریت کے دشمن ہو اور ابلیس تم دونونکا اور تمھاری ذریت کا دشمن ہے۔ [4] ابن عباس نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اسکے لئے ضامن ہوگیا ہے کہ

ابو طالب مکی فرماتے ہین کہ ایک لغزش سے آدم علیہ السلام جنت سے نکالے گئے تا
اولاد آدم اس سے عبرت لین۔ ہزار افسوس ہے ہمپر کہ ہم تو بہت سے گناہ کر کے جنت کے
امیدوار ہو رہے ہین جب اللہ تعالے نے ہدایت کی پیروی کرنے والون سے نیک
وعدہ فرمایا تو جو اوس سے روگردان ہو اُسکو وعید سے ڈراتا ہے۔ وَمَنْ اَعْرَضَ
عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۰ قَالَ
رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۰ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٠٩) جس نے قرآن پڑہا اور اُسکی پیروی کی یہ کہ نہ دنیا مین گمراہ ہو نہ آخرت مین شقی
پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اور ایک روایت آپسے ہی کہ اللہ تعالی اسکو گمراہی سے دنیا مین اور برے حساب قیامت
مین بچا لیگا۔ اسکو ابن ابی شیبہ و طبرانی و ابو نعیم حلیہ مین و ابن مردویہ نے تخریج کی ١٢ (در) معیشۃ ضنکا قال
مجاهد ضنکا ضیقۃ چنانچہ کہا جاتا ہی هذا منزل ضنک یعنے یہ مقام تنگ ہے وعیش ضنک یعنے
تنگی معیشت ہی۔ اسمین مذکر و مونث واحد و تثنیہ جمع ایک ہی لفظ سے آتے ہین (کیونکہ یہ اصل مین مصدر ہے
جو صفت قرار دیا گیا ہے) اور یہ برزخ مین ہوگا جسکو عذاب قبر کہتے ہین۔ یہ اسلئے کہ آگے ولعذاب
الاخرة اشد وابقی فرماتا ہے تو اس سے یہ معنی مفہوم ہے کہ اس سے پہلے کوئی عذاب ہو چکا ہے اور
آخری عذاب اوس سے سخت تر ہے۔ چونکہ دنیا مین بعضے کافر بعضے مسلمانون سے وسعت و آرام مین ہین اسلئے عذاب
قبر ہی مراد ہی اسکے موئید اور روایات بھی ہین۔ چنانچہ ابو سعید خدری نے فرمایا معیشۃ ضنکا عذاب قبر ہے اور ایک
روایت آپ سے ہے کہ اسپر اوسکی قبر تنگ ہو جائیگی یہانتک کہ اسکی پسلیان ادہر سے اودہر نکل آئینگی۔
ابو ہریرہ نے فرمایا کہ کافر کو اُسکی قبر دباتی ہے یہانتک کہ اُسکی پسلیان ادہر سے اودہر نکل جاتی ہین۔ ابو صالح
و سدی نے بھی فرمایا کہ وہ عذاب قبر ہے اور یہ ابو ہریرہ سے مرفوع بھی مروی ہی (ابن جریر) کذلک هکذا اتتک (ابن جریر)

فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۰ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ
يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ۰ جس نے میری
یاد سے منہ پھیرا تو اُسکو تنگی کی گذران ملیگی (یعنے عذاب قبر ہوگا) اور ہم اُسکو قیامت کے
دن اندہا اُٹھائین گے۔ وہ کہیگا کہ اے میرے رب تو نے مجھے اندہا کیون اُٹھایا اور
مین تو دنیا مین بینا تھا۔ فرمائیگا اسی طرح ہماری آیتین تیرے پاس آئین تو تو نے
اُن کو بھلا دیا۔ اور اسی طرح آج تو بھی بھلا یا جائیگا (خبر نہ لیجائیگی) اور جو شخص حد سے بڑہ چلا

سله عبد الرزاق و سعید بن منصور و مسدد اپنی مسند مین و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم
و ابن مردویہ و حاکم اور تصحیح بھی کی اور بیہقی کتاب عذاب قبر مین ان سبہون نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ
سے مرفوعًا روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ معیشۃ ضنکا عذاب قبر ہے اور ابن ابی شیبہ و بزار و ابن منذر
و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و حاکم ایک دوسری وجہ سے ان سبہون نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا معیشۃ ضنکا عذاب قبر ہے۔ اسکے جیسے اور بھی روایات ہین در منثور دیکھو ١٢
سله بعضون نے کہا کہ بصیرت کا اندہا ہونا ہے۔ چنانچہ ابو صالح اور مجاہد نے فرمایا کہ اعمی عن الحجۃ اور ایک
دوسری روایت مین مجاہد سے بینائی کا اندہا ہونا مروی ہے یعنی دنیا مین مجھے بینائی تھی یہان کیون اندہا کیا۔
ابو جعفر طبری یعنے ابن جریر یہ سب اقوال نقل کر کے فرماتے ہین کہ جب خدا نے کسی معنی کی تخصیص نہین فرمائی ہے
تو وہ اپنے عموم پر ہے یعنے اندہا ہونا عام ہے بینائی بھی مسلوب ہوگی اور اُسکے لئے کوئی حجت بھی نہ ہوگی۔ سله
یعنے جس طرح تو نے دنیا مین ہماری آیات کو بھول گیا اور تو اُسکو چھوڑ دیا اور روگردان ہو گیا آج ہم بھی
تجھے بھول جاتے ہین گے اور آگ مین چھوڑ دینگے چنانچہ ابو صالح اور مجاہد نے اسی طرح فرمایا (یعنے ایسی چھوڑ دینگے
جس طرح بھولی چیز چھوڑ دی جاتی ہے) (ابن جریر) مسئلہ قرآن کا نسیان باوجودیکہ اس کے معنی یاد ہوان

اور اپنے پروردگار کی آیتون پر ایمان نہ لایا ہم اُسکو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہین۔ اور آخرت کا عذاب بہت ہی سخت اور دیرپا ہی۔ جب منکرون کی حشر کا ذکر ہوا تو دنیا مین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱۱) اور اُس کے موافق عمل ہو تو وہ اس وعید خاص مین داخل ہین۔ لیکن ایسے شخص کے لئے بھی حدیث مین وعید آئی ہے امام احمدؒ نے سعد بن عبادہؓ سے اور ایک دوسری سند سے عبادہ بن صامتؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہین کوئی مرد کہ اُس نے قرآن پڑہا پھر اسکو بھولا مگر یہ کہ اللہ تعالی سے جب ملیگا تو اس حال سے ملیگا کہ وہ بالکل جذام مین مبتلا ہوگا۔ (ابن کثیر) عالمگیری مین ہے کہ جس بھولنے پر یہ عذاب ہے ایسا بھولنا ہے کہ مصحف مین دیکھ کر بھی نہ پڑہ سکے۔ لیکن احتیاط یہ ہے کہ جو حفظ کیا ہے اُسکو نہ بھولے تفسیر عرائس مین ہے کہ یہ جو زلت و لغزش آدم علیہ السلام سے ہوی اُسکے ساتھ ہی اصطفائیت ازلیہ بھی موجود تھی اسلئے وہ قدیم اصطفائیت غالب ہوی۔ اور لغزش مذکور اُسکے مقابلہ مین مٹ گئی کیونکہ قبولیت ازلی کے ساتھ کوئی معصیت ضرر نہین کرتی بلکہ اجتبائیت ازلیہ اُس پر اور علاوہ ہوگئی شیخ ابن عطا نے فرمایا کہ عصیان کے نام سے مذمت ہے ولیکن اصطفائیت و اجتبائیت کے نام ایسے ہین کہ یہ دونون لقب موجود ہوتے ہوے حضرت آدم علیہ السلام کو کسی حال مین کوئی مذمت لاحق حال نہین ہوتی۔ اور یہ بھی آپ پر لطف و کرم الٰہی ہے کہ بوجہ اُس ذلت کے دنیا مین سخت مجاہدات و ریاضت مین گرفتار کیا۔ اور دوسرے لوگون سے معاصی کا صدور دنیا مین ہوا کہ تو انکی سزا آخرت پر ہے کیونکہ دنیا کی تکلیف و مشقت آسان ہے (مولانا عصام الدین نے ذکر کیا کہ مین نے تفاسیر مین دیکھا کہ شجرہ جس سے آدم علیہ السلام نے کھایا وہ شجرۂ علم ہے۔ مجھے ایک مدت تک اسکی فکر بھی کہ اسکے کیا معنی ہین پہر ایک روز مین نے خواب مین دیکھا کہ گویا مجھے آسمان پر لے گئے وہان آدم علیہ السلام سے ملکر عرض کی تو آپنے فرمایا کہ مجھے مشاہدہ سری کا حکم تھا اور اُس شہود سے بجانب علوم التفات کرنے کی ممانعت تھی پھر مین نے وسوسۂ شیطان سے ایکمرتبہ معرفت علمی کے ساتھ صفات کمالیہ کا مشاہدہ چاہا تو عتاب مذکور ہوا۔ ملا علی قاری نے کہا کہ یہ قول مناسب باشارات ہے نہ موافق

جو کچھ اُنکا حال ہوا ہی عبرت لینے کے لئے اُسکو بھی بیان فرماتا ہے۔ اَفَلَمۡ یَھۡدِ لَھُمۡ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱۲) بہ تفسیر مظہری) ثُمَّ اجۡتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيۡهِ وَهَدٰى ○ جب آدم علیہ السلام کو دریاے حجاب و امتحان مین غرق کیا تو قطب آدم علیہ السلام پر تجلی فرمائی اور اُسمین سواے شوق لقاے رحمن کے کچھ نہین تھا تو اپنی ذاتی تجلی سے سرفراز کیا۔ اور اس فرقت مین یاد کے عوض اصطفائیت قدیم پر اجتبائیت جدید زائد فرمائی اور خود انکی جانب رجوع فرمایا کیونکہ قدیم کو حدوث لاحق نہین ہوتا یعنے حدوث کو خود مجال لحوق نہین۔ اور کہان حدوث جسکے واسطے کہان کا نام ہی نہین اور کہان اور جہان سب اُسکی مخلوقات ہین پس حق عزوجل نے خود اپنی توجہ فرمائی کشف جمال و جلال سے سرفرازی دی۔ اور ہمیشہ حق عزوجل کی عنایت اُنپر مبذول رہی کیونکہ صفات الٰہی مین تغیر نہین اس لئے انکو خود معذور فرمایا کہ بھول گئے اور ہم نے اُن کے لئے عزم نہ پایا اور کس طرح وہ مخالفت پر عزم کرتے اسلئے کہ وہ پردۂ عصمت مین مستور اور قبضۂ قدرت مین معصوم تھے۔ اور جب نفس کو کشف عیوب دیا گیا اور علم کا باب مفتوح ہوا تو اُس مکاشفہ سے بجانب مشاہدۂ علمی و امتحان نفس زمین پر نازل فرمایا پھر فرمایا کہ جو میری ہدایت پر چلا نہ وہ بھٹکیگا اور نہ آخرت مین شقی ہوگا۔ شیخ سہل نے فرمایا کہ اتباع سے مراد اقتدائے کتاب الٰہی و سنت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم ہے پھر بیان فرمایا کہ جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو اُسکو تنگی کی گذران ملیگی یعنے جس نے طریق الہام و یاد الٰہی سے منہ موڑا وہ انوار سے محجوب ہوا اور جو نور ذکر سے محجوب ہوا وہ نور مشاہدۂ حق سے محروم ہوا اور اُسکی ناپاک زندگی ظلمت مین ہے اُسکا رزق تنگ رہے اور جو شخص محجوب ہوا اُسکی زندگی سے بدتر کسکی زندگی ہوگی شیخ جعفر نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالی کو پہچانتے تو کبھی اُس سے روگردان نہ ہوتے اور جس نے اعراض کیا وہان سے مردود ہوکر کھانے کپڑے جورو بچون وغیرہ مین گرفتار کیا گیا بعض نے کہا کہ تنگی عیش یہ ہے کہ اہل ذکر کے ساتھ صبر نہین کرسکتا اور بعض نے فرمایا کہ طاعات پر مداومت کرنے مین دل تنگ ہوتا ہی پھر معیشت آخرت کی تنگی بیان فرمایا کہ ہم اُسکو قیامت کے دن اندھا اٹھائینگے۔ بکلمات حضرت علی رضی اللہ عنہ مین ہے کہ جس نے دنیا مین اللہ تعالی کو نہین پہچانا وہ آخرت مین بھی اُسکو نہین پہچانیگا الخ۔ یَھۡدِ لَھُمۡ اسکا فاعل مضمون قول الٰہی کَمۡ اَھۡلَکۡنَا ہے۔ ابو البقا نے کہا کہ فاعل اہلکنا ہے جس پر اہلکنا دال ہے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ اُس مین ضمیر اللہ یا رسول کی طرف راجع ہو۔ اور کم خبریہ اہلکنا کا مفعول ہے

كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ٥ کیا لوگون کو اس سے ہدایت نہوی کہ اُن سے پہلے ہم نے

کتنی جماعتون کو ہلاک کرڈالا یہہ لوگ اُن ہی کے رہنے کی جگہون مین چلتے (پھرتے) ہین

اسمین عقل والون کے لئے بہتیری نشانیان ہین۔ قتادہ نے فرمایا کہ جب قریش شام کو

تجارت کیواسطے جاتے ہین تو عاد و ثمود وغیرہ کی بستیون سے گذرتے ہین۔ اور اُن کو

خراب و ویران دیکھتے ہین کہ اُنکا کچھ نشان نہین اس لئے فرمایا کہ اس سے عبرت لیکر ہدایت

نہین پاتے۔ کیونکہ وہ بھی انھین کی طرح کفر کرتے تھے۔ آخر جو اُن کے ساتھ ہوا وہی

اِن کے ساتھ بھی ہوگا۔ جب گذشتہ لوگون کے ہلاک سے ڈرایا اب سبب تاخیر عذاب

بیان فرمایا ہے۔ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ۗ اور (اے پیغمبر)

اگر ایک بات نہوتی جو تمھارے پروردگار سے پہلے صادر ہو چکی ہے (کہ قبل اتمام مدت و حجت عذاب

نہ کریگا) اور وقت معین نہ ہوتا (یعنی قیامت) تو (ابھی عذاب) لازم ہو جاتا۔ جب

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦١٣) اخرج ابن المنذر و ابن ابی حاتم عن ابن عباس فی قولہ اعلم بما لہم قال الم نبین لہم (در)
النھٰی۔ نُہیۃ کی جمع ہے جس کے معنی عقل کے ہین۔ چونکہ مُوضِع ضرر سے وہ نہی و منع کرتی ہے اس لئے اُسکا نام نہیہ ہے۔ ابن جریر نے ابن
عباس سے کہ اولی النہی متقی ہین۔ اور قتادہ سے کہ وہ اہل ورع ہین ۱۲ ابن ابی حاتم (در) و ابن جریر۔ لزاما۔ لزام مصدر ہے (مبالغہ
کیلئے وصف کیا گیا ہے) کہا جاتا ہے لازم فلان فلانا یلازمہ ملازمۃ ولزاما اذا لم یفارقہ و معنی الکلام
ولولا کلمۃ سبقت من ربک واجل مسمی لکان لزاما (ابن جریر) ۱۲ عن قتادۃ الاجل المسمی
الساعۃ لان اللہ یقول بل الساعۃ موعدھم (ابن جریر) عقیدہ اللہ تعالیٰ چونکہ خالق د

ع ۱۴

عقیدہ ۔ خداوند تعالیٰ کے کلام کو غیر مخلوق کہتے ہین۔

اپنے نبی کو اس بات سے آگاہ فرما دیا کہ کسی کو قبل پوری ہونے مدت کے ہلاک نہین فرماتا

اس لئے آپکو اس طرح تسلی دیتا ہے۔ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ

رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَ

اَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ٥ پس (اے پیغمبر) اون باتون پر جو کافر

کہتے ہین صبر کرو۔ اور اپنے رب کی تسبیح کرو حمد کے ساتھ سورج نکلنے سے پہلے اور ڈوبنے سے

پہلے (یعنے نمازین پڑہو) اور رات کے گھڑیون مین بھی تسبیح کرو اور دن کے طرفون مین

بھی تاکہ تم خوش ہو جاؤ۔ ابن عباس نے فرمایا کہ قبل طلوع و قبل غروب آفتاب

ترضٰی
شعبہ اور کسائی بلات ضمہ تا کے یعنے تم خوش کئے جاؤگے یعنے خدا آپ کو آپ کی عبادت و طاعت سے خوش کردیگا۔ فتح تا سے یہ معنے ہین کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اسقدر ثواب عنایت فرمائیگا کہ آپ خوش ہو جاوینگے دونو معنے متقارب ہین کیونکہ جب حضرت کو اللہ خوشنود کرے گا تو خود بھی اون سے خوشنود ہے اور جب وہ راضی ہوا تو حضرت کو بھی خوشنود کیا ۱۲ –

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦١٤) مالک ہے اوسکو اختیار ہے کہ بغیر علت و سبب کے جسکو چاہے فضل و رحمت کے لئے
خاص کرے اور جسکو چاہے عذاب کرے۔ اسلئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فعل کے لئے علت ہوتی تو دو حال سے خالی نہین
یا تو علت قدیم ہوتی یا حادث۔ اگر یہ علت قدیم ہوتی تو فعل بھی قدیم ہو جاتا حالانکہ ایسا نہین اور اگر علت حادث ہوتی
تو اس علت کے لئے ایک دوسری علت چاہئے یہانتک کہ سلسلہ قدیم پر منتہی ہو کیونکہ غیر متناہی سلسلہ باطل ہے۔ جب یہ
دونو نہین ہو سکتے تو معلوم ہوا کہ بلا علت خدا تعالیٰ کی خود مختاری و مالکیت سے اسطرح ہوتا ہے (کبیر) واجل
عطف کلمۃ پر ہے فاصبر۔ صبر سے مراد عدم اضطراب ہے نہ ترک قتال تا آیت منسوخ ہو جاوے اور یہ فا سببیہ ہے اسے
اذا لم تعذبھم عاجلا فاصبر ۱۲ ابن کثیر نے کہا کہ آناء اللیل کے مقابلہ مین اطراف النہار ہے جس سے ساعات
شب اور اوقات روز مراد ہے۔ خفاجی نے کہا یہان فعل کو جار مجرور سے موخر کیا اُسکے اہتمام کے لئے کیونکہ وہ نفس کے
آرام کا وقت ہے اور آناء کا واحد انی بروزن غنی ہے ۱۲ عبد الرزاق و فریابی و عبد بن حمید و ابن منذر و ابن
ابی حاتم (در) –

تسبیح کرنے سے غرض فرض نمازین ہین۔ بعضے علمانے کہا کہ قبل طلوع اور قبل غروب
مین تمام رات اور تمام دن آگیا تو پانچون فریضہ نمازین ان مین آگئین اور رات کے
گھڑیون اور دن کے طرفون سے مراد نوافل ہین جس مین تہجد اور فرض کے ساتھ کی
سُنتین بھی داخل ہوگئین بعد ترغیب امور دینیہ کے زینتِ دنیویہ کی جانب
میل کرنے سے منع فرماتا ہے۔ وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا
مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۙ۬ لِنَفْتِنَهُمْ فِیْهِ ؕ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی۔ ع ۱۴

متعنا۔ متضمن معنی اعطینا کو ہے تو ازواجاً مفعول اوّل اور زهرة دوسرا مفعول قال الرازی ومتعنا به
ای الذذنا به والامتاع الالذاذ بمایدرك من الحواس الظواهرة یقال امتعه امتاعا و
متعه تمتیعا قال البیضاوی وازواجا منهم ای اصنافا من الکفرة قال القنوی اشار الی
ان من بیانیه ای الاصناف هم الکفرة قال الرازی وهی من المزاوجة بین الاشیاء وهی
المشاکلة وذلك لانهم اشکال فی الذهاب عن الصواب قال ابن جریر الطبری ولا تنظر
الی ما جعلنا الضرباء لهؤلاء المعرضین عن ایات ربهم واشکالهم متعة فی حیاتهم الدنیا
یتمتعون بها من زهرة عاجل الدنیا ونضرتها لنفتنهم فیه یقول لنختبرهم فیما متعناهم
به ونبتلیهم فان ذلك فان زائل الخ قال البیضاوی ویجوز ان یکون حالا من الضمیر فی به
والمفعول منهم ای الی الذی متعنا به وهو اصناف بعضهم او ناسا منهم فقیر کہتا ہے کہ ابن
کثیر نے بھی اسی معنی کو اختیار کیا تو من تبعیضیہ ہوگا اسی لحاظ سے ہم نے دونون معنے لکھے۔ زهرة قال
قتادة زینة الحیاة الدنیا اخرجه ابن ابی حاتم (درّ وابن جریر)

اقسام کے کافرونکو دنیا کی آرائش دے رکھی ہے۔

اور (اے پیغمبر) تم اپنی نظر اوس چیز کی طرف نہ دوڑاؤ جو ہم نے انکو دنیا کی آرائش ہر قسم
کی دے رکھی ہے تاکہ ہم اون کو اُس مین آزمائین۔ اور تمھارے پروردگار کا رزق بہتر
اور زیادہ پائیدار ہے۔ شانِ نزول[1] اس آیت کا اس طرح ہے کہ آنحضرت نے ایک
مہمان کی ضیافت کے لئے کسی یہودی سے آٹا قرض طلب فرمایا تھا تو اُس نے بغیر رہن کے
دینے سے انکار کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہوئے تو یہ آیت تسلی کیلئے اُتری
یعنے خدا کا رزق اونکی زینتِ دنیا سے بہتر اور ہمیشہ ہے جسکو زوال نہین حضرت[2] عروہ بن
زبیر رضی اللہ عنہ جب اہل دنیا کے پاس جاتے اور دنیا کی کوئی زینت نظر پڑ جاتی تو گھر مین داخل
ہوتے وقت یہ آیت وَلَا تَمُدَّنَّ الخ پڑھتے پھر کہتے کہ نماز پڑھو نماز پڑھو اللہ تعالے تم پر
رحم کرے بعد تسلیِ دنیا کے دینداری یعنے گھر والون کو بھی نماز کا حکم کرنے کیلئے تاکید
فرماتا ہے اور خود کو بھی ادا کرنا تا قال سے زیادہ حال کا اثر ہو وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ
وَاصْطَبِرْ عَلَیْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَالْعَاقِبَةُ
لِلتَّقْوٰی ۝ ۵۔ اور (اے پیغمبر) اپنے گھر والون کو نماز کا حکم کرو اور خود بھی اوس پر قائم
رہو۔ ہم تمسے روزی نہین مانگتے (بلکہ) ہم خود تم کو روزی دیتے ہین۔ اور پرہیزگاری کا
ہی انجام (بخیر) ہے رسول اللہ[3] صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے

[1] ابن ابی شیبہ و بزار و ابو داؤد و ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابو نعیم ابو رافع سے (در) [2] ابن منذر و ابن ابی حاتم (در)
[3] ترمذی و ابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

اے ابن آدم (سارے کام چھوڑ کر) میری عبادت کے لئے متوجہ ہو تو تجھے غنی کردونگا
اور تجھ سے فقیری دور کردونگا اور جو تو نے اسطرح نکیا تو تجھے پریشان کردونگا اور
تیری فقیری دور نکرونگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سارے غم
چھوڑ کر غم آخرت اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ اوسکو دنیا کا غم نہ دیگا اور جسکے ساتھ احوال
دنیا کے متفرق غم ہے تو اللہ تعالیٰ پروا نہین کریگا کہ وہ کسی غم مین بھی ہلاک ہو جائے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکو غم دنیا ہو تو اللہ تعالےٰ اوسپر اوسکا کام
متفرق اور محتاجی کو روبرو کردیتا ہے اور اوسکے پاس دنیا اوسیقدر آتی ہے جو
اوسکے لئے لکھا گیا ہے اور جس شخص کی نیت آخرت ہو تو اللہ تعالےٰ اوسکے کام کو
جمع کردیتا ہے اوسکا دل غنی بناتا ہے اور دنیا اوسکے پاس ذلیل ہو کر آتی ہے سفیان
ثوری راہ سے جارہے تھے۔ آپ کے رفیق نے کسی امیر مالدار کے مکان پر نظر ڈالی تو
حضرت سفیان نے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ لوگ اسیواسطے اسباب و مکانات اور
گھوڑے گاڑیان اور لباس و آرایش رکھتے ہین کہ تا لوگ ونکی طرف دیکھین تو جسنے
دیکھا اوس نے اونکی غرض پوری کردی اور اون کے معصیت مین معاون و مددگار
ہوا اور اونکی تحسین سے خود مبتلائے ظلمت ہوا۔ اکثر بزرگان دین نے ظالمونکی

ع ۱۴

۱؎ ابن ماجہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ۲؎ ابن ماجہ حضرت زید بن ثابت سے ۱۲ ۳؎ قوت القلوب ۱۲

عمارات اور اونکی سواریان دیکھنے سے ممانعت کی ہے ابن کثیر نے لکھا کہ اس آیت
سے معلوم ہوا کہ مرد اپنے اہل کو نماز کا حکم کرے اور جو بی بی خاوند کی نماز مین اعانت
کرے وہ بہت اچھی ہے۔ اُسکے حق مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا دی ہے
اور حضرت اسمٰعیل کی صفت كَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ مین اسی طرح فرمایا۔ اور
جب یہ آیت اُتری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ مہینہ تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کے دروازہ پر تشریف لیجاتے اور اسطرح فرماتے اَلصَّلٰوةَ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِنَّمَا
يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا اس نصیحت
کے بعد ایک اونکا شبہ ذکر فرماکے اوسکا جواب دیتا ہے وَقَالُوْا لَوْلَا يَأْتِيْنَا
بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ اَوَلَمْ تَأْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ٥ وَلَوْ
اَنَّا اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَا اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا
رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ٥ اور کافر کہتے ہین
(کہ یہ پیغمبر) اپنے پروردگار کی طرف سے ہمارے پاس کوئی نشانی (اپنی صداقت
پر) کیون نہین لاتا۔ کیا اگلی کتابون کی نشانی ان کے پاس نہین آئی (یعنی قرآن

لَمْ يَأْتِهِمْ ابن کثیر و ابن عامر و شعبہ و حمزہ و کسائی اسکو یا سے پڑھتے ہیں ۱۲

۱؎ ابن مردویہ و ابن عساکر و ابن نجار ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے (در) گویہ بات مدینہ منورہ مین ہوئی
اور یہ سورہ مکیہ ہے تو ہوسکتا ہے کہ یہان بھی آپ نے حکم کی تعمیل کی ہو اور پھر وہان بھی۔ ۱۲ ۲؎ معجزات تو
آنحضرت سے بہت ہوئے ہین لیکن یہان اعظم معجزات کو بیان فرمایا کہ جنکو لکھنا پڑھنا نہین آتا وہ تمام کتب

اور اگر ہم رسول بھیجنے سے پہلے کسی عذاب سے ہلاک کردیتے تو (روز قیامت) کہتے کہ
اے رب ہمارے تونے ہمارے طرف کوئی رسول کیون نہین بھیجا کہ ہم ذلیل و رسوا
ہونے سے پہلی تیری آیات کے پیروی کرتے جب اسباب سے آگاہ فرما دیا کہ انکا
ایمان ممتنع اور اونکا جدال غیر منقطع ہے۔ کیونکہ یہ کفر و عناد پر اڑے ہوے ہین۔
ہدایت مین اسطرح کے عیب لگاتے ہین اگر قبل ہدایت عذاب کرین تو ظلم کا شور
مچاتے ہین اب آپ کیا کروگے صرف اسقدر کہدو۔ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ
فَتَرَبَّصُوْا فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى

ع ۵ / ۱۴

(اے پیغمبر) کہدو ہر ایک منتظر ہے سو تم بھی منتظر رہو پھر تم جان لوگے کہ سیدہی راستے
والے کون ہین اور کس نے راہ پائی۔ یعنے جب قیامت ہوگی اُسدن
معلوم ہوجائے گا کہ کون حق پر ہین اور کون کامیاب ہوتے ہین۔ تم یا ہم۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱۹) (۱) متقدمہ کے اخبارات اس فصاحت وبلاغت سے بیان فرما رہے ہین
چنانچہ صحیحین مین ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نبی ہوا ہے اُسکو ضرور آیات مین
سے اسقدر دیا گیا ہے کہ اُن جیسی آیات پر بشر ایمان لائے۔ اور مین تو جو دیا گیا ہون وہ خالص
وحی ہے کہ اللہ تعالے نے مجھے وحی فرمائی ہے سو مجھے امید ہے کہ اُن سب سے زیادہ میرے تابعین قیامت
کے روز ہونگے ۱۲ السوی۔ قال السدی العدل۔ اخرجہ ابن ابی حاتم (د س)۔
مَنْ۔ دونون جگہ واسطے استفہام کے ہے اور محلاً مرفوع بہ سبب ابتدا کے ہے (بیضاوی)
الحمد للہ کہ پارہ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَكَ اور سورۂ طٰہٰ تمام ہوا۔ اسکے بعد پارۂ اقترب ہے۔

ا

فہرست قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ جزو شانزدہم تفسیر قادری المعروف باسم تاریخی تفسیر کشف القلوب

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۳۶	حضرت خضر کی کرامت کہ آپنے دیوار پر ہاتھ پھیر کر سیدہی کردی۔		حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے۔		خلدون سے۔
۳۳۸	حضرت خضر ولی تھے۔	۳۵۵	وجہ تسمیہ تصوف وصوفی	"	اسم صوفی زمانہ تابعین سے ہے
۳۳۹	حضرت خضر سلطان الاولیا رضی اللہ عنہا کے وعظ مین آتے تھے۔	۳۵۶	الغزالی مصنفہ شبلی نعمانی کے دندان شکن جوابات۔	۳۶۵	بیان سلوک۔
۳۴۰	حضرت خضر نے فرمایا کہ سلطان الاولیا کا سب اولیا ادب کرتے ہین۔	۳۵۷	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے کتب فلاسفہ کا غرق کردیا جانا۔	۳۶۶	عابد کو صرف فقہی علم سے عبادت کی درستی منظور ہے مرید کو اسکے علاوہ نتائج عبادات مطلوب ہے۔
"	علم دو قسم پر ہے ظاہری و باطنی۔	"	مشابہت مشائین بہ علما ظاہر و اشراقیین بہ صوفیہ۔	۳۶۷	علم شریعت کے دو قسم۔ ایک فقہا کے لئے دوسرا صوفیہ کے لئے۔
۳۴۳	دلائل الہام۔	۳۵۸	نعمانی صاحب کا پیر نیچر کی اتباع سے امام غزالی پر الزام لگانا۔	"	ترجمہ عبارت ابن خلدون مین مصنف الغزالی کا ہاتھ چالاکی کرنا۔
۳۴۶	تعریف تصوف۔	۳۵۹	فضائل احیاء العلوم۔	۳۶۹	فضیلت علم صوفیہ
۳۴۷	تصوف کے معنے بطور اشارات مختلف بزرگونسے	۳۶۱	طریقہ تصوف اور صوفی کا لقب کب سے شروع ہوا	۳۷۲	مدح رسالہ قشیریہ۔
۳۵۳	تصوف کی جامع تعریف	۳۶۴	علم تصوف کی تعریف ابن	۳۷۵	علم طریقت کا فرض عین ہونا۔

صفحہ	مضمون
۳۷۷	علمائے ظاہر کا فضیلت علمائے باطن پر مقر ہونا۔
۳۷۸	مدح علم باطنی۔
۳۷۹	بیان علوم دراست و علوم وراثت۔
۳۸۰	علوم صوفیہ۔
۳۸۱	فائدۂ مطالعہ۔
۳۸۲	قلب کا لوح محفوظ سے مقابلہ۔
۳۸۳	علم باطن علم ظاہر سے جدا نہین۔
״	نقل حضرت بایزید بسطامی
۳۸۴	حضرت احمد بن ابی الحواری کا کتب کو دہو ڈالنا۔
۳۸۵	اقسام سالک۔
״	مناظرۂ علمائے ظاہر و اہل باطن۔
۳۸۷	حقیقت خواب۔
״	معائنۂ عالم ارواح بیداری

صفحہ	مضمون
۳۹۰	علم ظاہر صفائی باطن کے لئے حجاب ہے۔
۳۹۲	فرضی صوفیون کی مذمت
۳۹۳	ہر صوفی ہر عالم سے افضل نہین
۳۹۴	فضیلت متصوف۔
۳۹۵	کرامت حضرت سیدنا عمر و صدیق اکبر رضی اللہ عنہما۔
۳۹۶	صوفیہ کے متعلق ابن خلدون کا بیان۔
۳۹۸	تصوف خلاصۂ اعمال عبدیہ ہے طبقات کبریٰ سے۔
۳۹۹	فخر الدین رازی کو شیخ اکبر کی نصیحت۔
۴۰۰	اولیا و برگزیدہ لوگون پر مخلوق کا تسلط ہونا۔
۴۰۳	مقامات عشرۂ حضرات صوفیہ
۴۰۴	قصۂ حضرت ذوالقرنین
۴۰۵	ذوالقرنین دو ہین
۴۰۶	وجہ تسمیۂ ذوالقرنین۔

صفحہ	مضمون
۴۰۸	سفر ذوالقرنین۔
۴۱۴	وجود یاجوج ماجوج اعتقاد مین داخل ہے۔
۴۱۵	تیاری دیوار۔
۴۱۶	خروج یاجوج ماجوج
۴۱۷	تفسیر قادری کی مقبولیت کی نشانی۔
۴۲۰	جنت فردوس کا بیان۔
۴۲۲	افضلیت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم۔
۴۲۳	ایک بے ادب سے مباحثہ
۴۲۵	باوصاف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بے محل یا نازل سے بیان کرنا گستاخی ہے انکو تعزیر دینی چاہیے
۴۲۷	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین جو قصداً بے ادبی کرے وہ کافر ہے۔ اس کے

صفحہ	مضمون
	قتل پر اجماع ہے۔
۴۲۷	اصل عبارت شفا شریف
۴۲۸	ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا کی تفسیر۔
۴۲۹	بیان ریا۔
۴۳۰	اقسام ریا۔
۴۳۳	مقدمہ ریا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوذر و ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کا استفسار۔
۴۳۵	نجاشی بادشاہ کا سورۂ مریم سننا اور کہنا کہ یہ اور وہ کلام جو عیسیٰ پر اترا تھا دونو ایک ہی طاق سے ہین۔
״	لطیفہ
۴۳۶	سورۂ مریم
۴۳۹	حضرت زکریا علیہ السلام کا تین رات دن سکوت

صفحہ	مضمون
۴۴۰	حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بچون کا کھیلنے کے لئے بلانا اور انکا جواب۔
۴۴۱	مخلوق کو تین وقت مین وحشت ہونا۔
״	قصۂ زکریا علیہ السلام
۴۴۲	شہادت زکریا علیہ السلام
۴۴۳	بیان حضرت یحییٰ علیہ السلام
۴۴۴	شہادت حضرت یحییٰ علیہ السلام
۴۴۵	بی بی مریم علیہا السلام کا جبریل علیہ السلام سے گفتگو کرنا۔
۴۴۷	اقسام پیدائش مخلوق۔
۴۴۸	جبریل علیہ السلام کا بی بی مریم کے گریبان مین نفخ کرنا۔
۴۴۹	پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔
״	نکتۂ خصوصیت درخت خرما

صفحہ	مضمون
۴۵۰	بی بی مریم کا روزہ رکھنا
۴۵۲	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جہولے مین بات کرنا۔
۴۵۴	ثبوت میلاد و سلام۔
۴۵۴	مرزا قادیانی کے خیالات باطلہ۔
۴۵۵	مباہلہ اسوقت بھی مشروع ہے
״	بیان رفع مسیح علیہ السلام
۴۵۷	قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
۴۵۸	آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ نہین چچا ہین۔
۴۵۹	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا توحید کی طرف آذر کو بلانا۔
۴۶۱	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اون کو چھوڑ کر علیحدہ ہونا
۴۶۲	قصۂ موسیٰ علیہ السلام
״	تعداد اولو العزم پیغمبر علیہم السلام۔

صفحہ	مضمون
۳۷۷	علمائے ظاہر کا فضیلت علمائے باطن پر مقر ہونا۔
۳۷۸	مدحِ علمِ باطنی۔
۳۷۹	بیان علومِ دراست و علومِ وراثت۔
۳۸۰	علومِ صوفیہ۔
۳۸۱	فائدہ مطالعہ۔
۳۸۲	قلب کا لوحِ محفوظ سے مقابلہ۔
۳۸۳	علمِ باطن علمِ ظاہر سے جدا نہیں۔
؍؍	نقلِ حضرت بایزید بسطامی۔
۳۸۴	حضرت احمد بن ابی الحواری کا کتب کو دھو ڈالنا۔
۳۸۵	اقسامِ سالک۔
؍؍	مناظرۂ علمائے ظاہر و اہلِ باطن۔
۳۸۷	حقیقتِ خواب۔
؍؍	معائنۂ عالمِ ارواح بیداری
۳۹۰	علمِ ظاہر صفائی باطن کے لئے حجاب ہے۔
۳۹۲	فرضی صوفیوں کی مذمت
۳۹۳	ہر صوفی ہر عالم سے افضل نہیں
۳۹۴	فضیلتِ متصوف۔
۳۹۵	کرامت حضرت سیدنا عمر و صدیق اکبر رضی اللہ عنہما۔
۳۹۶	صوفیہ کے متعلق ابنِ خلدون کا بیان۔
۳۹۸	تصوف خلاصۂ اعمالِ عبدیت طبقاتِ کبریٰ سے
۳۹۹	فخر الدین رازی کو شیخِ اکبر کی نصیحت۔
۴۰۰	اولیا و برگزیدہ لوگوں پر مخلوق کا تسلط ہونا۔
۴۰۳	مقاماتِ عشرۂ حضراتِ صوفیہ
۴۰۴	قصۂ حضرت ذوالقرنین۔
۴۰۵	ذوالقرنین دو ہیں۔
۴۰۶	وجہِ تسمیۂ ذوالقرنین۔
۴۰۸	سفرِ ذوالقرنین۔
۴۱۴	وجودِ یاجوج ماجوج اعتقاد میں داخل ہے۔
۴۱۵	تیاریِ دیوار۔
۴۱۶	خروجِ یاجوج ماجوج
۴۱۷	تفسیر قادری کی مقبولیت کی نشانی۔
۴۲۰	جنتِ فردوس کا بیان۔
۴۲۲	افضلیتِ خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم۔
۴۲۳	ایک بے ادب سے مباحثہ
۴۲۵	اوصافِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بے محل یا نازل سے بیان کرنا گستاخی ہے اُنکو تعزیر دینی چاہیے
۴۲۷	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جو قصداً بے ادبی کرے وہ کافر ہے۔ اُس کے

صفحہ	مضمون
	قتل پر اجماع ہے۔
۴۲۷	اصل عبارت شفا شریف
۴۲۸	ولا یشرک بعبادة ربه احدا کی تفسیر۔
۴۲۹	بیان ریا۔
۴۳۰	اقسام ریا۔
۴۳۳	مقدمہ ریا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو ذر و ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کا استفسار۔
۴۳۵	نجاشی بادشاہ کا سورۂ مریم سننا اور کہنا کہ یہ اور وہ کلام جو عیسیٰ علیہ السلام پر اترا تھا دونوں ایک ہی طاق سے ہیں۔
؍؍	لطیفہ
۴۳۶	سورۂ مریم
۴۳۹	حضرت زکریا علیہ السلام کا تین رات دن سکوت
۴۴۰	حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بچوں کا کھیلنے کے لئے بلانا اور اونکا جواب۔
۴۴۱	مخلوق کو تین وقت میں وحشت ہونا۔
؍؍	قصۂ زکریا علیہ السلام
۴۴۲	شہادتِ زکریا علیہ السلام
۴۴۳	بیانِ حضرت یحییٰ علیہ السلام
۴۴۴	شہادتِ حضرت یحییٰ علیہ السلام
۴۴۵	بی بی مریم علیہا السلام کا جبریل علیہ السلام سے گفتگو کرنا۔
۴۴۷	اقسامِ پیدائشِ مخلوق۔
۴۴۸	جبریل علیہ السلام کا بی بی مریم کے گریبان میں نفخ کرنا۔
۴۴۹	پیدائشِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔
؍؍	نکتۂ خصوصیتِ درختِ خرما
۴۵۰	بی بی مریم کا روزہ رکھنا
۴۵۲	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جھولے میں بات کرنا۔
۴۵۳	ثبوتِ میلاد و سلام۔
۴۵۴	مرزا قادیانی کے خیالاتِ باطلہ۔
۴۵۵	مباہلہ اسوقت بھی مشروع ہے
؍؍	بیانِ رفعِ مسیح علیہ السلام۔
۴۵۷	قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
۴۵۸	آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ نہیں چچا ہیں۔
۴۵۹	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا توحید کی طرف آذر کو بلانا۔
۴۶۱	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اون کو چھوڑ کر علیحدہ ہونا۔
۴۶۲	قصۂ موسیٰ علیہ السلام
؍؍	تعدادِ اولوالعزم پیغمبر علیہم السلام۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۶۳	قصۂ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام۔	۴۸۴	خداوند عالم کا غضب میں آنا۔ ملک الجبال کا حضور سے عرض کرنا۔	۵۰۱	اللہ تعالےٰ کی رحمت تامہ اور عامہ ہونیکا بیان۔
۴۶۴	قصۂ ادریس علیہ السلام	۴۸۵	لا یملکون الشفاعۃ کی تفسیر۔	۵۰۳	کسی شیخ کا جامع نصیحت کرنا۔
۴۶۵	خصوصیاتِ ادریس علیہ السلام۔	۴۸۶	عہد نامہ۔	۵۱۴	حکایتِ حاتم اصم۔
۴۶۷	تاکید نماز۔	۴۸۸	اللہ کے محبوب کو آسمان و زمین والونکا چاہنا۔	۵۱۵	بندہ کا علم خدا کے علم سے علیحدہ ہونا۔
۴۶۸	جنت کے اوصاف	۴۸۹	ہر عمل کا مدار نیت پر ہونا	۵۲۰	بیانِ مہربانی اللہ تعالےٰ
۴۷۰	حضرت سید الاولیاء رضی اللہ عنہ کے زمانۂ ریاضت کے حالات۔	۴۹۱	سورۂ طٰہٰ۔	۵۲۳	کس دعوت میں جانا بہتر ہے
۴۷۴	ذکرِ صراط۔	"	نکات لفظ طٰہٰ۔	۵۲۶	انسان کے متعدد اطوار
۴۷۵	مومنین کی شفاعت	۴۹۳	ذاتِ مصطفوی صلے اللہ علیہ وسلم کا مظہر اتم ہونا۔	۵۳۱	اشیاء یا اعراض میں یا جواہر۔
۴۷۶	مومن کے نور سے دوزخ کی آگ بجھنا۔	۴۹۴	الرحمن علے العرش استوی کی تفسیر۔	۵۳۴	بحثِ ظہورِ حق۔
۴۸۱	گستاخی دین کے سبب سے غیرتِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کو جوش ہونا۔	۴۹۵	مصالحتِ حنبلی و اشعری	۵۳۵	ثبوتِ عینیت۔
۴۸۲	اور جب اپنی ذات کے لئے صبر فرماتے تو	۴۹۶	تعدادِ اسماء اللہ الحسنے	۵۳۹	ظالم و مظلوم کا باہم جنت میں جانا۔
		۴۹۹	ہر نام کا معنے اور اس سے بندہ کا متخلق و متصف ہونا	۵۴۱	مثالِ قدرتِ حق
				۵۴۴	معذرت
				۵۴۵	بحثِ ہو ہو۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۴۶	اقسامِ اسماءِ حسنے	۵۶۶	احساناتِ باری تعالےٰ موسے علیہ السلام پر۔	۶۱۰	ثبوتِ عذابِ قبر۔
۵۴۷	بندہ خُلقِ آلٰہی سے متصف ہوتا ہے مشابہ نہیں ہوتا۔	۵۶۸	تعلیم پر اجرت لینا۔	۶۱۱	مسئلہ قرآن کا نسیان گناہ ہے
"	دو ضد بعض اوصاف میں مشارک ہیں۔	۵۶۹	حکام کو ہدیہ لینا حرام ہے	۶۱۲	لغزشِ حضرت آدم علیہ السلام
۵۴۸	بیانِ معرفتِ آلٰہی۔	"	عالم و واعظ کو ہدیہ لینا جائز ہے	۶۱۴	عقیدہ خداوند عالم کے تمام کام بغیر علت کے ہیں
۵۴۹	معرفت باعتبارِ حیثیات مختلف ہوتی ہے۔	۵۷۰	مسئلہ جعالہ۔	۶۱۸	بیانِ ترکِ زینتِ دنیا۔
۵۵۰	اسماءِ آلٰہی نود و نہ نام میں منحصر نہیں۔	۵۷۴	نکتہ طبیعتِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم و کلیم علیہ السلام۔		
۵۵۱	اسم اذن پر موقوف ہے وصف نہیں۔	۵۷۸	جب مصدر موصوف یا معرّف باللام ہو تو عمل نہیں کرتا۔		
۵۵۴	قصۂ موسے علیہ السلام	۵۷۹	بحثِ انّ ھٰذٰن		
۵۵۵	عقیدۂ سماعِ کلامِ آلٰہی۔	۵۸۷	قصۂ موسے علیہ السلام بطورِ تصوف		
۵۵۶	مسئلہ ترتیب نماز۔	۵۹۶	سامری کا گوسالہ بنانا		
۵۵۷	مدح تفسیر ابن جریر۔	۶۰۱	ذکرِ لدنی		
۵۵۸	معنی حقائق الاشیاء ثابتۃ	۶۰۲	مصدر خود معروف و مجہول نہیں ہوتا۔		
۵۵۹	منافع عصاء	۶۰۸	بیانِ سجدہ۔		
۵۶۶	الہام موجب علم ہے۔				

معذرت

بوجہ مختلف مطابع کے بعض جاے تصحیح کامل ہو سکی حضرات ناظرین سے توقع کیجاتی ہے کہ اس صحت نامہ سے اوسکی تصحیح کرلین - اور اگر کسی نئی غلطی سے متنبہ ہون تو ہمکو بھی ایما فرمائین تا طبع ثانی مین اسکا بھی لحاظ کیا جاے۔

صحت نامہ تفسیر جزو شانزدہم ۱۶

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۳۹	۱۳	زمین بوالون	زمین والون	۳۹۲	۸	ایسی	جیسی
؍؍	۱۴	وخس	وخص	۴۰۶	۱	فَلز	فَلَذَ
؍؍	۱۸	پیادہ کی	پیادائی	؍؍	۱۲	موسوم ہو	موسوم ہوے
۳۴۰	۹	مَتَادِبُ	مُتَادِبُ	۴۰۸	۸	جالسے	چالسے
۳۴۲	۹	بَتَنَتُہٗ	بَنَتُہٗ	۴۱۳	۱۴	منبہ	منبّہ
۳۴۴	۱۰	فرقان	فرقان	۴۱۴	۱	ردی	رومی
۳۴۸	۱۳	رادیم	رویم	۴۱۷	۸	ایک میدا جمع	ایک میدان مین جمع
۳۵۲	؍؍	عَلِمِہٖ	عَدَمِہٖ	؍؍	۱۳	فِی الْحَیٰوۃ الدُّنْیَا	فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا
۳۵۵	۱۵	خرور	خرو	۴۱۸	۱۰	تھاالخ	الخ
۳۵۹	؍؍	نکو	مجھکو	۴۱۹	۱۷	خذوف	محذوف
۳۶۹	؍؍	الرصیۃ	الوصیۃ	۴۲۰	۱	وعدکا	وعدہ کا
۳۷۰	۲	دوقسم ہین	دوقسم کے ہین	۴۲۲	۱۵	زوسے	زور سے
۳۸۰	۱۱	مَشَارَقَهَا	مَشَارِقَهَا	۴۲۵	۲۱	بہ سب	یہ سب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۲۶	۱۳	غیب	عیب	۴۵۹	۱۸	تنخف	متخنف
۴۳۰	۱۷	نکرین	کرین	۴۵۹	۱۵	لَاَرْجُمَتَكَ	لَاَرْجُمَنَّكَ
۴۴۳	۴	لطابق	مطابق	۴۶۰	۲	قَال	قَال
۴۴۵	۹	اَنّی	اِنّی	۴۶۱	۳	اَعْتَزَلَهُمْ	اِعْتَزَلَهُمْ
۴۴۷	۱۱	پیدا کیا (۴)	پیدا کیا (۳) آدم علیہ السلام کو ہے مرد و عورت کے پیدا کیا۔ (۴)	؍؍	۵	جب الی آخرہ	جب الی آخر سطر جو خط ہے نکالدیا جاے
				۴۶۲	۵	فی الکلب	فی الکتب
؍؍	؍؍	روایت ہے	روایت ہے	۴۶۴	۱۴	رولت	روایت
				۴۶۵	۱	پرداہین	پردادا ہین
۴۵۱	۱۰	گذارے ہین	گذرے ہین	۴۷۰	۱۶	بندار	مبتدار
۴۵۴	۱۸	سڑلور	سڑاور	؍؍	۱۷	مینے	یعنے
۴۵۵	۷	نہتی	انتہی	۴۷۱	۵	مِتُ	مِتُّ
؍؍	۱۱	دیکی	دیکھا	؍؍	۴	محوہوجاے	محو ہو جائے
۴۵۷	۲	دوڑے	اڑے	؍؍	۲	مرجاوانگا	مرجاونگا
؍؍	۱۱ حاشیہ ملاحظہ ہو	پڑتے	ٹھہرتے	۴۷۲	۷	دومرا	دوسرا
؍؍	۱۴	صنق	صدق	؍؍	۱۱	گروہ مین اوسکو	گروہ مین سے اوسکو
؍؍	۱۷	زورتیے ہین	زور دیتے ہین	۴۷۳	۴	صَلِیًا	صِلِیًّا
۴۵۸	۱۷	فیھو	فیھم	۴۷۶	۱۳	قرارتے	فرازتے
؍؍	؍؍	فالمشرلون	فالمشرکون	۴۷۷	۵	وَاَمَّا السَّاعَۃ	وَاِمَّا السَّاعَۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٤٨٠	٦	عِسرًا	عِزًّا	٥٨٢	٦	لَہم الدّرجٰتُ	لَھُمُ الدَّرَجٰتُ
٤٩١	١٥	حانثر	حانثہ	″	١٠	لاقطعنہا	لاقطعہا
٥١٨	١٣	خامۃ	خاتمہ	″	١١	فی جلوع	فی جذوع
٥٢١	١٦	امیا	احیا	″	١٣	سِدًی	سُدًی
٥٢٣	٤	گرے	کرسے	٥٨٥	٢	ولانفعًا	وَلَا نَفْعًا
٥٣٤	١٠	بذۃ	بندہ	″	٨	فرس	فرس
٥٤٥	١٦	وحدت	وحدتِ	٥٨٨	١٧	ہماے	ہمارے
٥٤٩	٩	مخفی	نفی	″	١٨	ہون	ہین
″	″	ہوسکتے	سکتے	٥٩٧	١٠	اے میری مان	اے میری مان
٥٥٠	١	حقیقی پوری	حقیقی اور پوری	″	١٧	بیان کیا	بیان نہ کیا
٥٥٥	١٠	لانّ لم یذق	لان من لم یذق	″	″	اسکا ہی	اسکا ہی
٥٦٠	١٤	یات	بات	٦٠١	١٥	وزرًا	وِزرًا
٥٧١	٣	(ساتہوان)	(چھٹا)	″	١٩	سیلی	نیلی
٥٧٤	٢	فقور	غفور	٦٠٥	″	سائ	ساتہہ
٥٧٥	٧	خَلَقَہ	خَلْقَہٗ	٦٠٨	١٢	اى	اُسی
٥٧٨	٥	لِنُخرِجنا	لِنُخْرِجَنَا	٦١٥	٣	الشّمسُ	الشمسِ
″	″	بسخرکَ	بِسِحْرِکَ	″	١٤	سلہ	سلہ
٥٨١	١٤	بحاظ	لحاظ	٦١٦	٥	وَلَا تَمُدَّنَّ	وَلَا تَمُدَّنَّ
٥٨٢	٤	علیہ من السحر والله	علیہ من السحر والله				

سورۂ انبیا

اسمین ایک سو گیارہ یا ایک سو بارہ آیات ہین- ابن عباسؓ نے فرمایا کہ سورۂ انبیا

مکہ مین نازل ہوا اور ابن زبیرؓ نے بھی اسی طرح فرمایا- ابن مسعودؓ سے روایت ہی کہ سورۂ بنی اسرائیل

و کہف و مریم و طٰہٰ و انبیا یہ سورتین عتاقِ اول سے اور یہ میری تلاد سے ہین :

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے-

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُھُمْ وَھُمْ فِیْ غَفْلَۃٍ مُّعْرِضُوْنَ ۚ لوگون کے لئے اونکا

سلہ ابن مردویہ و نحاس سلہ بخاری و ابن مردویہ (در) سلہ امام بخاری سلہ عتاق جمع عتیق ہے یعنی قدیم اول یعنے جسکا نزول مکہ مین ہوا اور تِلاد یعنے حفظ ہین آپ کا مقصود ان سورتون کو فضیلت دینا ہے کیونکہ یہ امر غریب اور خارق عادات جیسے اِسرا و قصۂ کہف و مریم پر مشتمل ہین اور اُن مین اولوالعزم انبیا اور لوگون امتون کے قصے مذکور ہین (مجمع البحار) وھم مبتدا معرضون خبر فی غفلۃ معرضون کی ضمیر سے حال ای اعرضوا غافلین اور ممکن ہی کہ خبر ثانی ہو ۱۲- اقترب معنی مین قَرُبَ کے افتعال سے لیکن اقترب مین زیادہ نزدیکی ہے- چونکہ دنیا کا زمانہ گذشتہ اکثر ہے تو بلحاظ اسکے باقی قریب ہے- یا یہ کہ کُلُّ مَا ھُوَ اٰتٍ فَھُوَ قریب یعنے جو آنیوالی شے ہی وہ قریب ہی ہے - یا یہ کہ انسان کو مرتے ہی اپنے اعمال کی سزا بھگتنا پڑتا ہے تو گویا وقتِ حساب یہین سے شروع ہو گیا- عرائس مین ہے کہ اگر لوگون کو سمجھ ہوتی تو جانتے کہ سب سے زیادہ

(وقت) حساب قریب ہوگیا ہے اور وہ غفلت مین پڑے ہوے منہ پھیر رہے ہین ۔
اس[1] آیت مین آگاہ فرماتا ہے کہ قیامت قریب ہو رہی ہے اور لوگ اس سے غافل ہین ۔
نہ اسکے لئے نیک عمل کرتے ہین اور نہ سامان مہیا کرتے ہین ۔ رسول اللہ[2] صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اس غفلت سے مراد دنیا مین غافل ہونا ہے اور اسی غفلت کا سبب ہے کہ وحی سے کھیل ٹھٹھا
کرتے ہین چنانچہ فرمایا ۔ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ
یَلْعَبُوْنَ ۝ لَاهِیَةً قُلُوْبُهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ
اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝ اون کے پاس ان کے رب کیطرف سے کوئی

ع ۱۴

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۔۔) ان سے قریب حساب ہے ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بندون کو ہر لحظہ مین حساب فرماتا ہے لیکن
یہ حساب بہت ہی مخفی ہے اسکو ہر کوئی نہین پہچان سکتا ۔ ہان وہی پہچانتے ہین جو ہر دم اپنے نفس کا حساب کرتے ہین
خلیق ہر دم کو جان لیجے اجل کا پیام ہے ۔ بہ تھوڑے ہی دم مین عمر کا قصہ تمام ہے اے غافل اگر تجھے
حساب الٰہی کی حلاوت معلوم ہوتی ہر لحظہ اپنے نفس سے حساب کرتا ۔ اور اسکا خطاب الہام کسقدر شیرین معلوم ہوتا
اور یہ راز اپنے بندگان صدیقین سے ہوتا ہے جب وہ ان سے پوشیدہ خطرات کا مواخذہ فرماتا ہے بعض نے کہا کہ
وقت ملاقات قریب ہوا اور لوگ اس سے غافل ہین کہ اپنے نفوس کو بارگاہ حضوری کے لایق بنائین ۔ ۱۲
[1] ابو نواس نے کہا کہ شاعر شیخ طاہر ابو العتاہیہ نے اسی آیت سے مضمون کا اقتباس کرکے کہا ۔ النَّاسُ فِی
غَفَلَاتِهِمْ ÷ وَرَحَى الْمَنِیَّةِ تَطْحَنُ ÷ (ابن کثیر ابن عساکر) [2] نسائی نے حضرت ابو سعید خدری سے مَا یَاْتِیْهِمْ
الآیۃ قتادہ نے فرمایا کہ جب کچھ قرآن سے اترتا تھا اوسکو سنکر کھیل ٹھٹھا کرتے ہین لاهیة قتادہ نے کہا کہ غافلة ابن
منذر وابن ابی حاتم (در) وابن جریر ۔ واسروا النجوى الذین ۔ واو اسروا مین دو وجہ ہین ۔ ایک تو یہ اوس

نئی نصیحت نہین آتی مگر یہ کہ اسکو اس حال سے سنتے ہین کہ وہ کھیلتے جاتے ہین (یعنے
اس سے ٹھٹھا کرتے ہین) اون کے دل (اوس کے معنے سے) غافل ہین ۔ اور ان ظالمون
نے چپکے چپکے سرگوشی کی کہ یہ (شخص یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) تم ہی جیسا ایک آدمی ہے
پھر کیون جان بوجھکر جادو کے پاس آتے ہو ۔ جب کافر باہم پوشیدگی سے یہ مشورہ
کرتے تھے کہ یہ رسول تو تمھارے جیسے بشر ہین پھر ان کو وحی کی کیا خصوصیت ہے اسلئے
کہا کہ تم جادو پر جان بوجھکر کیون چلتے ہو تو اللہ تعالے نے انکا راز فاش کردیا اور
اس طرح رسول کی زبان سے کہلایا ۔ قٰلَ رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ
وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚ
فَلْیَاْتِنَا بِاٰیَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ
اَفَهُمْ یُؤْمِنُوْنَ ۝ (پیغمبر نے) کہا کہ جتنی باتین آسمان و زمین مین ہوتی ہین میرا پروردگار

قُلْ نافع وابن کثیر وابن عامر وشعبہ سا تہ صیغہ امر کے یعنے حضرت کو خطاب ہے کہ کہو یعنی اور دونون کے معنے قریب ہین کیونکہ جب آپ کو حکم ہوا تو آپ نے فرمایا ۔ اور جب آپ نے فرمایا تو بھی حکم سے فرمایا ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۲۲) لغت پر ہے کہ جس مین فعل کو علامت تثنیہ وجمع باوجود فاعل پر مقدم ہونے کے
لاحق کرتے ہین ۔ دوسری وجہ اور بھی قوی تر ہے کہ واو ضمیر ہے جو ناس کی طرف راجع جسکا ذکر مقدم ہے اور
الذین ظلموا اوس سے بدل ہے یا بنا بر ذم محلاً منصوب ہے یا وہ مبتدا موخر اور خبر اوسکی اسروا النجوی مقدم ہے
ھل ھذا ۔ النجوی سے بدل ہے (نیشاپوری) ۔ اضغاث احلام ایسے خواب کہ جسکی تعبیر بسبب اختلاط کے
صحیح نہو سکے کیونکہ ضغث مین اختلاط کے معنے ہین (مختار) چنانچہ ابن عباس اوس کی تفسیر مشتبہة
فرمایا ہے ۔ (ابن جریر) اور احلام جمع حُلم ساتھ لام مضموم اور ساکن کے وہ چیز کہ جسکو سونے والا
دیکھتا ہے (مختار)

جانتا ہی اور وہی سننے والا جاننے والا ہے۔ بلکہ انہون نے تو کہا کہ (یہ قرآن) پریشان
خواب ہین بلکہ یہ اوسنے جھوٹ باندہ لیا ہے بلکہ یہہ شاعر ہی (اگر واقعی پیغمبر ہے) تو جس
طرح اگلے پیغمبر (معجزون کے ساتہ) بھیجے گئے یہ بھی کوئی معجزہ ہمارے پاس لے آئے۔
(اللہ تعالے فرماتا ہی) اِن سے پہلے جن بستیون کو ہمنے ہلاک کیا وہ تو ایمان نہ لائے
تو کیا یہ ایمان لے آئین گے۔ گویا ان کے کلام کی ترتیب یون ہے کہ جو بشر ہی وہ
رسول نہین ہوسکتا۔ اگر ہمنے اسکو تسلیم بھی کرلیا تو یہہ تسلیم نہین کرتے کہ قرآن معجزہ
ہے۔ اور اگر اسکی فصاحت طاقتِ بشری سے خارج ہووے تو ممکن ہے کہ جادو ہو
اور جو ہم نہایت رکاکت کا دعوے کرین گے تو کہین گے کہ یہ پریشان خیالات ع ۵ ۱۴
ہین۔ اور اگر رکاکت و فصاحت کے درمیان متوسط ہے تو ہم کہہ سکتے ہین کہ
انھون نے گھڑ لیا ہی اور اگر کلام فصیح ہی مان لین تو کلامِ شعرا کی طرح فصیح ہی غرض
ان ساری تقریرات پر وہ معجزہ نہین ہوسکتا جسطرح اون کے اقتدا کرکے عیسائی
اور آریہ بھی کہتے ہین) ان سب احتمالات کے بعد اُنھون نے کہا کہ کوئی ایسا بھاری
معجزہ ہووے (جیسے صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور موسے علیہ السلام کا عصا) کہ جسمین
یہ شکوک نہ پیدا ہون اللہ تعالے نے اس آخری سوال کا جواب اسطرح دیا کہ انسے
پہلے بھی لوگون نے حسبِ خواہش معجزہ طلب کیا تھا اور جب وہ ایمان نہ لائے تو ہمنے

ہلاک کرڈالا اور ہمارا حکم اسطرح جاری ہوچکا ہی کہ اونکی خواہش کے موافق معجزات دکھلانے
بعد عذاب عام آجاتا ہے جس سے کوئی نہین بچ سکتا۔ اور ہم تو یہ چاہتے ہین کہ اس امت
مرحومہ کو ملیامیٹ نہ کرین اسلئے انکی درخواست بھی نہین قبول کرتے۔ اور جو انکا پہلا
اعتراض تھا کہ یہہ بشر ہین اسکا یہ جواب ہی کہ پہلے جو نبی گذرے ہین وہ بھی بشر ہی تھے جسطرح
فرمایا۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ
لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا یَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِیْنَ
ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَیْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِیْنَ ۝ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ
اِلَیْكُمْ كِتٰبًا فِیْهِ ذِكْرُكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ ۵۔ اور (اے پیغمبر) ہم نے تم سے پہلے بھی آدمی
ہی (پیغمبر بنا کر) بھیجے جنکی طرف ہم وحی بھیجتے تھے تو (لوگو) ذکر والون سے پوچھ دیکھو اگر تم

فَسْئَلُوْٓا۔ ابن کثیر نے کہا یعنے امتون مین سے علم والون سے پوچھو عرائس مین لکھا یعنے ایسے لوگون سے
حقایقِ طریقت دریافت کرو جو ذاکر ہون اور مذکور اونکا شہود جمالِ قدیم ہو اور ذکر انکا نورِ مشاہدہ سے
صافی ہو یہ وہ لوگ ہین جنکو اللہ تعالے کی طرف سے ہر حالت مین علومِ ازلیہ غیبی کا راز معلوم ہوتا ہے۔ شیخ سہل نے
فرمایا کہ ان لوگون سے پوچھو جو اللہ تعالے کی طرف سے فہم حاصل رکھتے ہین اور اسکے اوامر و نواہی سے آگاہ ہین۔
شیخ جنید نے فرمایا کہ اہل اللہ کروہ ہین جو حقایق علوم مجاری امور سے آگاہ ہین اور احکام کو بچشم غیب دیکھتے ہین ۱۲
صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ اصل مین فی الوعد ہی نصب بنزع خافض ہی فَاَنْجَیْنٰهُمْ اس وعدہ کی تفسیر ہی مَنْ نَّشَآءُ
وہ مومنین ہین (نیشاپوری) وَمَا كَانُوْا خٰلِدِیْنَ قتادہ نے کہا کہ انکو بھی ایک دن مرنا ضرور ہی (ابن جریر)
چنانچہ عیسے علیہ السلام بھی آخر زمانہ مین انتقال فرمائین گے۔ ۱۲

فَسَئَلُوْا
ابن کثیر و کسائی سا بے
فتح سین اور بغیر ہمزہ کے

نہین جانتے۔ اور ہم نے اون کے ایسے جسم نہین بنائے کہ وہ کھانا نہ کھائین اور نہ وہ ہمیشہ
رہنے والے تھے۔ پھر ہمنے[1] اون کو وعدہ سچ کر دکھایا پس اُنکو اور جسکو چاہا بچالیا اور حد سے
گذر جانے والون کو ہلاک کر ڈالا۔ اور البتہ ہمنے تمھاری طرف ایسی کتاب اُتاری ہی کہ جس مین
تمھارا ذکر[2] ہے کیا تم نہین سمجھتے **جب** اللہ تعالےٰ نے اُن کے اعتراضات بے اصل کو
نقل فرمایا کیونکہ جب شرائطِ اعجازِ قرآن مین تمام ہوگئے اور اسکے علاوہ سیکڑون معجزے
حضرت سے ظاہر ہوے تو اب ہر وقت ایک نئے معجزہ کی درخواست اور نئے نئے
اعتراضات کرنیکا باعث صرف حبّ دنیا و خواہشِ ریاست ہی اسلئے اُن کو سخت طور
سے زجر فرمایا ہی۔ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا ع ۱۴

[1] یعنے جب امتون نے ہمارے رسولون کو جھٹلایا اور اُن سے معجزات طلب کئے تو ہمنے اُن کے طلب کردہ معجزات دکھا کر ہمارے رسولون سے وعدہ سچا کر دیا۔ اور وہ باوجود اظہار معجزات کے اپنے کفر پر اڑے رہے تو ہم نے اپنے رسول اور اُن کے اتباع کو نجات دیکر کفار کو ہلاک کر دیا (ابن جریر) [2] سفیان نے کہا کہ قرآن ساتھ مکارم اخلاق کے اترا ہے پھر یہ آیت ولقد انزلنا پڑھی دوسرون نے کہا کہ ذکر سے مراد شرف ہے ابو جعفر طبری نے کہا کہ جو اُسکی پیروی کی اور جو کچھ اُس مین ہے اُسپر عمل کیا اُسکے لئے شرف ہے۔ اور ان کو چاہیے تھا کہ ایسی نعمت کو شکر کے ساتھ لیتے عرائس مین ہے کہ اُستاد نے فرمایا کہ جس مین تمھارا شرف و فخر ہے۔ جس نے اُسکا نور دیکھا وہ دنیا و آخرت مین سعید ہے۔ ۱۲ قصمنا۔ قصم کے اصل معنے توڑنے کے ہین۔ کہا جاتا ہی قصمت ظھر فلان یعنے مین نے پیٹھ توڑ ڈالی اور یہان اُسکے معنے اھلکنا کے ہین یعنے ہم نے ہلاک کیا۔ چنانچہ ابن زید و مجاہد نے فرمایا۔ اور قریہ کو ظالم فرمایا جس سے مراد اُسکے رہنے والے ہین اور ظلم سے مراد کفر و تکذیب رسل ہے۔ انشانا۔ یعنے احدثنا ہمنے پیدا کیا ۱۲

اٰخَرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ۝ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا
اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا
ظٰلِمِيْنَ ۝ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ۝
اور ہم نے بہت سی بستیان ہلاک کر دین جو ظالم تھین اور ہم نے اون کے بعد اور قومین
پیدا کین۔ تو جب انھون نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی فوراً اُس سے بھاگنے لگے
(ہم نے کہا) مت بھاگو۔ اور اوسی (دنیا) کی طرف لوٹ جاؤ جہان تمکو عیش ملا تھا
اور اپنے گھرونکی طرف (جہان رہتے تھے جاؤ) شاید تم پوچھے[1] جاؤ۔ کہنے لگے ہائے
ہماری کمبختی ہم بے شک ظالم تھے۔ پھر یہی اُنکی پکار رہی یہان تک کہ ہم نے اُن کو

احسوا باسنا یعنے جب انہون نے ہمارا عذاب احساس کیا اور دیکھ لیا۔ یرکضون۔ اسی سے ہی رکض فلان فرسہ یعنے فلان شخص نے گھوڑیکو ایڑ مار کے تیز ہانکا۔ لا ترکضوا مجاہد نے فرمایا لا تفروا یعنے مت بھاگو (ابن جریر) اترفتم۔ اترفتہ النعمة اطغتہ (مختار) حصیدا بمعنے محصود ہے حصد الزرع و غیرہ ای قطعہ بالمناجل باب ضرب او نصر ہے (مختار) قال ابن عباس حصیدا الحصاد خامدین خمود النار اذا طفئت (ابن جریر) [1] ابن عباس نے فرمایا کہ جن امتون پر بسبب نافرمانی حق عذاب نازل ہوا تھا یہ اُن سے کہا گیا مجاہد نے فرمایا کہ تسئلون کے معنی تفقہون ہین (یعنے تم سمجھائے جاؤ کہ تمھاری سرکشی کے عوض یہ عذاب آیا) قتادہ نے فرمایا کہ یہ اُن سے بطور استہزاء کے فرمایا کہ تمھاری دنیا مین سے تم سے سوال کیا جائے گا (یعنے تم سے محتاج مانگین اور تم جس کو چاہے دو جسکو چاہے نہ دو) (ابن جریر) ۔ ۱۲

(تلوار سے قتل کیا جیسے[۱] کٹی ہوئی کھیتی (اور اون کے فتنوں کے تر ارے بجھا کر) بجھے
ہوئے انگارے کر دیا (یعنے سب کو ہلاک کیا) یعنے جب عذاب متحقق ہو گیا تو اُن کو ندامت
کچھ بھی کام نہ آئی اور تلواروں نے اسطرح کاٹے گئے جیسے کھیت کاٹا جاتا ہے۔ اور
اُن کی آتش ظلم بالکل بجھ گئی کیونکہ وہ خود مقتول و محصود ہو کر ٹھنڈے ہو گئے کہ کچھ اور
حرکت نہ رہی۔ بعد بیانِ ہلاکی اُمم سابقہ اسطرف اشارہ فرماتا ہے کہ یہ جو کچھ ہم نے کیا
ہمارا عدل تھا۔ اُن کی جیسی کرنی ویسی بھرنی تھی۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ
وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ اِنْ كُنَّا
فٰعِلِيْنَ ۝ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۭ وَ

[۱] سکاکی نے کہا کہ حصید و خامدین دونوں بطور استعارہ ہیں اور طیبی وغیرہ نے کہا کہ وہ تشبیہ ہیں (خفاجی)
لٰعبین۔ قتادہ نے فرمایا کہ ہم نے دونوں کو عبث و باطل نہیں پیدا کیا۔ ابن منذر و ابن ابی حاتم (در و ابن جریر)
نقذف القذف بالحجارة الرمی بها فیدمغه۔ دمغه من باب قطع شجه حتی بلغت الشجة
الدماغ زاهق قال قتادة هالك اسکو عبد الرزاق و عبد بن حمید و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے تخریج
کی (در) فقیر کہتا ہے کہ ابن جریر بھی ۱۲ (زهقت نفسه خرجت ومنه قوله تعالى وتزهق انفسهم و
هم کافرون و زهق الباطل ای اضمحل و بابهما خضع (مختار) یعنے ہم حق کو باطل پر مارتے
ہیں بس حق باطل کا دماغ کچل دیتا ہے یعنے اُسکو نیست و نابود کر دیتا ہے۔ بیضاوی نے کہا وانما استعار
لذلك القذف و هو الرمی البعید المستلزم لصلابة المرمی و الدمغ الذی هو کسر
الدماغ بحیث یشق غشائه المؤدی الی زهوق الروح تصویرا لابطاله
به و مبالغة فيه ۱۲

لَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ۝ اور ہم نے آسمان اور زمین اور اُن کے درمیان کی چیزوں کو کھیل
کے لیے پیدا نہیں کیا اگر ہم کھیل (۱ بی بی یا بیٹا) بنانا چاہتے تو اُسکو اپنے پاس سے (یعنی مجردات سے جیسے
فرشتے وغیرہ نہ اجسام سے) بنا لیتے اگر کرنیوالے ہوتے (لیکن ہم ایسا نہیں کرتے) بلکہ ہم حق کو باطل پر
غالب کرتے ہیں پس وہ اوسکو مٹا دیتا ہے تو وہ فوراً نیست ہو جاتا ہے اور تم پر افسوس ہے اون باتوں سے
جو تم بیان کرتے ہو یعنے اللہ تعالے کو ایسے اوصاف سے موصوف کرتے ہو جو اُسکے صفت سے نہیں ہیں
اُسپر ایسی تہمتیں لگاتے ہو کہ جورو ہے اور اولاد ہے یہ سب جھوٹ ہے بعد نفی۔ زوجہ و ولد کے اُسکو
اسطرح مؤکد فرماتا ہے کہ سب ہمارے ملک ہیں ملکیت اور ولدیت جمع نہیں ہوتی تمکو بھی معلوم ہے
کہ باپ اپنی اولاد کو غلام خاوند اپنی بی بی کو باندی نہیں بناتا۔ یہہ سب اُسکے باندی
غلام ہیں پھر جورو اور اولاد کیسی جس طرح فرمایا۔ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۭ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۝ يُسَبِّحُوْنَ

[۱] عبد بن حمید و ابن منذر و ابن ابی حاتم عکرمہ سے کہ لہو سے مراد اولاد ہے۔ سدی نے فرمایا کہ اگر ہمکو (بفرض محال) اولاد
بنانا ہی ہوتا تو فرشتوں سے بنا لیتے۔ عبد بن حمید و ابن منذر نے حسن بصری سے کہ لہو سے مراد عورتیں ہیں ابن منذر
و ابن ابی حاتم قتادہ سے کہ لہو لغتِ اہلِ یمن میں عورت ہے (درمنثور) ابن جریر نے بھی ان سب روایات کو سند
بیان کیا اور ابن جریج سے یہ بھی روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ لوگ (یعنے نصاریٰ) کہتے تھے کہ مریم اُسکی بی بی اور
عیسےٰ اُسکا بیٹا ہے تو اللہ نے فرمایا الخ۔ ابن کثیر نے کہا کہ عورت و فرزند کے دونوں قول متلازم ہیں۔ یستکبرون
الاستکبار التعظم ای لا یتعظمون عنها یستحسرون قال قتادة لا یعیون وهو من قولهم بعیر حسیر
ای اعیا (ابن جریر) حسر البعیر و حسره غیره و استحسر بمعنا اعیا و منه قوله تعالى فما یحسرون
و قوله و لا یستحسرون (مختار) قال السدی لا ینقطعون عن العبادة (در)

اَلَّیلَ وَالنَّھَارَ لَا یَفتُرُونَ ۝ اور جو آسمانون اور زمین مین ہی اسی کے لئے ہی اور جو (فرشتے)

اُسکے نزدیک رہتے ہین وہ اُسکے عبادت سے تکبر نہین کرتے اور نہ تھکتے ہین رات اور دن

تسبیح مین لگے رہتے ہین سستی نہین کرتے۔ ابتدائے سورہ سے یہان تک نبوت کے متعلق

سوال وجواب تھے اب ان آیات مین بیان توحید اور نفی اضداد وانداد ہی۔ اَمِ اتَّخَذُوٓا

اٰلِھَۃً مِّنَ الْاَرضِ ھُم یُنشِرُونَ ۝ لَو کَانَ فِیھِمَآ اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبحٰنَ

اللّٰہِ رَبِّ الْعَرشِ عَمَّا یَصِفُونَ ۝ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفعَلُ وَھُم یُسئَلُونَ ۝ اَمِ اتَّخَذُوا ع ۱۴

یُنشِرُونَ۔ مجاہد نے کہا یحیون اسکو ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن ابی حاتم وابن منذر نے تخریج کی (در) ابن جریر نے بھی۔ ابن کثیر نے کہا کہ من الارض متعلق ینشرون کے ہے تو یہ معنے ہونگے کیا وہ مردون کو زمین سے زندہ کرتے ہین اور اس مین تمام الہیہ کی نفی ہے خواہ ارضی ہون یا سماوی۔ اور دوسرون کے پاس اتخذوا کے متعلق ہے۔ اس لئے ہم نے دونون معنے لکھے ہین لو کان فیھما الآیہ۔ اس آیت مین جو دلیل ہے اسکو بُرہانِ تمانع کہتے ہین اور وہ حجت قطعی ہے۔ کیونکہ معاذ اللہ اگر دو خدا فرض کئے جائین تو ان مین سے ہر ایک کی قدرت حدوث عالم کے لئے کافی ہے یا نہین۔ اگر ہے تو ایک معلول پر دو علتون کا اجتماع لازم آتا ہے اور جو نہین تو عجز لازم آتا ہے۔ اور لفظ الہ کے یہ معنی ہین کہ سب صفات کمال اُس مین موجود ہون اور سب سے اعلے بے مثال ہو۔ اگر معاذ اللہ کسی کے اعتقاد مین دو ہین تو ان مین ایک ہی بے مثال و لاشریک اور سب سے اعلے ہوگا۔ اور دوسرا اس مین ناقص۔ اور جو ناقص ومعیوب ہو وہ الہ نہین ہو سکتا اور جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ الہ کے لئے سب پر اعلے ہونا صفت کمال لازمی ہے۔ پس اگر ہوتے تو اُن کے تمانع مین نظام عالم فاسد ہوتا لیکن نظام عالم بروجہ احسن موجود ہے تو وجود الہ غیر اللہ تعالےٰ باطل ہے یہ وہ دلیل قطعی ہے کہ جس مین کچھ شک وشبہ نہین۔ ۱۲

مِّن دُونِہٖٓ اٰلِھَۃً ۚ قُل ھَاتُوا بُرھَانَکُم ۚ ھٰذَا ذِکرُ مَن مَّعِیَ وَذِکرُ مَن قَبلِی ۚ بَل

اَکثَرُھُم لَا یَعلَمُونَ الْحَقَّ فَھُم مُّعرِضُونَ ۝ وَمَآ اَرسَلنَا مِن قَبلِکَ مِن رَّسُولٍ

اِلَّا نُوحِیٓ اِلَیہِ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعبُدُونِ ۝ کیا ان لوگون نے ایسے معبود بنا رکھے ہین

جو (مردون کو) زمین سے اُٹھا کھڑا کرینگے (ہرگز نہین) اگر آسمان وزمین مین اللہ کے سوا

اور معبود ہوتے تو وہ دونون ضرور تباہ ہوجاتے۔ سو اللہ عرش کا مالک پاک ہی اُن چیزون سے

جو یہ بیان کرتے ہین۔ وہ (مالک) جو کچھ کرتا ہے اُس سے نہین پوچھا جاسکتا اور وہ (بندے)

پوچھے جاتے ہین (یعنے اپنے اعمال پر مواخذہ کئے جاتے ہین) کیا اُنہون نے اللہ کے سوا

اور معبود بنا رکھے ہین (اے پیغمبر) کہدو کہ تم اپنی دلیل پیش کرو یہ (قرآن) تو میرے ساتھ والون کا

سلہ قتادہ نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ اپنی پاکی وعلو مشرکون کے بہتان سے بیان فرماتا ہے (ابن جریر) سلہ قتادہ وابن جریج وضحاک نے فرمایا کہ کوئی حق سبحانہ کے قضا وقدر پر مواخذہ نہین کرسکتا اور بندے اپنے اعمال پر مواخذہ کئے جائینگے (ابن جریر) ابن منذر وابن ابی حاتم بھی قتادہ وضحاک سے (در) سعید بن منصور وابن منذر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آپ نے فرمایا کہ روئے زمین پر کوئی قوم میرے نزدیک قدریہ سے زیادہ مبغوض نہین ہے اور یہ اسوجہ سے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی قدرت نہین پہچانتے پھر آپ نے یہی آیت لا یسئل پڑھی (در) سلہ یعنے ہمنے تو آیت لو کان فیھما الھۃ تمہارے بطلان پر قطعی دلیل بیان فرمادی اور اگر کوئی تمہارے پاس بھی یقینی دلیل ہے تو لاؤ۔ اگر عقلی نہین تو نقلی پیش کرو۔ لیکن نقلی دلیل کتاب الٰہی سے ہو تو ماننے کے قابل ہے ورنہ نہین۔ میرے پاس تو علاوہ دلیل عقلی کے دلیل نقلی بھی موجود ہے یعنے یہ قرآن تو میرے ساتھ والون کا ذکر ہے اور مجھ سے پہلونکا بھی یعنے توراۃ وانجیل وغیرہ سب کتب سماویہ کا یہی خلاصہ ہو ہر ایک کتاب مین توحید کا امر اور شرک سے ممانعت ہی۔ قتادہ نے کہا کہ اس قرآن مین میری امت کا یعنے حلال وحرام کا ذکر ہے اور مجھ سے پہلے لوگون کا بھی (در وابن جریر)

ذکر ہے۔ اور مجھ سے پہلے لوگون کا بھی بلکہ ان مین اکثر حق کو نہین جانتے اسلئے (کتاب الٰہی
سے) منہ پھیرتے ہین ؃ اور (اے پیغمبر) ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول نہین بھیجا مگر انکی جانب
یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہین سو میری ہی عبادت کرو۔ عیب شریک سے منزہ
ہونے پر دلائل ظاہرہ بیان فرمایا اس کے بعد اولاد سے اپنی برأت ثابت فرماتا ہے۔ ق
قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ
بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى
وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ
نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝ اور (کافر) کہتے ہین کہ رحمان نے اولاد
بنالی ہے وہ پاک ہے۔ بلکہ وہ (فرشتے) تو معزز بندے ہین۔ اُس سے آگے بڑھکر بات

لہ قتادہ نے فرمایا (ابن جریر) ؎ جب اس کتاب کا اور اگلی کتابون کا حال بیان فرمایا تو اب بزرگان دین کا
حال بیان فرماتا ہے کہ جو انبیاء کرام ہین انہون نے بھی کبھی دو خدا کی عبادت نہین بیان کی ۱۲ مشفقون
اشفق منہ حذرہ وخافہ ولا یقال شفق۔ والشفقۃ الاسم من الاشفاق
واشفق علیہ فھو مشفق وشفیق واصلھما واحد (مختار) فرق صرف صلہ کا ہے جہان
من ہو تو وہ ڈرنے کے معنے ہین اور علے ہو تو مہربانی کرنے کے معنی ہین ۱۲ ؎ (ابن جریر) ابن منذر وابن ابی
حاتم قتادہ سے کہ اونہون نے کہا کہ یہود کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالے کو جن سے مصاہرت ہے جس سے فرشتے
ہوے اللہ عزوجل نے اُن کی تکذیب کے لئے فرمایا بلکہ بندے ہین عزت دئے گئے اللہ تعالے نے اپنی عبادت
سے اُن کو عزت دی ہے۔ قول وکلام مین اللہ تعالے پر سبقت نہین کرتے بلکہ اُس کے حکم کے منتظر رہتے
ہین جو حکم ہوتا ہے اوسپر عمل کرتے ہین) یہ اُن کی تعریف فرماتا ہے۔ اور وہ یعنے ملائکہ کسی کی

ع ۲ ۱۴

نہین کرسکتے اور وہ اوسکے حکم پر کام کرتے ہین وہ انکا اگلا پچھلا حال جانتا ہے۔ اور وہ بھی
کے لئے شفاعت کرتے ہین کہ جس سے اللہ خوش ہو۔ اور وہ اُسکے خوف سے ڈرتے رہتے ہین
اور جو کوئی انمین سے یہ کہے کہ اوسکے سوا مین معبود ہون تو اُسکو ہم جہنم کی سزا دینگے اسیطرح
ہم ظالمون کو سزا دیا کرتے ہین پھر حق سبحانہ تعالے نے ایک دوسری طرز سے دلائل توحید بیان
فرماتا ہے۔ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَجَعَلْنَا
مِنَ الْمَاۗءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ
وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا السَّمَاۗءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا
وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

اَلَم
ابن کثیر بغیر واو کے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۳۲) شفاعت نہین کرتے مگر اُس شخص کے لئے جسکو اللہ تعالے نے پسند کیا۔ یعنے اہل
توحید کی شفاعت کرتے ہین ابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم وبیہقی بعث مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
آپ نے فرمایا کہ یعنے جسکو پسند کرلیا بوجہ اس کے کہ اُسنے توحید الٰہی کی شہادت دی کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ۔ حاکم نے
تخریج کرکے تصحیح بھی کی اور بیہقی نے بعث مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے آیت وَلَا یَشْفَعُوْنَ پڑھی اور فرمایا کہ میری شفاعت میری امت مین سے کبیرہ گناہ والون کے لئے
ہے (درمنثور) رَوَاسِيَ جمع راسیہ ہے اور اُس کے معنی ثابتہ کے ہین قتادہ نے فرمایا کہ پہاڑ مراد ہے
(ابن جریر)۔ تَمِیْدَ اصل مین کراھۃ ان تمید بھم۔ عدم التباس کے وجہ سے مضاف
حذف کیا گیا ماد الشیئ تحرک ویابہ باع۔ فیہا ضمیر ارض کی طرف راجع ہے۔ فِجَاجًا
جمع فج ہے سُبُلًا یعنے طرقا جمع سبیل ہے ۔۱۲

كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝ اور کیا کافرون نے نہین دیکھا کہ آسمان وزمین (بارش و
روئیدگی سے) بند تھے پھر ہم نے اُن کو (یعنے آسمان کو پانی سے اور زمین کو روئیدگی
سے) کہول دیا اور ہر جاندار چیز کو پانی سے پیدا کیا پھر کیا وہ نہین سنجاتے (یعنے اُسکی اُلوہیت
کے قائل نہین ہوتے) اور ہم نے زمین مین پہاڑ پیدا کیا (ایسا نہ ہو) کہ زمین لوگون کو

ع ١٤

لہ عکرمہ اور عطیہ اور ابن زید نے کہا کہ سمٰوت رتق تھے یعنے اُس سے پانی نہین برستا تھا اور زمین بھی رتق تھی یعنے اگاتی نہ تھی تو پھر حق سبحانہ تعالےٰ نے آسمانون کو پانی سے اور زمین کو روئیدگی سے کہول دیا۔ ابو جعفر طبری ان اقوال کو مع سند نقل کرکے فرماتے ہین کہ یہی قول قرین صواب ہے کیونکہ وجعلنا من الماء الخ اسپر دال ہے۔ اسلئے کہ اُسکے بعد ہی پانی کو اس صفت سے موصوف کرکے آگاہ کرتا ہے کہ سابق مین جو بیان ہوا وہ پانی کے ہی اسباب سے ہے اسی سے کہا جاتا ہے رَتَقَ فلان الفَتَق اذا شدہ فھو یرتقہ رتقا ورتوقا۔ اسی سبب سے جس عورت کی فرج ملی ہوئی ہو اُسکو رتقا کہتے ہین اور رتق کو جو صفت سماو اور ارض ہے واحد فرمایا کیونکہ وہ مصدر مثل صوم وفطر کے ہے ففتقناھما یعنے فصلنا ھما وفرجنا ھما۔ اور حق سبحانہ تعالےٰ نے تو سمٰوت فرمایا اور پانی تو آسمانِ دنیا سے برستا ہے۔ بعضون نے کہا کہ اس مین اختلاف ہے۔ ایک گروہ تو کہتی ہے کہ ساتوین آسمان سے ہے۔ اور دوسرے کہتے ہین کہ چوتھے آسمان سے۔ اور سمٰوت جمع کہکر اُس سے سماء دنیا مراد لین تو بھی ممتنع نہین کیونکہ اُسکا ہر قطعہ سما ہے کہتے ہین ثوبٌ اخلاق (صاحب تفسیر نیشاپوری کہتے ہین کہ سمٰوت سے مراد بادل ہین) اور اگر کوئی کہے کہ سمٰوت تو جمع مونث ہے تو چاہیے تھا کہ جمع قلت مین کُنَّ اور جمع کثرت مین کانت ہو بعضون نے جواب دیا کہ یہ طرح اس لئے کہا گیا کہ وہ دو صفت مین ایک نوع سمٰوت دوسری ارض سپر نظیر کے لئے اشعار لکھے ہین (ابن جریر) نزول بارش اور زمین کی کرویت وغیرہ جس مین فلسفہ کو اختلاف ہے اگر خدا چاہے تو اس تفسیر کے مقدمہ مین لکھینگے۔ لہ قتادہ نے فرمایا کل شئ حی خلق من الماء (ابن جریر)

لیکر جھک پڑے۔ اور اُس مین کشادہ راستے بنائے تاکہ لوگ راہ پائین۔ اور ہم نے آسمان کو
محفوظ چھت بنایا۔ اور وہ آسمان کی نشانیون سے منہ پھیر رہے ہین۔ اور وہی ہے جسنے
رات اور دن اور سورج اور چاند کو پیدا کیا ہر ایک ان مین سے فلک مین تیر رہے
ہین یعنے آسمان اسیاب سے محفوظ ہے کہ زمین پر نہین ٹوٹ پڑتا اور شیاطین سے بھی
کہ اُنکا گذر وہان تک نہین ہوتا اور وہ آسمان کے نشانیون سے یعنے چاند اور سورج
اور ستارون سے منہ پھیر رہے ہین یعنے ان دلائل مین غور وفکر نہین کرتے کہ یہ

لہ فلک کلامِ عرب مین ہر مستدیر چیز کو کہتے ہین۔ لیکن قرآن و حدیث مین فلک کے کوئی معنے معین نہین اسلئے ہم بھی متعین نہین کرسکتے اور بطور تاویل فلک کے معنے دائرہ کے کرتے ہین (ابن جریر) تو ترجمہ اسطرح ہوگا کہ ہر ایک اپنے مدار مین دورہ کر رہا ہے۔ علامہ رازی فرماتے ہین کہ لوگون نے حرکات کواکب مین اختلاف کیا ہے اور وجوہ ممکنہ عقلی اس مین تین ہی ہوسکتے ہین (۱) ایک فلک ساکن اور کواکب اوس مین اسطرح حرکت کرتے ہون جیسے پیرنے والا پانی مین پیر رہا ہو (۲) افلاک و کواکب دونو متحرک ہون۔ خواہ دونونکی حرکت ایکسان یا متفاوت خواہ جہت ایک ہو یا مختلف (۳) فلک متحرک اور کواکب ساکن ہون الخ بعضے دہریہ آسمان کے بھی منکر ہین لیکن جو لوگ کہ ہنوز ماہیات زمین سے پورے واقف نہین وہ مخلوق سماوی کو جو بلی حد ہے کیا پہچان سکتے ہین ؎

تو کار زمین را نکو ساختی	؎؎		کہ با آسمان نیز پرداختی

لہ سرعت سے چلنے کو پانی کی تیراک سے تشبیہہ دی گئی اور اسی سبب سے ضمیر جمع ذوی العقول لائی گئی ہے چنانچہ دوسری جگہ فرمایا وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ ہے چنانچہ فرمایا وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ۔ لہ مجاہد نے فرمایا (ابن جریر)

سب اپنی خالق کی وحدانیت پر دلالت کرتے ہین پھر جو انکا مدبر اور انکو بنایا ہے اُنی
کے لئے عبادت سزاوار ہے۔ جب یہ جاہل ہر ایک شے کے لئے سبب ٹہراتے ہین تو
پھر یہ تمام مصنوعات کو بے سبب کس طرح مانتے ہین غرض ان آیات مین دلائل توحید
کے چھ اقسام ہین (۱) آسمان سے بارش اور زمین سے روئیدگی کا ہونا جو رتق و
فتق ہے۔ (۲) پانی سے ہر شے کی حیات (۳) زمین پر پہاڑون کو نصب فرمانا (۴)
زمین مین راستون کا ہونا۔ (۵) آسمانون کو ایک مزین و محفوظ چھت بنانا (۶)
رات دن اور چاند سورج کا پیدا کرنا۔ ان چھ نعمتون کے بعد (جو دنیا کے اصلی نعمتین
ہین) اسبات سے آگاہ فرماتا ہی کہ ان نعمتون کو اور نہ انکو جنکے لئے یہ پیدا کی گئی ہین
ہمیشگی نہین یہ ابتلاء و امتحان کے لئے ہین تا دار خلود مین آرام پانیکا باعث ہون
چنانچہ فرماتا ہی وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝ كُلُّ
نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝ وَاِذَا
رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ
بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا

هزوا۔ مصدر مؤول بمهزوأ به او جعلوه عين الهزء مبالغة۔ وهو مفعول ثان لا تخذ
قال صاحب المختار هزئ منه وبه بكسر الزاي يهزأ هُزُوًا وهزأ بسكون الزاي وضمها
وهزأ به ايضا يهزأ كقطع يقطع واستهزأ به وتستهزأ به مثله ۱۲۔

مُتَّ ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر و شعبہ ساتھ ضم میم کے ۱۲

هُزُوًا نافع و ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر و شعبہ و کسائی ساتھ ہمزہ کے بجائے واو کے۔ هُزْءًا حمزہ ساتھ سکون زا کے اور ہمزہ کے۔

تَسْتَعْجِلُوْنِ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝
بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ وَلَقَدِ
اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝
اور (اے پیغمبر) ہم نے تم سے پہلے کسی بشر کے لئے ہمیشگی نہین دی۔ پھر کیا اگر تم مرگئے تو وہ
رہجائین گے۔ ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہی۔ اور (اے لوگو) ہم تم کو برائی اور بھلائی سے بطور
امتحان جانچتے ہین۔ اور ہمارے پاس تم پھر آوگے۔ اور (اے پیغمبر) جب تم کو وہ لوگ جو
کافر ہوئے ہین دیکھتے ہین تو بس تم سے ٹھٹول کرتے ہین (اور آپس مین تعجب سے کہتے ہین) کیا
یہی ہی جو تمھارے معبودون کو (بُری طرح) یاد کرتا ہی اور وہ خود رحمن کے ذکر کے منکر ہین۔
(تو وہی اسبات کے لائق ہین کہ اُن سے ٹھٹول کیا جائے) انسان عجلت سے پیدا کیا گیا ہے

بغتة فجأة مصدر لمن غير لفظه او حال فتبهتهم۔ بهته اخذه بغتة وبابه قطع ومنه قوله
تعالى فتبهتهم وبهت بوزن علم اى دهش وتحير (مختار) [1] ابن جرير و ابن منذر و ابن ابی حاتم ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم تم کو تکلیف و راحت سے۔ صحت و بیماری سے۔ فقیری و توانگری
سے۔ حرام و حلال سے۔ معصیت و طاعت سے۔ ضلالت و ہدایت سے امتحان کرتے ہین (۲) [2] عرب ذکر
کو مدح و ذم دونون جاے استعمال کرتے ہین۔ کہتے ہین سمعنا فلانا یذکر فلانا یعنے برائی سے انکا ذکر
کرتا تھا یا بھلائی سے (ابن جریر) [3] یہان عجلت کا ذکر کرنے مین یہ حکمت ہے کہ جب اللہ تعالے نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ٹھٹا کرنے والونکا ذکر کیا تو اب لوگون کے دلون مین یہ خیال آئے گا کہ ایسے

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ نافع و ابن کثیر و ابن عامر و کسائی ساتھ ضم دال کے ۱۲ ع ۳

(گویا اُسکی طبیعت مین جلدی ہی) عنقریب تم کو اپنی نشانیان دکھاتا ہون۔ تم مجھسے جلدی نہ

مچاؤ۔ اور کہتے ہین اگر تم سچے ہو تو یہ (عذاب کا) وعدہ کب (پورا) ہو گا۔ اگر جان لیتے وہ

لوگ جو کافر ہوے ہین اُس وقت کو کہ جب اپنے چہرون سے آگ نہ دفع کر سکین گے اور نہ

اپنی پیٹھ سے۔ اور نہ اُنکی مدد کیجائیگی (تو اسطرح جلدی نہ کرتے)۔ بلکہ (وہ آگ) اُن پر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۳۷) استہزا کرنے والون پر جلدی سے عذاب کیون نہین آجاتا اور یہی عجلت ہی لیکن اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے حتے کہ جب اُسکو گرفتار کرتا ہے تو پھر اُسکا چھٹکارا نہین (ابن کثیر) ۱؎ کانہ خُلِقَ منہ لفرط استعجالہ وقلة ثباته كقولك خُلِقَ زيد من الكرم۔ جعل ما طبع عليه بمنزلة المطبوع هو منه مبالغة في لزومه له (بیضاوی) یہان انسان سے مراد جنس ہے یا آدم علیہ السلام ہین جس طرح حدیث مین آیا ہے تو وہی تعجیل اولاد کی طرف بھی منتقل ہوی۔ کسی نے ظریفانہ شعر کہا ہے ؎

انسان عینی بتعجیل الشہاد مُلِئ		عمری لقد خلق الانسان من عجل

۲؎ یعنے لو کا جواب جو لَمَّا استعجلوا ہے محذوف ہے اور بعضون نے کہا لو تمنی کے بیان کے لئے ہے (معنے مین کاش کے) جس کا جواب نہین (خفاجی) ع الٰیٔس ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ اِس مین اشارہ ہی کہ نفس کے لئے موت ہے اور قلوب وارواح کو حیاتِ ابدی تجلیِ حیاتِ حق عز وجل سے حاصل ہے۔ شیخ جنید رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ جسکی حیات اپنے نفس سے ہو تو اُسکی روح نکل جانے سے اُسکی موت ہے۔ اور جسکی حیات اپنے رب عز وجل سے ہو تو وہ طبیعی حیات سے منتقل ہو کر اصلی حیات مین جائیگا اور یہی حقیقی حیات ہے ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق		ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

واضح ہو کہ حقیقی موت وہی ہے کہ رب عز وجل کی رحمت سے جدائی اور وصال جاتا رہے۔ یہی موت بُری ہے اور اسی کے لئے رونے والے روئین۔ اسی لئے بزرگون نے کہا کہ موت درحقیقت جہالت کی موت ہے یعنے اللہ تعالیٰ سے جاہل رہنا۔ اور حیات حقیقت مین علم کی حیات ہے یعنے اللہ تعالیٰ سے عارف ہونا۔

بیان موت مجازی و حقیقی

ع ۱۴

ایک بیک آئیگی سو اُن کو بدحواس کر دیگی۔ پھر یہ اُسکو نہ دفع کر سکین گے اور نہ وہ کچھ مہلت دیے

جاوین گے ۲؎ اور (اے پیغمبر) تجھ سے پہلے بھی رسولون کے ساتھ ٹھٹھا کیا گیا سو اُن سے

ٹھٹھا کرنیوالون پر وہی (عذاب) کہ جس سے وہ ٹھٹھا کرتے تھے نازل ہو گیا۔ پھر یہ منکر جو تم الٹے

سے ٹھٹھا کرتے ہین اسبات سے نہین ڈرتے کہ اُسی طرح اُنپر بھی کہین عذاب ایکدم نہ آجائے

اور جو آجائے تو کوئی بچا بھی سکتا ہی جس طرح ارشاد ہوتا ہی۔ قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ

وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ

مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ۝ بَلْ مَتَّعْنَا

هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۳۸) اور موت فنا کو کہتے ہین۔ اگرچہ حادث موجود کہلاتا ہے لیکن حقیقت مین وہ فانی ہے۔ چونکہ وہ جدید پیدا ہوا تو بقا کی حقیقت اس مین نہین ہے۔ کیونکہ یہ تو انوارِ بقائے حق عز وجل سے اُسکو وجود ہے اور موت غیرتِ الٰہی کا ایک قہر ہے جو حادث پر طاری ہو کر اُس کے فانی ہونے کو ثابت کر دیتی ہے اور اُس کے زعمِ وجود کو درہم وبرہم کر دیتی ہے۔ الانسان عجلت سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور عجلت کی حقیقت یہ ہے کہ جب آدمی مقدوراتِ ازلیہ سے جاہل ہوتا ہے تو اُسکی جہالت سے عجلت پیدا ہوتی ہے۔ اگر تقدیرِ ازلی پر نظر کرتا تو اُسکو یہ عجلت نہ ہوتی۔ بلکہ وہ قیامت اُن پر ایک بیک آئیگی سو اُنکو بدحواس کر دیگی بعض نے فرمایا کہ جس شخص کو مخلوق مین سے کوئی چیز مبہوت کر دے تو اسوجہ سے ہے کہ یہ شخص اُس چیز کے نزدیک مقام کر گیا اور اسکا محل وہی تھا۔ اور یہ شخص اُس شے کے پیدا کرنے والے سے غافل ہو گیا تھا۔ اور جو شخص کہ قبضۂ حق عز وجل مین اُسکی حضوری مین ہے تو اُسکو کوئی چیز مبہوت نہین کر سکتی اس لئے کہ وہ ہیبت کی اعلے منزل یعنے مقام قدس مین ہے انتہی۔ يَكْلَؤُكُمْ قال ابن عباس يحرسكم وقال قتادة يحفظكم يقال منه كلأت القوم اذا حرستهم (ابن جرير) كَلَأَهُ الله يكلؤه مثل قطع يقطع كِلَاءَة بالكسر والمد حفظه (مختار)

مِنْ اَطْرَافِهَا اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ
اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ۝ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا
ظٰلِمِيْنَ ۝ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَاِنْ كَانَ
مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ
الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ
مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ۝ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝

پیغمبر کہدو وہ کون ہے جو رات دن رحمٰن (کے عذاب) سے تمھاری حفاظت کرسکتا ہے

نفحة - يعني بالنفحة النصيب والحظ من قولهم نفح فلان لفلان من عطائه اذا اعطاه قسما او نصيبا من المال قال قتادة لئن اصابتهم عقوبة (ابن جرير) نفحة من العذاب قطعة منه (مختار) قال البيضاوى اصل النفح هبوب رائحة الشئ والبناء الدال على المرة ۱۲ - الموازين - ابن کثیر نے لکھا کہ اکثر کے نزدیک میزان واحد ہے اور یہان موازین جمع فرمایا تو یہ باعتبار اعمال موزونہ کے ہے خطیب نے کہا کہ جمع انکی بسبب کثرت اُن لوگون کے ہے جنکے اعمال کا وزن ہوگا گویا ہر ایک کے واسطے ترازو ہے اور جائز ہے کہ وزنون کے تعدد سے جمع فرمائی گئی ہے اور وزن اعمال کے دو طریقے ہین ایک یہ کہ صحائف اعمال تولے جائین دوسرے یہ کہ اعمال جو اعراض ہین وہ جواہر ہو جائین - اور نفس عمل کا میزان مین ہونا اقرب ہے جس طرح احادیث مین آیا ہے مثقال الشئ میزانه من مثله والمثقال واحد مثاقيل الذهب (مختار) یہان معنی اول مراد ہین الفرقان مجاہد نے کہا کہ کتاب قتادہ نے کہا کہ توریت حلال و حرام کی بیان کرنے والی ہے جس سے اللہ تعالے نے حق و باطل مین فرق کیا (ابن جریر) یعنے ایسی جامع کتاب جو حق و باطل مین فرق بھی کرے اور ضیاء جو دل مین منور پیدا کرے اور ذکر جس سے لوگ نصیحت لیوین یعنے سب معطوفات متحد بالذات ہین صفات کے لحاظ کرتے متغایر ہین ۱۲ - لہ یہان نام پاک رحمٰن

وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ
ابن عامر سے تاء مضموم اور کسرمیم کے اسماع سے اور صم فتحہ میم منصوب یعنی تو بہرون کو نہین سنا سکتے - دونون لفظ قریب ہین کیونکہ جب کان دل کا بہرا ہے تو نہ خود سن سکتا اور نہ کسی کے سنانے سے سن سکتا ہے ۱۲

مِثْقَالُ
نافع سے رفع لام کے اس صورت مین کان تامہ ہے ۱۲

ضِئَآءً
قنبل سے ہمزہ کے موضع یا مین ۱۲

الربع

ع ۹/۴

بلکہ یہ لوگ تو اپنے رب کے ذکر سے روگردان ہین - کیا اُن کے لئے ہمارے سوا اور معبود ہین کہ اُن کو (ہمارے عذاب سے) بچا سکتے ہین وہ (بُت) تو خود اپنی ہی مدد نہین کرسکتے اور نہ اُن کی ہماری طرف سے حمایت (رفاقت) کیجاتی ہے - بات یہی کہ ہم نے انکو اور اُن کے باپ دادا کو (دنیا مین) فائدہ پہنچایا یہان تک کہ اُن پر زندگی دراز ہوگئی (یہی عیش و عشرت باعث گمراہی ہوی) تو پھر کیا یہ لوگ نہین دیکھتے کہ ہم زمین (کفر) کو کنارون سے گھٹاتے چلے آتے ہین - پھر کیا یہی غالب ہونے والے ہین - (ایسا نہو گا بلکہ رسول اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴۰) ذکر فرمانے مین اشارہ ہے کہ اُسکی عام رحمت کے باعث یہ لوگ بچ گئے - جس نے اپنی رحمت سے رحمة للعالمین رسول بھیجا ورنہ دیگر انبیا علیہم السلام کی امتونکی طرح ہلاک ہوجاتے ۱۲ - لہ مشرکین کو کیا ہوا کر اپنے حافظ حقیقی کو نہین پہچانتے بلکہ اپنے رب کے نصائح موثرہ و دلائل قویہ سے روگردان ہین - یہ اُنکی جہالت ہے کہ نہ اُن مواعظ کو سوچتے اور نہ اُن سے عبرت لیتے ہین ۲ ولا هم منا يصحبون - قال قتادة لا يصحبون من الله بخير قال ابن عباس يصحبون ينصرون وعنه ايضا يصحبون يجارون (یعنے نہ وہ کفار ہمارے عذاب سے پناہ دئے گئے ہین) کیونکہ عرب کہا کرتے ہین انا لك جار من فلان وصاحب جسکے معنے یہ ہوتے ہین کہ فلان کے خطرے مین تیرا مصاحب ہون یعنے تجکو مین نے پناہ دی - اور تیری خفاظت اپنے ذمہ لی ہے غرض جب انکو کوئی عذاب الٰہی سے مانع نہ ہوگا تو کوئی رفیق انکو کا ہے بھی نہین اور کوئی مددگار بھی نہین (ابن جریر) سلہ مشرکونکی گمراہی کا باعث یہ بات ہوی کہ ہم نے انکو دنیا مین ناز و نعمت سے پالا اور اسی عیش و عشرت مین اونکی عمر دراز ہوئی تو انہون نے یہ اعتقاد کیا کہ جس حال پر ہم ہین یہ ہمیشہ کیہہ ہے اور یہ برابر ہمیشہ رہے گا - تو اللہ تعالٰے نے نصیحت کی کہ کیا نہین دیکھتے (یعنے کیا نہین جانتے جو وضاحت مین دیکھنے کے مثل ہے) کہ ہم کافرون کی زمین کو اس کے اطراف سے کم کرتے ہین یعنے مسلمان دن بدن بڑھتے جاتے ہین اور کافرون کی زمین مسلمانون کی ہوتی جاتی ہے آخر مین سلطنت مسلمانونکی ہوجائیگی یہ ایک پیشین گوئی تھی جو الحمد للہ پوری ہو کر رہی سکہ قال قتادة ليسوا بغالبين ولكن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم هو الغالب (ابن جرير)

غالب آتین گے) (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) کہدو کہ مین تو تم کو صرف وحی سے ڈراتا ہون اور بہری (یعنی کافر) پکار کو سنتے ہی نہین جبکہ ڈرائے جاتے ہین۔ اور اگر اُن کو تمھارے پروردگار کے عذاب کی بھاپ بھی لگ جائے تو ضرور بول اوٹھین گے کہ ہائے ہماری خرابی بیشک ہم ہی ظالم تھے اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو قائم کرین گے پھر کسی شخص پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائیگا اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی (عمل) ہوگا تو ہم اُسکو لائین گے۔ اور ہم حساب لینے کو کافی ہین۔ اور ہم نے موسےٰ علیہ السلام و ہارون کو فیصل کرنیوالی (کتاب) اور روشنی عطا کی تھی اور نصیحت دینے والی اُن پرہیزگارون کے لئے کہ جو اپنے پروردگار سے بے دیکھے ڈرتے ہین اور وہ قیامت کا بھی خوف کرتے ہین اور یہ (قرآن بھی) بابرکت نصیحت ہے جسکو ہم نے

[1] قال قتادة ان الكافر قلهم عن كتاب الله لا يسمعه ولا ينتفع به ولا يعقله كما يسمعه المؤمن واهل الايمان (ابن جرير) [2] ابن زید نے فرمایا کہ عمل نفع کے ہون خواہ ضرر کے سب پیش کئے جائین گے۔ اچھے عمل کا بدلہ ملیگا۔ بُرے کو چاہے وہ معاف کرے چاہے مواخذہ کرے (ابن جریر) [3] و هذا ذكر قال قتادة اى هذا القرآن (ابن جرير) [4] عرائس مین ہے کلام حق سبحانہ تعالیٰ قرآن پاک خود اپنی ذات مین مبارک ہے اگرچہ کوئی جاہل اوسکو سنے یا نہ سنے۔ ولیکن وصول اسکی برکت کا اوس شخص پر ہے جو اوسکو محبت و شوق کے کانون سے سنے پس اوسکو محبت اس ذکر سے ہو اور شوق اس کے متکلم قدیم جل شانہ کے وصال کا ہو اور اسکے مضمون پر عمل کرے اور اشارات کو پہچانے اور اوسکی حلاوت اپنے دل مین پاوے اور جب ایسا ہو گیا تو اوسکی برکت اوس شخص کو پہنچیگی اس طرح کہ جہاں اصل ہے یعنی معدن ہے اُس کا مشاہدہ نصیب ہوگا اور وہ دیدار ذات قدیم پاک جل شانہ ہے قال اللہ تعالےٰ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ شیخ ابن عطا رح نے کہا کہ یہ ذکر مبارک ہے

اُتارا۔ پھر کیا تم اسکو نہین مانتے۔ اے لوگو مانو اور خدا کے کہے پر چلو۔ اگر اوسکی کتاب سے منہ پھر اکر دوسری کتاب پر چلو گے تو کیا تم کو راہ ملجائیگی ہرگز نہین ہرگز نہین۔ خالق و مخلوق مین جو فرق ہے اُسیقدر دونو نکی کتابون مین ہے جس وقت تم جسکا کلام پڑھتے اور مطالعہ کرتے ہو اوسوقت وہ تمھارا ہمنشین ہے۔ چشم بصیرت سے متکلم کو دیکھا کرو لیکن وہی متکلم ہمنشین ہوگا جو اُس حُبّ مین فنا ہے یہ تصرف اُسی کو حاصل ہے ~~

فانی بخود و بدوست باقی۔	این طرفہ کہ نیستند و ہستند

جب فانی کا یہ حال ہو تو باقی و قیوم کہ جو تمام عالم کی حیات اور سارا جہان جس سے زندہ ہے اُس کے کلامِ پاک کی قرأت کے وقت کیا کچھ اثر ہوگا اور کیسی کچھ کیفیت پیدا ہوگی

رباعی خلیق

کب وصف سے موصوف جدا ہوتا ہے	قرآن سے دیدارِ خدا ہوتا ہے
قرآن کے پڑھنے سے کدورت ہو دور	آئینۂ دل کو مصقلہ ہوتا ہے

چونکہ گذشتہ کتابون کی حفاظت کا خدا نے ذمہ نہین لیا اسی لئے حکم ہوا کہ اہل کتاب کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴۲) اوپر جو اوسکو سنے۔ مبارک ہے اوپر جو اس سے نصیحت پکڑے۔ مبارک ہے اوپر جو اپنی ہمت و قلب سے اوسپر متوجہ ہو۔ مبارک ہو اوسپر جو اسکے اوپر ایمان لایا اور جو کچھ اوسمین ہے اوسکی تصدیق کی پس جو شخص کہ اپنے سرّ باطن یا قالب یا نفس مین آثار برکت قرآن نہ پا دے تو اوسکو جان لینا چاہئے کہ وہ خواص کے دائرہ سے دور ہے اور شقی و عوام کے میدان مین پڑا ہے [1] ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے

نہ سچا جانو اور نہ جھٹلاؤ اور قرآن کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے تو اوسی کو صبح و شام پڑھنے کا حکم بھی ہوا ہے یہی سب کا ناسخ اور یہی کافی ہے اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کے توریت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴۳ کا) روایت ہے کہ اہل کتاب توراۃ کو عبرانی زبان میں (جو زبان یہودیونکی ہے) پڑھتے تھے اور اُسکی تفسیر مسلمانوں کے لئے عربی زبان میں کرتے تھے تو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب کو نہ سچا جانو اور نہ اُن کو جھٹلاؤ (یعنے اُن اُمور میں کہ جہاں صدق وکذب کا احتمال ہو) بلکہ تم اس طرح کہو اٰمنا باللہ وما انزل الینا یعنے ہم اللہ پر اور اُس چیز پر کہ ہماری طرف اُتاری گئی ہے ایمان لائے۔ آخر آیت تک (مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ صفحہ ۲۰ بخاری سے) سلہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نسخہ توریت کا حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے پس غرض کی اے رسول خدا یہ نسخہ توریت کا ہے۔ تو حضرت چپ ہو رہے عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھنا شروع کیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوتا تھا۔ پس حضرت ابوبکر نے حضرت عمر سے کہا کہ گم کیجیو تم کو گم کرنیوالیاں۔ کیا تم رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک کو نہیں دیکھتے تو حضرت عمر نے آنحضرت کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا اور یہ کہنے لگے اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا۔ یعنے پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ اللہ کے غضب سے اور اس کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غضب سے راضی ہیں ہم کہ رب ہمارا اللہ ہے اور دین ہمارا اسلام ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نبی ہیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جس کے ہاتھ میں جان محمد کی ہے اگر موسیٰ تم میں ظاہر ہوتے تو تم اونکی پیروی کرتے اور مجھے چھوڑ دیتے تو البتہ سیدھی راہ سے گمراہ ہوتے اور اگر موسیٰ زندگی میں میری نبوت کو پاتے تو میری پیروی کرتے (دارمی نے روایت کی) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حاضر ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور میں سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عرض کی کہ ہم یہودیونکی حدیثیں سنتا ہوں اور اچھی معلوم ہوتی ہیں اگر حکم ہو تو بعض اونمیں سے لکھلوں فرمایا جیسے یہود ونصاریٰ حیران ہیں تم بھی حیران ہوگے بیشک جو شریعت کہ میں تمھارے پاس لائی ہے بہت ہی صاف اور روشن ہے اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو میری اتباع کرتے۔ امام احمد و بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کی۔ (مشکوۃ)

پڑھنے پر ناراضی ظاہر فرمائی۔ جب گذشتہ آیتوں میں دلائلِ توحید ونبوت وآخرت کا بیان فرمایا اب انبیاء کرام علیہم السلام کے قصے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین کے لیے بیان فرماتا ہے پہلا قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ۝ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ۝ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰي ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ۝ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

التماثیل جمع تمثال ہے جو جاندار کی صورت کسی چیز سے بنائی جائے۔ مجاہد نے فرمایا کہ تماثیل اصنام ہیں۔ اسکو ابن شیبہ وابن جریر وابن منذر وغیرہ نے تخریج کی (در) عاکفون۔ ابن منذر وابن ابی حاتم نے تخریج کی کہ قتادہ نے فرمایا کہ عاکفون کے معنی عابدون ہیں (در) جذاذا۔ ابن عباس نے فرمایا حطاما۔ ابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم اور ایک روایت میں فتاتا (در) گویہ لفظ مفرد ہے لیکن واحد وجمع میں برابر مستعمل ہوتا ہے جذۃ کسرہ وقطعہ وبابہ ردّ والجذاذ بضم الجیم وکسرھا ما کسر منہ۔ وعطاء غیر مجذ وذای غیر مقطوع والجذاذات القراضات (مختار) جعلھم اور لھم کی ضمیر عقلا کی باعتبار زعم مشرکین کے اصنام کی جانب پھرتی ہے۔ الیہ۔ مرجع اس ضمیر کا ابراہیم علیہ السلام ہیں کیونکہ ان بتوں کی عداوت میں آپ مشہور تھے تو پھر اس تقریر سے کہ تمھارے بڑے بت نے یہ کام کیا کہہ کر غالب آجائیں یا مرجع کبیر ہے

جذاذا کس کی ساتھ کسر جیم کے ایک لغت ہے جمع جذیذ ہے جیسے خفاف جمع خفیف ہے ۱۲

قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ ۝ قَالُوا فَأْتُوا بِهِ عَلَىٰ أَعْيُنِ النَّاسِ
لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ ۝ قَالُوا أَأَنْتَ فَعَلْتَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ ۝ قَالَ بَلْ
فَعَلَهُ ۖ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ ۝ فَرَجَعُوا إِلَىٰ أَنْفُسِهِمْ
فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الظَّالِمُونَ ۝ ثُمَّ نُكِسُوا عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَٰؤُلَاءِ
يَنْطِقُونَ ۝ قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ
أُفٍّ لَكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ قَالُوا حَرِّقُوهُ
وَانْصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ ۝ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ
وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ ۝ وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ
الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ ۝ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴۵) یا مرجع لفظ اللہ ہے یعنے جب اُن کے معبودون کا عجز اُن کے پاس ثابت ہو جائیگا تو معبود حقیقی کی طرف رجوع کرینگے۔ قتادہ نے کہا کہ شاید اس سے نصیحت لیوین اور آنکھین کھولین (ابن جریر)۔ علیٰ ھنا مستعارۃ لتمکن الرؤیۃ وانکشافھا تمکن الراکب علی المرکوب۔ یشہدون۔ شہادت (یعنے گواہی) سے ہے یعنے جس کسی نے دیکھا یا سنا ہو وہ گواہی دیوے یا شہود معنی مین حضور کے ہے یعنے اُن کو ایذا دینے وقت سب لوگ حاضر رہین نکسوا۔ انقلبوا الی المجادلۃ بعد ما استقاموا بالمراجعۃ۔ شبہ عودھم الی الباطل بصیرورۃ اسفل الشئ مستعلیا علی اعلاہ۔ نکس الشئ فانتکس قلبہ علی رأسہ و بابہ نصر ونکسہ تنکیسا (مختار) اف اسم فعل معنی مین اتضجر کے ہوگیا ہے۔ زیادہ تحقیق کے لئے اس تفسیر کا حاشیہ صفحہ ۱۱۸ دیکھو ۱۲ نافلۃ۔ عطیۃ لانہ من نفلہ بمعنی اعطاہ۔ او ولد ولد ۱۲

فسئلوهم
ابن کثیر و کسائی ساتہ فتح سین اور حذف ہمزہ کے اہل صرف نے لکھا ہے کہ سئل یسئل کو سال یسال سل بھی پڑھتے ہین ۱۲-
اُفَّ
ابن کثیر و ابن عامر ساتہ فتح فا کے۔
اُفٍّ
ابو عمرو و شعبہ و حمزہ و کسائی ساتہ تنوین کے یہ سب لغتین ہین۔

صٰلِحِينَ ۝ وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ
الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ ۖ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ ۝ اور بیشک
ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو پہلے ہی (یعنے بچپن ۱؎) سے نیک راہ عطا فرمائی اور ہم انکی (صلاحیت سے)
آگاہ تھے۔ جب اُنھون نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ کیا ہین یہ مورتین
(یعنے بُت) جنکی عبادت پر تم جمے بیٹھے ہو۔ وہ بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو ان ہی
کی عبادت کرتے پایا ہے۔ (ابراہیم علیہ السلام نے) کہا کہ بیشک تم اور تمھارے باپ دادا صریح ۲؎
گمراہی مین پڑے رہے۔ وہ بولے کیا تو ہمارے پاس حق بات لیکر آیا ہے یا تو کھیل کر رہا ہے
کہا نہین بلکہ تمھارا پروردگار وہی آسمانون اور زمین کا پروردگار ہے جس نے انکو
پیدا کیا۔ اور مین (ایک گواہ) اُس کے ۳؎ گواہون مین سے ہون اور (آہستہ ۴؎ سے یہ بھی
کہا کہ) مین بخدا تمھارے بتون سے اس کے بعد کہ تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے ایک چال چلونگا

۱؎ ابن شیبہ و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم مجاہد سے کہ ہم نے انکو لڑکپن ہی مین ہدایت دی تھی (در) ۲؎ مشرکون کی اس تقلید کو صریح گمراہی اس لئے فرمایا کہ وہ اور اون کے باپ دادا دونون کے لئے کوئی دلیل نہ تھی۔ بلکہ خواہش نفس کی اتباع اور شیطان کی اطاعت تھی ۳؎ یہ زیادہ بلیغ ہے اس لئے کہ معلوم ہوا اس پر ملائکہ اور اکثر مخلوق الٰہی شاہد ہے اور مین بھی منجملہ شاہدون کے ہون یعنے اس امر پر براہین واضح قائم کر سکتا ہون تمھاری طرح نہین کہ بتون کی عبادت پر صرف تقلید باطل سے حجت لاتے ہو اور وہ خود باطل ہے ۱۲ ۴؎ ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر مجاہد سے کہ آپ نے یہ اُس وقت کہا کہ جب قوم نے آپ کو اپنی عید مین ہمراہ لیجانا چاہا تو آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ مین بیمار ہون۔ اور بتون کے خراب کرنے کا

(جب وہ عید منانے گئے تو) پھر ابراہیم علیہ السلام نے بتون کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا مگر ان کے بڑے
(بُت) کو (اِس غرض سے) رہنے دیا کہ وہ اسکی طرف رجوع کرین (جب لوگون نے اپنے
بتون کو ٹوٹے پھوٹے دیکھا تو) بولے کہ یہ ہمارے معبودون کیساتھ کس نے کیا بیشک وہ
شخص کوئی ظالم ہی۔ کہنے لگے ہم نے ایک جوان کو ان کا ذکر (برائی سے) کرتے سنا ہی جسے
ابراہیم علیہ السلام کے نام سے پکارا جاتا ہی۔ بولے اُسکو لوگون کے روبرو لاؤ تاکہ لوگ گواہی دین
(پھر ابراہیم علیہ السلام کو لائے اور) کہنے لگے لے ابراہیم کیا تونے یہ (حرکت) ہمارے بتونکے ساتھ
کی ہی۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا بلکہ اُن کے اس بڑے بت نے کیا ہی تو اگر یہ بولتے ہین تو اُن ہی
سے پوچھ دیکھو۔ اسپر لوگ اپنے جی مین سوچے پھر (آپس مین) کہنے لگے کہ لوگو تم ہی ناانصاف
ہو (یعنے اپنی جہالت کے مقر ہوگئے۔) پھر اپنے سر کے بل (اسی گمراہی مین) اوندھے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴۷) ذکر آپ سے ایک شخص نے سُن لیا جو آخر مین سب کے جا رہا تھا۔ اُسی نے انکا نزاغ
دیا۔ اور آپ نے تبر کو جس سے بُت توڑا تھا اُن کے بڑے بت کے سینہ کے پاس لاکر لگا دیا (در) قتادہ نے کہا کہ آپنے
یہ اسطرح سے کہا کہ وہ نہ سن سکنین (ابن جریر) سلہ ابن جریج نے کہا یذکرھم یعیبھم (ابن جریر) سلہ چونکہ یہ
بات ظاہر تھی کہ پتھرون کی مورتین بول نہین سکتین اس لئے بطور استہزا آپ نے کہا۔ جیسے کوئی خوشنویس نہایت
عمدہ قطعہ لکھے اور کوئی جاہل پوچھنے لگے کہ کیون یہ آپ نے ہی لکھا ہے تو وہ اُسکا جواب دے کہ جی نہین جناب
آپ نے ہی لکھا ہی" اس سے مطلب تو یہی ہے کہ مین نے لکھا ہے۔ اور اس بیان سے یہ مقصود تھا کہ وہ لوگ خود
اپنے ذہن سے سمجھ لین کہ ایسی مورتین جو پٹتین اور پیٹنے والیکو نہ بتا سکین وہ کب پرستش کے قابل ہین" اور جو حدیث مین آیا ہی کہ
ابراہیم نے تین باتین جھوٹ کہین۔ تو معاریض (یعنے جن سے بظاہر مقصود ہو اور بطور ایہام ذکر کیا ہو) کا نام کذب رکھنا اس لئے
ہے کہ دونون باہم صورت مین مشابہ ہین۔ ورنہ معصوم نبی خلیل الٰہی سے حقیقی کذب متصور نہین۔ ۱۲

ل
حاضر رہین (ہماری سزا
اُسکو دیتے وقت)

کیے گئے (یعنے بعد قائل ہونے کے پھر جھگڑنے کو تیار ہو کر) کہنے لگے کہ تم کو معلوم ہے کہ
یہ بت بولا نہین کرتے۔ (ابراہیم علیہ السلام نے) کہا کیا تم اللہ کے سوا ایسی چیزون کو پوجتے
ہو کہ جو نہ تمھین کچھ نفع دے سکے اور نہ نقصان۔ تف ہی تمپر اور ان پر جسکو تم اللہ
کے سوا پوجتے ہو۔ تو کیا تم (اپنی بری بات بھی) نہین سمجھتے۔ (جب حجت سے عاجز
آئے تو ضد پر ہو پہنچے اُنکو تیار ہوے) کہنے لگے کہ اگر تم کو کچھ کرنا ہے تو ابراہیم کو جلا دو
اور اپنے معبودون کی مدد کرو (پھر انھون نے آگ سلگا کر ابراہیم علیہ السلام کو اُس مین ڈالا۔)
تو ہم نے کہا اے آگ تو ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا۔ اور لوگون نے ابراہیم سے
فریب کرنا چاہا تو ہم نے انھین کو زیان کار بنایا۔ اور ہم نے ابراہیم اور لوط علیہما السلام کو اُس
زمین (شام) کی طرف بچا نکالا کہ جس مین ہم نے جہان کے لئے برکت رکھی ہے اور

سلہ والمعنی ان کنتم فاعلین فعلا فافعلوا؟ النصر ۱۲ سلہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جب ابراہیم علیہ السلام آگ مین ڈالے گئے تو زمین کے ہر ایک جانور نے ابراہیم سے آگ بجھائی سوائے
وزغ یعنے چھپکلی کے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کی آگ سلگاتی تھی۔ آپ نے اُسکی قتل کا حکم دیا" اس کو
امام احمد و طبرانی و ابو یعلے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے (در) اور مینڈک اس آگ کو بجھاتا تھا اس لئے
اُس کے قتل سے منع فرمایا" اسکو عبدالرزاق نے مصنف مین (در) صحاح مین ہے کہ جس نے اسکو پہلے
ضرب مین مارا تو اُسکے لئے تیس نیکیان ہین اور دوسری مین بیس اور تیسری مین دس" فقیر کہتا ہے کہ
شاید گرگٹ اور سام ابرص بھی اسی کی قسم سے ہے سلہ پھر اللہ تعالے نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلعت
و برکت و ہجرت کا حال بیان فرمایا سلہ ابی بن کعب و حسن بصری و قتادہ و ابو قلابہ و ابن جریج و ابو العالیہ

ل
مین افسوس
کرتا ہون۔

ہم نے اُن کو اسحٰق بخشا اور یعقوب انعام مین دیا۔ اور سب کو (یعنے چارون کو) نیکبخت
بنایا۔ اور ہم نے اُن کو پیشوا کیا جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے۔ اور ہم نے انکی
جانب نیک کام کرنے اور نماز قایم رکھنے اور زکوٰۃ دینے کی وحی بھیجی اور وہ ہماری
ہی بندگی کیا کرتے تھے۔ روایت ہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جلانے کے لئے بہت
سے گٹھے لکڑیون کے جمع کئے۔ اور اُسکو سب طرف سے آگ لگا کر پھونکا تو اُسکا شعلہ
اسقدر بلند ہوا کہ اگر اوپر سے چڑیا اُڑتی جاتی تو اُسکی شدتِ حرارت اور لپٹ سے
جلکر گر پڑتی تھی۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ مین ڈالنے کے لئے ایک بلند مکان
پر لیگئے۔ ابراہیم علیہ السلام نے آسمان کی طرف سر اُٹھایا۔ اُسوقت آسمان و زمین
پہاڑ اور فرشتے چلائے اور اسطرح فریاد کی رَبَّنَا اِبْرَاهِیْمُ یُحْرَقُ فِیْكَ یعنی ہماری رب تیرے
لئے ابراہیم جلائے جارہے ہین۔ حکم ہوا مین اُن کے حال سے خوب واقف ہون

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴۹) و ابن زید ان سبھون نے کہا کہ وہ ارضِ شام ہے (ابن جریر) ابن
اسحٰق نے لکھا کہ ابراہیم علیہ السلام یہان سے ہجرت کرکے سوئے رب چلے اور لوط علیہ السلام (جو آپکے بھتیجے
ہین) انھین کے ہمراہ آپ نے بھی ہجرت کی اور آپ نے اپنی چچیری بہن بی بی سارہ سے نکاح کرکے انکو بھی
ہمراہ لے لیا تا آپ دین کو بچائین۔ اور جہان اُس ملے وہان اپنے رب کی عبادت کرتے بیٹھ رہین پھر آپ مصر مین آئی پھر مصر سے
شام کی طرف روانہ ہوے (ابن جریر) ابو جعفر طبری یعنے ابن جریر فرماتے ہین کہ سب اہلِ علم متفق ہین کہ حضرت ابراہیم کی
ہجرت عراق سے شام کی جانب ہوی۔ اور زمانہ زندگی ہین وہین مقام رہا۔ گو مکہ معظمہ کو بھی آپ آئے اور کعبہ
بنایا اور اپنے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام اور اُن کی بانی ہاجر کو وہان رکھا۔ لیکن آپ وہان مقیم نہ ہوے اور نہ
اُسکو وطن بنایا [1] سدی نے فرمایا (ابن جریر) ۱۲

پوتا

اگر تم کو پکارتے ہین تو تم اُن کی مدد کرو۔ ابراہیم علیہ السلام نے اُسوقت یہ فرمایا کہ الٰہی تو آسمان
مین اکیلا ہے اور مین زمین ہین اکیلا ہون کہ میرے سوائے کوئی تیری عبادت نہین
کرتا ہی حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ (جسوقت آپ کو باندھکر آگ مین ڈالنے لگے جبرئیل
علیہ السلام نے بھی آکر عرض کی اَلَكَ حَاجَةٌ کہ کیا کوئی آپکو حاجت ہی۔ تو آپ نے
جواب مین فرمایا اَمَّا اِلَیْكَ فَلَا یعنے تم سے تو کوئی حاجت نہین" حضرت غوثِ
اعظم فرماتے ہین کہ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ اچھا اُسی مالک سے کہو تو آپ نے جواب دیا
عِلْمُهٗ بِحَالِیْ یُغْنِیْنِیْ عَنْ سُؤَالِیْ یعنے وہ میرے حال سے اسطرح آگاہ ہی کہ مجھے
سوال کرنے سے بھی مستغنی و بے پروا کردیا" پھر گوپھن مین آپ کو رکھکر باندھا) اور
آگ مین ڈالا۔ حکم ہوا اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی ہوجا۔ ابن عباس
فرماتے ہین کہ اگر بَرْد کے ہمراہ سلام نہ ہوتا تو آگ ایسی ٹھنڈی ہوجاتی کہ سردی
کی شدت سے ابراہیم علیہ السلام کا انتقال ہوجاتا پھر وہ آگ کیا بجھی کہ تمام روئے زمین کی
آگ اُس دن بجھ گئی۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اُس سے نکال کر بادشاہ (نمرود) کے پاس
لے گئے جو یہ پہلا ہی جانا تھا" معجزہ۔ ابوالاسود عنسی کذاب نے عیب دعوے

[1] ابن جریر ۱۲ [2] ابن عساکر از طریق اسمٰعیل بن عیاش سے اور بھی ایک طریق ابی بکر سے
اور ابن وہب سے لیکن اُس سے مختصر (خصائصِ کبرٰے جلد دوم صفحہ ۹۷ مطبوعہ
حیدرآباد دکن)

نبوت کا کیا تو حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ اور کہا کہ تو گواہی دیتا ہے
کہ مین رسول اللہ ہون۔ آپ نے فرمایا کہ مین نہین سنتا یعنے مین نہین گواہی دیتا ہون
تو ابوالاسود نے کہا تو یہ گواہی دیتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ ہین۔ آپ نے فرمایا کہ ہان
پس اُس نے حکم دیا کہ آگ بہت سی سلگائی جائے پس جلائی گئی اور اُسمین ابو مسلم
رضی اللہ عنہ ڈالدئے گئے۔ پھر اُسکو خبر دی گئی کہ وہ تو اُس مین کھڑے نماز پڑہتے
ہین۔ وہ خوفناک ہوگیا اور آگ آپ پر ٹھنڈی اور سلامتی کی گئی۔ پھر ابو مسلم رضی اللہ
عنہ بعد وفاتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ مین آئے۔ اور ابو بکر رضی اللہ
عنہ خلیفہ تھے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ اُن کے پہلو مین بیٹھے تھے۔ جب ابو مسلم رضی اللہ عنہ
مسجد مین داخل ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ مرحبا کہتے ہوئے اُنکو ہاتھون ہاتھ لیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اور اپنے درمیان
بٹھالیا اور کہا کہ الحمد للہ کہ جس نے مجھے موت نہین دی یہانتک کہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت مین سے ایسا شخص
دکھلا دیا جسکے ساتھ وہ معاملہ کیا گیا جو ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے ساتھ کیا گیا تھا معجزہ[1] عباد بن عبد الصمد فرماتے
ہین کہ ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپنے فرمایا اے لڑکی دسترخوان لا کھانا کھائین گے۔ وہ لائی پھر آپنے
فرمایا رومال لا۔ وہ میلا رومال لائی فرمایا تنور مین ڈالدے اُسنے ڈالی اور سفید ہو کر نکلا۔ ہمنے پوچھا یہ
کیا؟ فرمایا یہ وہ رومال ہے کہ جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا روئے مبارک پوچھا تھا جب یہ میلا ہو جاتا
ہے ہم اسی طرح کرتے ہین کیونکہ جو شے انبیا کی منہ کو چھو لیتی ہے پھر اُسکو آگ نہین کھاتی"

[1] ابونعیم نے تخریج کی (خصائص کبرے جلد دوم صفحہ ۸۰) ۱۲

چنانچہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین۔ ع

از انس فرزندِ مالک آمدست ... کہ بمہمانی او شخصے شد است
او حکایت کرد کز بعدِ طعام ... دید انس دستار خوان را زرد فام
چرکن و آلودہ گفت اے خادمہ ... اندر افگن در تنورش یکدمہ
در تنورِ پُر ز آتش در فگند ... آنزمان دستار خوان را ہوشمند
جملہ مہمانان دران خیرہ شدند ... انتظارِ دود کندِ ہمی بدند
بعدِ یک ساعت برآورد از تنور ... پاک و اسفید و ازان اوساخ دور
قوم گفتند اے صحابیِ عزیز ... چون نسوزید و منقّیٰ گشت نیز
گفت از انکہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دست و دہان ... بس بمالید اندرین دستار خوان
اے دلِ ترسندہ از نار و عذاب ... با چنان دست و لبے کن اقتراب
چون جمادے را چنین تشریف داد ... جانِ عاشق را چہا خواہد کشاد
مر کلوخِ کعبہ را چون قبلہ کرد ... خاکِ مردان باش اے جان در نبرد
او شفیع است این جہان و آن جہان ... اینجہان تا دین و آنجا تا جنان

پھر اللہ تعالےٰ نے اپنے خلیل علیہ السلام پر ایمان لانے والے اور پیغمبری سے سرفراز ہونیوالے یعنی
حضرت لوط علیہ السلام کا تیسرا قصہ بیان فرمایا۔ وَلُوطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ

لوطًا۔ آتینا محذوف کا مفعول ہے جسکی تفسیر آتینا مذکور ہے اور اسی طرح نوحا۔ داود۔ سلیمٰن ہے یا اذکر فعل مقدر ہے

قصہ لوط علیہ السلام

كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ۝ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهٗ مِنَ

الصّٰلِحِيْنَ ۝ اور ہم نے لوط علیہ السلام کو حکمت اور علم دیا اور اون کو اوس بستی سے جو ناپاک کام کیا

کرتے تھے نجات دی۔ بے شک وہ لوگ برے (اور) بدکردار تھے۔ اور ہم نے لوط کو اپنی رحمت

مین لے لیا۔ بیشک وہ نیک بندون مین سے تھے۔ **چوتھا قصہ حضرت نوح علیہ السلام کا اونکی**

فضیلت کے سیاق مین بیان فرمایا وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَ

اَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا

قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اور نوح علیہ السلام (کا واقعہ یاد کرو) جب انھون نے پکارا (ان

گذشتہ انبیاء علیہم السلام سے پہلے تو ہم نے اونکی سن لی پس ہم نے اونکو اور اونکے لوگونکو (یعنی مومنین

کو) بڑی گھبراہٹ (یعنے غرق) سے نجات دی۔ اور ہم نے اون کی اُن لوگونپر جو ہماری

آیتین جھٹلاتے تھے مدد کی۔ بے شک وہ بد لوگ تھے تو ہم نے اُن سب کو غرق کر دیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵۳) مفعول کہا جائے۔ حُكْمًا۔ نبوت و جھگڑا کرنیوالون مین فیصلہ کرنا۔ عِلْمًا۔ امر دین کا علم

الْقَرْيَةِ۔ اسکا نام سدوم ہے جسکی طرف آپ مبعوث ہوئے تھے تَعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ۔ ناپاک کام یعنے لواطت و اغلام

اور راہ چلنے والون کو کنکر مارنا اور کبوتر وغیرہ پرند اڑانا اور لڑانا۔ چونکہ ایسی قوم مین زندگی کرنا عذاب و تکلیف ہے یا یہ

کہ ان افعال سے وہ قوم عذاب کی مستحق ہوگی اس لئے اللہ تعالٰی نے جب ان کے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا

آپ کو وہان سے نکال کر شام کی طرف لیگیا قَبْلُ۔ ان مذکورین انبیاء علیہم السلام سے پہلے (ابن جریر) اَهْلَهٗ

وہ لوگ جو آپ پر ایمان لائے الْكَرْبِ۔ شدت غم کو کہتے ہین اسی سے ہے کربنی هٰذا الامر یکربنی کربا

(ابن جریر) کربه الغم ای اشتد علیه من باب نصر (مختار) یہان کرب سے مراد غرق ہے ۱۲

پانچوان قصہ اللہ تعالٰے عز وجل نے داؤد و سلیمان علیہما السلام کا بیان فرمایا وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ

يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ۝ فَفَهَّمْنٰهَا

سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۡ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا

فٰعِلِيْنَ ۝ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۝ وَ

لِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ

عٰلِمِيْنَ ۝ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا

لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۝ اور داؤد و سلیمان علیہما السلام کو (یاد کرو) جب دونون ایک کھیتی کے بارے مین فیصلہ

نَفَشَتْ۔ نفشت الابل والغنم ای رعت لیلا بلا راع من باب جلس۔ والهمل یکون لیلا و

نہارا (مختار) لِحُكْمِهِمْ۔ او الحکم ہنا بمعنی القضیة و لیس مصدرا (خفاجی) فَفَهَّمْنٰهَا۔

ضمیر حکومت یا فتوے کی طرف راجع ہے جو دونون سیاق سے مفہوم ہوتے ہین وَالطَّيْرَ جبال پر عطف ہے یا مفعول معہ

ہے لَبُوْسٍ۔ عرب کے پاس تو ہر طرح کے ہتیار اور سلاح مین خواہ زرہ یا جوشن یا تلوار و نیزہ لیکن اہل تاویل کہتے ہین

یہان زرہ مراد ہے (ابن جریر) لَكُمْ۔ علم کے متعلق یا صفت لبوس ہے لِتُحْصِنَكُمْ۔ لبوس سے بدل بدل اشتمال با عادہ

جار ہے اور ضمیر کا مرجع صنعت یا لبوس بتاویل درع ہے کیونکہ درع مؤنث سماعی ہے بَاْسِكُمْ۔ باس حرب

اور لڑائی ہے عَاصِفَةً یعنے سخت جھونکے والی اور ایک جائے رُخَاءً یعنے نرم فرمایا۔ تو بعض نے کہا کہ

آپکے حکم سے کبھی نرم اور کبھی تیز ہو جاتی تھی۔ اور بعض نے کہا وہ خود نرم و پاکیزہ تھی۔ لیکن جب آپ کے تخت کو

دور لیجانا ہوتا تو تیز ہو کر تہوڑے عرصہ مین بہت دور لیجاتی تھی" وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ سلیمان علیہ السلام

تخت پر بیٹھتے تھے۔ اور اُس کے گرد لکڑی کے تختے تھے۔ اُنپر گھوڑے اور لوگ اور لڑائی کا سامان رکھ لیتے پھر

ہوا کو حکم فرماتے وہ اُن کو اٹھا کر جدہر چاہتے تھے لے جاتی تھی اور جہان چاہتے وہان اُترتے تھے چنانچہ اللہ تعالٰی نے

كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ۝ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا اِنَّهٗ مِنَ

الصّٰلِحِيْنَ ۝ اور ہم نے لوط کو حکمت اور علم دیا اور اون کو اوس بستی سے جو ناپاک کام کیا

کرتے تھے نجات دی۔ بے شک وہ لوگ برے (اور) بدکردار تھے۔ اور ہم نے لوط کو اپنی رحمت

مین لے لیا۔ بیشک وہ نیک بندون مین سے تھے۔ **چوتھا قصہ حضرت نوح** کا اونکی

فضیلت کے سیاق مین بیان فرمایا۔ وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَ

اَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اِنَّهُمْ كَانُوْا

قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اور نوح (کا واقعہ یاد کرو) جب انھون نے پکارا (ان

گذشتہ انبیاء سے پہلے تو ہم نے اونکی سن لی پس ہم نے اونکو اور اونکے لوگونکو (یعنی مومنین

کو) بڑی گھبراہٹ (یعنے غرق) سے نجات دی۔ اور ہم نے اون کی اُن لوگون پر جو ہماری

آیتین جھٹلاتے تھے مدد کی۔ بے شک وہ بدلوگ تھے تو ہم نے اُن سب کو غرق کر دیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵۳) مفعول کہا جائے۔ حُکْمًا۔ بہو تو جھگڑنے والون مین فیصلہ کرنا عِلْمًا۔ امر دین کا علم
الْقَرْيَةِ۔ اسکا نام سدوم ہے جسکی طرف آپ مبعوث ہوئے تھے تَعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ۔ ناپاک کام یعنے لواطت و اغلام
اور راہ چلنے والون کو کنکر مارنا اور کبوتر وغیرہ پرند اڑانا اور لڑانا۔ چونکہ ایسی قوم مین زندگی کرنا عذاب و تکلیف ہے یا یہ
کہ ان افعال سے وہ قوم عذاب کی مستحق ہوگی اس لئے اللہ تعالےٰ نے جب ان کے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا
آپ کو وہان سے نکال کر شام کی طرف لیگیا قَبْلُ۔ ان مذکورین انبیا علیہم السلام سے پہلے (ابن جریر) اَهْلَهٗ
وہ لوگ جو آپ پر ایمان لائے الْكَرْب۔ شدت غم کو کہتے ہین اسی سے ہے کہ بنی هذا الامر یکربنی کربا
(ابن جریر) کربه الغم ای اشتد علیه من باب نصر (مختار) یہان کرب سے مراد غرق ہے ۱۲

قصہ نوح علیہ السلام

پانچوان قصہ اللہ تعالےٰ عزوجل نے داؤد و سلیمان کا بیان فرمایا وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ

يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ۝ فَفَهَّمْنٰهَا

سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۫ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا

فٰعِلِيْنَ ۝ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۝ وَ

لِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ

عٰلِمِيْنَ ۝ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا

لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۝ اور داؤد و سلیمان کو (یاد کرو) جب دونون ایک کھیتی کے بارے مین فیصلہ

نَفَشَتْ۔ نفشت الابل والغنم ای رعت لیلا بلا راع من باب جلس۔ والهمل یکون لیلا و
نهارا (مختار) لِحُكْمِهِمْ۔ او الحکم هنا بمعنی القضية و ليس مصدرا (خفاجی) فَفَهَّمْنٰهَا۔
ضمیر حکومت یا فتوے کی طرف راجع ہے جو دونون سیاق سے مفہوم ہوتے ہین وَالطَّيْرَ جبال پر عطف ہے یا مفعول
معہ ہے لَبُوْسٍ۔ عرب کے پاس تو ہر طرح کے ہتیار اور سلاح ہین خواہ زرہ یا جوشن یا تلوار و نیزہ لیکن اہل تاویل کہتے ہین
یہان زرہ مراد ہے (ابن جریر) لَكُمْ۔ علم کے متعلق یا صفت لبوس ہے لِتُحْصِنَكُمْ۔ لبوس سے بدل بدل اشتمال یا عادہ
جار ہے اور ضمیر کا مرجع صنعت یا لبوس بتاویل درع ہے کیونکہ درع مؤنث سماعی ہے بَاْسِكُمْ۔ بأس حرب
اور لڑائی ہے عَاصِفَةً یعنے سخت جھونکے والی اور ایک جائے رُخَاءً یعنے نرم فرمایا۔ تو بعض نے کہا کہ
آپ کے حکم سے کبھی نرم اور کبھی تیز ہو جاتی تھی۔ اور بعض نے کہا وہ خود نرم و پاکیزہ تھی۔ لیکن جب آپ کے تخت کو
دور لیجانا ہوتا تو تیز ہو کر تھوڑے عرصہ مین بہت دور لیجاتی تھی" وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ سلیمان علیہ السلام
تخت پر بیٹھتے تھے۔ اور اُس کے گرد لکڑی کے تختے تھے۔ اُسپر گھوڑے اور لوگ اور لڑائی کا سامان رکھ لیتے پھر
ہوا کو حکم فرماتے وہ اُن کو اُٹھا کر جدہر چاہتے تھے لے جاتی تھی اور جہان چاہتے وہان اُترتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے

قصہ داؤد و سلیمان علیہما السلام

لِيُحْصِنَكُمْ
نافع و ابن کثیر و ابو عمرو و حمزہ و کسائی ساتہ یاء غیب کے۔ ضمیر کا مرجع لبوس ہے
لِنُحْصِنَكُمْ
شعبہ ساتہ نون تکلم کے تینون قراءتون کے معانی متقارب ہین۔ کیونکہ صنعت و لبوس ایک ہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خود بچائے یا اُس زرہ کو بچاؤ کا سبب کرے ۱۲

کرنے لگے جب شب کے وقت کچھ لوگونکی بکریان اُسمین چر گئین اور اُنکا فیصلہ ہمارے روبرو

تھا پھر وہ فیصلہ ہم نے سلیمان علیہ السلام کو سمجھا دیا۔ اور ہر ایک کو ہم نے حکم (یعنے پیغمبری) اور علم دیا تھا

اور ہم نے داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑون کو تابع بنا دیا تھا کہ وہ تسبیح کیا کرتے تھے اور پرندون کو

بھی۔ اور ہم کرنیوالے ہین۔ اور ہم نے داؤد کو تمھارے ایک لباس (یعنے زرہ) کا بنانا سکھا

تا کہ تم کو تمھاری لڑائی کے (ضرر سے) بچائے۔ تو کیا تم شکر کرنے والے ہو۔ اور ہمنے سلیمان علیہ السلام

کے لئے سخت ہوا کو تابع کر دیا کہ اُن کے حکم سے اُس زمین (شام) کی طرف چلا کرتی تھی کہ

جس مین ہم نے برکت دی ہے۔ اور ہمکو ہر چیز کا علم ہے۔ اور شیطین بھی تابع کئے جو انکے

لئے (دریا مین) موتی وغیرہ نکالنے کے لئے غوطے لگاتے تھے اور اسکے سوا اور بھی کام کیا

کرتے تھے۔ (جیسے عمارت اور سنگ تراشی) اور ہم ہی شیاطین کے نگران تھے (کہ کہین نافرمانی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵۵) فرمایا فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً یعنے ہوا نرمی سے اُن کے حکم کے ساتھ چلتی تھی اور فرمایا غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ یعنے ایک مہینہ کی راہ اول دوپہر مین اور ایک ماہ کی راہ آخر دوپہر مین جاتی تھی الخ (ابن جریر) ؎ یعنے ہماری ہی قدرت سے پہاڑون اور پرندونکی تسبیح و تسخیر تھی۔ اس مین کسی کو شک کرنا نچاہئے کیونکہ ہم اپنی قدرت سے انبیا کو معجزے عنایت فرماتے ہین۔ ؎ قتادہ نے فرمایا کہ اس سے پہلے زرہین بترون کی ہوتی تھین داؤد علیہ السلام اول شخص ہین جنھون نے زرہ کو حلقہ اور کڑیون کے ساتھ بنایا ہے۔ اسکی تخریج عبدالرزاق و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے کی (در) چنانچہ حق تعالے نے فرمایا وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ یعنے اور ہم نے داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم کیا۔ ۱۲

کر کے بھاگ نہ جائین) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ کے متعلق روایت ہے

کہ یہ حرث انگور کا باغ تھا جسکو خوشے لگے تھے۔ بکریون نے اُسکو رات مین چر لیا تو داؤد

علیہ السلام نے حکم دیا کہ جسکا باغ ہے وہ بکریان لے لے۔ تو سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ

؎ ابن جریر و ابن مردویہ و حاکم۔ اور بیہقی اپنی سنن مین (در) ؎ محمد بن جریر فرماتے ہین کہ حرث سے زمین کی روئیدگی مراد ہے۔ خواہ وہ کھیتی ہو یا جھاڑ ہون مترجم کہتا ہے کہ تطبیق روایتون کے لئے ہو سکتا ہے کہ دونون بھی ہون کیونکہ قتادہ فرماتے ہین کہ وہ زراعت تھی۔ ؎ جائز ہے کہ یہ حکم بوحی ہو یا باجتہاد جو لوگ کہ انبیا کے لئے اجتہاد ثابت نہین کرتے وہ کہتے ہین کہ اُن کے سب احکام وحی سے ہین اور یہ اختلاف اصول مین مشہور ہے۔ اور یہان آیت مین مجاہد سے روایت ہے کہا کہ داؤد علیہ السلام کا فیصلہ حکم تھا اور سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ صلح تھا۔ اور اَلصُّلْحُ خَيْرٌ کے حکم سے یہ صلح بہتر تھی لہذا داؤد علیہ السلام نے اسکو اختیار کر کے فیصلہ کیا مسئلہ شرح مین ہے کہ امام ابو حنیفہ کے پاس اسطرح ہے کہ اگر جانورون کے ہمراہ کوئی ہانکنے والا یا آگے سے ناتھ وغیرہ سے کھینچنے والا ہو اور جانور نے زراعت خراب کر دی تو ضمان واجب ہوگی۔ اور وہ بقدر نقصان ہے اور اگر کوئی آدمی ساتھ نہ ہو خواہ رات ہو یا دن ہو کچھ ضمان نہین کیونکہ ان جانورونکا فعل ہدر ہے بدلیل قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جرح العجماء جبار یعنے چار پاؤنکی جراحت یعنے زخم لگانا رایگان ہے (یعنے قصاص و جرمانہ نہین) اسکو بخاری و مسلم وغیرہما نے روایت کی اور امام شافعی کے پاس اگر رات مین ایسا ہو تو ضمان واجب ہوگی۔ اور اگر دن مین ہو تو واجب نہین بدلیل حدیث حرام بن محیصہ کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی اونٹنی ایک باغ مین داخل ہوئی اور وہان اُسنے کچھ بگاڑا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ باغ والون پر دن مین اپنے باغ کی حفاظت واجب ہے اور رات مین جو جانور بگاڑین اُسکی ضمان جانورون کے مالک پر ہے۔ اسکو امام احمد و ابو داؤد و ابن ماجہ نے روایت کی مترجم کہتا ہے کہ حنبلی مذہب مین بھی مثل شافعی مذہب کے ہے لیکن دن مین ضمان و قت

اے نبی اللہ کیا اسکے سوا بھی حکم ہو سکتا ہے۔ تو داؤد علیہ السلام نے پوچھا کہ وہ کیا ہے کہا
کہ انگور کا باغ بکریون والے کے سپرد کر دیجئے کہ وہ اُس مین مشقت کرے یہانتک کہ جیسا تھا ویسا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵۷) واجب نہین جب ان جانورون کے ہمراہ کوئی نہ ہو اور جو ہو تو ضمان
لازم ہوگی۔ اور یہ جو دن کو ضمان نہین یہ بھی ایسی جگہون مین جہان چراگاہ ہون۔ اور آبادیون مین
جو چراگاہ نہین تو اُسوقت جانور کو بے نگہبان کے چھوڑنا نہ چاہیئے اور جو چھوڑے تو ضمان لازم آئیگی کیونکہ
اس مین اُسکا قصور ہے۔ اور چراگاہ مین دن کو اس لئے معاف کیا گیا ہے کہ جانورون کے مالکون کی عادت
ہے کہ دن کو چرنے کے لئے چھوڑتے ہین۔ اور رات کو حفاظت کرتے ہین۔ اور باغ والونکی عادت ہے کہ دن کو
باغکی حفاظت کرتے ہین تو جو رات کو خراب کردین تو جانورون کے مالکون پر ضمان لازم ہے (کشاف القناع
عن متن الاقناع) تنبیہ آجکل اس کے خلاف بعضے لوگ دن کو جانورون کو پکڑ کے پائمالی وصول کرتے ہین
جو بالکل مذاہب ثلاثہ کے خلاف ہے خدا ہم سب کو ہدایت دے (فائدہ) انبیا علیہم السلام سب کے سب
معصوم ہین۔ اسی لئے اللہ تعالٰے نے اس قصہ مین سلیمان علیہ السلام کی ثنا کی۔ اور داؤد علیہ السلام پر کچھ
اعتراض نہ کیا بلکہ فرمایا وَکُلًّا اٰتَیْنَا حُکْمًا وَّعِلْمًا یعنے ہر ایک کو ہم نے حکم اور علم دیا تھا۔ اور جو ما سوا انبیا
علیہم السلام کے ہین تو اُن سے البتہ خطا ہو تی ہے چنانچہ صحیح بخاری مین عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حکم کرنے والے نے اجتہاد کیا اور وہ ٹھیک پڑا
تو اُس کے لئے دو اجر ہین اور جب اُس نے اجتہاد کیا اور چوک ہو گئی تو اُسکے واسطے ایک اجر ہے۔
سراج مین کہا کہ ہر مجتہد نصیب ہے یا مصیب فقط ایک غیر معین ہے۔ ان دونون قول مین سے دوسرا
قول اظہر ہے۔ کیونکہ حدیث عمرو بن العاص مین مجتہدون کی تقسیم ہے۔ ایک مصیب اور ایک مخطی پس اگر
ہر مجتہد مصیب ہوتا تو اس تقسیم کی کوئی صورت نہ ہوتی۔ اور یہ جو حدیث مین فرمایا کہ حاکم نے اجتہاد کیا پس
خطا کی تو اسکے واسطے ایک اجر اسکے یہ معنی نہین کہ اُسکو خطا کرنے پر ثواب ملیگا۔ بلکہ اُسنے حق ڈھونڈنے
کے لئے جو کوشش کی ہے اُسکو اس کوشش پر ایک ثواب ہے کیونکہ یہ کوشش عبادت ہے۔ اور چوک جانا

مجتہد مصیب اور مخطی ہوتا ہے

ہو جائے۔ اور بکریان باغ والے کو دیجے کہ وہ اس سے نفع اٹھائے۔ پھر جب انگور کا باغ جیسا
تھا ویسا ہو جائے تو باغ والیکو باغ اور بکریان والیکو بکریان سپرد کر دیجے۔ اسی لئے فرمایا
فَفَهَّمْنٰهَا سُلَیْمٰنَ ۔ پھر داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے سلیمان علیہ السلام سے فرمایا کہ
تم نے جو حکم کیا وہ برابر ہے" **پانچوان قصہ حضرت ایوب** کا ہے۔ وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی
رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ
وَّاٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ ۝ اور (اے پیغمبر)
ایوب کو (یاد کرو) جب انھون نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے ایذا پہونچی ہے۔ اور تو سب
رحم کرنیوالون سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے۔ تو ہم نے اُنکی (دُعا) سُن لی۔ اور جو دُکھ اُنکو تھا
اُسکو دور کر دیا اور انکو اُن کے گھر والے اور اُن کے ساتھ اُتنے ہی اور عنایت فرمائے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵۸) بے اختیاری ہے۔ اسکا اسپر گناہ نہیں" مترجم کہتا ہے کہ اجتہاد کے بھی
شرائط ہین۔ بڑے بڑے عالمون نے سوائے تقلید کے دم نہ مارا۔ آجکل بے دینی کا زور ہے۔ غیر مقلدون نے مذہب
کی پابندی چھوڑی۔ نیچرون نے جو اُن کے بڑے بھائی ہین دین سے ہی ہاتھ دھویا۔ ہر ایک آیت کے معنی اپنے
دل سے تراشنے لگے۔ میرے پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرماتے تھے کہ غیر مقلدی نیچری کی سیڑھی ہے ۱۲ ؎ ابن عباس
سے (ابن جریر) ؎ آپنے وصف رحمت ذکر کیا اور اپنا سوال ظاہر نہ کیا۔ اسمین یہ نکتہ ہے کہ اپنی عاجزی ظاہر کی
اور یہ دعوےٰ نہ کیا کہ مین قابل رحم ہون لیکن صرف دعوے کیا کہ تو ارحم الراحمین ہے تو گویا یہ التجا کی کہ مین اگرچہ
قابل ترحم نہون تو بھی تیرے ارحم الراحمین ہونے سے امید ہے کہ تو مجھے رحمت کا محل بنا دے اور اُسکے قابل کرے
اور اس مین یہ بھی اشارہ ہے کہ بندہ صالح ہر حال مین اپنے نفس کو متہم رکھے کہ وہ اس قابل نہین ہے اور حق عز و جل
تو تمام کمال صفات سے موصوف ہے اُسکی بارگاہِ الٰہی مین کچھ کمی نہین ہے ۱۲ ؎ عکرمہ نے کہا کہ حضرت ایوب سے

قصہ حضرت ایوب علیہ السلام

(یہ جو ہم نے ان کے ساتھ کیا محض) ہماری مہربانی تھی۔ اور یادگار عبادت کرنیوالون کیلئے۔ تا اس واقعہ مین غور و فکر کرین اور سمجھین کہ اللہ تعالے اپنے دوستون کو بھی قسم قسم کی بلاؤن مین بتلا فرماتا ہے۔ جان و اہل مین ہر طرح کی تکلیف پہونچتی ہے لیکن یہ ایذائین کچھ انکی رسوائی و فضیحت کے لئے نہین ہوتی ہین بلکہ ان بلاؤن پر صبر کرنے سے اللہ تعالے بلند مقامات عنایت فرماتا ہے۔ اور انکا سچا پن اور حُسنِ یقین ظاہر ہو جاتا ہے۔ یزید بن میسرہ[1] نے فرمایا "کہ جب اللہ تعالےٰ نے اپنے بندے ایوب علیہ السلام کو مبتلائے بلا کیا اور اہل و اولاد و اموال سب ہلاک و تلف ہو گئے۔ اور کوئی چیز قابلِ ذکر باقی نہین رہی (حتے کہ[2] جسم شریف مین بھی کیڑے پڑ گئے۔ سوائے پٹھے اور ہڈیون کے گوشت بالکل نہ رہا۔ اور نوبت یہانتک پہونچی کہ پاس بیٹھنے والون نے نفرت کی اور بدبو کی وجہ سے شہر والون نے باہر کیا تو آپ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵۹) کہا گیا کہ تمھارے لئے تمھاری اہل آخرت مین ہین۔ پس اگر چاہو تو دنیا ہی مین تمکو جلدی سے مل جاتے ہین۔ اور اگر چاہو تو وہ آخرت مین ملین گے اور انھین کے جیسے دوسرے دنیا مین دیتے ہین۔ تو عرض کی "کہ وہ آخرت ہی مین مجھے ملین" اور انھین کے جیسے اور دنیا مین بھی دئے گئے" ابن مسعود و ابن عباس رضی اللہ عنہم کہتے ہین کہ "وہی اہل پلٹا دئے گئے"، مجاہد و حسن بصری کہتے ہین "اللہ تعالے نے انھین اہل کو زندہ فرمایا اور اُتنے ہی اور دیا" اور ایک روایت حسن بصری سے ہے کہ اتنے ہی اُنکے ساتھ کی یعنے انکی نسل سے (ابن جریر) [1] ابن ابی حاتم و ابو نعیم و ابن عساکر (در)۔
[2] تفسیر ابن جریر و تفسیر دُرِّ منثور مین مختلف روایتون سے اس عبارت کا ماخذ مع اسناد موجود ہے۔ اگر خدا چاہے تو سورۂ صاد مین بھی آپ کا قصہ بیان ہو گا۔ ۱۲

ایک گھوڑے پر سات سال یا اُس سے بھی زیادہ رہے۔ سوائے آپکی بی بی کے اور کوئی آپ پر شفقت اور آپکی خدمت نہ کرتا۔ وہ بیچاری محنت مزدوری کر کے آپکے کھانے وغیرہ کا سامان کرتین) اُسوقت بھی آپ شاکر رہے اور عرض کی اے رب عز و جل تو سب کا رب ہے مین تیری حمد کرتا ہون تو نے مجھپر احسان کیا تھا کہ اولاد و اموال دئے تھے لیکن میرے قلب مین کوئی رگ باقی نہ تھی جس مین ان چیزون کا دخل نہو۔ پس تو نے مجھسے یہ سب لے لیا۔ اور میرے دل کو اس سے فارغ کر دیا۔ اب میرے اور تیرے درمیان مین کوئی چیز حائل نہین ہے۔ اگر میرا دشمن ابلیس تیرے کرم کو جو تو نے مجھپر کیا ہے جانے تو مجھ پر حسد کرے۔ راوی کہتے ہین کہ اس بات سے ابلیس کو سخت ناگواری حاصل ہوئی" پھر جب دعا کا وقت آیا تو آپ نے دعا کی۔ اللہ تعالےٰ نے دعا قبول فرما کر اس بلا سے نجات دی اور بہت بڑا ثواب عطا فرمایا۔ اُنکی بہت تعریف کی۔ اور انکو اُن کے اہل و عیال اور اُتنے ہی عنایت فرمائے۔ اور اموال بہت دئے چنانچہ "رسول[1] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس حال مین کہ ایوب علیہ السلام ننگے نہا رہے تھے کہ سونے کے ٹڈے اُنپر گرے تو آپ نے انکو اپنے کپڑے مین جمع کرنا شروع کیا۔ اُسوقت پروردگار نے ندا فرمائی کہ اے ایوب علیہ السلام کیا مین نے تجھے اس چیز سے غنی نہین کر دیا جو تو دیکھتا ہے۔ عرض کی کہ کیون نہین اے رب لیکنے تو نے

[1] امام احمد و بخاری و بیہقی اسماء و صفات مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے (در)

مجھے بالکل اسی سے غنی اور بے پرواکر دیا ہے) وَلٰکِنْ لَا غِنٰی لِیْ عَنْ بَرَکَتِکَ یعنے لیکن مجھے تیری برکت سے بے پروائی نہیں[1]۔ فقیر کہتا ہے کہ جب تک دلی تعلق اپنے محبوب سے قوی رہتا ہے تکلیف کا اثر معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ اُس ظاہری تکلیف مین ایک باطنی لذت ملتی ہے جو اُس ظاہری تکلیف پر غالب آجاتی ہے۔ پھر تو آتشِ عشق اس طرح بھڑکتی ہے اور چاہتی ہے کہ جسقدر تکلیف ظاہری ہوا چھا ہے تا مجھے باطنی لذت مین زیادہ مزا ملے۔ جب محبوب حقیقی اُس بندے کے سچے شوق وطلب کو بلاحظہ فرماتا ہے تو اسوقت صاف ظاہر ہوجاتا ہے کہ اس سالک کو کوئی شے اُسکی جناب سے حجاب ومانع نہین صحت مین جو رنگ تھا وہی بیماری مین ہے تونگری مین جو تھا وہی فقیری مین ہے۔ تو کبھی حکم سے سکوت اختیار کرتا ہے اور کبھی حکم سے دعا۔ اگر دعا کرے تو ساتھ ہی قبول ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ چیزین پہلے اُسکی جناب سے مانع وقاطع ہوتی تھین تو ایسی دعاؤنکا اس بندہ کے لئے پورا نہونا ہی ایک مصلحت پر مبنی تھا کہ طالب دعا اپنی دعا کے قبول ہونے پر اپنے مطلوبِ حقیقی سے دور نہوجائے۔ اشیار بلکہ خالقِ اشیا سے علاقہ نہ ٹوٹ جائے۔ اور اب وہ بات نہ رہی۔ تو پھر قبولیتِ دعا مین کیون تاخیر ہونے لگی۔ چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام کے قصہ کو غور سے دیکھا جائے تو اس بیان کا پتا لگتا ہے۔ پھر بھی حضرات انبیار علیہم السلام کے حالات تو ہماری عقلون سے پرے ہین۔

[1] معنی یہ ہین کہ مجھے اس سونے کے ٹڈون کی خواہش نہین۔ ولیکن اسکے اندر تیری برکت کا ظہور ہے مجھے اُس برکت کی ہر وقت ہے کہ جس قدر زیادہ ملے کم ہے۔ ۱۲

چھٹا قصہ

چھٹا قصہ حضرت اسمٰعیل وادریس وذوالکفل علیہم السلام کا جسکی طرف مجملاً اشارہ فرمایا وَاِسْمٰعِیْلَ

وَاِدْرِیْسَ وَذَا الْکِفْلِ کُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ وَاَدْخَلْنٰھُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا اِنَّھُمْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝

اور (اے پیغمبر) اسمٰعیل وادریس وذوالکفل کو (یاد کرو یہ) سب صابر ہین۔ اور ہم نے ان سبکو اپنی رحمت مین لے لیا۔ یہ سب نیک بخت ہین اکثر لوگ کہتے ہین کہ ذوالکفل نبی ہین اور بعضون نے کہا کہ نیک بخت بادشاہ ہین۔

ساتواں قصہ حضرت یونس علیہ السلام

ساتھوان قصہ حضرت یونس علیہ السلام کا وَذَا النُّوْنِ

اِذْ ذَّھَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْہِ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ

سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ وَنَجَّیْنٰہُ مِنَ الْغَمِّ وَکَذٰلِکَ نُـْۨجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

نُـْۨجِی

ابن عامر وشعبہ ساتھ حذف نون ثانی اور تشدید جیم کے جسطرح نظاھر وان مین ایک تا محذوف ہے (فائدہ) امام یعنے مصحف عثمانی مین لفظ نجی ایک نون سے لکھا ہوا ہے

قصہ ذوالکفل علیہ السلام

[1] ذوالکفل علیہ السلام بظاہر سیاقِ قرآنی پیغمبر ہین اور نبیون کے ساتھ ان کا ذکر ہونا دالالت کرتا ہے کہ وہ نبی ہین لیکن ابن جریر کو توقف ہے۔ ابن کثیر کہتے ہین کہ فالظاھر من السیاق انہ ما قرن مع الانبیاء الا وھو نبی و قال اٰخرون انما کان رجلا صالحا الخ ابن جریر وابن ابی حاتم نے باسنادِ خود مجاہد سے روایت کی کہ الیسع علیہ السلام نے ذوالکفل کو ان شروط سے خلیفہ کیا (۱) دن کو روزہ رکھنا (۲) شب بیداری کرنا (۳) غصہ نہونا۔ آپ نے شرطونکو پورا کیا رات دن مین سوتے نہ تھے صرف دوپہر کو قیلولہ کرتے۔ شیطان ایک بوڑھے فقیر کی شکل مین عین قیلولہ کے وقت آپ پاس آیا اور دروازہ مارا۔ آپ نے اٹھکر دروازہ کھولدیا۔ اُسنے اپنا مظلوم ہونا اس طول بیانی سے بیان کیا کہ قیلولہ کا وقت گذر گیا آپ نے سہ پہر کو دربار مین آنے کے لئے کہا۔ لیکن وہ اسوقت نہ آکر پھر دوسرے اور تیسرے دن بھی قیلولہ کے وقت آیا۔ مگر آپ اسوقت بھی غصہ مین نہ آئے۔ آخر پہچان کر فرمایا کہ تو مردود ابلیس ہے بولا کہ ہان لوگ تم مجھے ہر ایک تدبیر مین تھکا دیا تو مین نے یہ تدبیر کی کہ کسی طرح تمکو غصہ مین لاؤن۔ اللہ تعالٰی نے آپکا نام ذوالکفل اسی لئے رکھا کہ آپ جس کام کے متکفل ہوے تھے اسکو پورا کیا۔ فقیر کہتا ہے کہ مین نے اس حدیث کو مختصر لکھا جسکو تفصیل منظور ہو وہ تفسیر ابن جریر وابن کثیر و درمنثور دیکھے۔ النون۔ نون حوت یعنے مچھلی کو کہتے ہین۔ مغاضبًا۔

اور (اے پیغمبر) مچھلی والے (یعنے یونس) کو (یاد کرو) جب غصہ ہو کر چلدئے۔ پھر سمجھا کہ ہم ان پر تنگی

نہ کرینگے (یعنے مواخذہ نہ کرینگے جب مواخذہ ہوا تو اپنے قصور (یعنے ترک اولی) کے معترف

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٦٣) یہ باب مفاعلہ سے ہے لیکن یہان ایک جانب سے ہے جیسے منافرت وغیرہ۔
ابن عباس نے فرمایا کہ قوم پر خفا ہو گئے تھے۔ ابن جریر اور بیہقی اسماء و صفات مین ضحاک سے بھی اسی طرح مروی ہے
جسکو ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے تخریج کی" (در) بعض نے لکھا کہ یونس علیہ السلام کو یہ رنج
و آزردگی اپنے رب عز و جل کے جہت سے تھی اور یہی حسن بصری و شعبی سعید بن جبیر و وہب بن منبہ کا قول اور آگے
کلام اسی کا شاہد ہے جو قطعی ان لن نقدر علیہ ہے۔ اور ایک دوسری جا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
مخاطب ہو کے فرماتا ہے فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ الاٰیہ۔
یعنے صبر کرو جس طرح رسولون مین سے اولوالعزم نے صبر کیا اور یونس کے مانند نہ ہونا چاہئے (ابن جریر)
بعضون نے کہا کہ یہان غضب سے مراد ایسا فعل ہے جو غصہ مین آنے والے کرتے ہین۔ کیونکہ آپ نے انکو
چھوڑ دیا اور ان سے نفرت کی اور کہتے ہین کہ یہ چلے جانا بغیر حکم کے تھا۔ غرض ظاہر مین آپ سے بطریق انبساط
ایک خلاف ادب سی حرکت ہوئی جس سے ہم گنہگارون کو یہ فائدہ پہونچا کہ ایک تسبیح مل گئی۔ اور انکے طفیل
مین خدا نے ہم کو بھی نجات دینے کا وعدہ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ سے فرمایا۔ لن نقدر بعض اہل
تاویل نے کہا کہ ہم ان کو مواخذہ اور تنگی نہ کرینگے۔ کہتے ہین قَدَرْتُ عَلٰى فُلَانٍ اِذَا ضَيَّقْتُ عَلَيْهِ
جس طرح خدا نے فرمایا وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ الخ ابو جعفر طبری فرماتے ہین "یہی قول میرے پاس
اولی ہے۔ اور جنہون نے کہا کہ ہم اونپر قابو نہین پا سکینگے (جس طرح بعض ترجمون مین ہے) یہ ہرگز جائز
نہ ہوگا کہ آپ کو کفر کی طرف منسوب کیا جائے۔ حالانکہ وہ نبی برگزیدہ ہین۔ کیونکہ ایسا علیہ السلام کو قدرت
الٰہی سے جاہل ہو گئے کہنا آپکو کفر کی طرف منسوب کرنا ہے۔ صاحب تفسیر کبیر فرماتے ہین "اس آیت مین ہمارے
لئے دلیل ہے کہ انبیاء کرام معصوم ہین) کیونکہ حضرت یونس علیہ السلام کو یہ گمان ہوگا کہ مخیر یعنے اختیار دیا گیا ہون

ہونے) پھر اندھیرون مین پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہین۔ تو بے عیب ہے مین ستمگارون سے

تھا۔ تو ہم نے انکی (دعا) سن لی اور غم سے نجات دی۔ اور ہم ایمان والون کو اسی طرح بچا لیا کرتے
ہین۔ ابن عباس نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے یونس علیہ السلام کو انکے شہر کی طرف (یعنے نینوی جو
موصل کے قریب ہی) بھیجا۔ آپکی دعوت کو انہون نے نہ مانا اور اپنے کفر پر اڑے رہے تو اللہ تعالی
نے ان پر وحی بھیجی کہ مین فلان دن مین انپر عذاب بھیجنے والا ہون اور تم ان مین سے نکل چلو
پھر آپنے ان لوگون کو اس عذاب سے ڈرایا۔ انہون نے باہم کہا کہ انکو دیکھتے رہو اگر یہ تمھارے
مین سے نکل کر چلے جائین تو لامحالہ وہ وعدہ پورا ہونیوالا ہے جس رات کی صبح مین عذاب کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٦٤) چاہون تو رہون چاہون تو چلا جاؤن اور اللہ ان کے اختیار پر تنگی اور مواخذہ
نہ کریگا۔ لیکن خروج مین تاخیر کرنا بہتر تھا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قدرت کے معنے قضا کے کئے جائین یعنے گمان کیا کہ
ہم انپر شدت نہ کرینگے جو قول مجاہد و قتادہ و ضحاک و کلبی و روایت عوفی از ابن عباس اور اختیار فراء و زجاج ہے۔ زجاج نے
کہا نقدر معنی مین نقدر کے ہے۔ کہا جاتا ہے قَدَّرَ اللّٰهُ الشَّيْءَ قَدْرًا وَقَدَّرَهٗ تقدیرا الظُّلُمٰتِ یعنے تین اندھیریان
یعنی (۱) اندھیری مچھلی کے پیٹ کی (۲) دریا کی (۳) رات کی۔ ابن عباس محمد بن کعب قتادہ سے (ابن جریر) اور بعض نے کہا
کہ مچھلی کے پیٹ مین تاریکی متکاثف تہ بر تہ کو ظلمات فرمایا (سراج) انی کنت من الظلمین۔ اسکے یہ معنی ہین کہ مین اپنی
قوم سے بے تیری اجازت کے چلا آیا۔ باوجود قدرت کے مین نے ترک افضل کیا تو یہ ظلم ہوا۔ اور یہ بھی جو ہو کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ
سے اسکے لئے کمال ربوبیت ثابت کی۔ اور انی کنت من الظلمین سے اپنے نفس کو ضعف بشریت سے اور ادا ء حق ربوبیت
مین قصور سے موصوف کیا۔ اور یہی سوال کے لئے کافی ہو گیا" لہ در منثور از ابن ابی حاتم اور ابن جریر اپنی سند سے یہ دو
حدیثین نقل ہین ان دونون کو مختلط اور مختصر کر کے ترجمہ کیا۔ اس تصرف کو خدا مجھ سے معاف کرے ۱۲

وعدہ تھا اُسی رات آپ نکل کر چلے گئے۔ لوگون نے آپکو دیکھکر وہ بھی ایک جنگل مین نکلے
اپنے عیال واطفال اور جانورون کو بھی ساتھ لائے اور ماؤن اور اولاد کے درمیان جدائی
کردی۔ پھر اللہ تعالےٰ کی طرف عاجزی و تضرع کرنے لگے۔ عورتین الگ روتی تھین۔ اُنکے
بچے علٰحدہ تڑپتے اور روتے تھے۔ اسی طرح اونٹنیان علٰحدہ اور اُن کے بچے۔ اور گائین اور
گوسالہ۔ اور بکریان اور اُن کے بچے علٰحدہ علٰحدہ چلاتے تھے۔ پس اللہ تعالےٰ نے رحم فرماکر اُنسے
عذاب[1] دور کردیا جب یونس علیہ السلام کو اس واقعہ کی خبر پہونچی تو غصہ مین آکر نکل گئے یہانتک
کہ ایک قوم کے ساتھ کشتی پر سوار ہوے۔ اور کشتی روانہ ہوی یکایک طوفان اوٹھا اور سمندر
نے موجین لین اور سب کو ڈوبنے کا خوف ہوا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھکو دریا مین
ڈالدو تو تم کو نجات ہوگی۔ لوگون نے کہا کہ ہم آپکی برکت سے نجات پائین گے۔ تو آپنے
فرمایا قرعہ ڈالو (کہ کسکو اس کشتی مین سے نکالین اور دریا مین ڈالدین) پھر سبھون نے قرعہ ڈالا
اور تین بار بھی قرعہ[2] یونس علیہ السلام کے نام نکلا۔ پھر یونس علیہ السلام نے اپنے کو دریا مین
ڈالدیا۔ جب یونس علیہ السلام سمندر مین گرے تو اللہ تعالےٰ نے مچھلی کو حکم فرمایا کہ تو انکو

---

[1] چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ یعنے کیون نہین کوئی بستی یقین کرتی پھر کام آتا اُن کو ایمان لانا مگر یونس کی قوم کہ جب ایمان لائی تو ہم نے اُن سے عذاب ذلت زندگانی دنیا مین دور کردیا اور بہتے ایک وقت تک انکو بہرہ مند کیا۔[2] چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ یعنے قرعہ ڈالا اور وہی ہر بار قرعہ مین نکلا ۱۲

لقمہ کرلے لیکن اُن کے گوشت مین سے کچھ نہ کھانا اور نہ اُنکی ہڈی کو صدمہ پہونچانا۔ کیونکہ یونس علیہ السلام
تیرا رزق نہین ہین۔ پھر آپ چالیس روز تک مچھلی کے پیٹ مین رہے اور وہین تسبیح پڑھی
اُسوقت مچھلی کو حکم ہوا کہ کنارہ پر ڈالدے۔ اُس نے آپ کو دریا کے کنارے اگل دیا۔ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ دعا ذوالنون (یعنے یونس علیہ السلام) کی جبکہ وہ مچھلی کے
شکم مین تھے۔ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ تھی تو جو مسلمان جب کبھی
کسی بات کیلئے اپنے رب سے ان کلمات سے دعا کرے تو اللہ ضرور اوسکی دعا قبول فرمائیگا[1]

---

[1] ابن جریر نے امام احمد و ترمذی و نسائی اور حکیم نوادر اصول مین اور حاکم ساتھ تصحیح کے اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی شعب مین اور بزار ابن مردویہ سعد ابن وقاص سے ۱۲ (فائدہ) اللہ تعالےٰ نے یونس کو اس تسبیح کی برکت سے نجات دی اور ایک جاپر فرمایا فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ یعنے وہ تسبیح نہ کرتے تو قیامت تک اسکے شکم مین رہتے۔ اور اس آیت کی خاصیت مین فرمایا وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ اسی لئے ابن جریر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت مومنین کے لئے عام ہے چاہئے کہ کلمۂ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنْتَ مین سر توحید اور عظمت الوہیت کو مشاہدہ کرے اور إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ مین عجز و عبودیت اپنی دیکھے تو ایک ذوق حاصل ہوگا۔ گو شارع علیہ السلام سے کوئی عدد مقرر نہین ہے اور مطلق ہی پڑھنا اچھا ہے لیکن بعضے مشائخین کے پاس اس کے پڑھنے کے دو طریقے ہین ایک تو یہ کہ ایک مجلس یا تین مجلسو مین چند آدمی متفق ہوکر اس آیت شریف کو سوا لاکھ مرتبہ پڑھین اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ خود حاجتمند مصیبت زدہ بعد نماز عشا اکیلے اندھیرے گھر مین باوضو رو بقبلہ بیٹھکر ایک پیالہ پانی کا اپنے پاس رکھلے اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد اُس پانی مین ہاتھ ڈالکر اپنے جسم یا منہ پر پھیرتا رہے اور تین یا سات یا چالیس روز برابر پڑھے اور اول و آخر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ اگر چالیس روز مین ختم کرنا چاہے تو ہر روز تین ہزار سواسو مرتبہ پڑھے وقس علی ھذا ۱۲

ترکیب قرأت دعاء یونس علیہ السلام

آٹھوان قصہ حضرت زکریا علیہ السلام کا

آٹھوان قصہ حضرت زکریا علیہ السلام کا وَزَکَرِیَّا اِذۡ نَادٰی رَبَّہٗ رَبِّ لَا تَذَرۡنِیۡ
فَرۡدًا وَّاَنۡتَ خَیۡرُ الۡوٰرِثِیۡنَ ۞ فَاسۡتَجَبۡنَا لَہٗ وَوَہَبۡنَا لَہٗ یَحۡیٰی وَاَصۡلَحۡنَا لَہٗ زَوۡجَہٗ
اِنَّہُمۡ کَانُوۡا یُسٰرِعُوۡنَ فِی الۡخَیۡرٰتِ وَیَدۡعُوۡنَنَا رَغَبًا وَّرَہَبًا ؕ وَکَانُوۡا لَنَا خٰشِعِیۡنَ ۞
اور (اے پیغمبر) زکریا کو (یاد کرو) جب اپنے پروردگار کو پکارا کہ اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ
(یعنے اولاد دے پھر اُسکے اختیار پر چھوڑ رکھ) اور تو سب سے بہتر وارث ہے۔ تو ہم نے
اُنکی سن لی۔ اور انکو یحییٰ عطا کیا اور اُنکی بیوی کو اُنکے لئے درست کر دیا۔ یہ لوگ (یعنے زکریا
اور انکی بیوی اور یحییٰ) نیک کامون مین جلدی کرتے تھے۔ اور ہماری عبادت امید اور
خوف سے کیا کرتے تھے۔ اور ہمارے لئے عاجزی کیا کرتے تھے۔ خوف اُسکے جلال و عظمت کا
ہے اور رغبت اُسکے قرب و رحمت کی جانب ہے۔ اور جب یہ دونون صفتین ہوتی ہین
تو عارف اسکی طاعت مین خشوع کیساتھ متصف ہوتا ہے اسی لئے فرمایا وَکَانُوۡا لَنَا
خٰشِعِیۡنَ۔ نوان قصہ حضرت بی بی مریم کا وَالَّتِیۡۤ اَحۡصَنَتۡ فَرۡجَہَا فَنَفَخۡنَا

نوان قصہ حضرت بی بی مریم علیہا السلام کا

فِیۡہَا مِنۡ رُّوۡحِنَا وَجَعَلۡنٰہَا وَابۡنَہَاۤ اٰیَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ۞ اور (اُن بی بی مریم کو یاد کرو)

رغبا و رھبا۔ دونو مصدر ہین بطور مبالغہ مستعمل ہوے ہین (خفاجی) احصنت فرجھا۔ یعنے اپنی
فرج کو حلال و حرام سے بچایا۔ کیونکہ احصان کے لغوی معنی مطلقاً منع کے ہین۔ یہان یہی معنے لینا لازم ہے
تاکہ ولادت بطور خرق عادت ہو (خفاجی) فیھا۔ ای فی عیسٰے علیہ السلام کائنا فی بطنھا لان
مایکون فیما فی الشیٔ یکون فیہ کما یقال نفخت فی البیت ای فی مزمار فی البیت او علی تقدیر

۱۴

جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی تو ہم نے اُس (چاک گریبان) مین اپنی روح پھونک
دی۔ اور ہم نے انھین اور اُن کے بیٹے (عیسٰے) کو جہان کے لئے نشانی بنایٔ۔
(تا لوگ ہماری قدرت کو معلوم کرین) یہان قصے تمام ہوے۔ اور ان قصون سے
یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تمام انبیا علیہم السلام کا مقصود توحید الٰہی ہے اور وہی اصل
دین ہے اس لئے فرمایا اِنَّ ہٰذِہٖۤ اُمَّتُکُمۡ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً ۫ۖ وَّاَنَا رَبُّکُمۡ فَاعۡبُدُوۡنِ ۞ وَتَقَطَّعُوۡۤا
ع ۸ اَمۡرَہُمۡ بَیۡنَہُمۡ ؕ کُلٌّ اِلَیۡنَا رٰجِعُوۡنَ ۞ بے شک یہ دین (اسلام) تم سب کا ایک ہی دین
ہے اور مین تمھارا پروردگار ہون تو میری ہی عبادت کرو۔ اور لوگون نے آپس مین اپنے
امر (دین) کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا (یعنے دین مین باہم مختلف ہوگئے۔ اچھا کہان جاتے ہین)
سب ہماری طرف لوٹنے والے ہین پھر ہم انکا فیصلہ کرینگے اور ہر ایک کو اُسکا بدلہ دینگے

وحرم شعبہ وحمزہ وکسائی سانۃ ... اور راء ساکنہ بے الف کے دو لغتین ہین متحد المعنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۶۸) مضاف ای فی ابیھا۔ فکان ابتداء النفخ فی جیب درعھا ثم وصل الی جوفھا
و بواسطتہ وصل الی عیسٰے علیہ السلام فاحیاہ (کبیر) عبدالرزاق و ابن ابی حاتم قتادہ سے قال نفخ فی
جیبھا (در) امتکم امۃ واحدۃ قال ابن عباس دینکم دین واحد و ھکذا قال مجاھد (ابن جریر
مختصرا) یہان ملت بمعنے دین کے ہے جو متفق علیہ ہو جس طرح اِنَّا وَجَدۡنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤی اُمَّۃٍ۔ مین ہے۔ راغب کے ظاہر
کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی معنے حقیقی ہین۔ اگرچہ مشہور تر اُسکے یہ معنی ہین کہ لوگون کا کسی کام یا کسی زمانہ مین متفق ہونا۔ اور یہ خطاب
ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کو یا تمام انبیا علیہم السلام کو ہے (خفاجی) اور اُسکا اشتقاق امّ سے ہے جو معنی مین قصد
کے ہے۔ تو گروہ جماعت قاصدہ ہے اور وہ جسپر کہ جمع و متفق ہوتی ہے وہ ملت مقصودہ ہے (روح البیان۔)
و تقطعوا قال ابن زید اختلفوا فی الدین (ابن جریر)

آٹھوان قصہ حضرت زکریا علیہ السلام کا وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي
فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ
إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ۖ وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ ۝
اور (اے پیغمبر) زکریا علیہ السلام کو (یاد کرو) جب اپنے پروردگار کو پکارا کہ اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ
(یعنے اولاد دے پھر اسکے اختیار پر چھوڑا اور رکھا) اور تو سب سے بہتر وارث ہی۔ تو ہم نے
انکی سن لی۔ اور انکو یحییٰ عطا کیا اور انکی بیوی کو انکے لئے درست کر دیا۔ یہ لوگ (یعنی زکریا
اور انکی بیوی اور یحییٰ) نیک کامون مین جلدی کرتے تھے۔ اور ہماری عبادت امید اور
خوف سے کیا کرتے تھے۔ اور ہمارے لئے عاجزی کیا کرتے تھے۔ خوف اسکے جلال و عظمت کا
ہے اور رغبت اسکے قرب و رحمت کی جانب ہی۔ اور جب یہ دونون صفتین ہوتی ہین
تو عارف اسکی طاعت مین خشوع کیساتھ متصف ہوتا ہے اسی لئے فرمایا وَكَانُوا لَنَا
خَاشِعِينَ۔ نوان قصہ حضرت بی بی مریم کا وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا
فِيهَا مِن رُّوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝ اور (ان بی بی مریم کو یاد کرو)

رغبا و رھبا۔ دونو مصدر ہین لبطور مبالغہ مستعمل ہوے ہین (خفاجی) احصنت فرجھا۔ یعنے اپنی
فرج کو حلال و حرام سے بچایا۔ کیونکہ احصان کے لغوی معنی مطلقاً منع کے ہین۔ یہان یہی معنے لینا لازم ہے
تاکہ ولادت بطور خرق عادت ہو (خفاجی) فیھا۔ ای فی عیسٰی علیہ السلام کائنا فی بطنھا لان
مایکون فیما فی الشئ یکون فیہ کما یقال نفخت فی البیت ای فی مزمار فی البیت او علی تقدیر

آٹھوان قصہ حضرت زکریا علیہ السلام کا۔

نوان قصہ حضرت بی بی مریم علیہا السلام کا

جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی تو ہم نے اس (چاک گریبان) مین اپنی روح پھونک
دی۔ اور ہم نے انھین اور ان کے بیٹے (عیسٰی علیہ السلام) کو جہان کے لئے نشانی بنائی۔
(تا لوگ ہماری قدرت کو معلوم کرین) یہان قصے تمام ہوی۔ اور ان قصون سے
یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تمام انبیا علیہم السلام کا مقصود توحید الٰہی ہے اور وہی اصل
دین ہی اس لئے فرمایا إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ ۝ وَتَقَطَّعُوا
أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ ۖ كُلٌّ إِلَيْنَا رَاجِعُونَ ۝ بے شک یہ دین (اسلام) تم سب کا ایک ہی دین
ہی اور مین تمہارا پروردگار ہون تو میری ہی عبادت کرو۔ اور لوگون نے آپس مین اپنے
امر (دین) کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا (یعنے دین مین باہم مختلف ہو گئے۔ اچھا کہان جاتے ہین)
سب ہماری طرف لوٹنے والے ہین پھر ہم انکا فیصلہ کرینگے اور ہر ایک کو اسکا بدلہ دینگے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۶۸) مضاف ای فی ابنھا۔ فکان ابتداء النفخ فی جیب درعھا ثم وصل الی جوفھا
و بواسطتہ وصل الی عیسٰی علیہ السلام فاحیاہ (کبیر) عبد الرزاق و ابن ابی حاتم قتادہ سے قال نفخ فی
جیبھا (در) امتکم امۃ واحدۃ قال ابن عباس دینکم دین واحد و ھکذا قال مجاھد (ابن جریر
مختصراً) یہان ملت بمعنے دین کے ہی جو متفق علیہ ہو جیسے صراحۃ اِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ مین ہے۔ راغب کے ظاہر
کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ یہی معنے حقیقی ہین۔ اگرچہ مشہور تر اسکے یہ معنی ہین کہ لوگون کا کسی کام یا کسی زمانہ مین متفق ہونا۔ اور یہ خطاب
ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کو یا تمام انبیا علیہم السلام کو ہے (خفاجی) اور اسکا اشتقاق ام سے ہی جو معنی مین قصد کے
ہے۔ تو گروہ جماعت قاصدہ ہے اور وہ جیسے کہ جمع و متفق ہوتی ہے وہ ملت مقصودہ ہے (روح البیان۔)
و تقطعوا قال ابن زید اختلفوا فی الدین (ابن جریر)

ع ۸

جس طرح فرمایا فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ وَاِنَّا لَهٗ

كَاتِبُوْنَ ۝ وَحَرَامٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ

وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۝ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ

وحرام ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حرام ای واجب یعنے مقدر کیا گیا کہ ہر قریہ والے جو ہلاک کئے گئے وہ دنیا
کی طرف روز قیامت سے پہلے رجوع نہین کرین گے۔ اسکو فریابی و ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب مین
تخریج کی (در) سعید ابن جبیر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ آپ وَحِرْمٌ پڑہتے تھے۔ راوی نے کہا مین نے سعید سے
پوچھا کہ حِرْمٌ کیا شے ہے تو انہون نے کہا عَزْمٌ (ابن جریر) ابن کثیر نے اسی معنی کو اختیار کیا۔ یعنے دنیا کی طرف
قبل قیامت کے رجوع نہ ہوئین گے اس سے معلوم ہوا کہ عدم رجوع کی انتہا قیامت ہے۔ پس آئندہ کلام حتے
اس سے مرتبط ہوگا کہ اس غایت تک کہ یاجوج و ماجوج نکلکر قیامت قایم ہو اوسوقت حشر کے لئے لائے جائین گے
صاحب تفسیر کبیر کہتے ہین کہ حرام کے معنے کبھی واجب کے بھی آتے ہین اوسپر دلیل آیت اور استعمال اور شعر ہے آیت
قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا اور ترک شرک واجب ہے نہ حرام شعر خنسا

علی شجوہ الا بکیت علی عمرو		وان حراما لا اری الدھر باکیا

یعنے تحقیق کہ واجب لیکن استعمال پس تسمیہ احد الضدین باسم الآخر مجاز مشہور ہے۔ جیسے قول باری وَجَزٰٓؤُا
سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا الخ۔ مرزا قادیانی نے ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۰۶ مین اس آیت سے یہ ثابت کیا کہ جو
شخص مر گیا پھر دنیا مین ہرگز نہ آئیگا اب عزیر علیہ السلام کے لئے قرآن مجید مین جو فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ
ہے تاویل و تحریف کرنے تیار ہو گئے یعنے اُسکے معنی یہ ہین کہ حق تعالےٰ نے انکو سلادیا یا بیہوش کر دیا۔ کاش
مرزا کو اماتت صریح لفظ مین یہ تاویل سوجھی لیکن توفی مین جو اُسکے اصلی معنی پورا لینے کے ہین جس طرح اسماء
وغیرہ مین ہے یہ معنے کیون نہین سوجھتے۔ اسقدر تو سمجھا ہوتا کہ لا یرجعون کے معنے یہ ہین کہ نہین پلٹتے یہ کہان سے
ثابت ہوا کہ خدائے تعالےٰ بھی کسی کو زندہ کرنا چاہے تو نہین کر سکتا۔ چنانچہ خود حضرت عزیر علیہ السلام کے آخر قصہ مین ہے
فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ یہ تحریفات کلام الٰہی کا تخم علیگڈہ مین لگا اور اب

وَحِرْمٌ شعبہ و حمزہ و کسائی ساتھ کسرہ حا اور سکون را کے بے الف کے دو لغتین ہین متحد المعنی

فُتِّحَتْ ابن عامر نے تشدید تا کے ساتھ پڑھا یعنی تثقیل سے ۱۲

يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ سوائے عاصم کے سب قرا ہمزہ کو الف سے بدلتے ہین ۱۲

اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ تو جو شخص نیک کام

کرے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو اسکی کوشش کی ناقدردانی نہین ہے اور ہم اسکو لکھتے جاتے ہین

اور جس بستی کو ہم نے ہلاک کیا وہ لوگ (قبل قیامت دنیا مین) ہرگز لوٹ کر نہ آئین گے

یہانتک کہ جب یاجوج و ماجوج (سد ذو القرنین کے قید سے) کھول دئے جائین اور وہ ہر بلندی سے

دوڑتے ہوے چلے آئین اور (قیامت کا) وعدہ برحق نزدیک آپہونچے تو ایکدم سے کافرونکی

آنکھین کھلی کی کھلی رہ جائین (اور بول اٹھین کہ) ہائے ہماری کمبختی ہم (دنیا مین) اس سے

غفلت ہی مین رہے بلکہ ہم ستمگار تھے کیونکہ اس دن کے لئے ہم نے کچھ نہ کیا بلکہ ہم نافرمانی حق

اور اطاعت ابلیس سے ظالم ہوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر فرمایا کہ وہ

ایک جوان ہے بال اُسکے بہت گھنگروالے ہین اور ایک آنکھ اُسکی اپنی حد سے خارج ہے اور وہ شام

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۷۰) قادیانیون نے اسکو سرسبز کیا حدب۔ ما ارتفع من الارض (مختار) عبدالرزاق
و ابن جریر و ابن منذر قتادہ سے کو فرمایا من کل اکمۃ (در) زمین اونچی ٹیکرہ اور پہاڑی وغیرہ۔ ینسلون۔ نسل
فی العدو اسرع ینسل بالکسر نسلا و نسلانا بفتح السین فیہما (مختار) شاخصۃ۔ شخص بصرہ من باب
خضع فہو شاخص اذا فتح عینیہ وجعل لا یطرف (مختار) لہ المعنی فتح سد یاجوج و ماجوج فحذف المضاف
ادخلت علامۃ التانیث فی فتحت لما حذف المضاف لان یاجوج و ماجوج مؤنثان بمنزلۃ القبیلتین وقیل حتی اذا فتحت
جھۃ یاجوج و ماجوج (کبیر) ۲ ضمیر کا مرجع یاجوج و ماجوج ہے جسطرح کہ ابو سعید خدری اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی
تفسیر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ دیکھو تفسیر ابن جریر طبری۔ ۳ ابن زید نے کہا (ابن جریر) ۴ یقولون بسبب دلالت کلام
یہان محذوف ہے (ابن جریر) ۵ یہ جواب پیش نظر ہے اس سے ہم دنیا مین غافل تھے (ابن جریر) ۶ امام احمد و مسلم و ابو داود

عراق کے درمیان سے نکلے گا پھر عیسیٰ علیہ السلام کا شرقی منارہ سفید مسجد دمشق پر اترنا اور باب لد شرقی پر دجال کو قتل کرنے کے بعد مذکور ہے کہ اللہ عزوجل عیسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائیگا کہ اب مین نے اپنی مخلوق مین سے ایسے لوگ نکالے ہین کہ تم کو اُن سے مقابلہ کی قدرت نہین دیگئی ہے تم میرے بندون کو حفاظت کے لئے کوہ طور پر لیکر چلے جاؤ۔ پھر اللہ تعالےٰ یاجوج و ماجوج کو نکالیگا جس طرح فرمایا وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ پھر حصار کی تکلیف سے عیسیٰ اور اُنکے اصحاب اللہ تعالےٰ کی جناب مین دعا مانگین گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کی گردنون مین ایک کیڑا بھیجدیگا صبح کو سب کے سب یکبارگی مثل ایک دم کے مرے پڑے ہون گے پھر عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کے اصحاب وہان سے اُتر ینگے تو زمین پر کوئی ٹھکانا نہ پائینگے جہان دیکھو وہان انکی گندگی اور چکناہٹ بھری ہوگی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کے اصحاب جناب باری تعالےٰ مین بخلوص دعا کرینگے۔ اللہ تعالےٰ قبول فرماکر پرندون کو جیسے اونٹونکی گردنین ہوتی ہین بھیجدیگا کہ وہ انکو اُٹھاکر جہان اللہ تعالےٰ چاہے لیجائینگے پھر اللہ تعالےٰ آسمان سے پانی نازل کریگا وہ چالیس روز تک برسے گا اس سے کوئی گھر نہ بچیگا اور وہ تمام زمین کو مانند آئینہ کے دھوکر صاف کردیگا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۷۱) و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن جریر و ابن منذر و بیہقی بعث مین نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے (در) اس حاصل سے مختصر طور پر ترجمہ کیا۔ اور بہت سے احادیث خروج دجال و یاجوج و ماجوج مین آئے ہین۔ چنانچہ بعضے احادیث اسی تفسیر قادری کے صفحہ الہ مین دیکھو۔ اور نیچری و مرزا قادیانی کی تحریف کو نہ مانو ۱۲

اور زمین کو حکم دیا جائیگا کہ اب اپنے پھلون کو اُگا دے اور اپنی برکت واپس دے اور بیان فرمایا ہے کہ ایسی برکت ہوگی کہ کئی آدمی ایک انار کھائین گے اور اُس کے چھلکے سے سایہ کرین گے اور دودھ مین یہ برکت ہوگی کہ ایک اونٹنی کا دودھ ایک جماعت کو اور ایک گائے کا دودھ ایک قبیلہ کو اور ایک بکری کا دودھ ایک فخذ (قبیلہ سے کم) کو کفایت کریگا اور فرمایا کہ لوگ اسی فراخی مین ہون گے کہ ناگاہ اللہ عزوجل ایک پاکیزہ ہوا بھیجیگا اور وہ لوگون کو انکی بغل کے نیچے سے ماخوذ کریگی اور ہر مسلمان کی یا فرمایا کہ ہر مومن کی روح کو قبض کرلیگی اور بدکار لوگ رہ جائینگے جو گدھونکی طرح آپس مین اختلاط کرین گے اور انھین پر قیامت قایم ہوگی۔ جب فرق باطلہ کا ذکر فرمایا پھر فَمَنْ يَّعْمَلْ الخ اور حَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ الخ کا ذکر کرکے قیامت مین نیک و بد اعمال کے نتیجہ سے آگاہ کرتا ہے پھر بت پرستونکی حسرت اور ندامت کا بیان ہوا حالانکہ انکو چاہئے تھا کہ دنیا ہی مین بت پرستی سے باز رہتے۔ کیونکہ ہم نے انکو یہین اسطرح کہدیا تھا اِنَّكُمْ وَ

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ۝ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ

حصب قال ابن عباس رضی اللہ عنہما وقودها۔ وقال الضحاک ان جهنم انما تحصب بهم وهو الرمی یقول یرمی بهم فیها"، والمعروف عند العرب الحصب الرمی من قولهم حصبت الرجل اذا رمیته (بالحصباء هی صغار الحجارة) کما قال جل ثناؤه انا ارسلنا علیهم حاصبا (ابن جریر) واردون ای داخلون ابن زید نے فرمایا کہ مسلمانون کے لئے ورود مرور ہے اور مشرکین کیلئے

لم و یقال انما ذو النار ... خاص وضعا عام استعمالا (خفاجی)

اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوهَا ؕ وَكُلٌّ فِيهَا خٰلِدُونَ ۝ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَّهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ ۝

تم اور جنکو تم خدا کے سوا پوجتے ہو دوزخ کا ایندہن ہو نگے تم دوزخ مین جانیوالے ہو اگر یہ سچے معبود ہوتے تو دوزخ مین نہ جاتے اور یہ سب اُسی مین ہمیشہ رہین گے۔ اُنکو وہان چلانا ہے اور وہ وہان کچھ بھی نہ سنین گے کیونکہ وہ اپنے ہی چلانے اور پکارنے مین رہین گے جب اللہ تعالےٰ نے اہل نار اور اُن کے عذاب کا ذکر فرمایا اب نیک بخت مسلمانون کا ذکر فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰىٓ ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ۝ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا ۚ وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُونَ ۝ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِينَ ۝

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۷۳) وخول (ابن جریر) زیادہ تحقیق منظور ہو تو اس تفسیر کا حاشیہ صفحہ ۳۰۷۳ دیکھو۔ زفیر۔ انین وتنفس شدید اصل معنے الزفر کما قالہ الراغب تردید النفس حتی تنتفخ منہ الضلوع۔ (خفاجی) صاحب تفسیر کبیر نے کہا کہ اس آیت مین انکم کا خطاب مشرکین مکہ کو ہے وہ صرف اصنام ہی کو پوجتے تھے اور دوسرے یہ کہ کلمۂ ما عقلا کو شامل نہین ہوتا الخ الحسنیٰ۔ قال ابن زید السعادۃ (ابن جریر) حسیسہا۔ ای الصوت والحس قال ابن عباس لا یسمع اھل الجنۃ حسیس النار اذا نزلوا منازلھم من الجنۃ (ابن جریر) ابن کثیر نے کہا یعنے اجسام کفار کے جلتے وقت جو آواز مکروہ ہو گی وہ اُن کے کانون مین نہ آئیگی۔ الفزع الاکبر قال ابن عباس یعنی النفخۃ الاٰخرۃ (ابن جریر) یعنے فزع اکبر وہ دوسرا نفخ صور ہے جس سے قیامت قائم ہو جائیگی جب یہ سخت گھبراہٹ انکو نہ ہو گی تو اُس کے بعد تو بطریق اولیٰ اُن کو کسی قسم کا خوف نہ ہو گا کنتم توعدون

لِلْكِتٰبِ نافع و ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر و شعبہ ساتھ کاف مکسور اور تا مفتوح جس کے بعد الف ہے مفرد پڑھتے ہین ۱۲

بے شک جن کے لئے ہماری طرف سے پہلے سے بھلائی مقرر ہو چکی ہے وہ دوزخ سے دور رکھے جائین گے۔ اُسکی آواز بھی تو نہ سنین گے اور وہ اپنے من مانی مرادون مین ہمیشہ رہین گے انکو (قیامت کا) بڑا بھاری خوف غمگین نہ کریگا اور فرشتے اُن کو لینے آئین گے (اور مبارکباد دین گے کہ) یہی تو وہ تمہارا دن ہے جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (یہ وہ دن ہو گا) جسدن کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۷۴) ابن زید نے کہا (یہ فرشتونکی مبارکبادی) قبل دخول جنت ہو گی۔ السجل ھی الصحیفہ فعلی ھذا یکون معنے الکلام یوم نطوی السماء کطی السجل للکتاب ای علی الکتاب بمعنے المکتوب کقولہ وتلہ للجبین ای علی الجبین ولہ نظائر فی اللغۃ (ابن کثیر) والکتاب اصلہ المصدر کالبناء ثم یوقع علی المکتوب ومن جمع فمعناہ للمکتوبات ای لما یکتب فیہ من معانی الکثیرۃ فیکون معنی طی السجل للکتاب کون السجل ساترا لتلک الکتابۃ ومخفیا لھا (کبیر) او التشبیہ باعتبار انہ بطیہ یمحو وصفہ النشر فالتشبیہ فی مجرد المحو۔ فھو فی المشبہ باعتبار وصفہ وفی المشبہ باعتبار ذاتہ الخ (قلوی) اخرج عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر عن مجاھد قال السجل الصحیفۃ (در) کما بدانا۔ فالکاف التی فی قولہ کما من صلۃ نعید تقدمت قبلھا۔ ومعنی الکلام نعید الخلق عراۃ حفاۃ غرلا یوم القیمۃ کما بدأناھم اول مرۃ فی حال خلقنا بھم فی بطون امھاتھم الخ (ابن جریر) اخرج ابن ابی شیبہ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم عن مجاھد فی قولہ کما بدانا اول خلق نعیدہ قال عراۃ حفاۃ غرلا (در) امام احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم مین نصیحت کرنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو تم اللہ تعالےٰ کی طرف ننگے پانون ننگے بدن اور بے ختنہ کئے ہوئے حشر کئے جاؤ گے کما بدأنا الآیہ اور تمام حدیث ذکر کی اور صحیحین مین بھی یہ حدیث مروی ہے۔ سلہ ابن ابی حاتم وابن عدی وابن مردویہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

ہم آسمان کو اسطرح لپیٹینگے جیسے کاغذ لکھے ہوئے پر لپیٹ لیا جاتا ہے جس طرح ہم نے پہلی بار (خلقت کو) شروع سے پیدا کیا تھا (اسی طرح) اُسکو دہرائینگے۔ وعدہ ہم پر لازم ہے (جو بدل نہین سکتا) اور ہم اسکو ضرور کرکے رہینگے پھر اللہ تعالے مسلمانون کی بشارت کو اسطرح موکد فرماتا ہے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝ إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِقَوْمٍ عَابِدِينَ ۝ اور ہم نے (آسمانی

الزبور حمزہ ساتھ ضم زا کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۷۵) نے آیت إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ پڑھی اور فرمایا کہ مین انھین مین سے ہون اور عمر اور عثمان اور زبیر اور طلحہ اور عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن وقاص انھین مین سے ہین (در) رضی اللہ عنہم اجمعین سلہ ای القرطاس الذي یکتبه و یوسله الی احد (سراج المنیر) یہ بات عادۃً ٹہری ہوی ہے کہ بعد لکھنے کے کاغذ کو تہ کر ڈالتے ہین یا دراز کاغذ ہو تو ایک ایک سطر لکھے جاتے اور لپیٹتے جاتے ہین۔ قاموس مین کہا کہ سجل کا اطلاق لکھنے والے پر اور کتاب پر بھی ہوتا ہے تو اسوقت اسطرح ترجمہ ہوگا جیسے لکھنے والا لکھے ہوئے کو لپیٹ لیتا ہے ابن کثیر نے لکھا کہ جس روایت مین یہ ہے کہ سجل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب کا نام ہے وہ روایت منکر ہے ہرگز صحیح نہین اگرچہ اسکو ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے اور امام ابوجعفر ابن جریر نے اس روایت کو بھی طرح سے رد کیا۔ اور کہا کہ صحابہ مین کوئی شخص بنام سجل معروف نہین خصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبون مین تو کوئی بھی بنام سجل معروف نہین" الزبور هو الكتاب يقال منه زبرت الكتاب (ابن جریر۔) لَبَلَاغًا بلاغ یعنے وصول مراد ہے یعنے جس نے قرآن پر عمل کیا وہ جنت کا وارث ہوا سلہ اخرج هناد وعبد بن حميد وابن جرير عن سعيد بن جبير قال الزبور التوراة والانجيل والقرآن. من بعد الذكر قال الذكر الذي في السماء واخرج عبد بن حميد وابن جرير عن مجاهد في الآية قال الزبور الكتب والذكر ام الكتاب عند الله والارض الجنة واخرج ابن جرير عن ابن زيد في الآية قال الزبور الكتب التي انزلت على الانبياء والذكر ام الكتاب الذي يكتب فيه الاشياء قبل ذلك (در) ابن جریر نے فرمایا یہی بہترین اقوال ہے۔ پھر اپنے دعوے کی دلیل سے ثابت فرمایا فمن شاء فليرجع اليه ۱۲

کتابون مین بعد ذکر (یعنے لوح محفوظ) کے لکھدیا ہے کہ زمین (جنت) کے وارث میرے نیک بندے ہونگے بیشک اس قرآن مین عبادت کرنیوالی قوم کے لئے کفایت ہے جب قرآن کی ہدایت کا بیان ہوا تو اُس ہادی کا ذکر فرماتا ہے جنپر قرآن نازل ہوا اور اخوانِ انبیا علیہم السلام کو ختم فرماکر خاتم الانبیا علیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر اسطرح فرماتا ہے: وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ ۝ (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) ہم نے تمکو نہین بھیجا مگر جہان

سلہ فریابی وابن جریر وابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آپ نے فرمایا کہ ارض سے مراد زمین جنت ہے اور بیہقی شعب الایمان مین (در) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ زمین کفار ہے جسکی وارث امت محمدی علیہم اجمعین ہوگی (ابن جریر) سلہ ابن جریر وابن منذر ابن جریج سے کہ هذا کا اشارہ قرآن کی طرف ہے الخ (در) سلہ ابن جریر کعب احبار سے آپ نے فرمایا کہ عابدین سے مراد امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۱۲ عرائس مین ہے کہ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ ۝ یہ وصف ہے کہ اللہ تعالے نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع خلق کے واسطے رحمت کرکے بھیجا ہے اور رحمتِ الٰہی اسکے غضب پر سابق ہے۔ کمافی الحدیث۔ اور واضح ہو کہ اللہ تعالے نے ہم کو آگاہ فرمایا (یعنے احادیث سے) کہ اُسنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کو سب سے اول پیدا فرمایا ہے پھر اسکے بعد اللہ تعالے نے تمام خلایق کو پیدا فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے تمام خلق کا ظہور ہوا ہے۔ پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عدم سے ارسال واسطے مشاہدہ قِدَم کے تمام خلایق کے لئے رحمت ہے کیونکہ سب کا صدور اُسی سے ہے تو وجود محمد صلے اللہ علیہ وسلم باعثِ ایجاد تمام خلایق ہے اور تمام خلایق پر رحمت وجودِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمتِ کافیہ ہین۔ اور واضح ہو کہ تمام خلایق ایک صورت تھی مخلوقہ جو قضائے قدرت مین بغیر روح کے پڑی تھی اور قدوم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی منتظر تھی۔ پس جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم مین آئے تو آپ کے وجود سے یہ عالم زندہ ہوگیا کیونکہ آپ تمام خلایق کے لئے روح ہین۔ اور واضح ہو کہ تمام

کے لئے رحمت بناکر یعنے سب کے لئے آپ کو رحمت کیا ہے تو جن لوگون نے اُس سرا پا رحمت کو قبول نہ کیا وہ بدبخت جہنم کے مستحق ہوئے۔ روایت[1] ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ آپ مشرکون پر بددعا نہین فرماتے تو آپ نے فرمایا کہ مین لعنت کرنیوالا نہین بھیجا گیا مین تو فقط رحمت ہی بھیجا گیا ہون" اگر کہا جائے کہ کافرون کو آپسے کیا رحمت پہونچی تو اُسکا جواب یہ ہی کہ ابن عباس[2] سے روایت ہی کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی اسکے لئے دنیا و آخرت مین رحمت پوری ہوی او جس نے اُنکی اتباع نہین کی تو خسف و مسخ و قذف جس مین دوسری امتین مبتلا ہوتی تھین بچ گیا" آنحضرت[3] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِنَّمَا اَنَا رَحْمَۃٌ مُّھْدَاۃٌ یعنے مین رحمت ہدیہ بھیجا گیا ہون"۔ رسول[4] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" کہ میرے پانچ نام ہین۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۷۷) مخلوق کا خروج عدم سے ناقص ہوا ہے کیونکہ کوئی ان مین سے اسرار قدیم پر بکمالِ معرفت و تمام علم مطلع نہین ہوا تو اسرار الوہیت تک پہونچنے سے سب عاجز تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ جسم عالم کے لئے اکسیر ہوگئے اور آپ کی برکت سے یہ سفر دراز ہی تمام عالم کے لئے نزدیک ہوگیا الخ ۵

خیر الوریٰ امام رسل مظہر اتم		او از خدا و ہر چہ جز او منتشی از و
او جانِ جملہ عالم و حق جانِ جان شمار		حق را بغیرِ واسطۂ ذاتِ او مجو

[1] سلم اذابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ۱۲ (در) طائف مین جو آپ نے تکلیف اُٹھائی اور رحمت سے کام لیا اسی تفسیر کا صفحہ ۸۴۳ دیکھو ۱۲
[2] ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و طبرانی اور بیہقی دلائل مین (در) [3] امام بخاری نے کہا کہ یہ حدیث حفص بن غیاث رحمۃ اللہ کے پاس مرسل تھی۔ ابن کثیر نے کہا کہ حافظ امام ابن عساکر نے اسکو دو متصل مرفوع اسناد سے روایت کی۔ ایک ابو ہریرہ اور دوسرے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الخ [4] یہ طبرانی کی طویل حدیث کا آخری حصہ ہے ابن کثیر نے کہا کہ احمد بن ابی صالح نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے ۱۲

مین محمد و احمد ہون اور میرا نام ماحی ہے اللہ تعالیٰ میرے سبب سے کفر کو محو کردیگا۔ اور میرا نام حاشر ہے کہ میرے ہی قدمون پر لوگون کا حشر ہوگا اور میرا نام عاقب ہی غرض اُنکی ذات پاک جن و انس بلکہ تمام مخلوق کے لئے رحمت ہی۔ مومنون کے لئے ہدایت، منافقون کے لئے قتل سے امن کافرون کے لئے تاخیرِ عذاب چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ یعنے اللہ تعالے اُنکو عذاب نہ کریگا درآنحالیکہ تم (اے نبی کریم) اُن مین ہو" اس آیت مین کس قدر آپکے مرتبے کو ظاہر فرمایا کہ دوست تو دوست بطفیل آپکے دشمنون سے بھی عذاب دور فرمایا۔ روایت[1] ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا ھَلْ اَصَابَکَ مِنْ ھٰذِہِ الرَّحْمَۃِ شَیْءٌ یعنے تمکو بھی اس رحمت مین سے کچھ حصہ ملا تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی۔ جی ہان۔ مجھے خاتمہ کا خوف تھا لیکن جب اللہ عزوجل نے میری تعریف اسطرح کی ذِیْ قُوَّۃٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ تو مین بے فکر ہوگیا" اصحاب[2] سیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حسن معاشرت و شفقت و رحمت کا حال اسطرح لکھتے ہین کہ آپ خادم کو جھڑکتے نہ تھے اور نہ یون فرماتے تھے کہ کیون ایسا کیا اور کیون اسطرح نہین کیا (صوفیہ فرماتے ہین کہ یہ رضا و تسلیم کا مقام ہے) آپ سے زیادہ اہل و عیال پر کوئی مہربانی نہ کرتا بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ آپ نے سوائے جہاد کے ہرگز کسی کو نہ مارا اور اپنے نفس کا بدلہ

[1] حضرت قاضی عیاض شفاء شریف مین ۱۲ [2] شفاء شریف و مدارج النبوۃ ۱۲

کسی سے نہ لیا مگر دین کے لحاظ سے۔ جب دولت خانہ مین تشریف فرما ہوتے تو بہت ہی خوش
خلقی فرماتے۔ مسکراتے اور تبسم فرماتے۔ کبھی اصحاب کے درمیان پانون دراز نہ فرماتے۔ اگر
کوئی صحابی یا گھر والون سے آپکو پکارتا تو لَبَّیْکَ فرماتے۔ صحابہ کی دلجوئی و تالیف کرتے اور
ہر قوم کے بزرگ کی تکریم کرتے اور اُن پر اُسکو حاکم بناتے۔ اپنے اصحاب کی خبرگیری کرتے۔
اپنے ہمنشین کی طرف عنایت سے متوجہ ہوتے اور آپکا ہمنشین گمان کرتا کہ کوئی بھی مجھسے
زیادہ حضرت کے پاس مکرم نہین ہے۔ اور جو کوئی آپ کے پاس حاضر ہوتا یا کسی کام کو آتا
تو صبر کرتے اور ٹہرے رہتے یہان تک کہ وہ خود پلٹ کر جاتا۔ اگر کوئی سرگوشی کرتا تو سر مبارک
کو نہین ہٹاتے۔ اگر دستِ مبارک پکڑ لیتا تو نہین کھینچتے یہانتک کہ وہ خود چھوڑ دے۔ اگر
کوئی آپ سے کسی حاجت کا سوال کرتا تو وہی پوری کر دیتے یا نرمی سے جواب دیتے۔
آپکی خوش خلقی اور تازہ روئی آدمیون مین پھیل گئی تھی۔ آپ سب کے لئے باپ کی جائے
تھے۔ اور سب آپکے پاس حق مین برابر تھے۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین مَا کَانَ
اَحَدٌ اَحْسَنَ خُلُقًا مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔ یعنے کوئی بھی آپ سے
خلیق تر نہ تھا۔ حضرت انس فرماتے ہین کہ مین نے دس سال آپکی خدمت کی کبھی مجھے اُف
نہ فرمایا اور یہ بھی نہ فرمایا کہ کیون اسطرح کیا اور کیون اسطرح نہ کیا۔ جریر بن عبد اللہ کہتے ہین
کہ "جب مجھے حضور ملاحظہ فرماتے مسکراتے"۔ اصحاب سے مزاح فرماتے۔ باتین کرتے۔

اُن کے بچون سے خوش طبعی فرماتے۔ اپنے گود مین بٹھا لیتے۔ دعوت آزاد و غلام و کنیز
و مسکین کی قبول فرماتے۔ اور انتہائے مدینہ مین بیمارون کی عیادت کو تشریف لیجاتے۔ عذر کرنیوالے کا
عذر قبول فرماتے۔ کسی نے آپ کے گھٹنے اپنے ہمنشین سے آگے بڑھے ہوئے نہین دیکھے جس
کسی سے ملاقات ہوتی سلام مین سبقت فرماتے۔ مصافحہ بھی اصحاب سے آپ ہی پہلے کرتے
کسی نے آپکو صحابہ کے درمیان پانون دراز کئے ہوئے نہین دیکھا۔ جو کوئی آپکے پاس آتا اُسکی
تعظیم فرماتے۔ بسا اوقات اپنے کپڑے کو اُسکے لئے بچھا دیتے اور اپنے نیچے جو تکیہ ہوتا اُسکو عنایت
فرماتے اور اگر انکار کرتا تو اصرار فرماتے۔ اور اپنے اصحاب کی عزت افزائی کے خیال سے کنیت سے اور
جو خوب تر نام ہوتا اُسی سے پکارتے۔ اور کسی کی بات قطع نہ کرتے۔ ہان جو نالایق بات ہوتی
تو منع کرتے یا خود اُٹھ جاتے۔ اور جو کوئی آپ نماز پڑھتے وقت بیٹھا ہوتا تو اُسکے لئے نماز مین
تخفیف فرماتے اور اُسکی حاجت پوچھتے پھر جب فارغ ہوتے نماز کی طرف لوٹتے۔ اور جہان
مجلس منتہی ہوتی وہین تشریف رکھتے۔ اور کبھی گدھے پر سوار ہوتے۔ اور اپنے پیچھے بھی کسی کو
بٹھا لیتے۔ بنی قریظہ کے دن ایسے گدھے پر سوار تھے کہ جسکی لگام رسّی کی اور جھول پوستِ خرما
کی تھی۔ طبری کہتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سفر مین صحابہ کو ایک بکری پکانیکا
حکم فرمایا۔ ایک صحابی اُٹھے اور عرض کی کہ میرے ذمہ ذبح کرنا ہے۔ دوسرے نے عرض کی کہ
میری جانب چھیلنا ہے۔ اور ایک نے گذارش کی کہ میری طرف پکانا ہے آپنے فرمایا کہ میرے

ڈھونڈ کر لکڑیان جمع کر کے لانا ہے۔ تمام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ کام بھی ہم کرنے حاضر
ہین۔ فرمایا ہان مین جانتا ہون کہ تم کر سکتے ہو لیکن مجھے یہہ اچھا نہین معلوم ہوتا کہ تم سے جدا
اور علیحدہ ہو کے بیٹھا رہون۔ اور اللہ تعالے کو بھی یہہ بات ناپسند ہے کہ کسی بندہ کو اپنے دوستون مین
ممتاز دیکھے۔ ایکبار ایلچیان نجاشی بادشاہِ حبشہ کے آپکے پاس آئے۔ آپ بنفسِ نفیس اُنکی خدمت
کے لئے تیار ہوے۔ صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم خدمت کرنے حاضر ہین۔ فرمایا کہ انہون
نے ہمارے اصحاب کی خدمت و تعظیم بہت کی ہے میری بھی یہی خوشی ہے کہ مین اُنسے اُسکا بدلہ کرون
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہلِ خانہ کی خدمت کرتے۔ اور اپنے کپڑے کو سیتے۔ اور نعلِ مبارک کو
پیوند لگاتے۔ بکری کو دوہتے۔ اپنے اونٹ کو باندہتے اور چارہ ڈالتے۔ خادم کے ساتھ کھانا
کھاتے۔ اُسکے ہمراہ خمیر کرتے۔ بازار سے اپنا سامان آپ اُٹھا کر لاتے۔ اور کسی کو اُٹھانے نہین
دیتے۔ بخاری کی روایت مین ہے کہ مدینہ کی باندیان آتین اور آنحضرت کا ہاتھ پکڑ لیتین۔ پھر
آپکو جہان وہ چاہتین لے جاتین۔ حضرت انس فرماتے ہین کہ جب آپ صبح کی نماز پڑہتے تو
خدمتگار مدینہ کے اپنے اپنے باسن پانی کے تبرک کے لئے لاتے اور آپ اپنا دستِ مبارک ہر ایک مین
ڈالتے۔ اور کبھی یہہ واقعہ سرما کی صبح مین ہوتا۔ یہ بھی آپکی اُمت پر شفقت و رحمت ہے کہ شرایع و
احکام مین تخفیف فرماتے۔ اور بعضے افعال کو اُمت پر فرض ہونیکے خوف سے چھوڑ دیتے جسطرح

لہ یہان تواضع مین کئی قسم کا مبالغہ ہے کہ مرد نہین عورت اور آزاد نہین بلکہ باندی پھر جہان چاہتی لے جاتی۔
اس سے زیادہ اور کیا تواضع ہوگی۔ (مدارج)

ہر وضو کے لئے مسواک کا امر نہین فرمایا۔ تاخیرِ عشا کو ترک فرمایا۔ صومِ وصال سے منع فرمایا۔
اور کبھی جماعت سے نماز پڑہاتے ہوتے اور بچہ کے رونیکی آواز آتی تو نماز کو سبک پڑہتے تا اُسکی ماں جو
نماز مین ہے فتنہ مین نہ پڑے۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ جب آپ کو دو کامون مین
اختیار دیا گیا تو آپ نے آسان امر کو (اُمت کے لئے) اختیار فرمایا۔ روایت ہے کہ ایک اعرابی
نے کچھ آپ سے مانگا۔ آپ نے دیا۔ پھر آپنے فرمایا کہ کیون مین نے تجھپر احسان کیا۔ اعرابی نے
کہا نہین اور نہ آپ نے نیکی کی۔ یہہ سُنکر مسلمانونکو غصہ آگیا اور اُسکی طرف اُٹھ کھڑے ہوے۔
آپ نے اُنکو اشارہ سے فرمایا کہ باز رہو۔ پھر آپ کھڑے رہے اور محل سرا مین تشریف لیگئے اور
اُس اعرابی کے لئے اور کچھ زیادہ بھجوایا۔ پھر فرمایا کہ کیا اب بھی مین نے تجھپر احسان نہین کیا۔
اُس نے عرض کی جی ہان اللہ تعالی آپ کو اسکا نیک بدلہ دے تو آپ نے اُسوقت اُس سے
فرمایا تو نے جو کچھ کہا اُس سے میرے اصحاب کے نفوس مین کچھ بات پیدا ہو گئی ہے۔ اگر تجھے
اچھا معلوم ہوتا ہے تو جو کچھ تو نے میرے سامنے کہا اُن کے روبرو بھی کہدے تا اُن کے سینون سے
وہ بات نکل جائے۔ پھر جب صبح ہوی یا زوال کا وقت ہوا وہ اعرابی آیا۔ تو رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہہ اعرابی جو کچھ کہتا تھا کہا پھر ہم نے اُسکے لئے زیادہ کیا تو وہ
خوش ہو گیا۔ (اعرابی سے مخاطب ہو کے فرمایا) کیون اسطرح ہے؟ عرض کی ہان اللہ تعالے

لہ شفا شریف (رواہ ابو الشیخ والبزار) ۱۲

آپ کو جزائے خیر دے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (پر میرے ماں باپ فدا) فرماتے ہیں
کہ میری مثال اور اس شخص کی مثال اُس شخص کے جیسی ہے کہ جسکی اونٹنی بھاگ گئی تو لوگ اُسکے
پیچھے ہوے۔ لوگوں کو دیکھ کر اور بھاگتی لگی۔ اُس کے مالک نے لوگوں سے کہا کہ تم میری اونٹنی
کے اور میرے درمیان کیوں آتے ہو۔ بے شک میں تم سے زیادہ اُس پر مہربان اور واقف ہوں
یہ کہکر اُسکے سامنے گیا۔ اور تھوڑا کچرا اُسکے لئے زمین سے اُٹھالیا بس وہ آگئی۔ اُسکو بٹھایا۔
اور اُس پر کاٹھی باندھی اور سوار ہوگیا۔ اگر میں تم کو جس وقت کہ اُس شخص (یعنے اعرابی) نے
جو کچھ کہنا تھا کہا تھا چھوڑ دیتا اور تم اُسکو مار ڈالتے تو وہ دوزخ میں داخل ہوجاتا۔ خلیق

میرے آقا میرے ہیں مولا حبیب	میرے ملجا میرے ہیں ماوی حبیب
چھوڑ کر تم کو میاں جائیں کسے	تم سنا ہمسکو کون چاہیگا حبیب
آپ جسکو مل گئے سب کچھ ملا۔	جسنے تم کو کھو دیا کیا پایا حبیب
ہم گنہگار آپ کے کہلاتے ہیں	کیجئے ہم سے نہ دل میلا حبیب
ہوں تو بدخلق اور کہتے ہیں خلیق	آپ ہی کا ہے یہ سب صدقہ حبیب
وَاللّٰہِ یَارُوْحَ قَلْبِیْ	مَامَاتَ مَنْ بِكَ عَاشَ
قَوْمٌ لَّهُمْ اَنْتَ سَاقٍ	لَا یَرْجِعُوْنَ عِطَاشَا
حق کی قسم ہے تو ہے مری جان سے سوا۔ جبتک کہ تو ہو ساقی تو پھر اُنکو فکر کب	جو کوئی تجھ سے زندہ ہوا وہ نہیں موا تیرا کہا کہ وہ کبھی پیاسا نہ پلٹے گا

جب اللہ تعالےٰ نے آپکو خلق کی ہدایت کے لئے رحمت کرکے بھجوایا اور سب سے پہلا حکم
توحید کا تھا اس لئے آپکو پہلے اسی کا حکم فرمایا۔ قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ
فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ وَاِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ
اَمْ بَعِیْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ○ اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَیَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ○ وَاِنْ
اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ ○ (اے نبی) تم کہدو کہ میری طرف تو یہی وحی
کیجاتی ہے کہ تمھارا معبود خدائے واحد ہے تو کیا تم فرمانبردار بنتے ہو۔ پھر اگر وہ (ایمان بنے) مُنھ
موڑیں تو کہدو میں نے تمکو یکساں طور پر خبر کردی۔ اور میں نہیں جانتا کہ جسکا تم سے وعدہ
کیا جاتا ہے وہ نزدیک ہے یا دور۔ وہ (اللہ) جانتا ہے ظاہر بات کو اور جانتا ہے جو تم

فان تولوا۔ عن ابن جریج یعنی قریشا (ابن جریر) علی سواء۔ حال ہے یعنے درحالیکہ ہم اور تم اس سے
برابر آگاہ ہیں کہ ہیں تمھارا دشمن اور تم میرے دشمن۔ مفسرون نے کہا کہ اٰذن متعدی بدو مفعول ہے ایک مفعول
تو مذکور ہے دوسرا مقدر۔ اگر مفعول مقدر حربی لکھ ٹہرایا جاے تو یہی معنے ہوں گے جو اوپر مذکور ہوے
اور اگر ما امرت بہ کہیں تو معنے یہ ہوں گے کہ توحید کو برابر اور پوری طور سے بیان کردیا۔ اور ایک معنی
یہ بھی ہوتے ہیں کہ اعلمتکم اَنِّیْ علی سواء ای عدل او استقامة رای۔ اب ترکیب اسطرح
ہوگی کہ جار مجرور انی مقدر کی خبر اور وہ اپنے دونوں معمولوں کے ساتھ قایم مقام مفعول کے تو ترجمہ
اس طرح ہوگا کہ کہدو میں نے تم کو خبر کردی کہ (بے شک میں) برابر (یعنے عادل اور راہ حق پر۔)
ہوں۔ قنوبی نے اسی معنی کو اقرب کہا۔ سلہ ابن جریج نے کہا مدت واجل یعنے وہ وقت جو کفار سے
بدلہ لیا جائے گا۔ (ابن جریر) ۔ ۱۴۰

چھپاتے ہو (پھر اُسکا بدلہ دیگا) اور مین نہین جانتا شاید اس (مہلت) مین تمھاری آزمائش اور
ایک وقت تک فائدہ پہونچانا ہے تاخیرِ عذاب حقیت کی دلیل نہین بلکہ بڑے لوگون کے لئے فتنہ عظیم ہے
جب اللہ تعالے اسکے لئے سزا دے گا کہ عدل و فضل ہے جو چاہے کرے اس لئے آنحضرت نے اسکی
طرف امر کو تفویض فرما دیا۔ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۝ ۱۹ع نصف قل

(پیغمبر نے) کہا اے رب انصاف سے فیصلہ کردے۔ اور ہمارا پروردگار رحمٰن ہے اُسی سے (ان باتو
مدد مانگی جاتی ہے جو تم بیان کرتے ہو کہ خدا کو بیٹا ہے اور نبی شاعر ہے" وہ ہماری مدد کریگا اور
تم سے اسکا بدلہ لیگا پھر اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب پاک کی دعا قبول کی اور پوری طور سے مدد دی
کافروں کی امیدین برباد ہوئین اور ہر طرح کی خرابی ہوئی نکتہ اس سورہ کو ایک ہولناک واقعہ سے شروع
فرمایا تھا کہ حساب نزدیک ہوگیا جسمین ایک بڑی تہدید تھی اور آخر سورہ مین کیا بڑی بشارت دی کہ
اپنے حبیب کو رحمۃ للعالمین کے خطاب سے یاد فرمایا اور اپنا نام پاک بھی رحمٰن ذکر کیا جس سے امید
بندھی ہے کہ انشاءاللہ ہم گنہگار بواسطہ رحمۃ للعالمین اُسکی رحمت سے ضرور حصہ پائین گے ۔

یارب تو کریمی و حبیب تو کریم	صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

اور ہم گدا ایسا شاہ اور ایسا شاہنشاہ رکھکر کس طرح محروم رہ جائین گے ۔

نہ کر حساب ہمارے گناہ بے حد کا	الٰہی تجھکو غفور رحیم کہتے ہین
کہین کہین نہ حدود دیکھکر ہمین محتاج	یہ اُسکے بندے ہین جسکو کریم کہتے ہین

سوائے حفص کے تمام قراء قال کو قُل پڑھتے ہیں یعنی (اے نبی) تم کہو ۱۲

لہ قال ابن جرير لعل تاخير ذلك عنكم فتنة لكم ومتاع الى اجل مسمى وحكاه عون عن ابن عباس (ابن کثیر)
عہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی غزوہ مین تشریف لیجاتے تو یہ آیت پڑھتے۔ عبدالرزاق وعبد بن حمید وابن جریر و
ابن منذر قتادہ سے (در) حافظ ابن کثیر نے کہا ہے مالک نے زید بن اسلم سے اسکو روایت کی یعنی مرسل ۱۲

تمت

سورہ حج مدنیہ ہے اسمین

سترہ یا اٹھتر آیتین ہین عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ مین نے عرض کی یا رسول اللہ
کیا سورہ حج کو باقی قرآن پر دو سجدون سے فضیلت دی گئی ہے آپ نے فرمایا ہان اور جو شخص
یہ دونون سجدے نہ کرے تو اسکو نہ پڑھے اور ابراہیم نخعی کا قول ہے کہ ایک ہی سجدہ ہے۔ واللہ اعلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ
مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى

سُکٰرٰی۔ بِسُکٰرٰی حمزہ و کسائی نے سَکْرٰی پڑھا ہے اور سکون کاف بغیر الف کے یہ دو لغتین ہین

لہ ابن مردویہ ابن عباس سے کہ آپ نے فرمایا سورہ حج مدینہ مین اتری اور اسی طرح ابن زبیر سے بھی (در) اور اکثرون نے کہا کہ یہ
سورہ مختلط ہے بعض مکی ہے بعض مدنی قرطبی نے کہا یہی صحیح ہے عہ امام احمد و ابو داؤد و ترمذی و حاکم اور بیہقی اپنی سنن مین اور ابن
مردویہ (در) امام شافعی و امام احمد کا یہی مذہب ہے یعنے اس سورے مین دو سجدے ہین سہ ابن ابی شیبہ (در) یہی امام ابو حنیفہ کا مذہب
ہے ۱۲ زلزلة - حقيقة الزلزلة التحريك بعنف وهو المراد هنا. فاضافتها للساعة ان كان للفاعل فهو مجاز
في النسبة كقوله مكر الليل لان المحرك هو الله (خفاجی) يوم ترونها. اُس ہول کی تصویر کھینچ دی ہے۔ اور
ضمیر زلزلہ کی طرف راجع۔ اور یوم تذہل سے منصوب ہے۔ تذهل. ذهل عن الشئ بنسيه وغفل عنه وبابه
قطع وذهل بالكسر ذهولا (مختار) مرضعه۔ وہ کہ بالفعل دودھ پلا رہی ہو۔ اور مرضع وہ کہ جسکی شان یہ ہے
کہ دودھ پلائے اگرچہ وہ اسوقت دودھ نہ پلا رہی ہو (اکبیر) سکرى. السكران ضد الصاحي والجمع سكرى و
سكارى بفتح السين وضمها والمرأة سكرى (مختار)

النصف

وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝ اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو کیونکہ قیامت کا زلزلہ ایک

بڑی بھاری چیز ہے۔ جسدن تم اُسکو دیکھو گے کہ ہر دودھ پلانیوالی اپنے دودھ پیتے (بچے) کو بھول

جائیگی اور ہر پیٹ والی اپنا پیٹ ڈالدیگی (حمل گر پڑین گے) اور (اے مخاطب) تو لوگونکو متوالا

دیکھے گا حالانکہ وہ متوالے نہین ہین ولیکن اللہ کا عذاب سخت ہے۔ اللہ تعالے اپنے بندونکو تقوی کا حکم فرماتا ہے

اور ان زلازل و اہوال قیامت سے جو اُن کے روبرو آنیوالے ہین ڈراتا ہے۔ یہ ہول و

فزع اُسوقت ہے کہ جب لوگ قبرون سے اُٹھائے جائین گے۔ اور روز قیامت عرصات

مین آئین گے۔ چنانچہ مخبر صادق نے فرمایا اور احادیث مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

آلہٖ وسلم ایک سفر مین تھے اور اصحاب سے قریب ہو گئے تھے کہ آپ نے بلند آواز سے یہ دو آیتین

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ سے شَدِيْدٌ تک پڑھین۔ جب اصحاب نے سنا تو اونٹون اور سواریونکو

ؔ اِنَّ کے معنی تعلیل کے بھی ہوتے ہین۔ ابن جنی اور اہل بیان نے اسکو ثابت کیا اور وہ بھی تاکید کی ایک قسم ہے (اتقان جلد اول صفحہ ۱۵) اسی لئے بیضاوی نے کہا علل امرھم بالتقوی الخ ؔ اسی کو شیخ ابن حجر نے اختیار کیا ہے یعنے یہ واقعہ بعد قیامت ہوگا اور جو جس حال پر مرا ہے اُسی حالت پر مبعوث ہوگا۔ اگر کوئی عورت حاملہ یا مرضعہ مری ہے تو اسی حالت پر مبعوث ہوگی تو اسوقت کلام اپنے حقیقی معنی پر رہا۔ اور جو حقیقی معنی نہ لئے جائین تو وہ فرض و تمثیل ہے جس طرح کہتے ہین کہ اسقدر غم ہوا کہ کمر ٹوٹ گئی یا بوڑھا ہو گیا قولہ تعالے يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا۔ مراد شدت غم و شدت خوف و اندوہ ہے۔ اور بعض کہتے ہین کہ اس زلزلہ کا وقوع آخر عمر دنیا مین اور اول احوال قیامت مین ہوگا۔ ؔ ترمذی اور تصحیح بھی کی اور ابن جریر وغیرہم۔ (در) امام احمد و بخاری و مسلم سے روایتین ہین جس مین یاجوج و ماجوج کا ذکر ہے۔ اور بہت سے احادیث ہین در منثور دیکھو۔ ۱۲

تیز ہانک کر نزدیک ہوے اور جانا کہ آپ کچھ کہنے والے ہین۔ جب آپکے گرد ہو گئے تو آپ نے فرمایا

کہ تم یہہ جانتے ہو کہ یہہ کب ہوگا؟ یہ اُسوقت ہوگا کہ رب عز و جل آدم کو پکاریگا اور فرمائیگا کہ اے

آدم دوزخ کا حصہ بھیج دو۔ آدم عرض کرین گے کہ اے رب جو دوزخ کو بھیجا جائیگا وہ کیا ہے۔

اللہ تعالے فرمائیگا کہ ہر ایک ہزار مین سے نوسو ننانوے دوزخ مین اور ایک جنت مین یہ سُن کر آپکے

اصحاب بہت ناامید ہو گئے اور اسی یاس و ناامیدی مین رونے لگے جب آپنے یہہ دیکھا تو فرمایا کہ

خوش رہو اور عمل کرو۔ قسم اُسکی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے کہ تم دو مخلوق کے ساتھ ہو۔ کہ

جس چیز سے انکا مقابلہ کیا جائے اُس سے زیادہ نکلین گے وہ یاجوج ماجوج ہین اور جو اولاد آدم

مین سے (جاہلیت مین) ہلاک ہو چکے ہین اور اولاد ابلیس کی۔ عمران نے کہا کہ آپ کے

اصحاب سے وہ بات ناامیدی کی جسکا غم چھا گیا تھا جاتی رہی، پھر آپ نے فرمایا کہ خوش رہو

اور عمل کرو کہ قسم اُسکی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے کہ لوگون مین تم نہین ہو مگر ایسے کہ جیسے

ایک تل اونٹ کے پہلو مین ہوتا ہے یا جیسے داغ چارپایہ کے بازو مین ہوتا ہے۔ بعد بیان

قیامت اُن لوگون کا حال بیان فرماتا اور انکی مذمت کرتا ہے جو جہالت سے قیامت وغیرہ کا

انکار کرتے تھے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝

ومن الناس۔ یہ آیت نضر بن حارث کی شان مین اتری۔ سدی ابی مالک سے اور اسی طرح ابن جریج نے کہا۔ (ابن کثیر) مرید۔ المارد العاتی و بابہ ظرف فھو مارد و مرید (مختار) سرکش

كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ اور بعض لوگ
ایسے بھی ہین جو اللہ (کے بارے) بین بے جانے (بوجھے) جھگڑتے اور ہر شیطانِ سرکش کے
پیچھے ہو لیتے ہین۔ جسکی قسمت مین لکھا جاچکا ہے کہ جو اسکی رفاقت کریگا تو بے شک وہ اسکو
گمراہ کریگا اور اسکو دوزخ کی بجانب لیجائیگا۔ آجکل بھی مذہب کی آزادی نے زور پکڑا ہے۔ دین کا
بدلنا کپڑون کے بدلنے سے بھی آسان ہوگیا ہے۔ متواتر اخبار اور ہزارون معجزات اور صدہا
دلائل عقلیہ و نقلیہ سے جو باتین ثابت ہوئین اہل دنیا کے سراسر غلط و مہمل اقوال سے وہ چھوڑے
جارہے ہین۔ جماعت انبیاء علیہم السلام ایک طرف۔ کافر و گمراہ نیچر ایک طرف۔ اسی لئے وہ شیطان
کے ہمراہ دوزخ مین جائین گے۔ اور ہم خدا چاہا تو حسب ارشاد خداوندی يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ
النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نبی کریم کے ہمراہ رہین گے۔ بعد بیان منکرین قیامت اسکا ثبوت
دو دلیلون سے دیکر اسطرح منکرون پر حجت قائم فرماتا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ
رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ

السعیر- النار (مجاد) مخلقة وغیر مخلقة۔ ابن عباس نے فرمایا کہ مخلقہ وہ بچہ ہے جو زندہ پیدا ہوا اور
غیر مخلقہ وہ ہے کہ حمل گر گیا۔ ابن ابی حاتم اور تصحیح بھی کی۔ عکرمہ نے فرمایا کہ علقہ خون ہے اور مضغہ گوشت ہے اور
مخلقہ جسکی خلقت پوری ہوئی ہو اور غیر مخلقہ جو حمل ساقط ہوگیا ہو۔ عبد ابن حمید و ابن منذر و ابن ابی حاتم
(ورد) ابن کثیر نے لکھا کہ کبھی تو حمل قبل تشکیل و تخطیط کے گرجاتا ہے اور کبھی بعد تشکیل و تخطیط کے اسی لئے فرمایا
ثم من مضغة مخلقة و غیر مخلقة یعنے جس طرح تم مشاہدہ کرتے ہو ۱۲

وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۭ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَاۗءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ
طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ
لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـــًٔا ۭ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ
وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۵ اے لوگو اگر تمکو (قیامت کے دن پر) جی اٹھنے مین
کسی طرح کا شک ہو تو ہم نے تم کو (ابتدا مین) مٹی[1] سے پھر نطفے سے پھر خون کے لوتھڑے سے
پھر گوشت سے بنایا (کسیکو) پورے نقشہ سے کسی کو ناتمام تاکہ[2] تم پر (اپنی کمال قدرت) ظاہر کرین
اور ہم عورتون کے پیٹ مین جسکو چاہین ایک وقت مقرر تک ٹھہرائے رکھتے ہین پھر تمکو بچہ
بنا کر نکالتے ہین پھر (تم کو پرورش کرتے ہین) تاکہ تم اپنی جوانی کو پہونچو - اور تم مین سے

ونقر فی الارحام۔ یعنے اور کبھی رحم مین نطفہ کو ایک مدت معین تک ٹھہرائے رکھتے ہین جو ساقط نہین ہوتا۔ اشدکم
اشد بکمال قوت و عقل و تمیز ہے یہ ان الفاظ جمع سے ہے کہ جسکا واحد مستعمل نہین ہوا (کبیر) ارذل العمر یعنے بڑھاپا
اور ضعف قوت و عقل وغیرہ جس سے مثل طفلی کے حالت ہوجاتی ہے ھامدة۔ خشک و مردہ ابن جریج نے کہا جس مین
روئیدگی نہ ہو (ابن جریر) ھمدت النار سے استعارہ ہے۔ اھتزت۔ اہتزاز خوشی سے اچھی طرح جنبش کرنا۔
یا تو یہان زمین کے قوائے نامیہ کی حرکت مراد ہے یا نباتات اگے اور لہلہانے ربت۔ پھولی اور بلند ہوئی یا
بسبب نباتات کے بلند ہوئی۔ زوج۔ ھنا بمعنی الصنف لا بمعناہ المعروف۔ (خفاجی)۔ بہیج۔
البہجة الحسن وبابه ظرف فھو بھیج۔ (مختار) [1] اصل خلقت یعنے پیدائش آدم علیہ السلام کی
مٹی سے ہے یا یہ کہ مٹی سے انسان کی غذا پیدا ہوتی ہے وہ اسکو کھاتا اور اس سے خون وغیرہ چیزین بنتین اور
منی بھی اسی سے بنتی ہے (کبیر) [2] گویا تفصیل اطوار خلقت کی ہے یعنے ہم نے تم کو ایک حال سے دوسرے

اُسکی (عمر طبعی سے پہلے) روح قبض کرلیجاتی ہے اور تم مین سے کوئی نکمی عمر کی جانب لوٹا دیا
جاتا ہے تاکہ سمجھنے بوجھنے کچھ نہ سمجھے۔ اور (اے مخاطب) تو زمین کو دیکھتا ہے کہ خشک پڑی ہے
پھر جب ہم اُسپر پانی برسا دیتے ہین تو وہ لہلہانے اور اُبھرنے لگتی ہے اور ہر طرح کے خوشنما
روئیدگی اگاتی ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور آپ صادق مصدوق
ہین کہ "تم مین سے ہر کسیکی خلقت اُس کے مان کے پیٹ مین چالیس دن تک نطفہ رہتی
ہے پھر اُسیقدر مدت مین جما ہوا خون ہوجاتی ہے پھر اُسیقدر مدت مین وہ گوشت کا
لوتھڑا ہوجاتی ہے۔ پھر اللہ تعالے اُسکی جانب ایک فرشتہ بھیجتا ہے وہ اُسمین روح پھونکتا
ہے۔ اور اُسکو چار کلمات کا حکم دیا جاتا ہے تو وہ اُسکا رزق واجل وعمل اور شقی ہے یا سعید
ہے لکھتا ہے۔ پھر قسم ہے اُس اللہ کی جس کے سوائے کوئی الٰہ نہین ہے کہ آدمی اہل جنت کے
عمل کیا کرتا ہی حتے کہ اُسکے اور جنت کے درمیان فقط ایک ہاتھ کا فاصلہ رہجاتا ہے کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ) حال مین اسی لئے منتقل کیا تاکہ تمکو اس تدریج عجیب سے اپنی قدرت وحکمت
دکھلائین کہ جو خاک اور پانی سے بشر پیدا کرسکتا ہے پھر اُسی کو نطفہ سے پیدا کرتا ہے حالانکہ ان دونون مین
تباین ظاہری ہی اور پھر اُس نطفہ کو علقہ کردیتا ہے اور علقہ کو مضغہ اور مضغہ کو ہڈیان (پھر بعضے وقت قبل
نقشہ بننے کے حمل گرپڑتا ہے اور بعضے وقت نقشہ بننے بعد) اور کبھی ایسے عجیب حکمت کا آدمی بنادیتا
ہے جس مین قوائے وحواس وعقل ہے تو جس مین یہ قدرت ہو اعادہ کرنے پر بدرجۂ اولےٰ قادر
ہے (سراج) ؎ یہ قدرت کی دوسری دلیل ہے ؎ امام احمد وبخاری ومسلم وابوداود وترمذی و
نسائی وابن ماجہ وغیرہم ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ (درر)

اُسپر کتاب سبقت کرتی ہے اور وہ دوزخیون کا عمل کرنا شروع کرتا ہی پھر وہ دوزخ مین داخل ہوتا ہی
اور آدمی اہل دوزخ کے عمل کیا کرتا ہے یہانتک کہ اُسمین اور دوزخ مین صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ
رہجاتا ہی کہ اُسپر کتاب سابق ہوتی ہے پھر وہ اہل جنت کا عمل کرتا ہے تو جنت مین داخل ہوتا ہی "جب
اللہ تعالے نے دونون دلیلون کو بیان فرمایا تو اب اُسکا نتیجہ ومطلوب ذکر فرمایا جو پانچ باتین
ہین ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ
السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝ یہ (تصرف) اس بات
کی دلیل ہے کہ اللہ برحق ہے اور وہی مُردونکو جلاتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور یہ کہ قیامت
آنیوالی ہے اسمین کسی طرحکا شک نہین اور یہ کہ اللہ اُونکو جلا اُٹھائیگا جو قبرون مین ہین۔ جب
وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۙ فرماکر پیروی کرنیوالونکی مذمت کی پھر دو دلیلون سے قیامت کو

ذٰلک۔ اشارہ طرف مذکور کے ہے اور وہ مبتدا ہے خبر اُسکی بان اللّٰہ ھو الحق ہے ۱۲ع ائس مین ہے۔ اے
لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو بے شک قیامت کا بھونچال ایک بڑی بھاری چیز ہے الم اللہ تعالے نے ندائے عید
سے ان لوگون کو پکارا جو عہد ازل کو بھول گئے کہاے غافلو تم کس خیال مین ہو۔ روز قیامت کے ظہور جلال سے ڈرو
اور عذاب فرقت سے بچو کیونکہ وقت ظہور انوار عظمت وجلال وغضب کبریائی کے تمام مخلوقات زلزلہ مین آئیگی اور
کوئی چیز اُسوقت حفظ وامن مین نہین ہے مگر وہی جسکو اللہ تعالے نے اپنے حفظ مین رکھا اور وہ اہل تقوے
ہین۔ اور حقیقت تقوے یہ ہے کہ خروج للہ باللہ عما دون اللہ ہو۔ یعنی سوائے حق عزوجل کے سب سے
خارج ہو اور یہ خارج ہونا اللہ تعالے ہی کے واسطے ہو اور اُسی کے حول وقوت سے ہو۔ اپنی انانیت سے
نہ ہو۔ بعض نے کہا کہ تقوے یہ ہے کہ کوئی چیز تیرے مولٰے سے تجھے اپنی طرف مشغول نہ کرے اور یہ آزادی ہے اور

ثابت فرمایا ایک تو آدمی کی پیدائش دوسری خشک زمین کا سرسبز کردینا تو جو اُسپر قادر ہے وہ مُردے
بعد زندہ کردینے اور قبروں سے جِلا اُٹھانے پر کیونکر قادر نہ ہوگا۔ پھر بطور نتیجہ کے پانچ باتونکو ثابت کیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۹۳) جسنے جزا چاہی وہ تقوے کے اعلےٰ مرتبہ پر نہیں ہے اگرچہ اسکے لئے وعدۂ نیک
ہے۔ اور (اے مخاطب) تو لوگوں کو متوالا دیکھے گا حالانکہ وہ متوالے نہیں ہیں الایہ شیخ جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ
عزت وجبروت وعظمت آلہی دیکھ کر لوگ بیہوشی میں ہوجائیں گے حتے کہ انبیا علیہم السلام کی کیفیت یہاں تک ہوگی کہ
نفسی نفسی کہیں گے۔ استاد وغیرہ نے اشارہ کیا کہ بندے دو قسم پر ہیں اولیا ہیں اور اعدا ہیں۔ اولیا تو دنیا میں
حالتِ سُکر میں ہیں اور اعدا وہاں حالتِ سکر میں ہوں گے ولیکن ان دونوں سُکر میں بہت بڑا فرق ہی کیونکہ
اولیاء کا سکر دنیا میں ہو یا آخرت میں ہو جانبِ رحمت سے ہے۔ اور اعدا کا سکر دنیا میں بھی اور آخرت میں
بھی جانبِ قہر سے ہے تو دنیا میں اعداء کا سکر اس غفلت سے ہے جو ظہورِ قہر ہے۔ اور سکر اہل اطاعت کا بدائع افعالِ
قدرت دیکھنے سے ہے۔ اور سکرِ مریدین لمعانِ انوار سے۔ اور سکرِ محبین کشفِ اسرار سے۔ اور سکرِ مشتاقین دیدارِ نورِ
صفات سے۔ وسکرِ عاشقین مکاشفۂ انوارِ ذات سے۔ اور سکرِ مقربین ہیبت اور جلال سے۔ اور سکرِ عارفین
طلوعِ ایامِ وصال سے۔ اور سکرِ موحدین استغراقِ بحرِ اولیت سے اور سکرِ مرسلین اطلاع اسرارِ ازلیت سے ہے۔
پس بعض تو مستِ عظمت ہے اور بعض غرقِ عزت ہے۔ اور بعض غایب بجمال ہے اور بعض فانی بجمال ہے۔ اور بعض
بقائے حق میں ہوشیار ہے اور بعض مضمحل بکبریائی اور بعض مدہوش حلاوتِ خطاب ہے۔ اور بعض مستِ نشۂ
انبساط اور بعض مستِ نشۂ عتاب ہے۔ اور بعض مستِ کشفِ نقاب ہے۔ اور بعض تو آئینۂ التباس سے
جمالِ قدیم دیکھتا ہے۔ اور بعض خالص مشاہدۂ ازل میں مستغرق ہے۔ یہ لوگ درحقیقت سُکاری ہیں اپنے
اپنے منازل میں شہود قرب میں یا قرب القرب میں ہیں۔ اور جو شخص کہ سوائے حق عزوجل کے مست ہے وہ
غضب میں گرفتار رہے۔ اور بعضے لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے بارے میں بے جانے (بوجھے) جھگڑتے ہیں یہ
مجادلہ کرنے والے وہ لوگ ہیں کہ جن کے دماغ کی قوتِ خیالیہ غالب ہے اور وہ محسوسات پر نظر رکھتے ہیں۔

اب اُسکا ذکر فرماتا ہے جو بغیر علم کے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ
بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهٗ فِي الدُّنْيَا
خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ

لِيَضِلَّ
ابن کثیر وابو عمرو ورساتہ
فتح یا کے پڑھنے تاکہ گمراہ
ہووے یعنے ہمیشہ گمراہی
میں رہے یا یہ کہ گمراہی
زیادہ ہووے - ۱۲

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۹۴) اور اللہ تعالےٰ کی شان میں قیاس و خیال دوڑاتے ہیں جیسے فرقۂ مجسمہ ومعتزلہ وغیرہما۔ تو جب
انہوں نے خیالات سے دین میں کام لیا اور ناقص اوہام وقیاسات کو دخل دیا تو ضرور ہوا کہ گمراہ ہوئے اور بھٹک گئے
اور تم میں سے کوئی نکمی عمر کی جانب لوٹا دیا جاتا ہے تاکہ سمجھنے بوجھنے کے بعد کچھ نہ سمجھے۔ اسکا تعلق انسانِ عارف کے نفس کے ساتھ
بھی ہوتا ہے کیونکہ ہر نفس جب تک کہ آخرت میں واصل نہ ہو تمام امتحانات میں پڑتا ہے سوائے اسکے کہ ایک درجہ کفر کا
ہے۔ اور سکین جو امور کافروں کے ساتھ ہیں اُس کے تطارد نفس میں با وجود ایمان کے باقی رہتے ہیں۔ اور یہ
ایک معرفتِ شریف ہے کہ انسان کو چاہئے کہ اسپر توجہ مبذول رکھے اور کبھی نفس کے خطرات سے غافل نہ رہے۔ اور
یہاں ایک اشارہ نفسِ عارف کے لئے یہ ہو سکتا ہے کہ اول مجاہدہ کے بعد جب مشاہدہ میں پہونچا۔ اور علوم غیبیہ
سے ممتاز ہوا تو اکثر نفس اسکو افشا کرتا ہے۔ تو مشاہدہ سے پھر مجاہدہ میں ڈالا جاتا ہے اور ایسا ہو جاتا ہے کہ جاننے
کے بعد گویا کچھ نہیں جانتا ہے تاکہ نفس کے دعاوی مضمحل کردئے جائیں۔ اور یہ اہلِ تحقیق کا حال ہے جنہوں نے افشائے
راز کیا ہو۔ ہم اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگتے ہیں کہ لغزش سے نفس کی پناہ دے اور وہی مُردوں کو جلاتا ہے۔ یعنے
جب وہ عدم معرفت سے مرجاتے ہیں تو انکو اپنی معرفت میں زندہ کرتا ہے اور بعد موتِ فراق کے اپنے مشاہدہ
سے حیات دیتا ہے ۱۲ علم سے مراد علم طبیعی ہے ھدی۔ استدلال و نظر جو معرفت تک پہونچا ہے۔ کتٰب منیر۔ وحی
ہے معنے اسطرح ہوئے کہ بغیر مقدمۂ ضروریہ و نظریہ وسمعیہ کے جھگڑا کرتا ہے (کبیر) ثانی عطفہ قال ابن عباس مستکبرا
فی نفسہ۔ وقال مجاھد و قتادۃ لاوی عنقہ وعن ابن عباس یعرض عن ذکری۔ علامہ ابو جعفر طبری نے
فرمایا کہ یہ تینوں قول قریب قریب ہیں کیونکہ جو متکبر ہوتا ہے تو اسکا یہی حال ہے کہ جس سے کہ تکبر کرتا ہے اُس سے
رو گردان بھی ہوتا ہے۔ اور متکبر کی گردن بھی ہمیشہ کچھ نہ کچھ بل کھاتی رہتی ہے اور اینٹھنا بھی اسکے لئے ضروری ہے
ذٰلک۔ ای الخزی والعذاب ۱۲

بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ اور بعض شخص ایسا بھی ہے جو بغیر علم اور بغیر ہدایت اور بغیر کتابِ روشن کے اپنی گردن موڑکر (یعنے اینٹھا ہوا) خدا کے بارے مین جھگڑا کرتا ہے تاکہ (مومنین کو) خدا کے راستے سے گمراہ کرے۔ اسکو دنیا مین رسوائی ہے اور روزِ قیامت (بھی) ہم اسکو سوزش کا عذاب چکھائینگے۔ (اور اس سے کہینگے کہ) یہ اسکا بدلہ ہے جو تیرے ہاتھ آگے بھیج چکے ہین اور یہ کہ اللہ بندون پر ظلم نہین کرتا۔ یہ آیت ہر جاہل و گمراہ اور گمراہ کرنیوالے کو شامل ہے جو بغیر علم کے لوگونکو بہکاتا ہے۔ ابوطالب مکی[1] فرماتے ہین کہ اکثر سوءِ خاتمہ تین گروہ کا ہوتا ہے۔ ایک تو وہ گمراہ بدعتی (نیچر) جنکا ایمان عقل پر موقوف ہے اور جو عقل کے خلاف ہو اُسکا انکار کرتے ہین اُن کے لئے اللہ تعالےٰ کی پہلی قدرت یہ ظاہر ہوگی کہ جب کسیکو آخر وقت خلافِ عقل[2] باتین ظاہر ہونگی تو اسکو یہ دیکھکر حیرانی ہوگی اور اسطرح کرب ہوگا کہ وہ ثبوت و استقامت کھو دیگا جس سے اُسکا ایمان بھی جاتا رہیگا بے ایمان مریگا جسطرح فتیلہ جل جاتا ہے تو چراغ گل ہو جاتا ہے۔ (بتی عقل اور چراغ ایمان ہے) دوسرا گروہ متکبرون اور آیاتِ خدا کے منکرون کا ہے جو زندگیِ دنیا مین اولیا کی کرامت کا انکار کرتے تھے کیونکہ اُنکو قدرتِ خدا کا یقین نہ تھا اسلیئے اُسوقت اُنکو شک بھی زیادہ ہوگا۔ تیسرا گروہ تین قسم پر ہے اور اُنکا سوءِ خاتمہ بھی متفاوت ہے لیکن پہلے دو گروہ سے کم ہے۔ ایک تو وہ مدعی جو ہمیشہ اپنے نفس و عمل کو دیکھتا رہا۔ خود کو

[1] قوت القلوب صفحہ ۲۲۷ جلد اول ۱۲ [2] مثلاً ملک الموت کا نظر آنا کیونکہ یہ تو ملائکہ کا منکر تھا اور اب انھین سے سابقہ پڑا۔ ۱۲

اچھا سمجھتا رہا۔ دوسرا وہ فاسق جو علانیہ گناہ کرتا۔ تیسرا وہ شخص جو گناہون پر مرنے تک اڑا رہا۔ گناہ کرتا رہا۔ یہ تینون شخص پردے اُٹھنے تک اسی رنگ مین رہے۔ جب نشانیان ظاہر ہوین تو توبہ کرنے مستعد ہوے۔ اسوقت مین انکی توبہ غیر مقبول ہے۔ نہ انکی بیکسی پر رحم کیا جاتا ہے نہ انکی آہ و زاری سنی جاتی ہے۔ انھین کی شان مین ہے وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ الخ۔ یعنے جو برے عمل کرتے ہین اُن کے لئے توبہ نہین یہانتک کہ جب کسیکی موت آکھڑی ہوتی ہے تو کہتا ہے مین اب توبہ کرتا ہون" اِن کے مقامات مین بھی فرق ہے بعضون کو ایسے نازک وقت مین شہواتِ معاصی کا خیال آتا ہے اور چونکہ دل ذکر و خوفِ الٰہی سے خالی تھا وہی برا خیال اُن کو ستاتا ہے۔ جب وہ برا رنگ دل پر چھا گیا تو اسی رنگ مین روح قبض کیجاتی ہے اور یہی اُسکا خاتمہ قرار پاتا ہے۔ انھین باتون سے سچے لوگ خایف ہین (اللّٰھم ہم سب کا خاتمہ بخیر کرے) بعد

ذکرِ کفار اہلِ شک و نفاق کا بیان ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ

حرف۔ قال مجاهد علی شك۔ سعید ابن منصور و ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے تخریج کی (در) وقال البيضاوي على طرف من الدين لاثبات له فيه كالذي يكون على طرف الجيش فان احس بظفر قر والا فر۔ عرائس مین ہے کہ اس آیت مین وہ لوگ بھی داخل ہین جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کسی طمع یا خواہشِ نفس اور کرامات حاصل ہونیکی لالچ سے اور لوگونکی تعریف اور وجاہت حاصل ہونے کے خیال سے کرتے ہین تاکہ دنیا ملجاے۔ اب اگر اُسکی مراد مل گئی تو اسی عوض پر مطمئن ہوکر عبادت مین مشغول رہا اور اگر ان مین سے کوئی چیز بھی نہ ملی تو اولیا کا لباس ترک کر دیا۔ پھر دنیا مین جو اسکا حال ہوا بیان فرماتا ہے۔ اُسنے دنیا و آخرت گنوائی۔ دنیا مین اسکا خسارہ تو یہ ہوا کہ جو اُسنے مخلوق کے نزدیک اپنی قبولیت و منزلت چاہی تھی

اَصَابَهٗ خَيْرُ نِ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ نِ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا

وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا

لَا يَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۚ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ لَبِئْسَ

الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ۝ اور بعض شخص ایسا بھی ہے جو ایک کنارہ پر (یعنے شک سے) اللہ

کی عبادت کرتا ہے۔ پھر اگر اُسکو کوئی بھلائی پہونچ گئی تو اسکی وجہ سے مطمئن ہوگیا اور اگر اُسکو کوئی

بلا پہونچی تو اُسی (پہلی) جہت پر اُلٹا پھر گیا (یعنے مرتد ہوگیا) اُسنے دنیا و آخرت گنوائی یہ (دارین

کی خرابی) وہ ظاہر خرابی ہے (پھر وہ مرتد) غیر خدا (یعنے بت) کی عبادت کرتا ہے جو نہ اُسکو ضرر

دیسکتا ہے اور نہ اُسکو نفع پہونچا سکتا ہے۔ یہ پلے درجہ کی گمراہی ہی ہے۔ ایسے کو پوجتا ہے جسکے

فائدہ سے اُسکا نقصان زیادہ قریب ہے۔ بے شک بُرا دوست اور بُرا رفیق ہے۔ یعنے اُسکا

ضرر دنیا مین قبل آخرت نہایت نزدیک ہی بہ نسبت اُس نفع کے جو اُسنے آخرت مین (اُسکی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۹۷) وہ نہ ملی۔ لوگون مین فضیحت اور رسوائی ہوئی۔ طریق سنت سے پھر گیا پھر اُسی نے لوگون کو بدعت و گمراہی کی طرف بلایا۔ اور آخرت مین اُسکی خواری یہ ہوگی کہ حجاب مین پڑا رہیگا اور آتش جہنم مین جلیگا"۔ اقرب من نفعه۔ اوّل آیت مین نفع و ضرر نہونا حقیقت حال کے اعتبار سے ہے اور اس مقام پر اُسکا اثبات باعتبار اُن کے زعم باطل کے ہے۔ پھر منافات بھی نہین ہے۔ (خفاجی) العشیر الصاحب عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم مجاہد سے (در) ؎۱ انقلب علی وجهه۔ ای ارتد کافرا۔ سعید بن منصور و ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم مجاہد سے (در) ؎۲ ای من الاصنام (ابن کثیر)

شفاعت وغیرہ کا) زعم کیا ہے۔ پھر اُسکا زعم بھی باطل ہے۔ بلکہ محض ضرر ہی ضرر یقینی ہوگا۔ ابن ؎۱

عباس (رضی اللہ عنہما) ومن الناس الآیہ مین فرماتے ہین کہ آدمی مدینہ کو آتا پھر اگر اُسکی عورت لڑکا جنتی اور

اُسکے گھوڑیون کو اولاد ہوتی تو کہتا کہ یہ دین اچھا ہے اور جو اولاد نہ ہوتی تو کہتا یہ دین بُرا ہے۔

بعد بیانِ اشقیا۔ حالِ ابرار اسطرح بیان فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝ مَنْ كَانَ

يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ

فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ

مَنْ يُّرِيْدُ ۝ بے شک اللہ اُن لوگون کو جو ایمان لائے اور نیک کام کیے باغون مین داخل کریگا

جنکے نیچے نہرین بہتی ہین بے شک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جو کوئی یہ گمان رکھتا ہو کہ اللہ

لِيَقْطَعْ

ورش و ابو عمرو و ابن عامر ساتھ لام مکسور کے۔

؎۱ امام بخاری و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ (در) لن ینصره الله۔ قال ابن عباس ای لن ینصر الله محمدا فلیمدد قال فلیربط حبلا الی السماء قال الی سماء بیته السقف ثم لیقطع قال ثم یختنق به حتی یموت اخرجه الفریابی و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و الحاکم و صححه و ابن مردویہ (در) بسبب۔ السبب الحبل وکل شیٔ یتوصل به الی غیره (مختار) لیقطع ثم لیختنق وسمی الاختناق قطعا لان المختنق یقطع نفسه بحبس مجاریه (مدارک) و مفعول لیقطع محذوف ای نفسه بفتحتین او اجله ثم انه ترک نسیا منسیا فصار بمعنی الختنق لازم خنق (خفاجی) یغیظ الغیظ غضب کامن للعاجز تقول غاظه من باب باع فهو مغیظ (مختار) وما مصدریة ای غیظه او موصولة ای الذی یغیظه ۱۲

محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی دنیا اور آخرت مین ہرگز مدد نہ کریگا تو اسکو چاہئے کہ ایک رسی اوپر کی طرف
تانے پھر اپنے گلے مین پھانسی لگائے اب دیکھے ایا اُسکی اس تدبیر نے اُسکے غصہ کو دور کردیا۔ اور
ایسا ہی ہمنے قرآن اتارا کھلی نشانیان اور یہ کہ اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔ یعنے اگر نبی کریم
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت سے کسیکو غصہ آتا ہی تو وہ جاکر اپنا گلا گھونٹ لے اور مر جائے ہمکو تو
اپنے حبیب کی مدد کرنی ضرور ہے۔ یہ آیت اخبار غیب سے ہی مانند قول تعالےٰ کے قُلْ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا
سَتُغْلَبُوْنَ الآیۃ۔ جب فرمایا کہ جنکو مین چاہتا ہون ہدایت دیتا ہون تو اب اُن دونون
فریقونکا حال بیان فرماتا ہے کہ ایک کو تو ہدایت ہوی۔ دوسرے کو نہ ہوی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ
يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي
السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَاۗبُّ

الصّٰبِـِٕيْنَ نافع بغیر ہمزہ کے

ف لن ینصرہ کی ضمیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے۔ اور مرجع الذین اٰمنوا سے مفہوم ہوتا ہے کیونکہ
ایمان مین آپکے رسالت کی شہادت ضرور ہے (راج) ف یعنے جس طرح ہم نے اپنی قدرت کے دلائل واضح احیاء
اموات پر بیان کئے اسی طرح ہمنے اس قرآن مین دلائل ظاہرہ بیان کئے ف یعنے (اے نبی) کافرون سے کہدو کہ
عنقریب تم مغلوب ہوجاوگے ۱۲ ان الذین اٰمنوا۔ اس اِنَّ کی خبر مین اِنَّ ثانیہ مع اسم وخبر کے فریدتا کید کیلئے واقع ہی
یعنے جو ان ادیان مین سے کسی دین مین ہو گا تو ان دونون یعنے حق وباطل کا فیصلہ کردینا اللہ پر ہے یعنے مومنین کو
جنت مین داخل کریگا اور سارے گروہ کو دوزخمین قتادہ نے فرمایا کہ صابئون وہ قوم ہے جو سورج اور چاند اور اگ
پوجتی ہے اور مشرکین بتون کو پوجتے ہین۔ یہان چھ دین ہین۔ پانچ شیطان کے۔ ایک رحمن کا (ابن جریر)

وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۭ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۭ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ۝ جو لوگ ایمان لائے (یعنے مسلمان) اور جو یہودی ہین اور ستارے
پرست اور نصارےٰ اور مجوس (آتش پرست) اور جو شرک کرتے ہین بیشک اللہ ان سب مین
قیامت کے دن فیصلہ کردیگا البتہ اللہ ہر چیز پر مطلع ہے (اے مخاطب) کیا تو نے نہین دیکھا کہ جو
آسمانون مین ہین اور جو زمین مین ہین اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور
چارپائے اور بہت سے آدمی اللہ کو سجدہ کرتے ہین۔ اور بہت سے ایسے ہین جنپر عذاب ثابت ہوچکا
(جو سجدہ سے انکار کرتے ہین) اور جسے اللہ ذلیل کرے پھر اُسے کوئی عزت دینے والا نہین۔

سجدہ

وکثیر من الناس۔ مجاہد نے فرمایا یہ مومنین ہین (ابن جریر) اگر اسکا عطف ماقبل پر مانا جائے تو اُن کے قول پر
اسکے عمل کا جواز ہوسکتا ہے جو کہتے ہین کہ لفظ مشترک کے دونون معنی حقیقی لے سکتے ہین یا یہ کہ استعمال ایک لفظ کا حقیقت
و مجاز مین ہوسکتا ہے تو سجدہ کی نسبت اول مین باعتبار تسخیر وتذلیل کے ہے۔ اور لوگون کے اعتبار سے یہی
سجدۂ طاعت ہے جو معروف ہے۔ لیکن حنفیون کے پاس عموم مجاز لین تو ہوسکتا ہے۔ یعنے ایسے معنی
مجازی لئے جائین کہ جس مین معنی حقیقی بھی آجائین تو سجود کے عام معنے ہر شے کے لائق سجدہ ہے۔ اب رفع
بوجہ عطف ہوگا۔ یا اسکو رفع بوجہ ابتدا کے ہے اور خبر محذوف ہے یعنے وکثیر من الناس استحق الثواب
بسبب قرینۂ وکثیر حق علیہ العذاب؛ اور اس مین بھی وہی دو وجہ ہین یا تو معطوف سابق پر
ہے۔ چنانچہ مجاہد نے کہا ان کے سجدہ سے مراد ان کے سایہ کا سجدہ ہے اور جو معطوف نہ لیا جائے تو مبتدا
ہے۔ اور معنے اس طرح ہون گے وکثیر ابی السجود کیونکہ حق علیہ العذاب معصیت آبی پر دال ہے
جس سے وہ مستحق عذاب ہووے (ابن جریر مع تغییر یسیر) ۱۲

بے شک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر شئے کا سجدہ اُس کے موافق ولایق ہے۔ اور شمس وقمر ونجوم کا
ذکر صریح طور سے اس لئے فرمایا کہ لوگ انکو پوجتے ہین۔ تو بیان فرمایا کہ وہ خود اپنے خالق کو
سجدہ کرتے ہین یعنے مطیع وفرمان بردار ہین پھر انکی عبادت کیسی۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ آفتاب
جاتا ہے اور تحت عرش سجدہ کرتا ہے پھر اجازت لیتا ہے۔ قریب ہے کہ اُس سے کہا جائیگا کہ جہان سے
آیا ہے اُدھر ہی پلٹ جا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ
کرتا ہے۔ شیطان ایکطرف ہوکر روتا ہے کہتا ہے اے خرابی کہ آدمی کو سجدہ کا حکم ہوا اُسنے
کیا۔ اُسکو جنت ملی اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا مین نے نہ مانا۔ مجھے (جہنم کی) آگ نصیب ہوی ؛؛

سلہ مجاہد نے کہا کہ "پہاڑ جھاڑ۔ جانور زمین مین انکا سجدہ ان کے سایہ سے ہوتا ہے۔ جب آفتاب طلوع ہو کر پھر ڈھلتا
ہے اور سایہ کو تحول ہوتا ہے وہی سجدہ کرتا ہے" (در) چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ
مِنْ شَيْءٍ يَتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ؛ اور سورج۔ چاند۔ نجوم
آسمان مین یہ بھی سب مسخر ومحکوم ہین۔ راغب وغیرہ اہل لغت نے تحقیق کی کہ سجدہ اصل لغت مین تذلل و
انقیاد ہے اور وہ انسان وحیوان وجماد سب مین عام ہے۔ پھر اُسکے دو قسم ایک سجدہ اختیار سے جس سے
مستحق ثواب ہو جو انسان کے لئے خاص ہے۔ دوسرا سجدہ تسخیر اور وہ انسان وغیرہ کے لئے عام ہے پھر
عرف لغت وشرع مین مشہور معنے کے لئے خاص ہو گیا (خفاجی) ہلہ انقیاد کو تشبیہ دی اکمل افعال
مکلف سے جو متعلق طاعت ہے یعنے سجود۔ اس مین اس بات سے آگاہی ہے کہ وہ کامل طور پر مسخر و
متذلل ہین (روح البیان)۔ سلہ صحیحین مین ابو ذر رضی اللہ عنہ سے۔ سمہ صحیح مسلم مین ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے۔ ۱۲

جب آدمیون مین سے اُن دو فریق کا بیان فرمایا کہ ایک بطور رغبت اللہ کو سجدہ کرتے ہین اور
دوسرے اس سجدہ سے محروم بلکہ تحت تصرف مشیئت جبرًا وقہرًا مطیع ومنقاد ہین تو یہ دونو
باہم مخاصم ہوے اس لئے فرمایا۔ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۫ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۚ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ
بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ۚ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ۚ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ
غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۚ یہ دو (فریق) ایک دوسرے کے مخالف
ہین جو اپنے پروردگار کے بارہ مین جھگڑتے ہین تو جنھون نے کفر کیا اُن کے لئے آگ کے کپڑے

لہ عبد بن حمید وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم مجاہد سے کہ انہون نے فرمایا کہ یہان خصمان سے مراد مومن و کافر ہین کہ وہ
دونون مرے بعد زندہ ہونےمین جھگڑا کرتے ہین (در) هٰذٰنِ خَصْمٰنِ۔ مجاہد وعطا ابن ابی رباح وحسن سے کہ فرمایا یہ
مومن وکافر کی مثال ہے۔ اپنے رب کے مقدمے مین جھگڑا کرتے ہین (ابن جریر) یعنے یہ دشمنی اور لڑائی باہم بسبب دین کے ہے
ابن جریر کہتے ہین کہ "یہ عموم ہی بہتر ہے۔ اور وہ جو روایت مین ہے کہ سیدنا علی وحمزہ وغیرہ کی شان مین اتری ہے (جسطرح آتی ہے)
وہ اُسیطرح ہی کیونکہ آیت کسی ایک سبب سے اترتی ہے پھر جو اس سبب کے مثل ہو تمین عام ہو جاتی ہے۔ اور یہ اُسی قبیل سے ہے۔
اس لئے کہ بدر مین جو باہم لڑائی ہوی تو ایک فریقین سے مشرک۔ دوسرے اہل ایمان۔ تو اب ہر کافر فریق کافرون مین محسوب ہوگا۔ اور ہر
مومن فریق مومنین سے۔ اور یہ دونون ایک دوسرے کے دشمن ؛؛ یصب۔ صب الماء فانصب ای سکبه فانسكب (مختار)
الحمیم۔ حم الماء سخنه وبابه رد والحمیم الماء الحار (مختار) یصهر قال مجاهد یذاب اذابة۔ اخرجه
عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم واخرج ابن ابی شیبة عن الضحاک مثله (در) صهر الشیٔ
فانصهر ای اذابه فذاب وبابه قطع فهو صهیر (مختار) مقامع۔ قال الضحاک مطارق اخرجه ابن
ابی شیبه وعبد بن حمید وابن ابی حاتم (در) المقمعة بالکسر واحدة المقامع من حدید کالمحجن یضرب
بها على رأس الفيل وقمعه ضربه بها (مختار) الحریق۔ المحرق مثل الاليم والوجيع (بغوي) ہہ یہ صرف بعذابهم

قطع کیئے گئے ہین۔ ان کے سرون پر سے کہولتا ہوا پانی ڈالا جائیگا۔ کہ جس سے جو کچھ ان کے

پیٹ مین ہے اور کہالین گلجائینگی۔ اور ان کے۔ (مارنیکے لئے) لوہے کے گرز ہین۔ جب

بوجہ غم دوزخ سے نکلنے کا ارادہ کرینگے تو اسی مین پھر لوٹائے جائین گے۔ اور (کہا جائیگا) کہ

جلنے کا عذاب چکہتے رہو۔ یعنے انکی اہانت قولی وفعلی دونون طرح کے عذاب سے ہوگی۔

روایت ہے کہ حضرت ابوذر قسم کہاتے تھے کہ آیت هٰذَانِ خَصۡمٰنِ اخۡتَصَمُوۡا

حضرت حمزہ وحضرت عبیدہ بن الحارث وحضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اور عتبہ وشیبہ

(جو دونون بیٹے ربیعہ کے ہین) اور ولید بن عتبہ کے بارے مین نازل ہوی۔ جب وہ جنگ بدر

کے روز باہم لڑنے کو نکلے تھے۔ حضرت علی فرماتے ہین مین پہلا وہ شخص ہون کہ جو قیامت

مین حضرت باری تعالیٰ کے حضور مین اپنے دشمن سے خصومت کا فیصلہ کرانے حاضر ہونگا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۰۳) بلیغ ہے یعنے آگ انکو سب طرف سے اسطرح احاطہ کریگی جس طرح وہ تکبر کا لباس پہنتے تھے۔ یا حقیقی معنی ہین جس طرح سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ ان کے کپڑے تانبے کے آگ مین لال کیئے ہوے ہون گے۔ جس سے بڑھکر کسی مین حرارت نہ ہوگی۔ اسکی تخریج عبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم نے کی۔ (در) لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حمیم (یعنے گرم پانی) ان کے سرون پر بہایا جائیگا۔ وہ ان کے سرون کے ہڈیون سے پار ہوکر جوف تک پہونچیگا اور جو کچھ جوف یعنے پیٹ مین (یعنے انتین وغیرہ) ہے صاف کردیگا۔ یہانتک کہ قدمون تک پہونچیگا یصہر سے یہی مراد ہے۔ پھر جیسا تھا ویسا ہی کردیا جائیگا" ترمذی نے روایت کی اور تصحیح بھی کی اور عبداللہ بن احمد نے زوائد زہد مین اور ابن جریر وابن ابی حاتم اور حاکم اور تصحیح بھی کی اور ابونعیم حلیہ مین اور ابن مردویہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آپ نے وہ آیت پڑھکر یہ روایت کی (در) ۲ قال ابن عباس یصہر یذوب بھا۔ اخرجہ ابن ابی حاتم (در) ۳ بخاری ومسلم وترمذی وابن ماجہ وابن جریر وابن ابی شیبہ وغیرہم (در) ۱۲۔

حضرت قیس بن عباده فرماتے ہین کہ یہ آیت حضرت علی کے شان مین نازل ہوی۔ ابن عباس

سے روایت ہے کہ جب حضرت علی وحمزہ وعبیدہ رضی اللہ عنہم میدان مین نکلے۔ اور کافرون کی

طرف سے عتبہ وشیبہ وولید۔ تو کافرون نے کہا کہ بات کرو تاہم تم کو پہچانین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے

فرمایا مین علی ہون۔ اور یہ حمزہ ہے۔ اور یہ عبیدہ ہین۔ کہنے لگے کہ ہان برابر کے ہمسر ہین۔ علی کرم اللہ وجہہ

نے فرمایا کہ ہم تم لوگون کو اللہ اور اسکے رسول کی طرف دعوت کرتے اور بلاتے ہین۔ عتبہ نے کہا

لڑنے کے لئے آگے بڑھ۔ سیدنا علی نے شیبہ سے مقابلہ کیا۔ اور کچھ بھی دیر نہ لگی کہ اسکو قتل کرڈالا۔

حضرت حمزہ نے عتبہ سے مبارزہ کیا۔ آپنے بھی اسکو مارڈالا۔ عبیدہ نے ولید سے مبارزہ کیا تو آپکو

کسیقدر مشقت ہوی۔ سیدنا علی (شیر خدا) نے آکر ولید کو بھی قتل کرڈالا جب ایک فریق

مخالف کا ذکر اور اسکا عذاب بیان ہوا تو دوسرا فریق جو مومنین ہے انکا ثواب بیان فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُدۡخِلُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ

يُحَلَّوۡنَ فِيۡهَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَهَبٍ وَّلُـؤۡلُـؤًا ؕ وَلِبَاسُهُمۡ فِيۡهَا حَرِيۡرٌ‏ ۝ وَهُدُوۡۤا

اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الۡقَوۡلِ ۖۚ وَهُدُوۡۤا اِلٰى صِرَاطِ الۡحَمِيۡدِ‏ ۝ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیئے

انکو اللہ ایسے باغون مین داخل کریگا کہ جنکے نیچے نہرین بہتی ہین۔ انکو وہان سونے کے کنگن

۱ بخاری ونسائی وابن ابی شیبہ وابن جریر وبیہقی (در) ۲ ابن مردویہ (در) ۳ اساور جمع اسورہ ہے اور وہ جمع سوار کی ہے۔ اور یہ صفت مفعول محذوف کی ہے ای حلیا من اساور ۱۲

وَلُؤۡلُؤًا ابن کثیر ونافع وعاصم وابوعمرو وحمزہ وکسائی اسکے جر کے ذہب پر عطف ہے یعنے مرصع موتی کے جسطرح موتی کا قبہ ہوگا۔ اور منصوب قراوٴت اساور کے محل پر عطف ہے اور شعبہ واو بجاے ہمزہ اولے کے پڑہتی ہین ۱۲

پہنائے جائین گے اور موتی[1]۔ اور وہان اُنکا لباس ریشمی ہوگا۔ اور اُنکو عمدہ بات[2] (یعنی کلمہ

توحید) کی ہدایت دی گئی اور اُنکو راہِ محمود[3] دکھائی گئی۔ طلائی کنگن اور موتی کا اس لئے بیان

فرمایا کہ بادشاہِ فارس کا یہی زیور تھا۔ اور عرب اُنکو خواہش کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ہمارے

ہندوستان مین بھی امراد بادشاہ سرپیچ و بازوبند مرصّع پہنتے ہین۔ پھر بھی دنیا کے زیور اور

جنت کے زیور مین کیا مناسبت صرف اشتراکِ اسمی اور نام مین مشابہت ہے۔ اور اہلِ جہنم

کے کپڑون کے مقابلہ مین فرمایا کہ اہلِ جنت کا لباس حریر ہے۔ رسول اللہ[4] صلے اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ جو شخص دنیا مین ریشم پہنے گا تو وہ آخرت مین نہ پہنیگا اور[5] جو دنیا مین شراب پئیگا تو

آخرت مین نہ پئے گا اور جو سونے اور چاندی کے باسن مین پانی پئے گا تو آخرت مین نہ پئیگا۔

جب اللہ تعالے کافرونکا حال جو آخرت مین ہوگا بیان فرمایا اب دنیوی حال اُنکا بیان

[1] ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُن لوگون کے سر و نیز ایسے تاج ہونگے کہ ان مین سے ایک ادنیٰ موتی کی وہ چمک ہوگی کہ مغرب سے مشرق تک روشن کردے (رواہ الترمذی وقال غریب) صحیحین مین ہے کہ مومن کے جسم پر زیور وہان تک ہوگا جہانتک آبِ وضو پہونچا ہوا ہے (ابن کثیر)۔

[2] یا ایسے مکان کی ہدایت دیگئی جہان عمدہ بات سنتے ہین۔ یہ موافق سیاق کے نعمتِ آخرت ہے مثل وتحیتہم فیہا سلام کے۔ برخلاف اہلِ جہنم کے کہ اُنکو ہر طرف سے اہانت و ملامت ہوگی مانند وذوقوا عذاب الحریق کے (ابن کثیر)

[3] اور صراطِ حمید سے مراد ایسی جگہ کی ہدایت کی گئی جہان اپنے رب عزوجل کی حمد کرین گے جس نے اُنپر یہ انعام و اکرام فرمایا ہے (ابن کثیر) یا یہ معنی ہین کہ اللہ سزاوار حمد کی راہ دکھائی گئی جیسے الی صراط الحمید اللّٰہ الذی الخ

[4] بخاری ومسلم عمر رضی اللہ تعالے عنہ سے [5] نسائی وحاکم ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے ۱۲

فرماتا ہے۔ چونکہ دونون غرض متباین تھین اسی لئے بغیر عطف کے شروع فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا

وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِیْ جَعَلْنٰہُ لِلنَّاسِ سَوَآءَنِ الْعَاکِفُ

فِیْہِ وَالْبَادِ ؕ وَمَنْ یُّرِدْ فِیْہِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْہُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ۔ جو لوگ کافر ہوئے

سَوَآءً سوائے حفص کے کل قراء رفع پڑھتے ہین۔ خبر مقدم ہے اور العاکف مبتدا ہے اور یہ جملہ جعلنا کا مفعول ثانی ہے۔ اور مفعول اول ضمیر متصل ہے۔ للناس حال ہے اور حفص کی قراءت پر بنا بر مفعولیت منصوب ہے ۱۲

یصدون۔ مستقبل کا عطف ماضی پر ہے کیونکہ یہان اُس سے مراد نہ حال اور نہ استقبال ہے بلکہ مراد استمرار جمیع ازمنہ

واوقات مین ہے گویا کہ اسطرح معنی ہوے یعنے وہ لوگ جو کافر ہوے اُنکی یہ صفت ہے کہ وہ راہِ خدا سے روکتے ہین

جیسا کہتے ہین۔ فلان یعطے ویمنع (کبیر) والمسجد الحرام۔ معطوف لفظ جلالہ پر ہے یعنے جو لوگ مومنین مین سے مسجد

حرام کا ارادہ رکھتے مین اُنکو روکتے ہین حالانکہ درحقیقت اس مسجدِ حرام کے مستحق مومنین ہین۔ سواء العاکف

فیہ والباد۔ عاکف یعنے مقیم ومجاور۔ باد۔ جو بادیہ سے وہان آئے۔ اب مراد عام ہے خواہ بادیہ سے آئے یا کسی

شہر سے آئے یعنے جو وہان داخل ہو چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے اس آیت مین فرمایا کہ برابر ہے مقیم اور جو وہان داخل ہو۔ اخرجہ ابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ

بسند صحیح (در) یہان برابری سے تعظیم کعبہ اور مسجدِ حرام مین نماز پڑھنا اور بیت اللہ کے طواف مین وہان کا

رہنے والا اور باہر سے آنے والا برابر ہے مجاہد وحسن کا یہی قول ہے۔ اور بعضے لوگون کا قول ہے کہ مکہ کے گھر

اور مکانات مین مقیم اور جو باہر سے آجائین سب کا یکسان حق ہے۔ یہی قول ابو صالح و عبدالرحمن بن سابط

اور عبدالرحمن بن زید کا ہے اور قتادہ نے بھی اسی طرح کہا اور اسی مسئلہ مین امام شافعی اور اسحٰق بن راہویہ نے

مسجدِ خیف مین بیٹھ کر کلام کیا تو امام شافعی نے کہا اراضی مکہ مملوک ہوتی ہے اور میراث جاری ہوتی ہے اور

انکا اجارہ جائز ہے اور یہ دلیل بیان کی کہ اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کل کی روز

آپ اپنے دار مین مکہ مین اُترین گے آپ نے فرمایا کہ کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی رباع و دار چھوڑا ہے اور

بات یہ تھی کہ ابو طالب نے جب وفات پائی تو اسوقت عقیل کفر پر تھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ وجعفر رضی اللہ

تعالے عنہ اسلام پر تھے تو ابو طالب کی میراث عقیل کو پہونچی۔ اور میراث اسی چیز کی ہوتی ہے جسکا میت مالک ہو

اور اللہ کے راستے اور اس مسجد حرام سے روکتے ہین جو ہم نے تمام لوگون کے لئے بنائی ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۰۷) اور یہ حدیث صحیحین مین ہے اور اس اثر سے بھی استدلال کیا کہ عمر بن الخطاب نے صفوان بن امیہ سے ایک مکان مکہ مین چار ہزار درہم کو قید خانہ بنانے کے لئے خریدا اور یہی قول طاؤس اور عمرو بن دینار کا ہے۔ اور اسحٰق بن راہویہ نے کہا کہ وہ مملوک و میراث نہین ہوتی اور نہ اسکا اجارہ جایز ہے اور یہ مذہب ایک گروہ کا صحابہ و تابعین سے ہے اور مجاہد و عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو صریح بیان فرما دیا اور اسحٰق بن راہویہ کی حجت وہ روایت ہے کہ علقمہ بن نضلہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے وفات پائی اور ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے وفات پائی اور حال یہ رہا کہ اراضی مکہ نہین کہلاتی تھین مگر سوائب جس شخص کو محتاجی ہے وہ رہا اور جو شخص مستغنی ہے وہ رکھا رواہ ابن ماجہ۔ (اور معنے سوائب کے وقف غیر مملوک ہین) عبد الرزاق نے عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی کہا کہ دارہاے مکہ کی بیع حلال نہین اور نہ انکا کرایہ حلال ہے۔ اور ابن جریج سے روایت کی کہ عطار رحمہ اللہ حرم مین کرایہ سے نہی کرتے تھے اور مجھے خبر دی کہ عمر رضی اللہ عنہ مکہ کے مکانون مین دروازے لگانے سے منع فرماتے تھے تاکہ حج کرنے والے انکی صحنون مین اتر ین۔ پھر پہلے جس شخص نے دروازہ لگایا وہ سہیل بن عمرو تھے کہ انکو عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہلا بھیجا تو انھون نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین مجھے اتنی گذارش کی مہلت دیجئے کہ مین ایک مرد تاجر ہون تو مین نے اس احاطہ مین دروازہ لگانے سے یہ چاہا کہ میرے سواریان محفوظ رہین یعنی نکلکر بھاگ نہ جائین تو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ اچھا اگر ایسا ہو تو کچھ مضایقہ نہین ہے۔ اور عبد الرزاق نے عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہل مکہ تم اپنے احاطون مین دروازہ مت لگاؤ تاکہ حاجی جو آئین جہان چاہین اتر ین۔ اور عطاء سے روایت کی کہا اس آیت مین کہ سواء العاکف فیہ والباد۔ کہا کہ بادی لوگ جہان چاہین گے اترین گے۔ اور دارقطنی نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کی کہ جس نے مکہ مین گھر کا کرایہ کھایا اُسنے آگ کھائی۔

کہ وہان کا رہنے والا اور باہر کا یکسان ہے۔ اور جو وہان شرارت سے کجروی کرنا چاہے تو ہم اوسکو دردناک عذاب چکھائین گے۔ یعنے مکہ مین مصمم ارادہ پر بھی مواخذہ ہوتا ہے۔ اسی لئے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے دو خیمہ تھے۔ ایک حِل مین ایک حرم مین جب نماز پڑھنا ہوتا تو خیمہ حرم مین پڑھتے اور جب خفا ہونا ہوتا تو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۰۸) اس مناظرہ مین امام احمد حنبل بھی موجود تھے اور لکھا کہ انہون نے درمیانی قول اختیار کیا کہ اراضی مکہ مملوک و میراث ہوتی ہے ولیکن اوسکا اجارہ جائز نہین ہے (ابن کثیر) ہدایہ کے کتاب الکراہت مین لکھا کہ بیوت مکہ کی عمارت بیچنے مین کچھ مضائقہ نہین ہے ولیکن زمین بمعیت عمارت کا بیچنا مکروہ ہے یہ امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے اور امام ابو یوسف و محمد نے کہا کہ اُسکی زمین بیچنے مین بھی کچھ مضائقہ نہین ہے۔ اس روایت ہدایہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام محمد اس مسئلہ مین امام ابو یوسف کے ساتھ ہین ولیکن کمالین مین نقل کیا کہ امام محمد امام ابو حنیفہ کے ساتھ ہین اور لکھا کتاب الآثار مین ابو حنیفہ کی اسناد سے عبد اللہ بن عمر کی مرفوع حدیث نقل کی کہ اللہ نے مکہ حرم کیا پس حرام کر دی اُس کی زمین بیچنا اور اُسکا ثمن کھانا۔ امام محمد نے کہا کہ ہم اسی کو لیتے ہین۔ یہ صریح ہے کہ امام محمد کے نزدیک بیع زمین مکروہ ہے پھر کمالین مین لکھا کہ اگر مسجد الحرام سے فقط حرم مراد ہو تو اراضی مکہ کی بیع و اجارہ جایز ہو گی اور لکھا امام ابو حنیفہ سے یہ بھی ایک روایت مین آیا ہے اور فتاوی مین ہے کہ اسی پر فتوےٰ ہے ۱۲ ومن یرد فیہ۔ اسکا مفعول شیئاً محذوف ہے تاکہ ہر ایک کو شامل ہو جائے بالحاد۔ استقامت معنویہ سے پھر جانا یعنے حق سے باطل کی طرف میل کرنا یعنے ہر شے منہی خواہ قول ہو یا فعل یہ قول اقوال کو مفسرین کے شامل ہے بظلم یعنے بغیر حق۔ یہ دونون حال ہین مترادف یا ثانی پہلے سے ساتھ اعادۂ جار کے بدل ہے۔ لہ سعید بن منصور و طبرانی ابن مسعود سے کہ انہون نے فرمایا کہ جو سوائے بیت اللہ کے اور کہین گناہ کا ارادہ کرے لیکن نہ کیا تو وہ گناہ لکھا نہین جاتا۔ اور جو بیت اللہ مین بڑے کام کا عزم کیا تو اللہ اُسکو موت نہ دیگا یہانتک کہ اُسکو برا عذاب چکھائے گا (در) لہ سعید بن منصور و ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و غیرہم (در)

خیمہ حل میں اگر عتاب فرماتے۔ مجاہدؒ نے کہا کہ گناہ بھی مکہ میں کئی چند ہوتے ہیں جسطرح نیکیاں ہوتی ہیں جب خداوند تعالےٰ نے فریقین کا ذکر اور ہر ایک کی جزا اور ذکر بیت اللہ پر اسکو ختم فرمایا پھر اُسی مبارک مکان کے احکام بیان فرماتا ہے۔ وَاِذۡ بَوَّاۡنَا لِاِبۡرٰهِيۡمَ مَكَانَ الۡبَيۡتِ اَنۡ لَّا

تُشۡرِكۡ بِىۡ شَيۡـًٔا وَّطَهِّرۡ بَيۡتِىَ لِلطَّآئِفِيۡنَ وَالۡقَآئِمِيۡنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوۡدِ ۝ وَاَذِّنۡ فِى النَّاسِ بِالۡحَجِّ يَاۡتُوۡكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاۡتِيۡنَ مِنۡ كُلِّ فَجٍّ عَمِيۡقٍ ۝ لِّيَشۡهَدُوۡا مَنَافِعَ لَهُمۡ وَ يَذۡكُرُوا اسۡمَ اللّٰهِ فِىۡۤ اَيَّامٍ مَّعۡلُوۡمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمۡ مِّنۡۢ بَهِيۡمَةِ الۡاَنۡعَامِ‌ ۚ فَكُلُوۡا مِنۡهَا وَ

لہ ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر (در) واذ یعنول اذکر ہے بوانا یعنے جب ہم نے اسکو معین کردیا۔ اور ان کے لئے اُسکو مکان ٹھہرایا۔ اور اُس کے بنانیکی اجازت دیدی ان لا تشرك یہ ان بوانا کا مفسر ہے اسلئے کہ بوانا معنی تعبدنا کو شامل ہے کیونکہ تبوءہ واسطے عبادت کے تھا۔ گویا لازمی معنے یوں ہوئے امرنا بالعبادة۔ (خفاجی) للطائفین۔ ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم عطار سے کہ طائفین طواف کرنے والے ہیں اور قائمین وہاں نماز پڑھنے والے ہیں (در) ابن جریر ابن زید سے کہ "قائم و راکع و ساجد وہ مصلی ہے" بیضاوی نے کہا کہ شاید ارکانِ صلوٰۃ کو اس لئے بیان فرمایا تاکہ دلالت کرے کہ ہر ایک اُن میں سے مستقل اس بات کا مقتضی ہے اور خصوص جب ایکجا جمع ہو جائیں تو پھر تو تطہیر ضرور ہے"۔ ایک قول ابن عباس سے یہ ہے کہ طائفین سے مراد وہ لوگ ہیں جو پردیس سے حج کرنے جاتے ہیں اور قائمین جو وہیں مقیم ہیں اور الرکع السجود نماز پڑھنے والے (خطیب) رکع جمع راکع اور سجود جمع ساجد ہے۔ رجالا۔ مشاۃ علی ارجلہم جمع راجل مثل قائم و قیام (بغوی) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا علی ارجلہم مجاہدؒ نے کہا کہ ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام پیدل حج کو گئے تھے (ابن جریر) ضامر ای رکبانا علی کل ضامر والضامر البعیر المہزول (بغوی) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ضامر سے مراد اونٹ ہے (ابن جریر) فج عمیق ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مکان بعید و اسیطرح ابن جریج و قتادہ سے بھی مروی ہے (ابن جریر)

اَطۡعِمُوا الۡبَآئِسَ الۡفَقِيۡرَ ۝ ثُمَّ لۡيَقۡضُوۡا تَفَثَهُمۡ وَلۡيُوۡفُوۡا نُذُوۡرَهُمۡ وَلۡيَطَّوَّفُوۡا بِالۡبَيۡتِ الۡعَتِيۡقِ ۝ ذٰ لِكَ وَمَنۡ يُّعَظِّمۡ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيۡرٌ لَّهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ‌ ؕ وَاُحِلَّتۡ لَـكُمُ الۡاَنۡعَامُ اِلَّا مَا يُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ‌ فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ ۝ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ

لیقضوا ورش و قنبل و بصری و ابن عامر ساکن کسر لام کے — ولیوفوا شعبہ ساکن فتح واو اور تشدید فا کے تقفیل سے ۱۲ — ولیطوفوا ابن ذکوان ساکن کسر لام کے ۱۲

البائس۔ راغب نے کہا بؤس و بأس و بأساء مکروہ اور شدت ہے (خفاجی) تو یہاں بائس سے مراد بؤس والا اور بؤس شدت کو کہتے ہیں۔ پھر فقیر سے زیادہ توضیح ہوگئی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بائس تنجا اور اپاہج ہے عکرمہ کہتے ہیں کہ بائس وہ فقیر مضطر ہے جو صاحبِ بؤس ہو (ابن جریر) لیقضوا تفثہم۔ قال الراغب اصل التفث وسخ الظفر و غیر ذلک مما من شانہ ان یزال عن البدن والقضاء فصل الامر قولا کان ذلک او فعلا (روح البیان) التفث الوسخ و القذارة من طول الشعر و الاظفار و الشعث تقول العرب لمن یستقذرہ ما اتفثك ای اوسخك۔ لیقضوا تفثہم ای لیزیلوا ادرانہم والمراد منہ الخروج عن الاحرام بالحلق و قص الشارب و نتف الابط (بغوی) ولیطوفوا۔ حسن بصری فرماتے ہیں کہ یہ طوافِ زیارت ہے (ابن جریر) یہی طواف رکنِ حج ہے جو عرفات پر جانے کے بعد ہوتا ہے العتیق۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما و ابن زبیر و مجاہد و قتادہ کہ عتیق اس لئے نام رکھا گیا کہ اللہ نے متکبروں کے ہاتھ سے چھڑالیا کوئی متکبر اُسکو خراب نہ کرسکیگا۔ ابن زید و حسن فرماتے ہیں کہ عتیق کے معنے قدیم ہیں کہا جاتا ہے دینار عتیق ای قدیم (بغوی) ذلك۔ یہ اسم اشارہ خبر مبتدا مقدر ہے۔ ای الامر والشان ذلك المذكور (سراج) حرمات۔ جمع حرمة وهو ما يحترم شرعا (خفاجی) الرجس۔ ای سبب الرجس وھو العذاب والرجس بمعنی الرجز (بغوی)۔ قول الزور۔ امام احمد و ترمذی و ابن منذر و ابن جریر و غیرہم ایمن بن خریم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو جھوٹی گواہی اللہ تعالےٰ کے ساتھ شریک کرنے کے برابر رکھی گئی ہے۔ اسکو تین مرتبہ فرمایا پھر یہی آیت پڑھی۔ امام احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ و غیرہم خریم بن فاتک الاسدی سے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی پھر فارغ ہو کر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ جھوٹی گواہی اللہ تعالےٰ کے

غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ

اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۞ اور (اے نبی کریم یاد کرو) جب ہم نے ابراہیم کیلیے

خانۂ کعبہ کی جگہ مقرر کردی (یہ کہکر) کہ میرے ساتھ کسی کو نہ شریک کرو۔ اور میرا گھر طواف کرنیوالون

اور کھڑے رہنے والون اور رکوع و سجود کرنیوالون کے لئے پاک رکھو۔ اور لوگون مین حج کیلیے پکار دو

فتخطفه — نافع ساتھ فتح خا اور تشدید طا کے بے تفعل سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٧١١) ساتھ شریک کرنے کے برابر گئی ہے پھر یہی آیت پڑھی"۔ سفیان ثوری ابن مسعود سے روایت کی کہ ابن مسعود نے فرمایا کہ جھوٹی گواہی اللہ تعالےٰ کے ساتھ شریک کرنے کے برابر ہے پھر یہی آیت پڑھی"۔ امام احمد و بخاری و مسلم و ترمذی ابو بکرہ کی حدیث سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا مین تمکو سب سے بڑے کبیرہ گناہون سے آگاہ کرون تین مرتبہ فرمایا ہم لوگون نے عرض کیا کہ ہان یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آگاہ فرمایے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ شریک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور آپ تکیہ کئے ہوے تھے اٹھ بیٹھے اور فرمایا اور قول زور۔ خبردار ہو جھوٹی گواہی سے پھر اسکو بار بار آپ مکرر سہ کرر فرماتے تھے یہانتک کہ ہم نے آرزو کی کہ آپ خاموش ہو جائین تو اچھا ہے۔ (در) حنفاء۔ باطل سے حق کی طرف میل کرنے والے عبد بن حمید و ابن منذر و ابن ابی حاتم مجاہد سے انہون نے کہا کہ معنے متبعین ہین (در)۔ خرّ خرّ یخرّ بالکسر خرورا ای سقط (مختار) فتخطفه الطير۔ ای تسلبه الطير وتذهب به والخطف والاختطاف تناول الشئ بسرعة (بغوی) تهوی۔ ای تميل وتذهب به۔ سحيق مجاہد نے کہا بعید اسکی تخریج عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے کی۔ (در) اور اے نبی کریم یاد کرو اس مین مشرکین کیلئے توبیخ ہے کہ جو مکان ابتدا ہی مین خداے تعالےٰ کے توحید و عبادت کے لئے بنا ہو وہان بتون کا بٹھانا اور انکی پرستش قابل افسوس ہے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ یعنے اسکو فقط میرے نام پر بناؤ (ابن کثیر) ١٢

کہ وہ تمھاری طرف پیادے اور سوار ہو کر آئین دبلے دبلے اونٹون پر جو ہر راہ دور (دراز سے) آئین گے

تاکہ اپنے (دینی و دنیوی) فائدہ کے لئے حاضر ہو جائین اور چند معلوم دنون مین اللہ کا نام لین اُن

له اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قوله ليشهدوا منافع لهم۔ قال منافع فی الدنيا ومنافع فی الآخرة فاما منافع الآخرة فرضوان الله عزوجل واما منافع الدنيا فما يصيبون من لحوم البدن فی ذلك اليوم والذبائح والتجارات۔ واخرج عبد بن حميد وابن جرير عن مجاهد ليشهدوا منافع لهم۔ قال الاجر فی الآخرة والتجارة فی الدنيا (در) له اکثر مفسرون نے کہا کہ "ایام معلومات دس روز ذی الحجہ کے ہین اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ و امام شافعی اور قول مشہور امام احمد کا ہے"۔ ابو بکر مروزی کتاب العیدین مین اور ابن ابی حاتم ابن عباس سے کہ آپ نے فرمایا ایام معلومات دس دن ہین (در) بیضاوی نے کہا کہ "رغبت مہیا کرنے قربانیون اور وقت ذبح کرنے کے یعنے نو دن تک بطور شکریہ تکبیر و تہلیل کرین اور دسوین روز قربانی کے وقت تکبیر کہین"۔ ابن منذر و ابن ابی حاتم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ ایام معلومات تو یوم نحر اور اس کے بعد کے دو دن ہین اور ایام معدودات بعد یوم نحر (یعنے دسوین ذالحجہ) کے تین روز ہین۔ ابن کثیر نے کہا کہ یہی قول سدی کا اور مذہب امام مالک کا ہے الخ۔ کھاؤ یعنی اُن انعام سے مجاہد نے فرمایا یہ رخصت ہے اگر چاہے کھاے اور اگر چاہے نہ کھاے۔ بمنزلہ اس قول تعالےٰ کے واذا حللتم فاصطادوا۔ اسکی تخریج عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر اور بیہقی نے اپنے سنن مین کی (در) یعنے یہ امر اباحت ہے یا امر ندب ہے جسطرح مذہب امام ابی حنیفہ ہے۔ اب رہا ہدی واجب اور وہ قربانی جو بطور جرم و گناہ کے کرنی پڑتی ہے یا احرام مین شکار کرنے یا حرم کے کسی جانور کو ستانے سے لازم آتی ہے۔ یا حج و عمرہ ایک حرام سے ادا کرنے کے شکریہ مین واجب ہوتی ہے جسکو قران حج کہتے ہین۔ یا حج و عمرہ دو احرام سے ادا کرنے کے شکریہ مین جسکو تمتع یا متعہ کہتے ہین واجب ہوتی ہے یا اپنے اوپر نذر کرنے سے واجب ہوتی ہے تو امام شافعی نے فرمایا کہ ان سب مین خود کھانا جایز نہین اور ایک قوم کا بھی یہی قول ہے۔ اور ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ سوا جزائے صید و نذر کے اُن کو نہ کھاے اور باقی واجبات سب کھا سکتا ہے۔ اور یہی قول امام احمد و اسحق کا ہے

چوپاؤن مویشی کے ذبح کرنے پر جوان کو اللہ نے دیے ہین تو (لوگو) اسمین سے کھاؤ (تو جایز ہے)

اور مصیبت زدہ محتاجون کو کھلاؤ۔ پھر چاہیے کہ اپنا میل (ناخن وغیرہ) دور کرین (یعنے احرام

کھولین) اور اپنے منتین پوری کرین۔ اور اُس قدیم گھر کا طواف کرین۔ (بات) یہ ہے اور جو اللہ

کی قابل حرمت چیزونکی تعظیم کرے تو وہ اُسکے لئے اُسکے پروردگار کے پاس بہتر ہے۔ اور تمھارے

لئے چوپائے حلال کر دئے گئے اُن چیزون کے سوائے جو تمپر پڑھی جاتی ہین (یعنے مردار و خنزیر اور

جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے وغیرہ) تو بتون کی پلیدی سے بچتے رہو اور جھوٹ بولنے سے بچتے رہو

ایک اللہ کے ہو کر کسی کو اُسکا شریک نہ کرو۔ اور جو اللہ کا شریک کرے تو گویا وہ آسمان سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۱۳) اور امام مالک کے نزدیک سوائے جزائے صید و نذر و فدیۂ اذی کے باقی سب واجبات مین سے کھائے۔ اور امام ابو حنیفہ اور اُن کے اصحاب نے کہا کہ قربانی قران و قربانی تمتع جو بطور شکر یہ واجب ہوتی ہین کھا سکتا ہے اور باقی واجبات مین سے نہین کھا سکتا ہے (خفاجی) یعنے احرام کھولین۔ ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آپ نے فرمایا تفث سے مراد احرام کھولنا ہے جیسے سر منڈوائین اور کپڑے پہنین اور ناخن کتر ڈالین (در) ۱۲ یعنے قرآن مین دوسرے جا نے مذکور ہے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ الآیہ۔ ۱۲ اگر یہ تشبیہ مرکب ہو تو گویا اسطرح معنے ہوے کہ جس نے شرک کیا تو وہ پوری طور سے خود کو ہلاک کیا اور اُسکے حال کو ایسے شخص کے حال سے تشبیہ دی جو آسمان سے گرا اور پرندے اُسکو بوٹیان بوٹیان کر کے اچک لیجاتے ہین یا اُسکو ہوا کسی اور جگہ مین لیجا کر ڈالتی ہے۔ اور اگر یہ تشبیہ مفرق ہو تو ایمان کو باعتبار علو کے آسمان سے تشبیہ دی۔ اور مشرک کو آسمان سے گرنے والے سے تشبیہ دی۔ اور جو خواہشات کہ اُسکو پریشان و حیران کر رہے ہین اُن کو پرندون سے جو اچک لیجاتے ہین۔ اور شیطان کو جو وادی ضلالت مین گراتا ہے ہوا سے تشبیہ دی جو میدان ہلاکی مین اُسکو ہلاک کرتی ہے (کبیر) ۱۲

گر پڑا پھر اُسکو پرندے اُچک لیجاتے ہین یا اُسکو ہوا کسی دور جگہ مین لیجا کر ڈالتی ہے (یعنے شرک کا انجام

ہلاکت ہے) روایت ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو لوگون مین حج کے لئے پکارنے کا حکم ہوا تو

ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی اے رب اُن لوگون کو میری آواز کس طرح پہونچیگی تو حکم ہوا کہ تم پکارو

پہونچانا ہمارا کام ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے پکارا اے لوگو تمھارے رب نے ایک مکان بنایا ہے

تم اُسکا حج کرو۔ یہہ آپکی آواز تمام روے زمین مین پہونچگئی اور جس (روح) کے حصہ مین اللہ نے

حج کرنا ٹھیرایا تھا اُس نے جواب دیا لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ بیانِ حج۔ چونکہ حج ارکان اسلام

مین سے ہے چنانچہ نبی صلعم نے فرمایا بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ اَلْحَدِيْث۔ اس لئے تھوڑا سا بیان

اسکا بھی ضرور ہے۔ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جو شخص کعبہ کا حج کرے اور عورت سے فحش کلام

نہ کرے اور نہ گناہ کرے تو وہ اپنے گناہون سے ایسا نکل جائیگا جیسا کہ مان کے پیٹ سے پیدا ہو نیکے

دن تھا۔ رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ جو شخص توشے اور سواری کا مالک ہے کہ اُس کو بیت اللہ تک

۱۲ یہ مضمون اُن روایات کا ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما و مجاہد و عکرمہ و سعید بن جبیر اور بہت سے سلف سے مروی ہے اور ابن جریر و ابن ابی حاتم نے (مع اسنادات) طول کے ساتھ روایت کی ہے (ابن کثیر) ۱۲ چونکہ ارواح کی خلقت اجسام سے پہلے ہے تو پھر بحکم الٰہی جواب دینے مین کیا تامل ہے۔ ہان جسکو قدرت خدا سے انکار ہے وہ جلد توبہ کرے ورنہ اس جہان سے کافر و دوشیا ہو کر جانا ہوگا ۱۲ ۳ اسلام پانچ باتون پر مبنی ہے ۱۲ بخاری و مسلم بروایت ابی ہریرہ (مشکوٰۃ) ۱۲ ترمذی بروایت علی مرتضے رضی اللہ عنہ اور کہا کہ غریب ہے اور اُسکی سند مین گفتگو ہے اور بلال بن عبد اللہ مجہول ہے۔ اور حارث حدیث مین ضعیف کہا جاتا ہے (مشکوٰۃ) اور ابن عدی مثل اُسکے بروایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ (تخریجات عراقی)

پہونچا دے۔ اور اس نے اُس پر بھی حج نہ کیا تو اگر چاہے یہودی مرے۔ چاہے نصرانی۔ اور یہ (وعید) اس لئے ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۱؎۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو حج کا ارادہ کرے تو چاہئے کہ جلدی کرے ۲؎۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ کے مہمان تین ہیں (۱) جہاد کرنیوالے (۲) حج کرنیوالے (۳) عمرہ کرنیوالے ۴؎۔ رسول خدا نے فرمایا جب تو حاجی سے ملاقات کرے (یعنے حج کئے بعد) تو اُسکو سلام کر۔ اور اُس سے مصافحہ کر۔ اور اُس سے کہہ کہ تیرے لئے گھر میں داخل ہونیسے پہلے بخشش چاہے۔ اس لئے کہ بیشک وہ بخشا گیا ہے ۵؎۔ رسول اللہ کو ایک عورت نے لڑکا ہاتھ میں اونچا کرکے (یعنے کجاوے سے) دکھایا اور پوچھا کیا

وجوب حج علی الفور

۱؎ اور واسطے اللہ کے اُن لوگوں پر خانہ کعبہ کا حج کرنا واجب ہے جو اُسکی راہ کی طرف طاقت رکھے ۱۲ ۲؎ ابو داؤد و دارمی نے بروایت ابن عباس نقل کی (مشکوٰۃ) ۳؎ یعنے جو کوئی حج کرنا چاہے اور اس کے ادا کرنے پر قادر ہو تو چاہئے کہ جلدی کرے اور فرصت کو غنیمت جانے۔ اس لئے کہ اُسکی تاخیر میں بہت سی آفتیں ہیں۔ اور بہت صحیح روایت امام ابو حنیفہ و امام مالک و امام احمد رحمۃ اللہ علیہم سے یہ ہے کہ حج علے الفور واجب ہے یعنے جب حج فرض ہو اور موسم جانیکا ہو اور قافلہ فراہم ہو تو اُسی سال حج کرے۔ دوسرے سال تک تاخیر نہ کرے۔ اگر کئی سال تاخیر کریگا تو فاسق ہوگا۔ اور اُسکی گواہی قبول نہ کی جائیگی۔ پھر اگر اسباب جاتا رہیگا تو فرض اُسکے ذمہ رہیگا۔ اور امام شافعی و امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک واجب علی التراخی ہے۔ یعنے آخر عمر تک اُسکی تاخیر جائز ہے۔ جس طرح نماز کی آخر وقت تک تاخیر جائز ہے۔ لیکن اگر حج فوت ہونے کا گمان ہو تو تاخیر نہ کرے اور جو باوجود حج فرض ہونے کے حج نہ کیا اور مرگیا تو سب کے نزدیک گنہگار رہا (اشعۃ اللمعات و در مختار)۔ ۴؎ نسائی اور بیہقی شعب الایمان میں بروایت ابی ہریرہ (مشکوٰۃ) ۵؎ امام احمد بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہما (مشکوٰۃ)۔ ۶؎ مسلم بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما (مشکوٰۃ)

اُس کے لئے حج ۱؎ (یعنے حج کا ثواب) ہے۔ فرمایا ہاں۔ اور تیرے لئے بھی ثواب ہے ۲؎۔ ایک عورت نے خثعم میں سے کہا کہ یا رسول اللہ اللہ نے اپنے بندوں پر حج فرض کیا اور میرا باپ بہت بوڑھا ہے سواری پر ٹھہر نہیں سکتا کیا اُسکی طرف سے میں حج کروں فرمایا ہاں ۳؎۔ ایک شخص پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میری بہن نے نذر مانی تھی کہ حج کرے اور وہ مرگئی۔ نبی نے فرمایا کہ اگر اُس پر دین ہوتا تو کیا تو اسکو ادا کرتا۔ کہا ہاں۔ فرمایا اللہ کا دین بھی ادا کر کیونکہ وہ ادا کرنیکے لائق تر ہے ۴؎ **حکایت**۔ ابن موفق نے

بیان حج از طرف غیر

۱؎ یعنے لڑکے کو بھی حج نفل کا ثواب ملیگا اور ماں کو بھی کیونکہ اُسنے حج کی تعلیم کی اور ہر طرح کی خبرگیری کرتی ہے لیکن بعد بالغ ہونیکے شرائط حج کی فرضیت کے پائے تو پھر حج کرے۔ حج فرض ساقط نہیں ہوتا۔ اور اسی طرح غلام لیکن فقیر کو بعد غنی ہونیکے پھر دوسرا حج فرض نہیں ہے (اشعۃ اللمعات) ۲؎ بخاری و مسلم بروایت ابن عباس (مشکوٰۃ) ۳؎ بخاری و مسلم بروایت ابن عباس (مشکوٰۃ)
مسئلہ۔ جو قدرت حج کی رکھتا تھا اور سب شرطیں اُسمیں موجود تھیں پھر وہ معذور ہوا خواہ بہت بڑھاپے سے یا بیماری سے جیسے لولا۔ لنگڑا۔ اپاہج۔ اندھا۔ مفلوج یا دائم الحبس یا خائف حاکم سے اور اسکے پاس مال ہے اوس پر واجب ہے کہ دوسرے کو مال دیکر اپنی طرف سے حج کرائے کہ ادا ہو جائے گا۔ بشرطیکہ ہمیشہ معذور رہے اور اگر بعد حج کرانے کے عذر جاتا رہا تو اُسکو خود حج کرنا چاہئے ہاں اگر معذوری کی حالت میں اوس نے کسی طرح آپ حج کیا تو ادا ہوا پس بعد دور ہونے عذر کے اوس پر حج کرنا لازم نہیں۔ یہ تینوں اماموں کا مذہب ہے اور امام احمد فرماتے ہیں کہ اس پر حج واجب نہیں کیونکہ حج ایسے شخص پر واجب ہے جو اپنی خاص ذات سے مستطیع ہو۔ (میزان) مسئلہ جس پر حج واجب تھا وہ مرگیا اور اُسنے حج کرانیکی وصیت کی تھی تو وارثوں پر مال کے تیسرے حصہ سے حج کرانا لازم ہے جہاں سے اوسنے بیان کیا ہو ورنہ اُسکے وطن سے اگر تہائی مال کافی ہو ورنہ جہاں سے ہو سکے۔ اور اگر وصیت نہیں کی تھی لیکن وارث اُسکی طرف سے آپ حج کرے یا اُسکے مال سے کروائے تو بھی جائز ہے۔ لیکن امام شافعی و امام احمد فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص بعد قدرت حج کے حج نہ کیا اور مرگیا تو حج اُسکے اصل مال میں سے واجب ہے۔ خواہ وصیت کرے یا نہ کرے مثل قرض کے۔ (میزان)۔ ۴؎ قوت القلوب جلد ثانی صفحہ ۱۲۱ - ۱۲

آنحضرت کی جانب سے کئی حج کئے ہیں کہتے ہیں کہ مین نے نبی کو (خواب مین) دیکھا کہ آپ فرماتے ہین اے ابن موفق تو نے میری طرف سے حج کیا۔ مین نے گذارش کی کہ ہان یا رسول اللہ۔ فرمایا تو نے میری طرف سے لبیک بھی کہا۔ مین نے کہا جی ہان۔ فرمایا کہ تیرا مجھپر احسان ہے۔ اسکا بدلہ تجھے سے قیامت مین یہ کرونگا کہ حشر کے روز تیرا ہاتھ پکڑکے جنت مین داخل کردونگا اور لوگ حساب کی سختی مین ہونگے۔ **آداب حج** یہ ہین (۱) رفیق نیکبخت ساتھ ہو۔ اور خرچ راہ پاک اور حلال ہو۔ کیونکہ زاد حلال دل کو نورانی کرتا ہے۔ اور رفیق نیک بھلائی یاد دلاتا اور برائی سے روکتا ہے (۲) مال تجارت ہمراہ نہو تاکہ دل پریشان اور فکر مشوش نہو ورنہ خالص نیت بھی نہوگی (۳) راہ مین کھانے مین توسیع کرے اور خوب پکاوے۔ رفیقون اور کرایہ والون سے نرمی سے بات کرے اور اپنی شیرین کلامی سے سب کو خوش کرے (۴) فحش و بدکاری اور لڑائی چھوڑدے بلکہ بیکار بات بھی نکرے قرآن و ذکر مین مشغول رہے (۵) سامان کے اونٹ پر سوار ہووے محمل پر نہ بیٹھے۔ آنحضرت نے بوجھ کے اونٹ پر حج کیا تھا۔ اور آپ کے نیچے پرانا پالان اور ایک پرانی چادر تھی جسکی قیمت چار درہم نتھی اور اُسی سواری پر طواف فرمایا تاکہ لوگ آپکی سیرت اور عادت دیکھین۔ اور ارشاد فرمایا "خُذُوا عَنِّی مَنَاسِکَکُمْ" یعنے مجھسے حج کے اعمال سیکھو خستہ حال اور الجھے بال اور غبار آلودہ رہے زینت

سلہ ترمذی شمائل مین و ابن ماجہ بروایت انس رضی اللہ عنہ (تخریج عراقی) سلہ مسلم و نسائی بروایت جابر رضی اللہ عنہ (تخریج عراقی) یہ آداب حج احیاء العلوم سے بطور اختصار نقل کئے گئے ۱۲

نکرے بلکہ ہیئت مسکینون پر رہے تاکہ کہین متکبرون اور آرام طلبون کے دفتر مین نہ ہوجاوے۔ حدیث مین ہے کہ حاجی وہی ہے کہ بال الجھے ہون اور بدن مین سے بو آتی ہو (۶) یہ ہے کہ صبح اور شام کو سواری کے آرام دینے کے لئے اتر پڑے کہ یہ امر سنت ہے اور کرایہ والا بھی خوش ہوتا ہے اور جو چیز جانور کی طاقت سے زیادہ ہو اُسپر نہ لادے (۷) جو کچھ خرچ کیا ہو اُسپر خوش ہووے۔ اور اسیطرح اگر کچھ نقصان یا مصیبت خواہ مالی یا بدنی پہونچے مسرور ہووے۔ اُسکو حج کے قبول ہونیکی علامتین سمجھے **اسرار حج** بہت ہین اسمین سے دو قسم یہ ہین۔ (۱) جبتک آدمی شہوات سے پاک نہو اور ضروری چیزون پر اکتفا کرکے لذات سے باز نہ رہے اور تمام حرکات و سکنات مین خاص اللہ تعالی کے لئے نہو رہے تب تک خداے تعالے تک اُسکی رسائی نہین ہوسکتی اور اسی وجہ سے پہلے ملتون کے لوگ خلق سے تنہا ہوکر راہب ہوگئے اور پہاڑون کی چوٹیون پر جا رہے۔ اور اس امت کے لئے اللہ تعالے نے رہبانیت کے بدلے حج مقرر فرمایا۔ جسطرح حدیث مین آیا ہے۔ پھر خانۂ کعبہ کو کتنے شرف عنایت فرمائے کہ اُسکو اپنی ذات پاک کی

سلہ ترمذی و ابن ماجہ بروایت ابن عمر اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے (تخریج عراقی) سلہ طبرانی اوسط بروایت انس رضی اللہ تعالے عنہ سلہ حکایت ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت مین عرض کی کہ آپ میرا خط لیتے جائیے اور مکتوب الیہ کو پہونچا دیجے آپ نے فرمایا کہ مین اونٹ والون سے پوچھ لون تو لیلون گا کیونکہ مین نے اونٹ کرایہ کیا ہے۔ دیکھنا چاہئے کہ خط کے لیجانے سے بھی احتیاط کی جسمین کچھ وزن نہین ہوتا اور تقوے کے باب مین احتیاط کا طریق یہی ہے اسلئے کہ اگر کم کی راہ کھلتی ہے تو کثیر بہت پر رفتہ رفتہ نوبت پہونچ جاتی ہے۔ (احیاء العلوم) سلہ ابوداود موصولاً بروایت ابو اسامہ۔ سلہ اس مین ہے جب ہم نے ابراہیم کے لئے خانۂ کعبہ کی جگہ مقرر کردی الخ۔ جس طرح کعبہ

طرف منسوب کیا اور اپنے بندون کا مقصود ٹھرایا۔ اور اسکے اطراف کی زمین کو اونکی عظمت اور
شان کے لئے حرم بنایا۔ عرفات کو ایسا کردیا جیسے حرم کے سامنے میدان ہوتا ہے پھر اوس جگہ کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۱۹) بیت ظاہر ہے اسی طرح قلب بیت باطن ہے تو اسی طرح بیت باطن کو خطرات نفسانیہ سے پاک رکھے
جیسے بیت ظاہر کو پاک رکھنے کا حکم ہے۔ واسطے طواف کرنے والون اور کھڑے رہنے والون کے۔ قلب کے واسطے طائفین انوار
تجلی اور واردات غیبی ہین۔ اور قائمین انوار معرفت ہین۔ اور رکوع و سجود کرنے والے انوار ایمان و اسلام ہین یا یہ کہ طائفین
ملائکہ الہام اور قائمین ارواح ہین۔ حاصل اشارات یہ ہین کہ قلب کو ماسوائے حق سے پاک رکھے تاکہ یہ بہترین نجاست خطرات
شیطانیہ سے مشوش نہون۔ کہ وہ تمھاری طرف پیدل آئین۔ اشارہ ہے کہ ہر چیز سے مجرد اور اپنے نفوس سے پاک ہوکر زیارت
کے لئے حاضر ہونگے۔ اور دبلے دبلے اونٹون پر سوار ہوکر آئین۔ یعنے اگر نفوس سے تجرید حاصل نہوئی ہو تو ایسے نفوس پر سوار
ہوکر آئینگے۔ جو ضامر ہون یعنے ریاضت و مجاہدات سے دبلے ہون۔ اُس مین سے مصیبت زدہ محتاجون کو کھاؤ اور کھلاؤ۔
اس مین اشارہ ہے کہ فقرا و مساکین کے ساتھ کھانے مین تواضع کرین۔ اور پاکیزہ کھانا اپنے لئے مخصوص نہ کرین۔ بلکہ اُن کو
اپنے ہمراہ شریک کرین۔ اور اسمین ایک لطیف اشارہ ہے کہ جو امور مکاشفہ و مشاہدہ سے ظاہر ہون جو غذائے روح ہین۔
اُسمین اہل ارادت کو شریک کرین اور تنہا نہ کھائین۔ اور جو اللہ کی قابل حرمت چیزونکی تعظیم کرے تو وہ اُس کے لئے اُسکے پروردگار کے پاس بہتر ہے
حرمات الٰہی کنہ عظمہ کے معلوم و مشعر ہین۔ اور حرمات الٰہی قلب مین وہ مقام اتحاد و اتصاف قرب ہے کہ اُس سے ظہور توحید و اتصاف تفرید مین حضرت
وفردانیت حق عزوجل کی تعظیم قایم ہے۔ اور بندگی و عجز و نقص کو جو بندہ کی ذات کے واسطے لازم ہے نہ بھولے۔ اور دعوی سکر کا نوبت ہے
نہ آنے پاوے۔ پس جو وہان نسبت عبودیت محفوظ رہا وہ مقام صحو و ہوشیاری مین بادب مراتب سے سرفراز ہوتا ہے اور امام صحو و تمکین ہوجاتا ہے اور
طریقت کے سالکین و حقیقت کے واصلین اسکی اقتدا کرتے ہین اور جس نے وہان سکر مین انانیت کا دعوی کیا وہ نکل گیا۔ اور غیرت کبریائی مین سولی
دیاجاتا ہے اور ہیبت و کبریائی و سلطنت مین آگ سے سوختہ ہوتا ہے۔ اور اشارت ہے کہ جس نے حق عزوجل کو حوادث سے منفرد دیکھا اور مشاہدہ مین اپنی طمع
و حظوظ سے بیزار رہا تو اُسنے مقام قرب مین احترام کی رعایت رکھی۔ اور جس نے اپنے حظوظ کی طرف توجہ کی وہ مقام مین مبتلا رہا۔ مترجم کہتا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدس بھی اعظم حرمات اللہ اور اعظم شعائر اللہ ہے جسقدر ہوسکے انکی تعظیم کرو لیکن نصاریٰ نے جو اپنے
نبی کی شان مین کہا وہ نہ کہو۔ سے دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰى فِي نَبِيِّهِمْ ✦ وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيهِ وَاحْتَكِمْ ✦ ۱۲

حرمت کی تاکید زیادہ کی کہ اسکے شکار اور درخت کو حرام کردیا اور اسکو ایسا بنادیا جیسے بادشاہون کا
دربار ہوتا ہے کہ زیارت کرنے والے دور دراز راہون سے ژولیدہ مُنہ غبار آلودہ رب البیت کیلئے
انکسار کرتے اور اسکی جلال و عزت کے سامنے خضوع و خشوع سے باادب چلے آئین اور باوجود اُسکے
اسبات کے مقر ہون کہ اللہ تعالے اس امر سے منزہ ہے کہ کوئی گھر اُسکو گھیرے یا کوئی پتھر اوسکو اپنے درمیان
مین لیوے تاکہ اسبات سے اونکی غلامی اور بندگی بڑھ جائے اور فرمان برداری اور انقیاد کامل تر
ہوجاسے اور اسی لئے بندون پر حج مین وہ اعمال مقرر فرمائے جن کے ساتھ نفس ناخوش ہوا اور
اُنکی وجہون کو عقلین نپاسکین مثلاً پتھرون پر کنکرین مارنا اور صفا و مروہ کے درمیان چند بار آمد و
رفت کرنا وغیرہ اور اُن جیسے اعمال سے کمال غلامی و بندگی ظاہر ہوتی ہے اسلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے[۱]
ارشاد فرمایا۔ لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ حَقًّا تَعَبُّدًا وَّرِقًّا یعنے مین حج کے لئے بندگی اور غلامی کی راہ سے
حاضر ہون (۲) حج کا حال سفر آخرت سے مشابہ ہے۔ گھر سے نکلنا اور اولاد و مال کو چھوڑنا دنیا سے
گذرنیکو یاد دلاتا ہے اور اونٹ کی سواری سے جنازہ یاد آتا ہے۔ اور احرام باندھنا گویا کفن مین
لپیٹنے کا نمونہ ہے۔ اور جنگل مین رہزنون کی دہشت سے منکر نکیر کی سوال کی دہشت یاد کرے۔
اور درندون سے قبر کے سانپ بچھو اور کیڑے خیال کرے۔ اور جب لبیک کہے تو سمجھے کہ مین خدائے
تعالے کی ندا کا جواب دیتا ہون۔ اور خیال کرے کہ صور کے وقت بھی لوگ اسیطرح پکارے جائینگے

[۱] دارقطنی علل مین بروایت انس رضی اللہ عنہ ۱۲ جو قول تعالیٰ ہے وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ الآیہ ۱۲

اور عرفات مین کھڑا ہونا حشر مین کھڑے ہونیکا نمونہ ہے۔ غرض مرید اپنے ہر عمل سے عملِ آخرت یاد کرے زیادہ بیان کی حاجت نہین ہے۔ کیونکہ ہر ایک شخص خود اپنے استعداد اور صفائیِ قلب کے موافق انوار حاصل کریگا۔ اور جو خواہشاتِ نفس کا بندہ ہے وہ اسی طرف متوجہ رہیگا۔ لِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا۔ مولانا فرماتے ہین ؎

حج زیارت کردنِ خانہ بود	حجِ ربّ البیت مردانہ بود
کعبۂ جبریل جانہا سورۂ	کعبۂ عبد البطون شد سفرۂ
قبلۂ زاہد بود فیضِ نظر	قبلۂ طامع بود ہمیانِ زر
قبلۂ ظاہر پرستان روئے زن	قبلۂ باطن نشینان ذو المنن

بیان ہدی و قربانی

پھر اللہ تعالےٰ نے اوامر و علاماتِ الٰہی (جیسے حج کی باتین اور قربانی) کی حرمت و تکریم و تعظیم کے واسطے تاکید فرمائی۔ ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝

شعائر جمع شعیرہ یا جمع شعارہ اور وہ ہر شئے ہے جس مین اللہ کے لئے ہونیکی علامت ہو۔ اور لڑائی مین قوم کا شعار بھی علامت ہے جس سے لوگ باہم ایک دوسرے کو پہچانتے ہین۔ یہان شعائر سے مراد بدنہ ہے۔ ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اسی طرح ذکر کیا جسطرح دو مشہور ہین ہے اور بعضون نے کہا جمیع اعمالِ حج ہین۔ ابن کثیر کہتے ہین اوامرِ الٰہی چنانچہ بدنہ وہدی کی تعظیم بھی انھین مین داخل ہے۔ بخاری مین ہے کہ ابو امامہ نے سہل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم مدینہ مین اپنی قربانی کے جانور کو موٹا کیا کرتے تھے اور دوسرے مسلمان بھی"۔ امام احمد و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دم عفراء اللہ تعالےٰ کے نزدیک دو دم سوداوین سے زیادہ محبوب ہے"۔ علما نے کہا کہ عفراء وہ جانور جو سپید ہو۔ لیکن اسکی سفیدی بہت چمکیلی نہ ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سپید رنگ کا جانور

لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝ (بات) یہ ہے اور جو اللہ کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۲۲) اوروں سے افضل ہے۔ اور جو سپید رنگ نہ ہو وہ بھی جایز ہے کیونکہ صحیح بخاری مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مینڈھے املح (یعنے جسکی سفیدی سیاہی سے زیادہ تھی) سینگ دار قربانی کئے"۔ اور ابو سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سرگین مینڈھا قربانی کیا جو کھاتا سیاہی مین اور دیکھتا سیاہی مین اور چلتا سیاہی مین" اسکو اہلِ سنن نے روایت کی اور ترمذی نے تصحیح بھی کی۔ مراد یہ ہے کہ یہ ابلق تھا اور یہ مقامات سیاہ تھے (یعنے آنکھین اور منہ اور پاؤن) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو حکم فرمایا کہ ہم قربانی کے جانور کی آنکھ اور کان غور سے دیکھ لین۔ اور کسی مقابلہ و مدابرہ و شرقاء اور خرقاء کو قربانی کرین" امام احمد اور اہل سنن اور ترمذی نے اسکی تصحیح کی۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعضب القرن والاذن کو قربانی کرنے سے منع فرمایا"۔ اب ان الفاظ کی تفسیر اسطرح ہے کہ سعید بن المسیب نے فرمایا کہ اعضب وہ کہ آدھا کان یا سینگ کٹا یا ٹوٹا ہو۔ بعضے اہلِ لغت نے کہا کہ اعضب القرن وہ ہے جسکا بیچ کا سینگ شکستہ ہو۔ اور اگر اوپر کا ٹوٹا ہو تو قصما ہے۔ اور اعضب الاذن وہ کہ جسکا کچھ کان کٹا ہوا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر یہ عضب ہو تو قربانی جایز ہو جائیگی لیکن مکروہ ہے امام احمد نے کہا کہ جایز ہی نہین بوجہ اسی حدیث کے جو مذکور ہوی۔ امام مالک نے کہا "اگر سینگ سے خون بہتا ہو تو جایز نہین ورنہ جایز ہے"۔ اور مقابلہ وہ جانور ہے جسکا اگلا کان کٹا ہو۔ اور مدابرہ وہ جسکا پچھلا کان کٹا ہو۔ اور شرقاء وہ جسکا کان طول مین پھٹا ہو۔ یہی تفسیر امام شافعی و اصمعی نے بیان کی۔ اور خرقاء وہ ہے جسکا کان مدور (یعنے گولائی) مین پھٹا ہو۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "چار ہین جو قربانی مین جایز نہین نابینا جسکی نابینائی ظاہر ہو۔ بیمار جسکی بیماری ظاہر ہو لنگڑا جسکا لنگ ظاہر ہو۔ اور کسیر جس کو نقی (یعنے ہڈی مین گودا) نہو"۔ امام احمد اور اہل سنن اور ترمذی نے تصحیح بھی کی یہ عیوب ایسے ہین کہ گوشت مین نقص پیدا کرتے ہین کیونکہ اچھی طرح چرنے سے جانور کو عاجز کر دیتے ہین الخ۔ غرض چارون امام ان باتون مین متفق ہین کہ اگر قربانی کا جانور بہت بیمار ہو تو جایز نہین کیونکہ وہ بیماری گوشت کو خراب کر دیگی اور تہوڑی سی بیماری ہو تو مانع نہین۔ خارش ظاہری بھی مانع ہے۔ اور دم اور کان کٹا ہوا بھی جایز نہین کیونکہ گوشت کا ایک جزو فوت ہو گیا اور اسپر بھی اتفاق ہے کہ نذر کی قربانی مین کچھ بھی گوشت کھانا جایز نہین۔ اسی طرح گوشت و چمڑا

نشانیون کی تعظیم کرے (یعنے قربانی کا جانور فربہ۔ بے عیب گران قیمت ہو۔) تو یہ (تعظیم) دلونکی

پرہیزگاری سے (پیدا ہوتی) ہے تمھارے لئے اُن مین ایک وقت مقرر تک فائدے ہین پھر انکو

اُس قدیم گھر تک پہونچنا ہے یعنے ہدی کا محل (یعنے اُسکے ذبح کرنیکا مقام) بیت عتیق (یعنے حرم) ہے۔

ہدی اُس قربانی کے جانور کا نام ہے جو مکہ کو بھیجواتے ہین۔) پھر اللہ تعالے اُن جہلا کو الزامی جواب دیتا ہے

جو قربانی پر اعتراض کرتے تھے۔ کیونکہ ہمیشہ سے اللہ تعالے کے نام پر قربانی کرنا تمام ملتون مین مشروع

رکھا گیا ہے جس طرح فرمایا۔ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن

بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ

مَنسَكًا — حمزہ وکسائی ... یعنے موضع نسک یعنے موضع قربانی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۲۳) بیچنا بھی جائز نہین خواہ وہ قربانی اور ہدی نذر یا نفل ہو۔ اسپر بھی متفق ہین کہ اونٹ اور گائے سات شخصونکی طرف سے کافی ہے۔ اور بکری ایک کی جانب سے۔ ہان اسمین اختلاف ہے کہ تینون امام اور صاحبین کے پاس قربانی سنت مؤکدہ ہے۔ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مقیم شہر والون پر بشرطیکہ وہ صاحب نصاب ہون واجب ہے۔ اور اس مین بھی اختلاف ہے کہ امام شافعی آخر وقت قربانی کا آخر ایام تشریق (یعنے عید کے بعد تین دن) تک کہتے ہین۔ اور تینون امام کہتے ہین کہ دوسرا دن تشریق کا آخر روز قربانی کا ہے (یعنے عید کے بعد دو دن) الخ (میزان شعرانی) ۱؎ اخرج ابن ابی شیبہ وابن جریر و ابن المنذر وابن ابی حاتم عن ابن عباس فی قولہ ذلک ومن یعظم شعائر اللہ۔ قال الاستسمان والاستحسان والاستعظام وفی قولہ لکم فیہا منافع الی اجل مسمّٰی۔ قال الیٰ ان تسمّی بدنا (در) ۲؎ یہان مضاف محذوف ہے یعنے فان تعظیمہا من تقوی القلوب۔ اور لفظ من احتمال رکھتا ہے کہ تعلیل کے لئے ہو یعنے ان تعظیمہا لاجل التقوی۔ یا ابتداء غایت کے لئے یعنے تعظیمہا ناشئ من تقوی القلوب (خفاجی) ۳؎ یعنے بدنہ کہ اُن کے دودھ اور صوف اور بالون اور کھالون سے منافع ہین۔ اور بعض نے کہا کہ انکی سواری سے بھی منافع ہین (ابن کثیر) ائمہ ثلاثہ کے پاس بدنہ سے فائدہ لے سکتے ہین۔ امام ابوحنیفہ کے پاس اُسکے منافع کا نہ مالک ہو سکتا ہے نہ بے ضرورت سوار ہو سکتا ہے (خفاجی) ۱۲ - اُمّة - وہ جماعت جو ایک دین پر مجتمع ہو۔ یہان گذشتہ دیندار مراد ہین (ابن جریر) مَنسَكًا مصدر ہے

وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ

يُنفِقُونَ ۝ اور ہر گروہ (دیندار) کے لئے ہم نے قربانی مقرر کردی تاکہ وہ اللہ کا نام اُن مویشی چوپاون

کے (ذبح) پر لین جو اللہ نے اُن کو دئے تو (لوگو) تم سب کا خدا ایک خدائے واحد ہے تو اُسی کے فرمانبردار

بنو۔ اور (اے نبی) خوشی سنا دو اُن عاجزی کرنیوالون کو کہ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو انکے دل ڈر جاتے ہین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۲۴ یا بمعنی اسم مفعول ہے یعنے ذبح کرنا یا قربانی۔ مجاہد نے کہا منسک سے مراد خون بہانا ہے (ابن جریر) وابن ابی شیبہ وابن منذر وابن ابی حاتم (در) بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ۔ انعام کی قید اس لئے لگائی کہ قربانی انعام (یعنے اونٹ گائے بکری) کے سواے اور کسی جانور کی درست نہین مانند گھوڑے وغیرہ کے (ابن جریر) فَلَهُ أَسْلِمُوا ابن ابی حاتم مقاتل سے انہون نے کہا فلہ اخلصوا (در) الْمُخْبِتِينَ عبد بن حمید وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم مجاہد سے کہ انہون نے کہا مطمئنین (در) سعید بن منصور و عبد بن حمید وابن ابی شیبہ و بیہقی شعب الایمان مین وغیرہم عمرو بن اوس سے کہ انہون نے کہا کہ مخبتین وہ ہین کہ جو لوگون پر ظلم نہین کرتے اور جو ظلم کئے جائین تو اپنی مدد نہین کرتے (در) ابن ابی شیبہ وابن منذر وابن ابی حاتم ضحاک سے کہ وہ متواضعین ہین (در) اخبات اصل مین پست ہو جانا اور زمین سے لگ جانا۔ چونکہ یہان حجاج مکہ کا ذکر ہے اور یہ لفظ اُنسے پوری طور پر مناسبت رکھتا ہے اس لئے کہ اُن مین صفات متواضعین پائے جاتے ہین۔ مثلاً وجاد برہنہ سر کھلا کفنا وطن سے بے وطن ہونا وغیرہ وغیرہ۔ ابن کثیر نے کہا کہ مخبتین کی عمدہ تفسیر خود آگے مذکور ہے الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ الآیہ ۱؎ قربانی کے بعد یہ اس لئے فرمایا کہ بسبب اختلاف ازمنہ و اشخاص انکی مصلحتین مختلف ہوتی ہین اسی لئے تکلیفات شرعی بھی مختلف ہوتی ہین لیکن خدا تو سب کا ایک ہے۔ یا یہ کہ جب خدا ایک ہے تو تم اپنے ذبائح کو غیر خدا کے نام سے ذبح نہ کیا کرو (کبیر) ۲؎ جب غیر سے اللہ کا ذکر سنتے ہین تو انکو وجل و خوف و اضطراب ہوتا ہے اور جب خود بشوق محبت و اصل ہو کر حضرت حق عز و جل سے خطاب سنتے ہین تو اُن کو اطمینان ہوتا ہے چنانچہ دوسری جا فرمایا أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ (عرائس) مترجم کہتا ہے کہ ذکر کا کوئی رنگ نہین لَوْنُ الْمَاءِ لَوْنُ إِنَائِهِ کا ظہور ہے۔ جب وصف جلال سے تجلی ہوئی تو خائف وہراسان رہتا ہے اور جب وصف جمال کی تجلی ہوئی تو مانوس و مطمئن ہے اسی لئے کبھی الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ

اور جو مصیبت اُن پر آ پڑے اُس پر صبر کرتے اور نماز کے قائم رکھنے والے اور ہمارے دئے ہوئے میں سے

خرچ کرتے ہیں۔ جب ذکر الٰہی سے خوف ہوتا ہے اُس سے دو اثر ہوتے ہیں (۱) تکلیفات پر صبر (۲) مولا کی خدمت۔ چونکہ آدمی کے پاس سب سے زیادہ محبوب اُسکا نفس ہے۔ تو خدمت نفس کے لئے نماز اور خدمت مالی کے لئے فرمایا ہمارے دئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں یعنی وہ بھی اُنکا نہیں ہمارا دیا ہوا ہے پھر ہمارے دئے ہوئے میں سے ہمارے حکم پر خرچ کرنا کیوں بار ہونے لگا پھر حق سبحانہ تعالیٰ نے قربانی کے اونٹوں کے شعائر ہونے کو اور اُس کے بعضے احکام کو بیان فرمایا وَالْبُدْنَ

جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۲۵ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ کا مصداق ہے اور کبھی اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ کا مراعی۔

ارچند نہ شد دل ز حقیقت آگاہ	پائے طلبش ہست ہمان بر سر راہ
یارب تو ز خود نشان دہی یا نہ دہی	ما ایم وہمین نام تو اللّٰہ اللّٰہ

والبدن جمع بدنہ ہے اور کبھی احد کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے۔ اور اس لئے اُسکا نام بدنہ ہے کہ اس میں تبدن یعنے موٹا تازہ ہونا پایا جاتا ہے (ابن جریر) عطا نے کہا کہ بدن گائے اور اونٹ ہیں اور اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما وسعید بن المسیب وحسن بصری رحمہم اللہ سے مروی ہے۔ مجاہد نے کہا کہ بدن فقط اونٹ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اونٹ پر بدنہ کا اطلاق ہونے میں اتفاق ہے۔ اور گائے پر اُسکا اطلاق ہونے میں دو قول ہیں۔ اور اُن دونوں میں سے صحیح تر قول یہ ہے کہ بدنہ کا اطلاق گائے پر شرعاً صحیح ہے جس طرح کہ صحیح حدیث میں ثابت ہوگا۔ (ابن کثیر) لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ۔ آخرت کی بہتری اسطرح ہے کہ احکام خداوندی کی تعمیل کرنے کے لئے) اُسکو نحر کرے پھر خیرات کرے۔ اور دنیا کی بہتری اسطرح کہ اگر ضرورت پڑے تو سوار ہووے اور دودھ لیوے جسطرح

صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۲۶ مجاہد وابراہیم سے مروی ہے (ابن جریر) ابی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی نے یوم النحر کے روز کوئی عمل قربانی کے خون بہانے سے بہتر نہیں کیا اور قربانی قیامت کے روز مع اپنے سینگوں اور کھروں اور بالوں کے آئیگی۔ اور خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی نزدیک اپنی منزلت پر پہونچ جاتا ہے پس تم اپنے نفس کو قربانی کے لئے خوش رکھو۔ ابن ماجہ اور ترمذی نے اسکو روایت کی اور ترمذی نے کہا حدیث حسن ہے سفیان ثوری نے کہا کہ ابو حازم قرض لیکر بدنہ ہانک لیجاتے تھے لوگوں نے پوچھا کہ آپ قرض کیوں لیتے ہیں فرمایا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ یعنے تمہارے لئے اس میں بہتری ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ عید کے روز قربانی میں روپیہ خرچ کرنا اور دوسرے عمدہ کاموں میں اُس روز خرچ کرنے سے افضل ہے۔ دار قطنی نے اسکو اپنے سنن میں روایت کی (ابن کثیر)

صوآف ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک پاؤں اُسکا عقال کیا گیا ہو اور وہ تین پاؤں پر کھڑا ہو۔ (اور روایتیں آپ سے اور اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما اور مجاہد وغیرہ سے مروی ہیں (ابن جریر) صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ایک ایسے شخص کی طرف گذرے کہ جو اونٹ بٹھلا کر قربانی کرنا چاہتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اسکو اٹھا کر کھڑا کر کے مقید کر دے۔ یہ ابو القاسم محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ کے اصحاب اپنے اونٹوں کو اسطرح نحر کرتے کہ اُسکا اگلا بایاں پاؤں عقال کر دیتے یعنے دوہرا کر باندھ دیتے اور وہ اپنے باقی ٹانگوں پر کھڑا ہوتا۔ ابو داؤد نے اسکو روایت کی اور اسیطرح صحیح مسلم میں قصۂ حجۃ الوداع میں ہے۔ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ عید الضحےٰ کی نماز پڑہی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہو کر اٹھے تو آپ کے سامنے ایک مینڈھا لایا گیا۔ آپ نے اسکو ذبح فرمایا اور اسطرح فرمایا اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنِّيْ وَعَمَّنْ لَّمْ يُضَحِّ مِنْ اُمَّتِيْ یعنے الٰہی یہ میری طرف سے اور میری اُمت میں ہر ایسے شخص کی طرف سے جس نے قربانی نہیں کی۔ اس حدیث کو امام احمد وابو داؤد وترمذی نے روایت کی۔ امام علی بن امام حسین نے ابو رافع رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب قربانی کرتے تو دو مینڈھے

كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۲۷) ہوتے تازے سینگوں والے املح خرید فرماتے پھر جب نماز پڑھ لیتے اور لوگوں کو خطبہ سنا دیتے تو وہیں مصلے کے اوپر آپ کے پاس اُن میں سے ایک لایا جاتا اسکو بنفس نفیس خود چھری سے ذبح کرتے - پھر فرماتے اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنْ اُمَّتِيْ جَمِيْعِهَا مَنْ شَهِدَ لَكَ بِالتَّوْحِيْدِ وَشَهِدَ لِيْ بِالْبَلَاغِ یعنے الٰہی یہ میری تمام امت کی طرف سے ہے جس نے تیرے لئے توحید کی گواہی دی اور میرے لئے رسالت پہونچانے کی گواہی دی پھر دوسرا لایا جاتا تو اسکو بھی بذات خود ذبح فرماتے - پھر کہتے هٰذَا عَنْ مُّحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ یعنے یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی آل کیطرف سے ہے - پھر ان دونوں کو مسکینوں کو دیتے اور خود اور آپ کے اہل بھی کھاتے - اس حدیث کو امام احمد و ابن ماجہ نے روایت کی (ابن کثیر) فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا مجاہد نے کہا کہ جب زمین پر گرین - اور یہ ایک روایت ابن عباس سے ہے - اور یہی مقاتل کا قول ہے اور عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی یعنے نحر کردئے جائین - اور عبدالرحمن بن زید نے کہا "یعنے مرجائین" - ابن عباس رضی اللہ عنہما و مجاہد کی بھی یہی مراد ہے کہ مر کر گرین کیونکہ بدنہ جب نحر کردیا جاتا ہے تو اسی مین سے کھانا جایز نہین یہانتک کہ مر کر ٹھنڈا ہو جاوے اور حدیث مرفوع مین ہے کہ نفوس پر جلدی نہ کرو یہانتک کہ نکل جائین (یعنے جانور ذبح کئے بعد اسقدر ٹھیرے کہ وہ حرکت موقوف کردے) اور اسکو ثوری نے اپنی جامع مین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے - اور شداد بن اوس کی حدیث اسکی موید ہے جو صحیح مسلم مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شئے پر احسان کرنا فرض کردیا ہے - جب تم قتل و ذبح کرو تو اچھی طرح کرو - اور تم مین سے ہر ایک کو چاہئے کہ اپنی چھری کو تیز کرے اور ذبیحہ کو راحت دے - اور ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہیمہ مین سے جو ٹکڑا اُس حالت مین کاٹ لیا جائے کہ وہ زندہ تھا تو یہ ٹکڑا مردار ہے - امام احمد و ابو داؤد اور ترمذی اور تصحیح بھی کی (ابن کثیر) ابن جریر نے وجبت کی تفسیر مین جو اقوال مذکور ہوے ہین ہر ایک کو معہ سند بیان کیا - مختار الصحاح مین ہے

الوجبة بوزن الضربة السقطة مع الهدّة ووجب الحائط وغيره وجبة اذا سقط فكلوا

منها الخ کلام قرانیہ مین ہے کہ اہل علم متفق ہین کہ اسکا کھانا واجب نہین اور ہو سکتا ہے کہ مندوب و مستحب ہووے

التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۲۸) کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر اونٹ مین سے جسکو نحر فرمایا تھا لیکر ایک ایک بوٹی لیکر کھائی (خفاجی) مترجم کہتا ہے کہ صحیح مسلم مین جابر نے روایت ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ وہ جو سو اونٹ پکوائے گئے تھے آپ نے ہر ایک مین سے گوشت کھایا اور شوربا پیا - القانع والمعتر - قانع کے دو معنے صحابہ و تابعین سے مذکور ہین جسطرح ابن جریر وغیرہ نے ہر ایک کو مع سند بیان فرمایا - اور لغت سے بھی اونکا ماخذ موجود ہے لیکن ہر ایک کا باب و مصدر علیحدہ ہے - ایک معنے تو یہ ہین کہ جو کچھ بغیر سوال کے ملجائے اور جو کچھ اپنے پاس ہے اُسی پر خوش ہو کہتے ہین قَنِعَ يَقْنَعُ كَتَعِبَ يَتْعَبُ قنعا - اور دوسرے معنے سوال کرنیکے ہین (ابن جریر نے اسی کو اختیار کیا) کہتے ہین قَنَعَ يَقْنَعُ كَسَاَلَ يَسْاَلُ لفظا و معنًى قُنُوعًا - کسی شاعر نے کیا اچھا کہا ہے -

اَلْعَبْدُ حُرٌّ اِنْ قَنَعْ	وَالْحُرُّ عَبْدٌ اِنْ قَنَعْ
فَاقْنَعْ وَلَا تَقْنَعْ فَمَا	شَيْءٌ يَشِيْنُ سِوَى الطَّمَعْ

یعنے "اگر غلام قناعت کرے تو آزاد ہے - اور اگر آزاد سوال کرے تو غلام ہے - پس تو قناعت کر سوال نہ کر پس سوائے طمع کے کوئی شے عیب لگانے والی نہین ہے" اور بعضے لوگون کا وہم ہوا کہ قنع اضداد سے ہے حالانکہ یہ بات نہین کیونکہ ہر دو فعل مین اختلاف ہے - اب معتر کے بھی دو معنے ہین ایک تو سوال کرنے والا - یا یہ کہ بلا سوال سامنے آنے والا - خلاصہ اسطرح ہے کہ بے سوال اور سوال کرنے والا - یا سوال کرنے والا اور بے سوال سامنے آنے والا دونون کو کھلاؤ - کہا جاتا ہے عَرَّهٗ وعراه واعتره واعتراه بمعنى اعترض له (خفاجی) بعضے علما نے اسی آیت سے استدلال کیا ہے کہ تہائی تو قربانی کرنے والا خود کھائے - اور تہائی اپنے دوستوں و احباب کو ہدیہ دے اور باقی ایک تہائی فقرا کو تقسیم کرے (مسئلہ) جانور کی کھال کے متعلق مسند امام احمد مین قتادہ بن نعمان سے حدیث قربانی مین مروی ہے کہ کھاؤ اور صدقہ کرو اور قربانیونکی کھالون سے نفع اٹھاؤ مگر اُن کھالون کو فروخت نہ کرو - اور بعضے علما نے کہا کہ کھال کو بیچنا جایز نہین (یعنے اُسکو فروخت کرکے اُسکی قیمت فقیرون کو صدقہ کرے) لیکن قصاب اور بنانے والے کی اُجرت مین ہرگز نہ دے (مسئلہ قربانی کے وقت کے متعلق صحیح بخاری و مسلم مین براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

ہم نے قربانی کے اونٹون کو تمھارے لئے اللہ کی نشانیون مین سے بنا دیا ۔ تمھارے لئے اُنمین فایدہ ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۲۹) کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آج ہمارا پہلا کام یہ ہے کہ ہم نماز پڑہین ۔ پھر واپس ہوکر قربانی کرین ۔ جس نے اسی طرح کیا اُس نے ہماری سنت کو پالیا ۔ اور جسنے نماز سے پہلے ذبح کیا تو وہ ایسا گوشت ہے جو اُس نے اپنے اہل و عیال کے واسطے تیار کیا ہے اور وہ کسی طرح سے قربانی نہین ہے اسی لئے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت علما نے کہا کہ قربانی کے روز یعنے دسوین ذی الحجہ کو جب آفتاب طلوع ہوکر اسقدر وقت گذر جائے کہ نماز اور دونون خطبہ ہوجائین تو یہ پہلا وقت قربانی کا ہے ۔ امام احمد نے اسقدر اور بڑہایا اسکے بعد امام قربانی بھی کرلے کیونکہ صحیح مسلم مین ہے کہ تم قربانی نہ کرو یہانتک کہ امام قربانی کرے ۔ امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ شہر والے قربانی نہ کرین یہانتک کہ امام نماز سے فارغ ہوجائے ۔ اور قریہ والون کے لئے تو امام ابو حنیفہ کے پاس نماز مشروع ہی نہین ہے ۔ انکو اختیار ہے کہ بعد طلوع فجر قربانی کرین ۔ (ابن کثیر) ہدایہ مین لکھا ہے کہ کسی مسجد والون نے نماز پڑہ لی و عیدگاہ والون نے نماز نہ پڑھی تو بھی قربانی درست ہوجائے گی یہ تقدیم نماز شہر والون کے لئے ہے قریہ مین تقدیم نماز بھی شرط نہین (رد المحتار) حنبلی مذہب مین ہے کہ جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو عشرہ ذی الحجہ مین اُسکو اپنے بال اور ناخن نکالنا حرام ہے جسطرح صحیح مسلم مین بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَاَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يُّضَحِّيَ فَلَا يَاْخُذْ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِهٖ شَيْئًا حَتّٰى يُضَحِّيَ ۔ حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی جا ثبت بالسنہ بیان ماہ ذیحجہ مین فرماتے ہین کہ اُن سنتون مین سے جسکو لوگون نے چھوڑ رکھا ہے یہ ہے کہ جو شخص قربانی کرنا چاہے فرض ہو یا نفل اُسکو بال منڈوانا اور ناخن کتروانا اور بدن کو چھونا نہ چاہئے پھر وہی حدیث مسلم کو ذکر فرمایا ۔ لیکن مرقات مین ملا علی قاری نے اُس کی سنیت مین کچھ اختلاف بھی بیان کیا ۔ میت کی طرف سے بھی قربانی جسطرح زندہ کی طرف سے کرتے ہین کرسکتے ہین سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کیا کرتے تھے راوی نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت نے مجھے وصیت فرمائی ہے ۔ ابو داؤد و ترمذی نے روایت کی (مشکوٰۃ) مترجم کہتا ہے کہ ہمارے بلاد مین بھی اسی طرح کرتے ہین کہ پہلے ایک بکرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے قربانی کرکے پھر دوسرے

تو تم اُن (کی قربانی) پر اللہ کا نام کھڑا کرکے لو ۔ پھر جب اُن کے پہلو زمین سے لگ جائین ۔ (یعنے بعد نحر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۳۰) قربانیان کرتے ہین ۔ اور چاہئے بھی اسی طرح کیونکہ جب سرکار عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم غلامونکی طرف سے کیا ہے ہمکو بھی چاہئے کہ حضرت کی طرف سے کیا کرین ۔ اللہ تعالے توفیق دے ۔ لن ینال اللہ ابن ابی حاتم نے جریج سے روایت کی کہ زمانۂ جاہلیت کے لوگ اپنے ذبائح کا خون و گوشت بیت اللہ کی طرف چھڑکتے تو جب اسلام آیا تو بعضے اصحاب نے کہا کہ ہم بھی چھڑکین تو یہ آیت اُتری (اسیطرح درمنثور مین ابن منذر و ابن مردویہ ابن عباس سے ہے) (مسئلہ) امام ابو حنیفہ و امام مالک و ثوری رحمہم اللہ کا یہ قول ہے کہ جو شخص بقدر نصاب کا مالک (یعنے ایسی وسعت حاصل ہو جس سے صدقہ فطر واجب) ہو اُسپر قربانی واجب ہے ۔ اور امام ابو حنیفہ کے پاس یہ بھی شرط ہے کہ وہ مقیم ہو اور امام شافعی و امام احمد کے نزدیک واجب نہین بلکہ مستحب ہے (لیکن موکد مستحب ہے کیونکہ) امام احمد و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے وسعت پائی پھر اُس نے قربانی نہ کی تو وہ ہرگز ہمارے مصلے کے قریب نہ ہو ۔ بعض لوگون نے (چنانچہ امام احمد نے بھی) کہا کہ قربانی سنت کفایہ ہے ۔ ایک بکری گھر والون کی طرف سے کافی ہے ۔ چنانچہ ابو ایوب نے کہا کہ آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد مین ایک بکری کی قربانی اپنی اور اپنے اہل بیت کی طرف سے کیا کرتا پھر وہ سب کھاتے اور کھلاتے یہان تک کہ لوگون نے مال پایا تو اسطرح ہوگیا ۔ ابن ماجہ و ترمذی نے روایت کی اور ترمذی نے کہا کہ صحیح ہے ۔ بخاری نے روایت کی کہ عبداللہ بن ہشام ایک بکری کی قربانی اپنے تمام اہل کی طرف سے کرتے تھے (مسئلہ) قربانی مین کس عمر کا جانور جایز ہے ۔ صحیح مسلم مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ ذبح کرو مگر مسنہ ہان اگر تم پر دشوار ہو تو دنبہ کا جذعہ ذبح کردو ۔ جمہور علما کے نزدیک اونٹ اور گائے اور بکری تو ثنی جایز ہے ۔ اور دنبہ مین سے جذعہ جایز ہوتا ہے تو اونٹو ن مین سے ثنی وہ ہے جو پانچ سال کا ہوکر چھٹے مین قدم رکھا ہو ۔ اور گائے کا ثنی وہ ہے جو دو برس کا ہوکر تیسرے مین ۔ بعض نے کہا جو تیسرے مین قدم رکھا ہو ۔ بکری مین سے ثنی وہ ہے جو ایک برس کا ہو ۔ اور دنبہ مین سے جذعہ وہ ہے کہ سال بھر کا ہو ۔ بعض نے دس بعض نے آٹھ بعض نے چھ مہینہ کا کہا (حنفی و حنبلی مذہب مین جذعہ چھ مہینہ کا ہے) اور اس سے کم حلوان بچہ ہے (ابن کثیر) مترجم کہتا ہے کہ مین نے ضان کا ترجمہ دنبہ کیا ہے کیونکہ رد المحتار مین ہے الضان ماله الية

وہ زمین پر گر پڑیں) تو اس میں سے کہاؤ اور بے سوال اور سوال کرنے والے محتاج کو بھی کھلاؤ۔
اسی طرح ہم نے اُن جانوروں کو تمھارے بس میں کر دیا ہے تاکہ تم شکر کرو۔ اللہ تک نہ اُن قربانیوں کے
گوشت پہنچتے ہیں اور نہ اُن کے خون۔ لیکن اُس کے پاس تمھاری پرہیزگاری پہونچتی ہے (یعنی خلوص
عمل مقبول ہے) اسی لئے اللہ نے اون کو تمھارے بس میں کر دیا ہے (خواہ سوار ہو یا دودھ لو یا ذبح
کرو) تاکہ تم اللہ کی بڑائیاں اس (احسان کے شکریہ) پر کرو کہ اُسنے تم کو ہدایت دی اور (اے نبی)
نیکوکاروں کو مژدہ سنا دو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حجۃ الوداع میں سو اونٹ تھے
جنمیں تین سو ساٹھ موافق سال عمر شریف کے اپنے دست مبارک سے نحر فرمائے اور سینتیس کے نحر کرنیکا سیدنا علی کو حکم فرمایا صحیح حدیث میں ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۳۱) منع قید بہ لانہ لا یجوز الجذع من المعز و غیرہ بلا خلاف کما فی المبسوط
قھستانی یعنے ضان وہ ہے جسکو چکتی ہو منح میں اسی طرح ہے یہ قید اس لئے لگائی گئی کہ چھ مہینے کی بکری وغیرہ بلا خلاف
جائز نہیں جس طرح کہ مبسوط میں ہے۔ قہستانی۔ درمختار میں چھ مہینے کے دنبہ میں بھی یہ قید ہے کہ ایسا قوی جثہ ہو کہ
کہ اگر سال بھر والوں میں ملا دیا جائے تو پہچانا نہ جائے ردالمحتار میں لکھا کہ اگر دنبہ چھ مہینہ کا اور جثہ صغیر ہو تو جائز نہیں
یہانتک ایک سال پورا ہو کر دوسرا سال شروع ہو۔ انتہائی۔ مترجم نے زیادہ تحقیق اسلئے کی کہ یہاں حیدرآباد میں عوام
سال کے اندر کی بکری بسبب قیمت کم ہونیکے قربانی کرتے ہیں لیکن اس مسئلہ سے واقف نہیں۔ عوام تو عوام بعضے ہمارے معاصر علما کو بھی
یہی دھوکا ہوا ہے کہتے ہیں کہ چھ ماہ کی بکری جائز ہے حالانکہ یہ دنبہ کا حکم ہے۔ مالہ الیہ کی قید کو بھولگئے ہیں ۱۲ [1] عبد بن حمید
وابن منذر وابن ابی حاتم ابراہیم سے ولکن ینالہ التقوی منکم قال ما التمسوا بہ وجہ اللہ تعالی (در) [2]
کذلک ای من اجل ذلک (ابن کثیر) [3] مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۵۱۶ [4] ابوداؤد و نسائی۔ اور حاکم نے
تصحیح بھی کی اور ابونعیم دلائل میں عبداللہ بن قرط سے قال قدم الی النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم بدنات
خمس او ست فطفقن یزدلفن الیہ بایتھن یبدأ (دذ)

جب پانچ یا چھ اونٹ حضرت رسول اللہ کے روبرو لائے جاتے تو ہر ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
نزدیک ہوتا کہ تا پہلے اُسکو ذبح فرمائیں۔ اُن کے فقیر کو عاشقانہ خیال اسطرح آتا ہے کہ کاش اس فقیر کی خلقت
اُنھیں اونٹوں میں ہوتی تو کیا آرام سے روح اس تن سے نکلتی اور اس جانِ جانان کو دیکھتے ہوے لذتِ دیدار
کے مزے اُٹھاتے اس عالم سے جاتی خلیق ؎

عجب انداز سے جان تن سے نکلے	جو وقتِ واپسین تو روبرو ہو

اے جانِ جہان کیوں یہ تمھارے جھوٹے عاشق کی طرف ایک نظر نہیں فرماتے۔ کیا سرکار خواب میں
بھی نہیں آتے۔ کیوں میاں ستون روتا تو اُسکو گلے لگاتے۔ ہم گنہگاروں کو اسطرح بھول جاتے حضرت
بتلاتے کہ یہ گنہگار کیا کریں کہاں جائیں۔ اپنا دکھڑا کسکو سنائیں۔ نہ ہونیکے کام ہو رہے ہیں غم گھٹتی
گنہ بڑھ رہے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپکے روبرو سیاہ رو آئیں۔ اب ہماری شرم آپ ہی کے ہاتھ ہے
حکایت۔ ذوالنون مصری فرماتے ہیں کہ میں نے ایک جوان کو منی میں دیکھا کہ جب لوگ قربانی
کر رہے تھے وہ اسطرح کہنے لگا اللّٰھم ان الناس ذبحوا وتقربوا الیک ولیس لی شیٔ اتقرب الیک سوی
نفسی۔ وقد اھدیتھا الیک فتقبلھا منی۔ یعنے اے اللہ سب لوگ قربانی کرکے تیرا تقرب ڈھونڈھ
رہے ہیں اور میرے پاس ایک میری جان کے سوا اور کچھ نہیں۔ میں اسکو تیری نذر کرتا ہوں تو مجھ سے
قبول کر۔ یہ کہا اور ایک چیخ مار کر گر پڑا اور مر گیا۔ ؎

جان کہ نہ قربانیِ جانان بود	جیفۂ تن بہتر از ان جان بود

ہر کہ شد کشتہ بشمشیر دوست	لاشۂ مردار بہ از جانِ او ست

یکایک کہنے والا کہتا ہے ھٰذَا حَبِیْبُ اللّٰہِ ھٰذَا قَتِیْلُ اللّٰہِ قُتِلَ بِسَیْفِ اللّٰہِ - خواب ہین مین نے
دیکھکر پوچھا تو کہا کہ شہیدون سے بھی زیادہ مرتبہ ملا ہے کیونکہ وہ شمشیرِ کفار سے قتل کیے گئے اور مین محبت
جبار سے قتل کیا گیا۔ مترجم کہتا ہے کہ حقیقی قربانی یہی ہے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے
تیار ہو گئے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے اُس یادگار کو اسطرح باقی رکھا کہ چونکہ قربانی کے جانور انسان کے ساتھ
حیوانیت مین شریک ہین اُنھین کا ذبح کرنا نیابتہً ہماری طرف سے قبول فرما لیا۔ اور چونکہ وہ ایام ضیافت کے
بھی ہین اس لئے ہم پر روزہ حرام کیا اور فقیرون کی مہمانداری کے لئے اغنیا کو میزبان بنایا اور چونکہ تمام
جہان انسان کے لئے پیدا ہوا ہے اس لئے جو حیوانات انسان کی غذا کئے جاتے ہین وہ ہلاک نہین ہوتے
بلکہ اپنے کمال کو پہونچ جاتے ہین کیونکہ انسان کی تسبیح سب سے اعلےٰ اور روحِ انسانی جامع ہے اسی لئے
فرمایا کہ تمھارا تقوےٰ پہونچتا ہے اور وہی درکار ہے۔ چونکہ عارفِ کامل کا بال بال دیدارِ الٰہی مین مستغرق
رہتا ہے تو اُسکے لئے حیوان کا کشتہ ہونا کیا بلکہ انسان بھی اُسکی سلامتی کے لئے قتل کئے جائین تو کم ہے
اسی لئے خداوندِ عالم نے فرمایا اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ مشہور مثال ہے کہ ہزار مرین
بچکین ہزار کا پالنے والا نہ مرے۔ مولانا فرماتے ہین ؎

بہرِ انسان جملہ حیوان را بکش	جملہ انسان را بکش از بہرِ ہش

حضرت ابو یزید فرماتے ہین کہ مین نے پہلے حج مین بیت اللہ کے سوا کچھ نہین دیکھا۔ دوسری دفعہ

۱؎ کشف المحجوب ۱۲ حکایت ایک امیر مالدار تھا جسکو کبھی حج کا خیال نہ آیا پھر کسی سبب سے وہ قید ہو کر امیر مکہ کے پاس عرفہ

اعتراض قربانی کا جواب

گھر کو بھی دیکھا اور اُس گھر کے مالک کو بھی۔ تیسری دفعہ مالک ہی کو دیکھا گھر نظر نہین آیا۔ کہتے ہین کہ
جب بندہ صاحبِ کشف ہوتا ہے تو سب جہان اُس کے لئے گویا حرم ہو جاتا ہے۔ اور جب محجوب
ہوتا ہے تو حرم اُسکے حق مین سب سے زیادہ تاریک جگہ ہے۔ اَظْلَمُ الْاَشْیَاءِ دَارُ الْحَبِیْبِ بِلَا حَبِیْبٍ
ایک بزرگ کے حال مین لکھتے ہین کہ انھون نے یہ کہکر جان دی وَا شَوْقَاہُ اِلٰی مَنْ یَرَانِیْ وَلَا اَرَاہُ
کسی بزرگ سے پوچھا گیا کہ تم خدا کو دیکھنا چاہتے ہو۔ جواب دیا نہین۔ پوچھا کس لئے۔ جواب دیا کہ جب موسےٰ
علیہ السلام نے چاہا تو نہین دیکھا۔ آنحضرت نے نہ چاہا تو دیکھا۔ ہمارا دیدارِ حق کو چاہنا ہی خود حجابِ عظیم ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۳۴) عرفات پر ہی قتل کے لئے لایا گیا۔ امیر نے اُس حنبل عزر کو بلا کر اسکو دکھلا کر پوچھا کہ یہ وہی شخص
ہے۔ اُسنے کہا یہ وہ نہین ہے۔ امیر نے معذرت چاہی اور چھوڑ دیا۔ وہ مالدار بغداد ہوکر احرام باندھا۔ پھر وہان سے ظاہر و
باطن پاک ہوکر پلٹا ؎

چاہتے ہین جسکو بلاتے ہین یون	شربتِ دیدار پلاتے ہین یون

حکایت ابو عبد اللہ جوہری فرماتے ہین کہ مین عرفات مین آخر رات مین سو گیا۔ دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے اترے ہین ایک
دوسرے سے پوچھتا ہے کہ اس سال کتنے آدمی حج کو آئے۔ جواب دیا کہ چھ لاکھ جن مین سے چھ کا حج قبول ہوا (صاحبِ خواب کہتا ہے)
کہ میرا ارادہ ہوا کہ مین اپنے لئے منہ نوچون اور خوب چلاؤن۔ پھر پہلے نے پوچھا کہ خدا نے کیا کیا۔ دوسرے نے جواب دیا
کہ اُس کریم نے نظرِ کرم سے سب کو دیکھا اور ہر ایک شخص کو ایک لاکھ آدمی دیا۔ اور چھ نفوس کی برکت سے چھ لاکھ کی مغفرت ہوئی
حکایت علی بن موفق فرماتے ہین کہ مین نے کچھ اوپر پچاس حج کئے اور اُسکا ثواب رسولِ کریم اور چار اصحاب رضی اللہ عنہ اور
میرے والدین کو بخشا۔ ایک حج باقی تھا۔ جب عرفات مین اہل موقف کو دیکھا کہ واویلا مچا رہے ہین تو مین نے کہا الٰہی اگر
ان مین کوئی شخص ایسا ہے جسکا حج قبول نہ ہوا ہو تو مین نے اپنے حج کا ثواب اُسکو بخشا۔ جب مین مزدلفہ مین آکر سو گیا
تو پروردگارِ عالم کو دیکھا کہ فرماتا ہے اے علی تو مجھ پر سخاوت کرتا ہے۔ مین نے تمام اہل موقف اور مثل اُن کے اور کئی چند کو بخشا
اور ہر ایک کو اُسکے گھر والون اور متعلقین اور ہمسایہ کا شفیع بنایا۔ اور مین تو بڑا ہی بخشنے والا ہون (روض الریاحین فی حکایات الصالحین)

کیونکہ دوستی مین ارادہ کا وجود مخالفت ہے۔ اور مخالفت حجاب ہے۔ فقیر کہتا ہے یہ رضا و تسلیم کا مقام ہے۔ اور بعضے عاشقون کو توادِنی ارِنی کا وظیفہ صبح و شام ہے۔ حضرت ابراہیم ادہم فرماتے ہین

هَجَرْتُ الْخَلْقَ طُرًّا فِي هَوَاكَا	وَاَيْتَمْتُ الْعِيَالَ لِكَيْ اَرَاكَا
فَلَوْ قَطَّعْتَنِي فِي الْحُبِّ اِرْبًا	لَمَا سَكَنَ الْفُؤَادُ اِلٰى سِوَاكَا

حکایت کسی بزرگ نے حج کا ارادہ کیا انکو ایک لڑکا بھی تھا۔ لڑکے نے پوچھا بابا جان کہان کا ارادہ ہے۔ فرمایا اللہ کے گھر کا۔ لڑکے کو خیال ہوا کہ جو گھر دیکھیگا وہ گھر والے کو بھی دیکھیگا۔ عرض کی بابا جان مجھے اپنے ہمراہ کیون نہین لے چلتے۔ فرمایا کہ ابھی تم مین یہ صلاحیت نہین۔ لڑکا رونے لگا آنسوون سے منہ دہونے لگا۔ باپ کو شفقتِ پدری کا جوش ہوا۔ آخر لڑکے کو بھی اپنے ہمراہ لیا۔ جب یہ دونون احرام باندہ کر لبیک کہتے ہوئے حرم مین داخل ہوے۔ اور یکایک اُس لڑکے کی نظر اُس بیتِ مقدس پر پڑی۔ سکتہ کی سی حالت ہوی۔ بیہوش ہو کر گرا اور مرگیا۔ اُسکے غم مین والد کی بیقراری اور آہ و زاری حد سے بڑھی۔ کہتا تھا ای میری نورِ نظر ای لختِ جگر مجھے اکیلا چھوڑ تم کہان چلے گئے۔ ہاتف نے جواب مین کہا۔ تو نے گھر طلب کیا اُسکو پایا۔ اُسکو گھر والیکی طلب تھی وہ اُس تک پہونچا ۵

جان گئی جان کے جو پاس گئے پاس	پہونچا مریض اپنے مسیحا کے پاس

جو شخص جہت وجہِ احدی کی طرف متوجہ ہو حق تعالیٰ اُسکا قبلہ ہوا اور وہ سب کا قبلہ ہو جسطرح آدم فرشتون کا قبلہ تھے کیونکہ وہ لباسِ جمال و جلالِ آلٰہی سے آراستہ تھے۔ اسی لئے آنحضرت نے فرمایا۔ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ

۵۲ (روح البیان) ۱۲

جب اللہ تعالےٰ عبادات خصوصاً حج اور اُسکے لوازم اور اسکے دنیوی و اخروی منافع بیان کر چکا اور چونکہ کافر مسلمانون کو حج سے روکتے تھے اب اس روکنے کا دور ہونا اور مسلمانون کو فتح و نصرت عطا ہونا بیان فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۝ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰي نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۝ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ

ان اللہ یدٰفع۔ ابو حیان نے کہا کہ جو شے مومنون سے دفع فرماتا ہے اسکو بیان نہین فرمایا تاکہ اعم و اعظم و افخم ہو۔ خوّان مبالغہ کا صیغہ ہے یعنے بہت خیانت کرنے والا۔ مراد مشرکین ہین۔ کیونکہ انہون نے اصل عہد جو روزِ میثاق مین ربوبیت کا تھا توڑ دیا۔ کفور۔ یہ بھی مبالغہ کا صیغہ ہے یعنے بہت ناشکری کرنے والا۔ اذن للذین الآیہ۔ شانِ نزول امام احمد و ترمذی۔ ترمذی نے حسن بھی کہا اور ابن ماجہ و ابن جریر و طبرانی وغیرہم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آپ نے فرمایا کہ جب مشرکون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکالا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ ان لوگون نے اپنے نبی کو نکالا۔ اب یہ قوم مردہ ہلاک کی جائیگی تو آیت اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا۔ اتری۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مین نے پہچان لیا تھا کہ عنقریب قتل کا حکم ہوگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ یہ پہلی آیت ہے جو جہاد کے حکم مین نازل ہوی۔ (در) عبدالرزاق و ابن منذر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ پہلی آیت ہے جو قتال مین نازل ہوئی (در) اسی طرح مجاہد و ابن زید و سعید بن جبیر اور بہت سے سلف سے مروی ہے (ابن کثیر) الذین اخرجوا من دیارہم عبد بن حمید و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہ یہ آیت اور اسکے بعد کی آیت (الذین ان مکنّٰہم فی الارض) ہمارے اور میرے اصحاب کے شان مین اتری کیونکہ ہم شہرون سے ناحق نکالے گئے۔ پھر اللہ نے ہمکو زمین مین قدرت دی تو ہمنے نماز پڑھی اور زکوٰۃ دی۔ اور اچھے کام کا حکم کیا اور بری بات سے منع کیا (در) الا ان یقولوا۔

يُدٰفِعُ حجازی بصری یدفع۔ ابن کثیر و ابو عمرو نے فتح یا و سکون دال و فتح فا کے بے الف ۵۰ اُذِنَ ابن کثیر و ابن عامر و حمزہ و کسائی نافع کے فتح ہمزہ بصیغہ معروف یعنے اللہ نے اجازت دی

يُقٰتِلُوْنَ ابن کثیر و ابو عمرو و شعبہ و حمزہ و کسائی ساتہ کسر تا کے یعنے قتال کرتے ہین یعنی قتال کرنیکی خواہش ہے یا انجام کو قتال کرنے والے ہیں۔ دفع نافع ساتہ کسر دال و فتح فا اور الف کے بعد

لَهُدِّمَتْ نافع ابن کثیر ساتہ تخفیف دال کے ثلاثی مجرد سے ۱۲

کثیرًا ۭ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۔ اللہ ایمان دارون سے اُن کے
دشمنونکو دفع کریگا اللہ کسی دغاباز ناشکر کو پسند نہین کرتا۔ جو لوگ (یعنے اصحاب رسُول) مارے جاتے
ہین اُنکو (جہاد کی) اجازت دیگئی اسلئے کہ اُنپر ظلم ہو رہا ہے اور بیشک اللہ اُنکی مدد پر قادر رہے۔ یہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۳۷) یہاں طریق پر ہے جس طرح نابغہ کا قول ہے ؎
وَلَا عَيْبَ فِيهِمْ غَيْرَ أَنَّ سُيُوفَهُمْ بِهِنَّ فُلُولٌ مِنْ قِرَاعِ الْكَتَائِبِ
یعنے تاکید المدح بما یشبہ الذم ہے۔ اور یہ اُس جگہ ہے جہان اثبات الشئی بضدہ ہے (خفاجی) ولولا دفع اللہ
الناس:۔ ابن ابی حاتم ابن زید سے کہا لولا القتال والجهاد (در) بعضهم ببعض ۔ ابن منذر مجاہد سے انہون
نے کہا دفع المشرکون بالمسلمین (در) لهدمت صوامع الآیۃ۔ عبد بن حمید وابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے آپ نے فرمایا کہ صوامع وہ ہین جن مین رہبان ہوتے ہین الخ (در) عبد ابن حمید وابن جریر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ
البیع بیع النصاریٰ وصلوات کنائس الیہود (در) صوامع نصاریٰ کے خاص لوگ یعنے عابدون اور
عالمون کے لئے ہین اور بیع اُن کے عام لوگون کے لئے۔ صوامع جمع صومعة وهي البناء المرتفع المحدب الاعلى و
زنها فوعلة كدحرجة وهي متعبد الرهبان (سمین) لـه ابن ابی حاتم وابن مردویہ ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے کہ جو مکہ سے مدینہ کو ناحق نکالے گئے۔ وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ہین
(در)۔ بیضاوی نے لکھا کہ وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہین کہ جنکو مشرکین
ایذا دیتے تھے اور وہ آنحضرت کے حضور اقدس مین اس حالت سے حاضر ہوتے کہ کسیکا سر زخمی ہوا اور
کسیکو کہین چوٹ آئی۔ سرکار ملاحظہ فرماکر فرماتے کہ صبر کرو کیونکہ مجھے ابھی قتال کا حکم نہین ہوا۔ جب آپ نے ہجرت
فرمائی تو اجازت قتال نازل ہوئی۔ ـه جہاد ایسے وقت مین شروع ہوا کہ جب کفار مکہ نے عہد کر لیا تھا کہ جہانتک ممکن ہو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو تکلیف دینے مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھین ابولہب کی عورت آپکے رستہ مین کانٹے بکھیر دیتی

وہ لوگ ہین جو ناحق اپنے گھرون سے نکالے گئے صرف اتنی بات پر کہ وہ کہتے تھے ہمارا پروردگار
اللہ ہے اور اگر اللہ لوگون کو ایک دوسرے کے ہاتھ سے دفع کرتا تو ضرور راہبون کے خلوت خانے
اور نصاریٰ کے معبد اور یہود کے معبد اور (مسلمانون کی) مسجدین جس مین اللہ کا نام کثرت
سے لیا جاتا ہے۔ (یہ سب) گرا دئے جاتے۔ جو اللہ کی مدد کریگا اللہ (بھی) ضرور اُسکی مدد کرے گا۔
بے شک اللہ قوی غالب ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ ہمیشہ فاسقون اور کافرون کے فتنہ وفساد کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۳۶) کافرون نے طائف مین اسقدر پتھر کنکر مارے کہ آپکے مبارک ٹخنے اور اقدام شریف
زخمی کر دئے۔ ایکدفعہ سجدہ کی حالت مین آپ کی پشت مبارک پر اونٹ کی اوجھڑی ڈالدی۔ ساحر وشاعر۔ کاذب
ومجنون اور ہر طرحکے لعن وطعن سے پیش آتے۔ صحابہ کے ساتھ یہ سلوک کرتے کہ کسیکو مشکین باندھکر مارتے۔ کسی کو جلتی
ریت مین ہوکا پیاسا لٹا دیتے اور بھاری پتھر چھاتی پر رکھدیتے۔ حضرت بلال وحضرت عمار وصہیب وغیرہم رضی اللہ
عنہم کا یہی حال ہوا۔ حضرت عمار کی والدہ کو جس عذاب سے مارا ہے اُسکے لکھنے سے قلم کو لرزہ ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم وہان تشریف لاکر فرماتے صَبْرًا يَا آلَ يَاسِرٍ فَإِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْجَنَّةُ۔ یعنے یاسر کے لوگ صبر کرو تمھاری
وعدہ گاہ جنت ہی۔ جب اُس مہربان وشفیق رسول نے صحابہ کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا میرا جو حال ہو سو ہو۔ اب تم مین سے جسکا جی
چاہے مکہ چھوڑکر نکل جائے اور اپنی جان بچائے۔ چنانچہ کچھ لوگ حبشہ کو گئے۔ اور کچھ مدینہ طیبہ کو گئے۔ کافرون نے تین سال تک
شعب ابی طالب کا محاصرہ کرکے خوب تکلیف دی۔ خرید فروخت نکاح رشتہ جاری مسلمانون سے سب موقوف کر دیا۔ انجام کار
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مدینہ کو ہجرت فرمائی۔ پھر بھی کافر چپ نہ رہے۔ وہ بے بس مسلمان جو ہجرت نہین کر سکتے تھے
اور مکہ مین پیچھے رہ گئے تھے۔ اُن پر سخت جور وستم کرتے۔ اور پوشیدہ طور پر مسلمانون پر حملہ کی تیاری کرنے لگے چنانچہ اللہ تعالےٰ
فرماتا ہے وَهُمْ بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ۔ یعنے کفار ہی نے تم سے پہلے ابتدا کی۔ مسلمانون کا ارادہ ہرگز لڑنے کا نہین تھا۔ اگر
اب بھی مسلمان نہ لڑتے اور اپنے بچاؤ پر آمادہ نہ ہوتے پھر اُنکا کہین پتہ نہیں لگتا۔ اب عقل انسانی بھی یہی تقاضا تھا کہ اپنی حفاظت

خدا پرستون کے ہاتھ سے مٹاتا رہا اگر ایسا نہ کرتا تو اگلے انبیا اور اس خاتم الانبیا کے عبادت خانے
کسطرح باقی رہتے جب ہر ایک زمانے مین یہی مصلحت جاری رہی ہے تو پھر اس زمانے کا
مقتضے بھی یہی ہے کہ مسجدونکی نگہداشت کیجائے جس طرح قبل نسخ و تحریف ان عبادتگاہونکی
حفاظت کیجاتی تھی۔ اب ناصرینِ دین کے چند اوصاف بیان فرماتا ہے اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ
فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ
وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ وہ (مظلوم) کہ اگر ہم انکو زمین مین قدرت دیدین (یعنی حاکم بنا دین)
تو نماز قایم رکھین اور زکوۃ دین اور نیک کام کا حکم کرین اور بُرے کام سے منع کرین۔ اور ہر
کام کا انجام اللہ ہی کے اختیار ہی۔ چنانچہ حسب ارشادِ خداوندی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
خلفاءِ اربعہ رضی اللہ عنہم کو فتح نصیب ہوی۔ اور انہون نے وہ ساری عمدہ باتین کر دکھائین تو
پھر ایسے خلفاءِ کرام کو ظالم و غاصب کہنا اور انکو سب و شتم سے یاد کرنا (جسطرح خارجیون اور
رافضیونکا مذہب ہی) گویا کلام الٰہی کو جھٹلانا ہے اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تسلّی دیتا ہے
کہ گو اسوقت مین آپ اور آپکے اصحاب مظلوم ہین۔ لیکن قریب ہین خانۂ ظالم خراب ہوتا ہی جسکی لئے
گذشتہ نظیرین موجود ہین۔ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ۝

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۳۹) کے لئے آمادہ ہو تو ایسے ہی وقت مین اللہ تعالےٰ نے جہاد کی اجازت دی۔ ورنہ اس کے
پہلے تو بار ہا صحابہ نے تکلیفین سہین اذیتین اٹھائین اور حضرت ع سے لڑائی کی اجازت بھی چاہی لیکن آپ یہی فرماتے رہے کہ مجھے ابھی حکم
نہین ملا چنانچہ کتب سِیر مین یہ سب واقعات مذکور ہین ۱۲ لہ چنانچہ ایک جگہ فرمایا كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ

وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ۝ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ
لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ
فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ۝ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ
فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَاۤ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ
وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۝ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ
وَعْدَهٗ ؕ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ
لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝ اور (اے نبی کریم) اگر انھون نے تمھین جھٹلایا تو
اُن سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم جھٹلا چکی ہے۔ اور مدین کے رہنے والے
(بھی یعنے ہر ایک قوم نے اپنے نبی کو جھٹلایا) اور موسٰی سے جھٹلائے گئے ہین تو مین نے کافرون کو

نکیر۔ التنکیر مصدر ای انکاری علیہم - ویاء الضمیر المضاف الیہا محذوفۃ وھو من نکرت
وانکرت علیہ اذا فعلت فعلا یردعہ (خفاجی) فھی خاویۃ علیٰ عروشہا - قال الضحاک خواؤھا
خرابہا۔ وعروشہا سقوفہا من قتادۃ خاویۃ قال خربۃ لیس فیہا احد (ابن جریر) وبئر معطلۃ
قال ابن عباس التی قد ترکت وقال غیرہ لا اھل لہا (ابن جریر) اور بئر معطوف قریہ پر ہی یعنے بہت سی باولیان
جہان لوگون کا مجمع ہوتا تھا اب اُس سے کوئی بھی پانی نہین لینے آتا کیونکہ وہ لوگ سب ہلاک ہوگئے - مشید مرفوع من الشاد ای بنیا عالیا اذا
رفعہ او معناہ مبنی بالشید بالکسر وھو الجص فھو مبنی بہ (خفاجی) عکرمہ و مجاہد و سعید بن جبیر اسکی تفسیر مجصص یعنے گچ کی ہوئی
اور ضحاک و قتادہ بلند کہتے ہین (ابن جریر) یہ سب اقوال باہم قریب قریب ہین یعنے وہ مکان گچ کی ہوئی بلند خالی پڑے ہین - اور جب غیر آلات تو استحکام کچھ بھی
کام نہ آیا قائمہا - الضمیر للقصۃ یعنی انہ ضمیر شان مفسر بالجملۃ ثم بین بالمختار القصۃ فانہ یجوز تذکیرہ وتأنیثہ (خفاجی)
الصدور - صدور کا ذکر تاکید کیلئے ہی یعنے یہ آنکھونکا اندھا پن نہین ہو بلکہ اندھا پن وہی ہی جو دلکی بینائی جاتی رہی اگر یہ قوت باقی موجود ہو خلیقہا سنی مولا عوض
کرا ہی سے تیر البصیر نام بصیر ہی مری گم + مجھ بخبر کا تو ہی خبر دار ہو گیا + المصیر - الف لام مضاف الیہ کے عوض ہی یعنی مرجع الجمیع - لہ یہان قوم ہوسکے

فَكَاَيِّنْ
ابن کثیر بعد کاف الف اور بعد الف ہمزہ مکسورہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ صاحب تیسیر نے فرمایا حیث وقع یعنے قاعدہ کلیہ ہے۔ ۱۲

اَهْلَكْتُهَا
بصری بعد کاف تاء متکلم مضموم بے الف کے بصیغہ واحد متکلم بغرض تعظیم پڑھتے ہیں۔

يَعُدُّوْنَ
مکی و حمزہ و کسائی ساتھ یا تحتیہ کے بصیغہ غائب کیونکہ یستعجلونک بھی غائب ہے اور دوسری قرارت پر التفات ہے۔ ۱۲

ع ۱۰
۱۳

ڈھیل دی پھر انکو پکڑ لیا۔ تو میری سزا کیسی تھی۔ غرض بہت سی بستیان کہ جنکو ہم نے ہلاک کردیا
اور وہ نافرمان تھین اب وہ (ایسی اجڑی ہین کہ انکی دیوارین) اپنی چھتون پر گر پڑی ہین اور
کتنے کنوین بیکار پڑے اور کتنے بلند محل (ویران پڑے ہین) پھر کیا یہ لوگ ملک مین پھر کر دیکھتے نہین
(عبرت کی نظر سے سیر کرتے تو) اون کے دل ایسے ہوتے کہ اُن سے سمجھتے یا ایسے کان (ہوتے) کہ
جنسے وہ سنتے۔ (بات یہ ہی) کہ کچھ آنکھین اندھی نہین ہوا کرتین لیکن دل جو سینون مین ہین وہ اندھے
ہو جایا کرتے ہین۔ اور (اے نبی) یہ لوگ تم سے عذاب کی جلدی مچاتے ہین اور اللہ کبھی اپنا وعدہ
خلاف نہ کریگا۔ اور بے شک تمھارے رب کے نزدیک تمھاری گنتی کے مطابق ہزار برس کے برابر
ایک دن ہے۔ اور بہت سی بستیان ہین کہ مین نے انکو ڈھیل دی اور وہ نافرمان تھین پھر
مین نے انکو پکڑ لیا اور میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہی۔ یعنے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافرون کو عذاب سے ڈراتے
تھے تو کافر قرآن شریف کو اور آپکو جھٹلاتے۔ اور عذاب کے آنے مین جلدی مچاتے۔ اللہ تعالے
اُن کے جواب مین فرماتا ہے کہ اللہ اپنے وعدہ کا خلاف نہین کرتا۔ یعنی قیامت کا برپا کرنا اور دوستونکے
عمل کی مدد اور اپنے دشمنون سے انتقام (چنانچہ بدر کی لڑائی مین وہ وعدہ پورا ہوا اور سرکش سرکش کفار
قتل کئے گئے۔) لیکن اسلئے جلدی نہین کرتا اور ڈھیل دیتا ہے کہ اللہ کے پاس قیامت کے ایام مین کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۱) نہین فرمایا۔ کیونکہ آپکی قوم بنی اسرائیل تھی اور انہون نے آپکو نہ جھٹلایا تھا۔ بلکہ آپکے جھٹلانے
والے فرعون اور اسکی قوم تھی جو قبطی تھے ۱۲ سلہ یعنے تم لوگ غور کر کے اگلی امتون کو دیکھو تاکہ تم کو عبرت حاصل ہو اور فنائے
دنیا اور وحدانیت الٰہی ثابت ہو۔ سلہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ یہ اندازہ حساب روز قیامت کا ہے جو

ایک دن تمھاری گنتی کے مطابق ہزار برس کے برابر ہے۔ کیونکہ اس کے لحاظ کرتے یہ وعدہ کچھ
بھی دور نہین بلکہ تمھارے لحاظ سے دور ہی اسی لئے وہ عذاب مین جلدی نہین کرتا کیونکہ اسکی
مدت پر عذاب آہی جائیگا۔ پھر فرمایا کہ مین نے بہت سی بستیون کو مہلت دی حالانکہ وہ مشرک
اور میرے حکم کے مخالف تھے۔ لیکن مین نے جلدی سے اُن پر عذاب نازل نہ کیا۔ پھر بعد مدت مین نے
انکو پکڑ لیا۔ اور دنیا ہی مین عذاب نازل کیا۔ اور بعد ہلاک ہونیکے بھی انکا مرجع میری ہی جانب تھا۔
پھر اسطرح انکو عذاب ہوگا جسکی انتہا ہی نہین۔ تو اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو تمکو جھٹلاتے ہین اُنکو بھی دونون
جہان مین عذاب ہونے والا ہے۔ اگرچہ مین نے فی الحال ایک مدت معین تک مہلت دے رکھی ہے
جب کافر تعجیل عذاب کے طالب تھے تو حضرت کو حکم ہوتا ہے کہ تم کہدو کہ مین منذر ہون یعنے ڈرانا
میرا کام ہے اور مختاری تو اسی کے لئے ہے جو وہ چاہے سو کرے لیکن اسکی فکر کرو کہ تمھاری جیسی کرنی
ویسی بھرنی ہوگی جسطرح لوگون کو خبردار کرنے کے لئے حضرؑ کو فرماتا ہے۔ قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ
اِنَّمَآ اَنَا لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۚ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲) جو ہزار سال کا ہوگا (ابن جریر) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ فقراء مسلمین باندازہ نصف
یوم اغنیاء سے پہلے جنت مین جائین گے۔ راوی نے پوچھا کہ نصف یوم کیا ہے۔ فرمایا کیا تم قرآن نہین پڑھتے۔ مین نے کہا
ہان۔ فرمایا وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (ابن جریر) ابن کثیر کہتے ہین کہ ترمذی اور نسائی نے بھی اسکو
روایت کی اور ترمذی نے کہا کہ وہ حسن صحیح ہے۔ مجاہد و عکرمہ سے بھی اسی طرح مروی ہے (ابن جریر) سلہ چنانچہ ایک جا فرمایا:
اِنَّھُمْ یَرَوْنَهٗ بَعِیْدًا وَّنَرٰىهُ قَرِیْبًا یعنی وہ اسکو دور سمجھتے ہین اور ہم اسکو قریب جانتے ہین ۱۲ رزق کریم قال ابن جریج الجنۃ (ابن جریر)

وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ٥ (اے نبی کریم) کہدو اے لوگو

مین تمکو صاف صاف ڈرسنانے والا ہون۔ پھر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اُن کیلئے

بخشش اور عزت کی روزی ہے۔ اور جنھون نے ہماری آیتون کے ہرانے مین کوشش کی وہی

دوزخی ہین۔ مولانا مثنوی مین فرماتے ہین ؎

ہر کہ بر شمع خدا آرد تفو۔	شمع کے میرد بسوزد پوز او
کے شود دریا ز پوزِ سگ نجس	کے شود خورشید از پف منطمس

غرض یہ کہ انبیاء کرام علیہم السلام یا اُن کے وارث علماء و عرفاء عظام سے جو شخص کینہ و عداوت رکھیگا اور اُن کے اقوال کو رد کریگا وہ خود ہی دنیا مین آتش حسد سے اور آخرت مین نار جہنم مین جلیگا۔ بعضون نے کہا کہ علماء ربانیین کے وہی لوگ منکر ہوے جنکی عقلون مین فتور اور فہم مین قصور تھا۔ کیونکہ اُن کے علوم کشف و مشاہدہ پر مبنی ہین۔ دوسرون کے علوم فکر و قیاس پر۔ اُنکا ابتدائی طریقہ تقوے اور نیک عمل ہے۔ دوسرونکا طریقہ ابتدائی مطالعہ کتب اور مخلوق سے اپنے امور کے اصلاح مین استمداد

معاجزین۔ قال ابن عباس مشاقین۔ قال قتادة کذبوا بآیات اللہ فظنوا انھم یعجزون اللہ ولن یعجزہ ۔ عن قتادة مثلہ۔ اللہ کی آیتون کو ہرانے یعنے اس کے گناہ کرنا اور آپ کے خلاف حکم چلنا اور لوگون کو خدا پر ایمان لانے اور نبی کریم کی اتباع سے روکنا اور یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم حضرت پر غالب آجائین گے اور آپکو عاجز کردین گے۔ (حالانکہ آپکی نصرت و مدد کا ذمہ دار تو اللہ تھا) تو گویا یہ خدا کو عاجز کرنا ہی (ابن جریر) سلہ عبد الرزاق و ابن منذر و ابن ابی حاتم قتادہ سے یعنی وہ لوگ جنھون نے اللہ کی آیتونکو جھٹلایا اور گمان کیا کہ وہ اللہ کو عاجز کردینگے اور وہ اُسکو ہرگز عاجز نہین کر سکتے (در)

مُعٰجِزِيْنَ ابو بکر و عمر و بے الاول ساتھ تشدید جیم کے تفعیل سے مجاہد کہتے ہین اس کے معنے مثبطین ہین یعنے لوگون کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے روکتے ہین۔ دونون قراءتون کے معنی قریب قریب ہین ۱۲

سگ گرد اگرد دہان حیوانات (برہان قاطع)

اُن کے علوم کی نہایت وصول مشاہدہ الٰہی غیرون کے علوم کی غایت نام و جاہ اور وظایف و مناصب دنیوی ہے۔ اگر طریقہ ہے تو انھین پیشواؤن اور اماموں کا طریقہ ہے جب یہ بات ظاہر ہوی کہ یہ سارے شبہات کفار کے بسبب وساوس شیطانی کے ہین تو اسی لئے اُسپر عطف کرکے

حضرت رسول کریم کو اسطرح تسلی دیتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ

من رسول ولا نبی۔ ابن منذر و ابن ابی حاتم مجاہد سے کہ نبی وہ ہے جو کلام کرے اور جس پر وحی نازل ہو۔ لیکن وہ بھیجا نجائے (در) رسول وہ نبی ہے جسکو تبلیغ کا امر ہو تو نبی رسول سے عام ہے۔ یعنے ہر رسول نبی ہے۔ اور ہر نبی رسول نہین۔ ابن حبان و حاکم نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ انبیاء علیہم السلام کتنے ہین آپ نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ عرض کیا گیا کہ اُن مین سے رسول کتنے ہین۔ فرمایا تین سو تیرہ جماعت کثیر۔ اس حدیث کی سند مین ضعف ہے گو متابعت سے اوسکا جبر بھی ہوا۔ لیکن چونکہ عقاید کی بنا قطعیات پر ہوتی ہے اسی لئے تعیین انبیاء کرام کو محققین روا نہین رکھتے۔ تمنی۔ تمنی کے لغت مین دو معنے ہین۔ ایک دلی آرزو۔ دوسرے قرارت۔ اور اسی طرح اُمنیہ کے بھی دو معنے ہوے۔ قرات یا خاطر۔ یعنے جب رسول یا نبی نے اللہ تعالے کا حکم و کلام اپنی قوم پر تلاوت کیا۔ یا قلبی قصد سے آرزو کی اور چاہا کہ یہ لوگ اللہ تعالے کی رسالت کو قبول کرین تو اُس پیغمبر کے اُس قرارت یا ہمت قلبی و اثر ڈالنے کے برابر ہی شیطان نے القا کیا۔ تو ازلی کافرون نے القاء شیطانی کو قبول کیا اور پیغمبر کا قول رد کردیا چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰۗـــِٕــهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ یعنے البتہ شیاطین اپنے اولیا کو القا کرتے ہین تاکہ وہ تم سے مقابلہ اور جھگڑا کرین۔ چنانچہ یہ کفار تقدیر و مشیت کے آیات کے مقابلہ مین کہتے و لَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَاۗؤُنَا۔ یعنے اللہ تعالے چاہتا تو نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادے شرک کرتے۔ چنانچہ اس زمانہ مین بھی ملحد و نیچر قرآن پاک مین وہمی شیطانی سے باطل تاویلات کرکے چاہتے ہین کہ اللہ تعالے کے نور کو مٹا دین۔ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ الخ یہان انخ سے

یعنی دوستون کے دلون مین

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۙ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ

قصۂ غرانیق

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۴۵) مراد نسخِ لغوی ہے یعنے جو شیطان القا کرتا ہے اللہ تعالےٰ اُسکو مٹا دیتا ہے (نسخ شرعی نہین جو احکام مین مستعمل ہو) پھر اللہ تعالےٰ اپنی آیات کو محکم کر دیتا ہے یعنے جو مخلوق کہ اپنے رب کی بندگی اور حق چاہتی ہے اُس سے القاء شیطانی کو دور کرکے وحیِ الٰہی کو قائم و محکم کر دیتا ہے غرض جو لوگ اہلِ جنت ہین اُن کے دلونمین وحیِ رسولِ کریم جم جاتی ہے اور القاء شیطانی نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ اور جو لوگ اہلِ دوزخ ہین ان کے دلمین القاءِ شیطانی جم جاتا ہے اور وحیِ رسالت کو اُن کے دل قبول نہین کرتے ابن کثیر نے اس آیت کی شانِ نزول مین اسطرح بیان کیا کہ ابن ابی حاتم نے محمد بن اسحق کیوجہ سے ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ سے روایت کی کہ سورۂ والنجم نازل ہوی اور مشرکین کہا کرتے کہ اگر یہ شخص ہمارے معبودون کو کچھ بھلائی سے ذکر کرتا تو ہم اُسکو اور اُسکے اصحاب کو رہنے دیتے ولیکن وہ ہمارے مخالفین یہود و نصاریٰ کو اس بدی سے ذکر نہین کرتا جسقدر بدگوئی و برائی کے ساتھ ہمارے الٰہہ کو ذکر کرتا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ مشرکین آپکی تکذیب کرتے اور آپ کے اصحاب کو اذیت دیتے اور مشرکون کے اصرارِ شرک و اذیت نے آپ کو غمگین کر دیا تھا اور آپ اُونکی ہدایت کی تمنا کرتے تھے پس جب اللہ تعالےٰ نے سورۂ والنجم نازل فرمایا تو آپ نے مسجد مین اُسکو پڑھا جب اس آیت پر پہونچے اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى۔ تو یہان شیطان نے چند کلمات القا کئے جہان اللہ تعالےٰ نے طواغیت کا ذکر فرمایا ہے اور وہ یہ ہین تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى۔ یعنے یہ بت شہباز بلند پرواز ہین اور انکی شفاعت کی امید ضروری ہے۔ یہ کلمات شیطان کے سجع کے تھے جس سے کافرون کے حق مین فتنہ تھا پس یہ دونون کلمے ہر مشرک کے دل مین پڑے اور اُنکی زبانون پر جاری ہوئے اور وہ اس سے بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ اب محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے باپ دادون اور اپنی قوم کے دین کی طرف رجوع لایا ہے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آخر نجم پر پہونچے تو آیت سجدہ پر آپ نے سجدہ کیا اور جو مسلمان و مشرک وہان حاضر تھے سب نے سجدہ کیا سوائے اتنی بات کے کہ ولید بن المغیرہ ایک بوڑھا آدمی تھا اُس نے ایک مٹھی سنگریزہ اُٹھا کر اُنپر سجدہ کر لیا پھر دونو فریق نے رسول اللہ کے

وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ۙ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۴۶) سجدہ کی موافقت مین اپنی جماعت کے سجدہ سے عجب کیا پس مسلمانون کو تو یہ عجب ہوا کہ مشرکون نے بدون ایمان و یقین کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدہ کیا اور مسلمانون نے وہ کلمات تو سنے نہ تھے جو شیطان نے مشرکون کے کانون مین القا کئے تھے اور جس سے مشرکون کے دل مطمئن ہوے تھے۔ جبکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اُمنیہ یعنی قرأت مین شیطان نے وہ کلمات القا کئے تھے اور مشرکون کے دلونمین شیطان نے یہی ڈالا تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو پڑھا ہے پس مشرکون نے اپنے معبودون کی تعظیم کیواسطے سجدہ کیا تھا اور یہ کلمات شایع ہوے اور شیطان نے خوب ظاہر کیا یہانتک کہ یہ خبر ملکِ حبشہ تک پہونچی اور وہان عثمان بن مظعون اور اُن کے اصحاب ہجرت کئے ہوے تھے اور وہان خبر کے موافق باتین ہوئین کہ اہلِ مکہ سب کے سب مسلمان ہوگئے اور انہون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور یہ بھی خبر پہونچی کہ ولید بن المغیرہ نے ایک مٹھی خاک پر سجدہ کیا اور انکو بیان سے معلوم ہوا کہ مکہ مین مسلمانون کے واسطے امن ہے پس وہ لوگ بھی وہان سے جلدی روانہ ہوے کہ مکہ ہمکو محبوب ہے اور یہان اس آیت کو نازل کرکے القاءِ شیطانی کو نسخ کیا اور مٹا دیا تھا اور اپنی آیات کو محکم کر دیا تھا۔ چنانچہ فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ الآیۃ پس جبکہ اللہ تعالےٰ نے اپنے حکم کو ظاہر کر دیا اور سجعِ شیطانی سے اُسکو پاک کیا تو مشرکین اپنی پہلی عداوت و گمراہی پر پلٹے اور مسلمانون پر سختی کرنے لگے۔" بہت سے مفسرین نے اس قصۂ غرانیق کو یہان ذکر کیا۔ لیکن اس قصہ کے تمام طرق مرسل ہین اور مین نے کسی وجہ صحیح سے انکو مسند نہین دیکھا۔ بغوی نے بھی اپنی تفسیر مین اس مجموعہ کو ذکر کرکے اعتراض کیا ہے کہ باوجودِ عصمت سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ کیسطرح ہو سکتا ہے۔ اور پھر اسکے بہت سے جوابات لوگون سے نقل فرمائے ہین اُن مین عمدہ جواب یہ ہے کہ شیطان نے مشرکون کے کان مین اسیطرح ڈالدیا اور انکو وہم ہوا کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے اسطرح صادر ہوا حالانکہ فی نفسہٖ یہ بات نہ تھی بلکہ وہ فعلِ شیطانی تھا متکلمین نے بھی بتقدیر صحت اس قصہ کے اقسام کے جوابات دئے ہین الخ بخاری مین ہے کہ "نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سورۂ والنجم پڑھا اور مسلمان و مشرک و جن و انس سبھون نے سجدہ کیا لیکن اس مین حدیثِ غرانیق نہین ہے" غرانیق جمع

فتخبت له قلوبهم وان الله لهاد الذين امنوا الى صراط مستقيم ﴿۵۴﴾ (اے نبی کریم) ہمنے

تم سے پہلے کوئی بھی ایسا رسول نہین بھیجا اور نہ کوئی نبی مگر (انکو یہ پیش آیا) کہ جب انہون نے کچھ

تمنا کی تو شیطان نے انکی تمنا مین کچھ ڈالدیا۔ تو جو شیطان ڈالدیتا ہے اللہ اسکو مٹا دیتا ہے پھر اللہ ا

آیتون کو مضبوط کرتا ہی۔ اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہی۔ تاکہ اللہ اسکو جو شیطان ڈالتا ہی

پڑہا قرأت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۷۷) غرنوق مانند زنبور یا فردوس کے ہے۔ پانی کا سفید جانور معروف ہے اور بعضے کہتے ہین کہ کالا شل کرکی ہے۔ اور بعضے کرکی کہتے ہین۔ مجازًا خوبصورت جوان کو کہتے ہین یہان اس سے مراد اصنام ہین کیونکہ ان کے زعم مین وہ اللہ کے پاس مقرب اور شفاعت کرتے ہین اسلئے ادن جانورون سے تشابہت دیگئی جو آسمان پر بلند ہوتے ہیز (خفاجی) لیکن صحیح سبب مشرکون کے سجدہ کرنے کا یہ ہے کہ جب انہون نے ذکر لات وعزے سنا تو وہم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بتون کی تعریف کی چنانچہ شہر شوال سن پانچ مین بعثت کے مہاجرین حبشہ بھی پلٹ کر آئے اور بعضے کہتے ہین کہ شیطان نے ان کے کان مین اسطرح ڈالا۔ اور اس قصہ کو بعض مفسرین ومحدثین ثابت کرتے ہین۔ بعضے نفی کرتے ہین اور کہتے ہین یہ ہوا قصہ ہے جسکی کچھ بھی اصل نہین۔ اور ان تمام احادیث پر طعن کرتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ سجدہ کرنیکا سبب صرف انکا وہم تھا کہ ان کے معبودون کی مدح کیگئی۔ اور بفرض ثبوت القار شیطانی تھا نہ کلام نبوی۔ اور یہ کہا گیا کہ بعضی کافرون نے ہی درمیان مین قرأت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پڑہ دیا۔ کیونکہ آپ آیات پر توقف فرماتے تھے اور کافر وقت قرأت آنحضرت شور وغوغا مچاتے تھے تاکہ لوگ قرآن نہ سنین اور یہ سب اغواء شیطانی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی کافرون کا حال بیان فرمایا وقال الذين كفروا لا تسمعوا لهذا القرآن والغوا فيه لعلكم تغلبون۔ جب یہ بات ظاہر ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے آیت وما ارسلنا من قبلك الخ کو نازل فرمایا اب اسوقت آیت مین بھی کوئی اشکال نہین۔ ۱ھ (سیرت نبویہ)۔

انه الحق۔ قال ابن جريج يعني القران۔ (ابن جرير) اخرج عبد بن حميد وابن الانباري في المصاحف عن عمرو بن دينار قال كان ابن عباس يقرأ وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبي ولا محدث (در)

ان لوگونکی آزمایش کا ذریعہ گردانے کہ جن کے دلونمین مرض ہے اور جنکے دل سخت ہین۔ اور بیشک

ظالم پرلے درجہ کی مخالفت مین (پڑے) ہین۔ اور تاکہ جان لین وہ لوگ کہ جنکو علم دیا گیا ہے کہ وہ

(قرآن) برحق تمہارے پروردگار کی طرف سے ہی تو اسپر ایمان لے آئین اور ان کے دل اللہ کی آگے

عاجزی کرنے لگین اور مقرر اللہ ایمان والون کو سیدہی راہ کی جانب ہدایت کیا کرتا ہے۔ شیطان

اسی لئے مخلوق ہوا کہ انبیاء کرام واولیاء عظام کو آزمائے۔ تو ہر وقت ان کے عمدہ خیالات اور تلاوت وذکر مین اپنے وساوس وخیالات ڈالتا ہے۔ پھر ان کے ذکر کے انوار سے جل جاتا اور صولت اسرار سے ذلیل وخوار ہوجاتا ہے۔ اور اللہ تعالے اپنے انوار وآیات کو محکم فرماتا ہے فقیر کہتا ہے کہ ہمارے نبی سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی مستثنے ہین کیونکہ آپکا اثر اپنے جن پر اسطرح پڑا کہ وہ بھی بھلائی کی بات عرض کرنے لگا صحیح مسلم مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم مین سے کوئی ایسا نہین مگر ہمزاد اس کے ایک ہمنشین اسکا جنون سے اور ایک ہمنشین اسکا فرشتون سے معین کیا گیا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ آپ کے لئے بھی یارسول اللہ۔ فرمایا ہان میرے لئے بھی لیکن اللہ نے مجھے اس پر مدد دی وہ مطیع یا مسلمان ہوگیا (اسی لئے) وہ بھلائی کے ساتھ مجکو حکم کرتا ہے۔" افسوس ہے ان نئے مترجمون اور بدعقیدہ ونیچریہ امسی آیت کی شرح مین

ل۱ ہوائس۔ ۲ مشکوٰۃ باب الوسوسہ صفحہ ۔ ۳ یہ ترجمہ فاسلم کا ہے۔ تورپشتی نے فرمایا کہ میم مفتوح سے روایت آئی ہے اسلام سے مشتق ہے۔ اور میم مضموم سے بھی بصیغہ مضارع سلامت سے تو اسکا یہ ترجمہ ہوگا کہ مین سلامت رہتا ہون ترجم کہتا ہے کہ اسوقت مین غلایاء مرنی الانجیر کا فقرہ چسپان نہین ہوتا۔ واللہ اعلم۔

صاف صاف لکھدیا کہ شیطان کی آمیزش سے سردارِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے غلطی ہوجاتی تھی۔ سرکارِ عالم تو فرماتے ہین کہ شیطان میرا مطیع ہوگیا اور لَا يَأْمُرُنِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ۔ لیکن یہ سرکش بدعقیدہ مطیع نہین ہوتے اور حضرت کی محبت ان کے دلون مین نہین آتی۔ جنکی شان وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى ہو۔ اُن پر شیطان کس طرح مسلط ہوسکتا ہے ؎

لَاحَوْلَ وَلَا کیون نہ پڑہین نام پہ اُسکے	ہے فرقۂ وہابیہ شیطان مدینہ

نجدی دُنیا کے بندے وہ بھی تابیر نخل کا قصہ بیان کرکے حضرت سے غلطی کو ثابت کرتے ہین۔ لیکن علما نے اُسی حدیث کی شرح مین لکھا کہ یہ بھی ایک امتحان تھا۔ اگر دوسرے سال بھی صحابہ تابیر کرتے تو بے تابیر کے کھجور کے جھاڑ پھلتے۔ چنانچہ ان علما کے قول کا مؤید خود سرکارِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وسماعت کرو۔ ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اُنکے لئے ایک بکری ہدیہ بھیجی گئی۔ تو انہون نے اُسکو ہانڈی مین ڈالا۔ (یعنے پکانیکے لئے) تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اے ابورافع یہ کیا ہے عرض کیا اے رسول خدا ایک بکری میرے لئے تحفہ بھیجی گئی تھی مین نے اُسکو ہانڈی مین پکایا۔ حضرت نے فرمایا اے ابورافع مجکو اُسکا ہاتھ دے۔ مین نے آنحضرت کو ایک ہاتھ دیا۔

[1] اور (نبی کریم) اپنی خواہش سے نہین بات کرتے ہین۔ وہ گویائی صرف وحی ہے کہ وحی کیجاتی ہے۔ علما نے اسی سبب سے کہا کہ وحی کے دو قسم ہین (۱) وحی جلی یعنے قرآن مجید۔ (۲) وحی خفی یعنے حدیث شریف۔ ۱۲
[2] تابیر کھجور کا جو نر جھاڑ ہو اس کے پھول لیکر مادہ مین ڈالنا۔ [3] مشکوٰۃ باب مایوجب الوضوء صفحہ ۳۳ امام احمد دارمی سے۔ ۱۲

پھر فرمایا کہ دوسرا ہاتھ دے۔ مین نے دوسرا ہاتھ بھی دیا۔ پھر فرمایا اور مجکو ہاتھ دے۔ عرض کیا اے رسول خدا کہ بکری کو دو ہی ہاتھ ہوتے ہین (دونون تو دے ہی چکا اور کہان سے لاؤن) حضرت اُن سے مخاطب ہوکے فرماتے ہین۔ اَمَا اِنَّكَ لَوْ سَكَتَّ لَنَاوَلْتَنِیْ ذِرَاعًا فَذِرَاعًا مَا سَكَتَّ یعنے خبردار ہو بے شک اگر تو چپ رہتا تو مجکو ہاتھ پھر ہاتھ دیتا جاتا جبتک کہ تو چپکا رہتا الخ۔ اسیطرح نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا نماز مین سجدۂ سہو کرنا بطورِ تشریع تھا (یعنے اُمت کو طریقہ سہو سکھلانا تھا) بعض مشایخ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین سجدۂ سہو سجدۂ شکر ہے۔ صوفیہ کرام فرماتے ہین کہ سَهْوُنَا مِنَ الْاَعْلٰى اِلَى الْاَدْنٰى۔ یعنے ہمارا سہو برتر سے (یعنے نماز سے) کمتر کی طرف ہے وَسَهْوُهٗ مِنَ الْاَدْنٰى اِلَى الْاَعْلٰى اور آپکا سہو کمتر سے برتر کی جانب ہے۔ یعنے نماز سے بھی جو شے اعلے ہے (یعنے مشاہدۂ حق) اُسطرف متوجہ ہونے سے نماز مین سہو ہوتا ہے۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

یَا سَائِلِیْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ كَيْفَ سَهَا [1]	وَالسَّهْوُ مِنْ كُلِّ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهِیْ
قَدْ غَابَ عَنْ كُلِّ شَیْءٍ سِرُّهٗ فَسَهَا	عَمَّا سِوَى اللّٰهِ فَالتَّعْظِيْمُ لِلّٰهِ

[3] وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِیْ فِی الصَّلٰوةِ سے معلوم ہوا کہ آنکھون کی ٹھنڈک کوئی اور شے ہے جس کا محل نماز ہے حق تو یہ ہے کہ آپ کی ذات مقدس اور صفاتِ عالی تک ہماری عقل کی رسائی ممکن نہین صرف

[1] خفاجی نے کہا مجھ سے سوال کرنے والے آنحضرت کے سہو سے کہ آپ نے کسطرح بھولا۔ اور سہو تو اسی کو ہوتا ہے جسکا دل غافل ہو۔ (اُسکا جواب یہ ہے کہ آپ سوائے خدا کے ہر شے سے غائب ہوگئے اس لئے سہو ہوا۔ تو حقیقت مین یہ تعظیم الٰہی ہے سہو نہین۔ [3] امام احمد ونسائی۔ ۱۲

اسیقدر کہہ کے چپ رہنا اچھا ہے سہ

جز خدا نشناخت کس قدر تو ز انکہ	کس خدا را ہمچو تو نشناختہ

بعد بیان ہدایت اہل اسلام ضلالت کفار ذکر فرماتا ہے۔ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيمٍ ۝ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ اور کافر تو ہمیشہ قرآن[1] کی طرف سے شک ہی مین پڑے رہینگے یہانتک کہ قیامت[2] آجاے یا ان کو ناپید[3] دن کا عذاب آلیوے (یعنے اُسدن انکا نشان باقی نہ رہے) اس دن اللہ ہی کی حکومت[4] ہی وہ لوگون مین فیصلہ کر دیگا۔ تو جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ نعمت کے باغون مین ہونگے۔ اور جنھون نے کفر کیا اور ہماری آیتون کو جھٹلایا تو وہی ہین

[1] عن ابن جریج قال من القرآن (ابن جریر) [2] قیامت صغرے یعنے موت یا کبرے۔ [3] عذاب یوم عقیم مجاہد نے کہا بدر کا دن ہے۔ ابن جریج نے کہا کہ (بدر کے دن) رات تک اونکو مہلت نہین دی گئی (تو اُن کے حق مین وہ عقیم یعنے بانجھ ہوگیا۔ (ابن جریر) بانجھ اسلئے کہتے ہین کہ روز بدر کفار کو کسی قسم کی بھلائی نہین ہوئی جسطرح ریح عقیم جو بار آور نہ ہو اوسمین کسی قسم کا نفع نہو (سراج) ابن مردویہ اور ضیاء مختارہ مین ابن عباس سے عذاب یوم عقیم بدر کا دن ہے (در) عبید بن حمید و ابن منذر و ابن حاتم سعید بن جبیر سے کہ انہون نے کہا کہ وہ روز بدر ہے۔ (در) ابن جریر نے اسی کو اختیار کیا کہ وہ بدر کا دن ہی ضحاک سے مروی ہی کہ ایسے روز کا عذاب کہ جسکے بعد رات نہین ہی۔ عکرمہ نے کہا کہ وہ روز قیامت ہی جسکے بعد رات نہین ہے (ابن جریر) ابن کثیر نے اسیکو اختیار کیا۔ [4] یعنے قیامت کے دن کسیکو بادشاہی کا دعویٰ نہین رہیگا جسطرح آج دنیا مین دعوے کرتے ہین اسدن سلطنت صرف اسی اللہ کی ہی کوئی بھی اسکا دعویدار نہین وہی اپنی مخلوق مشرکین و مومنین مین فیصلہ کرے گا۔ ۱۲

جن کے لئے ذلت کا عذاب ہی۔ طبعی[1] کافرون کے دلمین ابلیس جو وسوسہ ڈالتا ہے کہ آپ نے قرآن بنالیا ہے وہ ہرگز نہین نکلیگا۔ یہانتک کہ دوسرا عالم اونپر کھلے۔ روایت ہی کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ اے میرے بیٹے اگر تمکو موت نے شک ہے تو نیند کو اپنے سے دفع کرو اور یہ تمسے ہرگز نہو سکے گا۔ اور اگر تمکو مرے بعد اُٹھنے مین شک ہے۔ تو جب تم سوجاتے ہو تو ہوشیاری نہ چاہو۔ اور بیداری کو روکو۔ اور یہ بھی تم سے نہ ہوسکیگا۔ جب تم اُسکو سوچوگے تو معلوم ہوجائیگا کہ تمھاری ذات دوسرے کی اختیار مین ہے تو نیند بجائے موت ہے۔ اور بیداری بجای بعث بعد موت۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا کہ روز قیامت ہماری ہی حکومت ہی اور مومنین کیلئے جنت ہے تو اوس کے بعد مہاجرین کے لئے وعدہ فرماتا ہے اور اونکی شان بڑہانے کے لئے خاص طور سے انکا ذکر فرماتا ہی۔ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝ لَيُدْخِلَنَّهُم مُّدْخَلًا يَرْضَوْنَهُ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ۝ ذَٰلِكَ ۖ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنصُرَنَّهُ اللَّهُ ۗ إِنَّ

لیرزقنہم اللہ۔ اگر لیرزقنھم سے جنت کا رزق مراد لین تو لیدخلنھم اس سے بدل ہے یہ کہ لیرزقنھم سے مراد عالم برزخ مین رزق پانا ہے۔ اور لیدخلنھم مستقل جملہ ہے۔ صاحب تفسیر کبیر کہتے ہین لیرزقنھم مین روزی کا بیان ہے اور لیدخلنھم مین مسکن کا۔ لینصرنہ اللہ۔ اخبار عن الغیب ہے اور جس طرح اللہ نے خبر دی وہی ہوکر رہا تو یہ معجزات سے ہے۔ مدخلا۔ اسم مکان یا مصدر میمی ہے۔ ومن عاقب۔ وانما سمی الابتداء بالعقاب الذی ھو الجزاء للازدواج ای للمشاکلۃ۔ ۱۲

نصیحت حضرت لقمان

[1] یہ فقرہ تو بلکل گزرنے کی ارادہ ہے
ہے عالم کی موتوں کا بیان

قُتِلُوا
ابن عامر نے ساتھ تشدید تاء کے

مُدْخَلًا
نافع نے ساتھ فتح میم کے

لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں وطن چھوڑے پھر مارے گئے یا مر گئے البتہ اللہ انکو ضرور عمدہ روزی دیگا۔ اور بے شک اللہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ البتہ انکو ایسی جگہ داخل کریگا (یعنی جنت میں)

بیان مہاجرین

مہاجرین کا بیان ہے کہ بعد ہجرت خواہ جہاد میں شہید ہوں یا اپنی موت سے مریں ہر حال میں انکو بڑا ثواب ہے۔ چنانچہ دوسری جا فرمایا وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ یعنے جو شخص اپنے گھر سے ہجرت کرکے اللہ تعالے اور اوس کے رسول کی طرف نکلا پھر اوسکو موت آگئی تو اسکا ثواب اللہ پر ثابت ہے۔ معلما فرماتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں وطن کا چھوڑنا عام ہے۔ جہاد میں۔ یا دار الکفر کے چھوڑنے میں۔ یا علم دین کے طلب کرنے میں یا حج کے لئے یا زیارت مدینہ طیبہ کے لئے کیونکہ و رسولہ آیت میں موجود ہے۔ لیکن ہر حال میں اچھی نیت شرط ہے صحیحین میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال تو نیت پر ہی موقوف ہیں اور ہر شخص کیلئے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔ تو جسکی ہجرت اللہ تعالے اور اوسکے رسول کی طرف ہو تو اوسکی ہجرت اللہ تعالے اور اوس کے رسول کی طرف ہے۔ اور جسکی ہجرت دنیا کی طرف کہ اوسکو حاصل کرے یا کسی عورت کے جانب کہ اوسکو نکاح میں لائے تو اوسکی ہجرت اوسی چیز کی طرف ہے جو اوسنے نیت کی ہے۔ ہجرت ابتداء اسلام میں خاص مدینہ طیبہ کی طرف فرض تھی کیونکہ اوسوقت دار اسلام سوائے مدینہ طیبہ کے کہین نہ تھا۔ بعد فتح مکہ معظمہ کے بحدیث لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وہ ہجرت منسوخ ہوگئی۔ یعنے اب وہ ہجرت نہیں رہی جس کے واسطے بڑا ثواب مخصوص تھا۔ لیکن ہجرت کا حکم قیامت تک باقی ہے یعنے دار کفر و حرب سے دار اسلام کو جانا۔ البتہ مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت افضل ہے۔ اسلئے کہ وہ دونون مقام ساری زمین سے افضل ہیں۔ اب رہے دار اسلام والے وہ ہجرت کا ثواب اسطرح پا سکتے ہیں کہ وہ اپنی نفس کی خواہشات چھوڑ دیں۔ اور اللہ کے لئے تقوے اختیار کریں۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل ہجرت یہ ہے کہ جو تیرے رب نے مکروہ رکھا ہے اوسکو چھوڑ دے (رواہ الامام احمد) بخاری کی حدیث میں ہے وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ یعنے مہاجر وہی ہے جس نے ہر ایسی چیز چھوڑ دی جس سے اللہ تعالے نے منع فرمایا ہے۔ غرض جس نے اپنے وطن ظاہری سے یا اپنے نفس کے دلخواہ مالوفہ سے ہجرت کی وہ اللہ کی راہ میں ہے۔ ۲ اخرج ابن ابی حاتم عن السدی فی قوله مدخلا يرضونه قال الجنة (در)

جسکو وہ پسند کرینگے۔ اور بے شک اللہ جاننے والا بردبار ہے۔ بات یہی ہے۔ اور جس نے بدلا لیا اسیقدر جتنا وہ ستایا گیا تھا پھر اوسپر (دوبارہ) زیادتی کی گئی تو اللہ ضرور اوسکی مدد کریگا۔ بے شک اللہ بخشنے والا معاف کرنے والا ہے۔ ظاہری مہاجرین تو معلوم ہیں اور باطنی مہاجرین وہ ہیں جو سوائے اللہ تعالے کے سب چیز سے ہجرت کر گئے اور اپنے وطن نفس سے مہاجرت اختیار کی پھر خواہ وہ تیغ محبت سے مقتول ہوئے یا غلبۂ شوق میں مردہ ہو گئے تو اللہ تعالے انکو رزق مشاہدہ اور دوام

۱ مقاتل بن حبان و ابن جریج نے کہا کہ نزول اس آیت کا اوس صحابہ کے لشکر کی شان میں ہے جو ایک گروہ مشرکون سے ماہ محرم میں ملاقی ہوا۔ لیکن معالم میں ہے کہ مشرکین خود ہی ان مسلمانون پر چڑھ آئے) اور ماہ محرم میں سے دو راتیں باقی رہگئی تھیں باہم کہنے لگے کہ اصحاب محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ماہ حرام میں قتال مکروہ جانتے ہیں۔ اور تم جماعت کثیر ہو۔ آؤ ان پر حملہ کریں۔ مسلمانون نے قسم دلائی کہ ماہ حرام میں ہم سے قتال نکرو۔ مگر مشرکون نے نہ مانا۔ اور قتال ہی کیا جب ابتدا ان سے ہوئی اور انکی زیادتی ثابت ہوگئی تو مسلمانون نے بھی اون سے مقابلہ کیا۔ اللہ تعالے نے مسلمانون کو فتح دی (ابن کثیر) مسلمانون نے کافرون سے بڑی بڑی ایذائیں اٹھا کر آخر تنگ ہو کر جنگ بدر میں انتقام لیا لیکن انہون نے پھر بھی مسلمانون کو چین لینے نہ دیا۔ اسی قسم کی زیادتیان کرتے رہتے تھے تو اللہ تعالے نے مظلوم مسلمانون کو وہ فتوحات دئے کہ اہل اسلام کے بلند جھنڈے کفار کی زمینون میں جا گاڑے۔ ۲ اس آیت کو عفوٌّ و غفورٌ پر ختم کرنے میں اسطرف اشارہ ہے کہ مظلوم کا معاف کر دینا بہتر ہے کیونکہ فرمایا وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى اور فرمایا وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔ جب اوس شخص نے اس مستحب بات کو روا نہ کیا تو معتبر ہین کے لحاظ کرتے یہ ایک برائی ہوئی تو حق سبحانہ فرماتا ہے کہ مین نے اوسکو معاف کیا اور بخش دیا کیونکہ مین نے اس بدلہ کی اجازت دی تھی۔ یا یہ کہ مین معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہون تو میرے بندون کو بھی چاہئے کہ میرے اخلاق سے متخلق و متصف ہوں۔ ۱۲

مقامِ وصال عطا فرماتا ہے اور حیاتِ جاودانی سے اُنکو زندۂ جاوید فرماتا ہے پھر یہ ملکِ حیات و

رزق کبھی نہ منقطع ہوگا اور نہ کبھی اون سے منع کئے جاوینگے جب مسلمانون کی نصرت کا

ذکر آیا تو ناصر و مددگار وہی ہوگا جو قادر ہو اسلئے اپنی قدرت کے دلائل کو صاف اور واضح طور

سے ارشاد فرمایا **پہلی دلیل**: ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ

وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ

الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ یہ (نصرت اس لئے کہ وہ قادر ہے اور اوسکی قدرت

سے ہے) کہ اللہ رات کو دن مین داخل کرتا ہے اور دن کو رات مین داخل کرتا ہے (یعنی رات[1]

اور دن کو گھٹاتا ہے اور بڑھاتا ہے) اور بے شک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ یہ[2] (قدرت کے

کام) اسلئے کہ اللہ ہی برحق ہے اور جنکو یہ کافر اللہ کے سوا عبادت کرتے ہین وہی باطل ہے اور

اللہ ہی عالیشان بڑا ہے۔ جب عارفون کے دل مین ظہور نورِ حق بشانِ حقیقت ہوتا ہے تو

تمام حوادث و مخلوقات کا اعتبار ان کے دلون سے ساقط ہوجاتا ہے اور کسی چیز کا کسی چیز کیواسطے

سبب و علت ہونا اونکی نگاہ مین باقی نہین رہتا کیونکہ جو چیز علت و سبب سمجھی جاتی ہے وہ

ذٰلك۔ ای النصر الدال علیہ قولہ لننصرنہ والباء فی قولہ بان اللّٰہ سببیۃ (خفاجی)۔

[1] یعنے دن مین سے کچھ حصہ رات مین چلاجاتا اور کبھی رات کا حصہ دن مین جسطرح سرما مین رات بڑی اور دن

چھوٹے ہین گرما مین دن بڑے اور رات چھوٹی ہوتی ہے۔ [2] ذٰلك یعنے وہ وصف مقدم یعنے ان امور کی

قدرت اس لئے اوسکو حاصل کہ وہ حق ہے یعنے واجب بالذات ہے غیر تغیر و زوال ممتنع ہے۔ ۱۲

تدعون
نافع وابن کثیر وابن عامر وشعبہ بیا تحتیہ بالخطاب سمعے

بقدرتِ حق جل شانہ ہے تو جب اللہ تعالٰی کی قدرت مین ہر ذرہ مسخر ہے تو ظہورِ قدرت باوجناع و

اطوار و صفات ہے اور کوئی چیز درمیان مین نہین ہے و لیکن ظاہر مین امتحان ہے۔ شیخ ابن عطا رحمہ اللہ

نے کہا کہ حق عز و جل نے حقیقتِ امر کو تجھپر ظاہر کردیا۔ چاہیئے کہ تیرا سِر ظن سواے حق عز و جل کے

کسی طرف رجوع نکرے کیونکہ جو کچھ سواے اُسکے ہے سب باطل ہے پھر حق سبحانہ تعالٰے اپنے کمالِ قدرت

کی **دوسری دلیل** ارشاد فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ

مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

ع ۷ ۱۵ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ (اے مخاطب) کیا تو نے نہین دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا تو[1]

زمین سرسبز ہوجاتی ہے۔ بے شک اللہ مہربان اور خبردار ہے۔ اوسیکا ہے جو کچھ آسمانون مین ہے

فتصبح الارض مخضرۃ اول تو انزل ماضی کا صیغہ فرمایا پھر فتصبح مضارع فرمایا۔ جس سے یہ تصویر پیش نظر ہو گویا دیکھا

کہ سحاب سے اللہ تعالٰے نے مینہ برسایا پھر اب زمین سبزہ سے لہلہاتی ہے۔ اور صاحب تفسیر کبیر نے لکھا کہ فتصبح مضارع

سے ایک فائدہ لطیف یہ ہے کہ وہ صبح کرتی رہتی ہے جیسے بارش متفرق زمانہ مین ایک زمانہ کے بعد دوسرے زمانہ مین باقی رہتی

ہے اور یہ فائدہ فعل ماضی سے نہین ہے مثلاً کہا جائے کہ فلان شخص نے مجھپر فلان سال مین یا انعام کیا تھا جس سے

مین شب و روز راحت پاتا ہون۔ تو اس سے ظاہر ہے کہ اوسکا اثر اب تک ہوتا چلا جاتا ہے بخلاف اس کے

اگر کہتا کہ جس سے مین نے راحت پائی تو یہ معلوم نہ ہوتا کہ اب بھی رہا یا نہ رہا۔ [1] بطور اشارات و تاویل معرفت و علم بانی

سے مشابہ ہے اور دل زمین سے چنانچہ عرائس مین ہے کہ جیسے اہل ایمان و یقین کے قلوب بارانِ تجلی صفات سے تر و تازہ

و سبزہ زار ہوجاتے ہین ان مین تازگی مکاشفات و محبت و شوق و علم سے پیدا ہوتی ہے اور ان امور مین سے قلب جس کا

ہے اور جس وہ سے اللہ تعالٰے نے اس مین فیض دیا ہے وہ قلب اسی صفت سے تر و تازہ ہوتا ہے۔ ۱۲

اور جو کچھ زمین مین ہی اور بلاشبہ اللہ ہی بے نیاز سراہا گیا ہی یعنے اسکی ذات وصفات وافعال سب محمود ہین اور ہر شان مین وہی مستحق حمد ہے۔ بعض علمانے کہا کہ اگر یہی بارش موسم اور وقت پر نہ برسے یا اندازہ سے کم یا زائد برسے تو کسی طرح کا فائدہ نہین۔ بلکہ اُلٹا نقصان پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر برسے ہی نہین تو ملک مین عالمگیر قحط پڑجاتا ہے خشک دانہ مین پانی پہونچا کر زمین سے تازہ تازہ لہلہاتا سبزہ اُبھارنا اور اسے نشوونما دیکر چند روز مین پودا اور پودے سے بڑا درخت بنانا پھر درخت کی رگون کی ذریعہ سے پتے پتے طراوت اور تری پہونچانا اور اس مین عجیب وغریب صنعت اور گلکاری کے بعد پھل پھول پیدا کرنا قادرِ مختار خدا کا کام نہین تو پھر کسکا ہے ؟ دلیل سوم وچہارم کو اسطرح بیان فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِىْ فِى الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ يُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

والفلك۔ عطف علی ما وجملۃ تجری حال۔ او علی اسم ان وجملۃ تجری خبر۔ والواو عطفت الاسم علی الاسم والخبر علی الخبر (خفاجی) ویمسک السماء۔ طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ جب تو کسی بادشاہ جابر ہیبت کے روبرو جائے اور تجھے اوسکے حملہ کرنیکا خوف ہو تو یہ دعا تین مرتبہ پڑھ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِهٖ جَمِيْعًا اَللّٰهُ اَعَزُّ مِمَّنْ اَخَافُ وَاَحْذَرُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ اَنْ يَّقَعْنَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ وَجُنُوْدِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَللّٰهُمَّ كُنْ لِّيْ جَارًا مِّنْ شَرِّهِمْ جَلَّ ثَنَاؤُكَ وَعَزَّ جَارُكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ (د ر) مترجم کہتا ہی کہ بجاے فلان کے اُس ستمگر کا نام لیوے۔ ان تقع ای من ان تقع علی حذف حرف الجر۔ والبصریون یقدرون فی مثلہ کراهة ان تقع۔ والکوفیون لئلا تقع وجوز فیہ ان یکون فی محل نصب علی انہ بدل اشتمال من السماء ای ویمنع وقوع السماء (خفاجی)۔١٢

لَرَءُوفٌ بصری وشعبہ وحمزہ وکسائی نے ساتھ قصر کے بھی پڑھا ہے